رسالہ تصوف ۴۴

اردو ترجمہ کتاب

محک الفقر کلاں

از تصنیف لطیف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سرتاج مشتاقان غوثیہ
وفخر عاشقان آستانہ قادریہ فنا فی ہو حضرت سلطان باہو
قدس سرہ العزیز

جسے

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی

تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زئیاں ——— بازار کشمیری

لاہور نے

بصرف زر کثیر با محاورہ اردو ترجمہ کرا کر

پکچر آرٹ پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام گوردتہ مل منیجر کے چھپوائے

تصوف کی سراپا رحمت بےنظیر کتابوں کا لاجواب سلسلہ

عین الفقر

یہ کتاب پراز اسرار الٰہی عاشقوں کی جان صادقوں کا ایمان حضرت سلطان باھو قادری قدس سرہ العزیز کی اعلیٰ تصنیفات سے ہے اس میں مصنف علیہ الرحمۃ نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ مسائل تصوف کو درج فرمایا ہے۔ علم تصوف کے شائق اسے جلد خرید کر سعادت دارین حاصل کریں ٭ قیمت .. .. .. [illegible]

مجالسۃ النبی ؐ

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز کی تصنیف لطیف سے ہے جس کا نہایت سلیس اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس میں بھی حضرت نے نہایت عمدگی سے بعض مسائل تصوف کو نہایت خوبی سے بیان فرما کر طالبان خدا اور عاشقان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک احسان عظیم فرمایا ہے۔ قیمت ۳۰ر

گنج الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھو قدس سرہ کی تصنیف سے ہے تصوف میں بےنظیر رسالہ ہے جس کا نہایت عمدہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ خوش قلم قیمت ... ۳۰ر

حجت الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھو قدس سرہ کی تصنیف سے ہے اور طالبان مولےٰ کی خاطر اس کا فارسی سے اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ نہایت خوشخط قیمت ۳۰ر

اردو ترجمہ کتاب کلید التوحید

یہ رسالہ سراپا برکت حضرت سلطان العارفین سلطان باھو کی تصنیف لطیف میں سے ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس رسالہ کی نسبت دیباچہ میں دعوےٰ کیا ہے۔ کہ یہ گنجینہ اسرار الٰہی بحکم خدا (الہام) اور منظوریٔ جناب سرور کائنات لکھا گیا ہے! در اسی وجہ سے اس کا نام کلید التوحید رکھا گیا ہے ٭ قیمت ۲۔

رسالہ روحی

یہ کتاب بھی حضرت سلطان باھو کی تصنیف سے ہے اس مختصر رسالہ میں حضرت نے روحانی بحث فرمائی ہے قیمت ۱ر

مقدمۂ تصوّف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصوّف کیا چیز ہے: مَیں اِس بحث سے اِس مقدمہ کو شروع کرتا ہوں۔ چونکہ بعض جُہلا کا یہ خیال ہے کہ تصوّف نہ کوئی شئے ہے اور نہ اس کا کوئی وجُود قائم ہو سکتا ہے۔ بلکہ ایک قوّتِ رُوحانی کا نام تصوف رکھ لیا گیا ہے جس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ انسان جس چیز کو نہیں دیکھ سکتا اور جو چیز اُس کی عقل کے اندازہ سے باہر ہوتی ہے اُس پر اُس کو مشکل سے یقین حاصل ہوتا ہے ۞

مَیں کہتا ہوں۔ تصوّف ایسی چیز نہیں ہے۔ کہ ہر شخص اس کے مذاق سے آشنا ہو سکے اس کی لذت تو کچھ تصوّفین ہی جان سکتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی جان عزیز اس راہ میں قربان کر دی ہے۔ اور خدا کے محبوبین میں شمار کئے گئے ہیں ۞

بعض کہتے ہیں کہ تصوّرات کی مشق سے قوتِ مقناطیسی کو کسی خیال مقدس کی طرف متوجہ کرنے سے جو حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اُس کو تصوف کہتے ہیں۔ زیادہ تر اس وجہ سے کہ تصوّف یعنی خداشناسی کا اچھا ذریعہ ہے ۞

بعض کا مقولہ ہے کہ جب موسےٰ علیہ السلام سے ارشاد لَنْ تَرَانِیْ ہوا یعنی تو ہم کو نہیں دیکھ سکتا۔ تو دوسرے انسان کے دِل میں انوارِ ذاتِ ربّی کیونکر چمک سکتے ہیں۔ یا کوئی شخص اس جلوہ مقدس کو کیونکر دیکھ سکتا ہے۔ جناب رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے معراج حاصل ہونے کے بعد ارشاد کیا کہ ما عرفناک حق معرفتك یعنی مَیں نے اپنے رب کو نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے ۞

اس کا جواب یہ ہے کہ باوجود قرب کے جو بیان کیا گیا اللہ جل وجلالہٗ کو بہ حیثیت مجموعی

اس وجہ سے نہیں دیکھا کہ بادشاہوں کے حضور میں نیچے اوپر نظر کرنا اور اِدھر اُدھر دیکھنا خلاف ادب بادشاہت کے ہے اور نہ رعب و عظمت کسی شخص کو کتنا ہی تقرب کیوں نہ ہو اجازت دیتا ہے خصوصاً ہمارے حضور تو اتصال نور مجرد سے ذائقہ وصل سے محو ہو رہے تھے اور یار کو جمال یار نے دریائے حیرت میں مستغرق کر رکھا تھا۔ اور بے اندازہ الطافِ ربانی کے بارِ احسان نے اپنا بندہ بنا لیا تھا۔ جو کچھ اشارہ ہوا تو قوت روحانی کے ذریعہ سے سمجھ لیا گیا۔ اور جو اپنے جی میں آیا چپکے سے عرض کر دیا ✦

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تو خواہش تھی۔ کہ ذات پاک کو بے حجاب اور بلا واسطہ دیکھوں اور اسی شوق میں وہ بار بار باوجود جواب لَنْ تَرَانِیْ سننے کے اَرِنِیْ کہنے پر مجبور ہو گئے تھے اور آخر کو وہی ہوا جو ارشاد ہوا تھا ✦

اوپر جو ہم لکھ آئے ہیں کہ تصوف کیا چیز ہے پہلے تو اس کی تعریف تمام کئے دیتے ہیں اور اقوال صوفیہ سے اس کے معنی کو لکھتے ہیں بعد اس کے ہم اور امور متعلقہ تصوف کے بیان کرینگے ✦

اس جگہ میں چند اقوال صوفیائے عظام کے تصوف کی تعریف میں لکھتا ہوں اور زیادہ اس امر کی بحث نہ کرونگا ✦

حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ نے تصوف کی یہ تعریف فرمائی ہے۔ کہ "تصوف گرفتن حقائق و گفتن بدقائق و نومید شدن از آنچہ ہست در دست خلائق" یعنی تصوف حقائق کا پانا اور پکڑنا اور دقائق کا کہنا اور جو کچھ خلائق کے ہاتھ میں ہے۔ اُس کی طرف نظر نہ کرنا اور اُس سے نا اُمید ہو جانا ہے ✦

حضرت ابوحفص حداد نے اس علم کی تعریف لفظ "ہمہ ادب ست" سے فرمائی ہے ✦

دوسرے موقع پر آپ فرماتے ہیں کہ "تصوف آنست کہ ترا خداوند تعالیٰ از خود بمیراند و بخود زندہ کند" یعنی تصوف یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ تیری ہستی فنا کر دے اور اپنی ہستی کے ساتھ زندہ کر دے یعنی حیات ابدی عطا فرمائے ✦

تیسرے موقع پر آپ فرماتے ہیں کہ "تصوف آن بود کہ باخدا باشی بے علاقہ" یعنی تصوف وہ ہے کہ تو سارے علاقے نفسانی کو قطع کر کے خدائے پاک کے ساتھ ہو رہے ✦

چوتھے موقع پر اس کی تعریف یہ فرمائی ہے کہ "تصوف صافی کردن دل است از مراجعت خلق

و مفارقت از طبیعت و فرو میراندن بشریت و دور بودن از دواعی نفسانی و فرود آمدن در صفات روحانی و بلند شدن بعلوم حقیقی و بکار داشتن آنچہ اولےٰ تر باشد الی اللہ و نصیحت کردن جملہ امت و وفا بجا آوردن و متابعت پیغمبر در شریعت "یعنی تصوف خلقت کے التفات سے دل صاف کرنے اور طبیعت سے مفارقت کرنے اور اوصاف بشریت کے نکال دینے اور خواہشات نفسانی کے دور ہونے اور روحانی صفات کے حاصل ہو جانے اور علوم حقیقی کے ساتھ بلند ہونے اور جو عمل خدائے تعالےٰ کی طرف بلند کرنیوالا ہو اُس پر کاربند رہنے اور تمام اُمت کو نصیحت کرنے اور وفا بجالانے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے اتباع کرنے کا نام تصوف ہے ✤

حضرت خواجہ ابو محمد مرتعش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تصوف حسن خلق کا نام ہے ✤

حضرت ابوالحسن نوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "تصوف نہ علوم است نہ رسوم اگر علم بودے بتعلیم حاصل شدے واگر رسوم بودے بمجاہدہ بدست آمدے بلکہ اخلاق است کہ تخلقوا باخلاق اللہ و بخلق خدا بیروں آمدن نہ برسوم دست دہد نہ بعلوم "یعنی تصوف نہ علوم ہے نہ رسوم کیونکہ اگر علوم ہوتا تو پڑھنے سے حاصل ہوتا اور اگر رسوم ہوتا تو مجاہدہ کے ساتھ حاصل ہوتا۔ بلکہ تصوف نام اخلاق کا ہے یعنی خدائے پاک کے خلق کے ساتھ ہر ایک سے پیش آنا۔ یہ تصوف نہ رسوم سے ہاتھ آتا ہے نہ علوم سے حاصل ہوتا ہے "بلکہ تصوف ترک جملہ نصیب ہائے نفس است برائے نصیب حق "یعنی تصوف تمام حظوظ نفسانیہ کو محض خدا کی رضا جوئی کے واسطے ترک کرنے کا نام ہے ✤

اب میں اس بحث کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا بلکہ انہیں اقوال صوفیہ پر اس بحث کو ختم کرتا ہوں اور دوسری بحث شروع کرتا ہوں ✤

خدا کی پہچان

خدا کا جاننا اور اُس کی صفات کا پہچاننا ہر شخص پر اپنی عقل کے موافق لازم ہے اس میں کسی کی تقلید جایز نہیں ✤

انسان ہر چیز کی کُنہ اور ذات کو دریافت نہیں کر سکتا اور خالق کل موجودات کی ذات اور کُنہ کا معلوم کرنا مخلوق کو کیونکر ممکن ہے ہاں اس کے وجود کا یقین ہر شخص عاقل کو

مثل اپنے نفس کے وجود کے ہے کہ جو حواس ظاہری سے معلوم نہیں ہوتا - علم اس کا وجدانی اور یقینی ہے گو ہر چیز کیسی ہی ناچیز متصور ہو مگر اس کی کُنہ حقیقت ضرور ماننی پڑے گی - اور پروردگار عالم عزاسمہٗ کی اس سے زیادہ کیا روشن دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ مرید اور حکیم اور علیم اور سمیع و بصیر ہے جس کی صفت تمام سلسلہ کائنات سے ظاہر ہے ❊

یہ امر مسلّم ہے کہ ضرور کوئی مدبّر صاحبِ حکمت اُس کا موجد ہے - اور ایک قاعدہ پر سب کو رکھنے والا اور چلانیوالا ہے - چونکہ وجود کے دو معنی ہیں - ایک فی الواقع ہونا کسی شے کا اور ایک اس کے ہونے کا اظہار کہ فلاں شے ہے - مثلاً زید کا قایم ہونا فی حد ذاتہٖ علیحدہ شے ہے - اور بیان کرنا اُس کا وہ موجود ہے، علیحدہ شے ہے - یہ وجود دوسرے معنی کا امر اعتباری اور مصدری ہے کہ جو قابل بحث یہاں نہیں ہے - اور عدم رفع وجود کا نام ہے کوئی دوسری چیز فی الواقع بمقابلہ وجود کے موجود نہیں - اور مراتب وجود واقعی باہم متفاوت ہیں - اُن کی تقسیم باعتبار مراتب حسب ذیل ہے :-

(۱) واجب (۲) ممکن (۳) ممتنع (۴) قوی (۵) ضعیف (۶) متقدم (۷) متاخر - اور تقدم و تاخر دو قسم کا ہے، ایک ذاتی اور ایک زمانی - مثلاً آواز کسی قسم کی گنبد میں متقدم بالذات ہے اور دوسری آواز جو اسی طرح گنبد میں آتی ہے متاخر بالذات ہے باعتبار زمانہ کے ان دونوں میں تقدم و تاخر ہے - اور وجود باپ کا بیٹے کے وجود سے متقدم بالزمان ہے اور بیٹے کا وجود متاخر بالزمان ہے ❊

جو وجود کہ مستقل بذاتہٖ اور محتاج غیر کا نہ ہو، وہ قوی ہے - اور جو محتاج غیر کا اپنی ذات میں ہو، وہ ضعیف ہے ❊

وجود ممتنع وہ ہے کہ جس کا ہونا عقل باور نہ کر سکے - اور ممکن وہ ہے کہ جس کا ہونا اور نہ ہونا دونوں ضروری نہ ہوں ❊

وجود واجب وہ ہے کہ جس کا ہونا ضروری ہو ❊

ثبوت واجب الوجود

جب ہم دُنیا کی چیزوں کو دیکھتے ہیں - اور خیال کرتے ہیں تو واضح ہوتا ہے - کہ ہر چیز دوسری چیز سے پیدا ہوتی ہے - سلسلہ علت اور معلول کا سب میں پایا جاتا ہے - کوئی علت کسی

سے لئے ہے اور کوئی معلول کسی کا ۔

اس صورت میں ضرور یہ خیال آتا ہے کہ آیا یہ سلسلہ غیر متناہی یوں ہی چلا آتا ہے ۔ یا کہیں اس کا آغاز و انجام بھی ہے یا اول جو شے اس میں فرض کیجائے وہ علت بھی کسی کی ہے جو اُس کے بعد ہے ۔ اور معلول بھی کسی شے کی جو سب سے پچھلی فرض کیجائے ۔

پس یہ پچھلی بات اس لئے غلط ہے کہ خود علت اور معلول ہونا شے کا بنفسہ محال عقلی ہے کوئی شخص چند نعشیں مردوں کی کہیں پڑی ہوئی دیکھے ۔ اور پھر اگر اُن کو زندہ پائے اور استفسار کرے کہ کسی نے اُن کو زندہ کیا ہے ۔ تو ہرگز کوئی صاحب شعور اس کو باور نہیں کریگا ۔ اور اس کو یہ خیال ضرور گذریگا کہ ان کا زندہ کرنیوالا کوئی اور ہے ، جو ان میں داخل نہیں ہے ۔ اور پہلی بات اس وجہ سے غلط ہے کہ علت تامہ شے کا موجود ہونا معاً شے معلول کے ساتھ لازمی ہے اور صورت تسلسل میں کوئی طرف اول متصور نہیں ہو سکتی ۔ کہ جس کی تاثیر سے درجہ بدرجہ طرف آخر کا ہونا اپنی علت کے ساتھ قبول کیا جائے ۔

علاوہ ازیں زمانہ موجود ہر آن میں حال ہی ہے ۔ ماضی گذر چکا ۔ مستقبل ہونے کو ہے زمانہ حال اپنی دو طرفوں یعنی ماضی اور مستقبل سے محدود ہے ۔ پس شے محدود میں غیر متناہی سلسلہ اشیا کا موجود ہونا محال عقلی ہے ۔ اور اگر کہو کہ سب سے پہلے جو زمانہ حال تھا وہ طرف ماضی نہ رکھتا تھا تو وہ زمانہ کے ساتھ سلسلہ اشیا کی طرف اول میں منتہی ہو جائیگا ۔

زمانہ گذشتہ و حال و مستقبل باعتبار گردش فلکی یا ارضی فرض کیا جاتا ہے ۔ کہ جو خود مخلوق ہے ۔ کرہ ارض میں یا اُس کے گرد تمام چیزیں دنیا کی جو موجود ہیں یا غیر ارض ۔ جہاں کہیں بھی کوئی چیز ہے ۔ سب کی ایک حد معین ہے ۔ اُن میں تغیر و تبدل جو کچھ ہوتا ہے وہ مقام محدود میں ہوتا رہتا ہے ۔ کوئی زمانہ یا مکان ایسا نہیں کہ جس کی ابتدا اور انتہا نہیں یا وسعت بے اندازہ اس کی ہو ۔ ہر ہر لحظہ کل اشیاء موجود کا مجموعہ ایک مقدار اور تعداد معین پر ہوتا ہے ۔ پھر تسلسل کو کیونکر قبول کر لیا جاسکے ۔

اگر کوئی کہے کہ علت فاعلی کا معلول کے ساتھ رہنا ہر دم لازم نہیں ہے ۔ کمہار برتن بنا کر مرجاتا ہے ، برتن موجود رہتا ہے ۔ تو جواب اس کا یہ ہے ۔ کہ علت مادی کا قائم رہنا ہر وقت معلوم کے ساتھ ہر صورت میں لازمی ہے ۔ پس صورت تسلسل میں نہ تو پچھلا مادہ قرار دیا جاسکتا ہے نہ پہلا فاعل کہ جس کے قبل کچھ نہ ہو ۔

اب نظر بدلایل ثابت ہوا کہ تمام سلسلہ کائنات کی علت اصلی ایسی شے ہے جو کسی کی معلول نہیں، جملہ موجودات کے لئے اُس کا وجود واجب ہے۔ اُس کو خواہ خدا کہو یا اَور کچھ مطلب واحد ہے۔ اور معلول واحد ہی کے نام کے اختلاف سے ذات نہیں بدلتی ہے ٭

توحید

دو[2] واجب الوجود کا ہونا عقلاً محال ہے۔ اگر دو واجب الوجود ہوں، تو اُن میں مابہ الامتیاز کچھ ہونا چاہئے اور کچھ مابہ الاشتراک۔ ورنہ سب طرح سے وہ دونوں ایک ہی ہیں۔ دو نہیں ہوسکتے۔ اور اگر ہوں تو انکو دو کہنا بے معنی ہے ٭

واجب الوجود ہونے کی حیثیت میں دونوں کو شریک مان لیا گیا ہے۔ تو جو کچھ مغایرت ہو وہ ذات ہی میں ہوسکتی ہے۔ یعنی یہ کہ انکی ذاتیں باہم متغائر ہیں۔ مگر یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ وہ اپنی ذات میں متغائر ہوں۔ اس واسطے کہ مفہوم واجب الوجود، عین ذات واجب الوجود ہے۔ اور وجوب وجود کا مفہوم ذات واجب الوجود سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ اگر علیحدہ ہو تو ذات واجب الوجود کی معروض اُس کی ہوئی جاتی ہے اور معروض ہونے کی صورت میں مرکب اور محتاج ہونا بلکہ معلول ہونا ذات واجب الوجود کا لازم آتا ہے کہ جو نقیض واجب الوجود اور خلاف مفروض ہے ٭

اگر کہا جائے کہ مفہوم واجب الوجود کوئی شے حقیقی نہیں ہے کہ جس کے عارض ہونے سے ذات واجب الوجود میں ترکیب لازم آئے یہ ایک صفت اُس کی ہے اور ممکن ہے کہ اسی صفت کی دو لبعیدہ ذاتیں ہوں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ وجوب وجود کی بھی فردیں ویسی ہی ہیں۔ کہ جیسی اُن ذاتوں کی فردیں قرار دی جائیں۔ کہ جن کو وجوب وجود کی صفت عارض ہو۔ مثلاً زید و عمرو و بکر و عالم کی متشخص ذاتیں جسقدر باہم علیحدہ ہیں۔ انسانیت بھی اُن کی جو ایک صفت اُن کی ہے باعتبار اُن کی ذاتوں کے باہم مختلف ہے۔ کوئی کامل ہے کوئی ناقص ہے اور کوئی متوسط۔ پس واجب الوجود کی دو ذاتیں متغائر ہوں تو ضرور وجوب وجود بھی اسی طرح مختلف درجہ کا ہوگا۔ حالانکہ دونوں کا اتحاد قرار دیا گیا ہے۔ اور فرض کیا جائے کہ ذاتیں دونوں کی متغائر ہیں مگر صفت وجوب وجود میں متحد ہیں۔ تو بھی ضرور کچھ مابہ الاشتراک اور کچھ مابہ الامتیاز ان میں ہونا چاہئے یعنی ایک ناقص اور ایک کامل یا ایک قوی تر

اور ایک ضعیف، بہر حال مساوی نہ ہونگی کیونکہ سب طرح ایک ہی ہوں تو دو نہیں ہو سکتے نقص
اور ضعف اُس شے کے عدم کا نام ہے جو دوسرے میں ہو۔ اور یہ بات بدیہی ہے۔ کہ
خود کسی شے کا بنفسہٖ مقتضی رفع وجود کا یعنی عدم کا نہیں ہوتا۔ پس ضرور اور کوئی چیز جو ذات سے
خارج ہو۔ باعث عدم یعنی نقص و ضعف قبول کرنی پڑیگی۔ اور اس صورت میں ذات ناقصہ و ضعیفہ
معلول دوسری علت کی ہوجائیگی واجب الوجود نہ رہیگی +

اور اگر کوئی کہے کہ ہر شے کے لئے ایک علت یعنی واجب الوجود عقل تجویز کر سکتی ہے
کہ جس پر سلسلہ اس کا اوپر کو ختم ہو جائے۔ تو جواب یہ ہے کہ دُنیا میں سب چیزیں دو قسم کی ہیں
بسیط اور مرکب اور بسائط کو مرکب سے کسی نہ کسی طرح کا تعلق ہے کسی سے کوئی مرکب چیز
چیز پیدا ہوتی ہے اور کسی سے کوئی چیز تلف ہو جاتی ہے۔ یا کسی سے کوئی چیز اپنی ذات
یا صورت یا صفت میں تائید پاتی ہے۔ اور اکثر یہ تعلق جو باہم سب میں ہے ایک ہی نظم پر
یکساں ہمیشہ چلا آتا ہے کہ در صورت غالب و مغلوب و قادر و عاجز و مطیع و مطبوع ہونے
ہر ایک کے آپس میں، اور یہ امور موجب معلول ہونے ہر ایک کے ہونے ہر ایک کے ہیں۔
اور خلاف شان واجب الوجود، اور در صورت کہ معلول ایک علت کا دوسری علت کے معلول
سے فنا ہو جائے تو فنا ہو جانے والے کی علت جو قائم بذاتہ قرار دی ہے۔ در صورت فنا ہو جانے
اُس چیز کے کہ جس کو معلول اُس کا فرض کیا جائے۔ در اصل علت متصور نہیں ہو سکتی علاوہ
ازیں مرکبات کے احداث میں بدرجۂ ادنے دو واجب الوجود کا شریک ہونا لازم آتا ہے
بلکہ تین کا۔ اِس لئے کہ ایک ایک تو اجزائے بسیط کے واجب الوجود کا اور ایک اُس کا کہ
جس کی مرضی اور تاثیر سے وہ چیز باہم مرکب ہوں +

اگر سلسلہ اعداد پر خیال کیا جائے تو واحد کا مرتبہ وحدت میں ایک ہی ہے۔ کہ جس
سے مجموع اعداد کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ دو واحد حیثیت واحدہ میں متصور نہیں ہو سکتے
پس جب تک کوئی دلیل مخالف اس کے ثابت نہ ہو، سلسلہ کائنات میں خلاف اس کے
تجویز کرنا خلاف دانش ہے +

امر و خلق

واجب الوجود کا نور اور حکم یعنی اُس کا ارادہ اور اُس کی ذات مظہر و موجب تمام عالم ہے

کوئی جزو اس کی ذات کا ممکن نہیں ۔

اور عقول و نفسِ ناطقہ کا وجود اور تمیج مادیات جسمانی کا ظہور امر یعنی حکم اور نور الٰہی سے متعلق ہے کہ جس کو خلق بھی کہہ سکتے ہیں ۔

واضح ہو کہ جب اس عالم محسوس کی نورانی چیزوں کا نور اس کی ذات کا جزو نہیں ہے۔ تو خالق کا نور یعنی نور الانوار کا نور ہرگز اس کی ذات جزو متصور نہیں ہو سکتا ہے ۔

نفوس کلّی

ہر چیز کا ایک نفس کلّی ہے کہ جو موجب ظہور و وجود اس شے کا ہے۔ مثلاً جمادات و نباتات وحیوانات کے خاص خاص نفس ہیں۔ کہ جن سے ان کا نشو و نما ہوتا ہے۔ اور نفس انسانی جامع ان قوتوں کا ہے کہ جو نفوس جمادات و نباتات وحیوانات کو حاصل ہیں۔ اور یہ بدیہی بات ہے۔ محتاج استدلال نہیں ۔

نفس ناطقہ

نفسِ ناطقہ بسیط غیر فانی ہے۔ بتدریج اپنی صفات میں ترقی پذیر ہوتا ہے اور جو صفتیں اس کو حاصل ہوتی ہیں وہ زوال پذیر بعد مرگ نہیں ہیں۔ بعد خرابی بدن کے عالم مجردات میں منسلک ہوتا ہے۔ مقامات اس کے بعد فنائے بدن بحسب تحصیل کمالات اور نقصانات کے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ ایک بلبل باغ جمال ربانی کا ہے۔ قفس عنصری مادی میں مقید ہے۔ ماہیت اس کی غیر معلوم ہے۔ اور عقل انسانی اس کی تحقیق سے عاجز ہے مگر بدلیل قاطع یقین ہے کہ بسیط ہے مرکب اور مادی جسمانی نہیں۔ کیونکہ ہر جسم شے کو بلا واسطہ دوسری چیز کے دریافت نہیں کرسکتا۔ اور خود اپنی ذات کا علم کسی جسم کو نہیں۔ حالانکہ بلا اعانت قوت باصرہ کے کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ اور کان بے قوت سامع سُن نہیں سکتے یہ دونوں اپنی ذاتوں سے واقف نہیں ہیں۔ بلکہ یہ بدیہی بات ہے۔ کہ دنیا میں جس قدر جسم ہیں وہ ایسے ہی ہیں۔ کہ نہ اپنے آپ کو جانتے ہیں اور نہ دوسری شے کو، بلا ذریعہ دوسری شے کے جان سکتے ہیں۔ مگر نفس خود اپنی ذات کو بغیر واسطہ دوسری شے کے جانتا ہے اور پہچانتا ہے۔ اور سوائے اپنی ذات کے اور چیزوں کو بھی خواب کی حالت

میں دریافت کرتا ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ جسمانی نہیں ہے۔ مجرد مادہ ہیولانی سے ہے بطریق شکل اول منطق کے، اس ترکیب سے یہ نتیجہ صادق آتا ہے کہ نفس ناطقہ بلا واسطہ اپنی ذات کو جانتا ہے اور بلاواسطہ اپنی ذات کو جاننے والا جسم نہیں ہے۔ تو پس نفس ناطقہ جسم نہیں ہے۔

ابتدائے آفرینش میں نفس کچھ نہیں تھا۔ بلکہ ایک مدت تک بچپن میں مدرک کلیات نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا مدرک کلیات وجزئیات نہ ہونا اس وقت تک جسمانی ہو جانے کی وجہ سے خیال نہیں کیا جاسکتا۔ یہ قصور ادراک بوجہ عدم کمال صفات کے ہے جن کا تکملہ بتدریج ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں۔ کہ اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ قوائے جسمانی بمنزلہ آلات ادراک نفس کے ہے۔ مگر ادراک کل چیزوں کا انہیں آلات پر موقوف نہیں ہے۔ مثلاً اپنی ذات کا جاننا یا خواب میں بلا اعانت شئے دیگر دریافت کرنا اور دیکھنا آلات پر منحصر نہیں ہے۔ پس جب ایک قسم کے ادراک سے مجرد ہونا نفس کا مادہ سے ثابت ہو گیا۔ اور دوسری قسم کے ادراک سے جو بواسطہ ہو، یا کسی وقت مطلق ادراک نہ ہونے سے یا ادراک غلط ہونے سے تجرد اس کا باطل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہنا کہ نفس ناطقہ خود بذاتہ کوئی شے نہیں ہے، مجموعہ قوائے انسانی کا نام ہے۔ خلاف مشاہدہ ہے۔ کوئی قوت خود بخود کام نہیں کرتی۔ سب پر حاکم یہی نفس ہے۔

فرض کرو کہ ایک گروہ سپاہ جس میں کچھ پیادہ کچھ سوار ہوں اور توپ خانہ بھی ہو کہیں جمع ہو۔ اور یہ سب ایک افسر کے حکم سے کام کرتے ہوں تو اس مجموعہ کا نام فوج ہو سکتا ہے۔ سپہ سالار اس کو نہیں کہہ سکتے۔ اس کا مرتبہ سب پر مقدم اور وہ علیحدہ اس جماعت سے ہے۔

عالم ارواح

واضح ہو کہ عالم مجردات غیر عالم جسمانیات مادیہ ہے اور باعتبار کثرت و قلت نورانیت اور مراتب تجرد افراد مجردات مثل افراد اس عالم جسمانیات کے باہم متفاوت ہیں۔ عالم ارواح بھی عالم مجردات ہے۔ لیکن باصطلاح علم الہیات عالم مجردات عقول

ونفوس فلکیات پر اطلاق کیا جاتا ہے ❖

اور عالم ارواح کا محسوس نہ ہونا حواس ظاہری سے موجب اس کا ذکر نہیں کہ اُس کے ہونے سے انکار کیا جائے۔ کیونکہ جب نفوس انسانی کا غیر فانی ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ تو کوئی عالم بھی اس کا تسلیم کرنا ضروری ہے۔ چونکہ مقیّد اور مشخص ہونا ذات مجردہ کا یعنی ہیولائی مادی نہ ہو غیر ممکن نہیں ہے۔ اور نور اشیا مادی نورانی کا باوجودیکہ وہ خود مادی جسمانی ہیں۔ اُن کے مادہ جسمانی سے مجرّد ہے بہ تبعیت و تشخص مکان جس میں وہ پہنچے تشخص و محدود ہو جاتا ہے۔ مثلاً دھوپ، جس جگہ دھوپ ہو وہ مقید بحد و مکان معین ہوتی ہے۔ حالانکہ ذات نور محتاج مکان نہیں۔ پس نفس انسانی کا بہ تبعیت نفس حیوانی مشخص ہو جانا خلاف عقل نہیں ❖

اب ہم کو یہ بتا دینا چاہئے۔ کہ بعد مفارقت بدن نفس انسان کی قوت ادراک نہیں جاتی رہتی۔ جو کچھ اس نے حالت مصاحبت بدن میں حاصل کیا ہے زائل نہیں ہوتا۔ دیکھو حالت خواب میں باوجودیکہ حواس ظاہری معطّل ہو جاتے ہیں۔ نفس میں قوتِ مشاہدہ و مکالمہ و تفکر و تذکر باقی رہتی ہے۔ اور بھولی ہوئی اور غائب چیزوں کو یاد کر لیتا ہے۔ اور نئی نئی چیزیں جن کو حالت بیداری میں نہیں دیکھتا ہے، وہ غلط ہوں یا صحیح اور جس طرح حالت بیداری میں فکریں کرتا ہے اسی طرح حالت خواب میں کرتا ہے۔ اور بولتا ہے اور سنتا ہے۔ پس جب وہ قید بدن سے آزاد ہو جائے، بدرجۂ اعلیٰ یہ قوت اُس میں باقی رہنی چاہئے۔ اور اگر کہا جائے کہ آلاتِ فکر و تصور خواب میں جیسے کہ تھے ویسے ہی موجود رہتے ہیں، انہیں کے سبب سے نفس سوتے میں ادراک کرتا ہے۔ بعد موت یہ آلات نہیں رہتے کہ جن سے وہ ادراک کرے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ آنکھیں سوتے میں بالکل بیکار ہو جاتی ہیں، مگر خواب میں سب کچھ مثل حالت بیداری دیکھتا ہے اور آلات سے بھی وہ حالت خواب میں مستفید نہیں ہوتا۔ کسی جزو بدن یا خاص دماغ میں سب چیزیں جو بیداری میں معلوم ہوتی ہیں رکھی ہوئی یا منقوش نہیں ہیں۔ کہ سونے میں نفس اُن کو دیکھ کر یاد کرے۔ اپنی قوتِ ذاتی سے وہ اُن کو حالت خواب میں یاد کر لیتا ہے ❖

عالم برزخ

جب نفس ناطقہ کو بدن دنیوی سے مفارقت ہوئی تو قیامت صغریٰ اُس کے لئے قائم ہو گئی۔ وہ ایسے عالم میں پہنچا کہ جو نہ مثل عالم سفلی جسمانی کے ہے نہ مثل عالم مجردات عقلیہ، اِن دونوں حالتوں کے بیچ میں جو عالم ہے وہ برزخ ہے۔ اس عالم کی صورتیں اور کیفیتیں خیال نفسانی سے دکھائی دیتی ہیں۔ مثل اُن صورتوں اور کیفیتوں کے کہ جو خواب میں انسان کو دکھائی دیتی ہیں۔ چونکہ خیال ایسی قوتِ انسانی ہے۔ کہ برزخ میں اسی ایک سے پانچوں حواس ظاہری دنیاوی کے کام نکلتے ہیں یعنی حاصل بصر و سمع و شمیم و مس و ذوق عالم برزخ میں اسی قوت واحدہ سے حاصل ہوتا ہے۔ پس برزخ میں جو صورتیں نفس کو دکھائی دیتی ہیں۔ وہ عین ذات نفس ناطقہ ہیں۔ اُس کے غیر نہیں ہیں۔ پس روح کو صاحب جسد بوجہ تشخص عینی و وضعی مجازاً کہا جاتا ہے۔

جسد مثالی

یہ ایک مادی جسمانی انسانی ہے کہ جو اس عالم جسمانی میں موجود ہے۔ دوسرا نفسانی ہے کہ جو روح حیوانات کے ساتھ اس قالب جسمانی سے متعلق ہے۔ اور تیسرا عقلانی ہے کہ جو مجرد عقل سے تعلق رکھتا ہے اور جو بعد مفارقت نفس کو اجزائے مادیہ بدن سے تعلق نہیں رہتا۔ مگر قوت ادراک سے جو اس کو حاصل رہتی ہے۔ اور جس کے باقی رہنے کا ثبوت پہلے بیان کیا گیا ہے وہ اپنی نعش کو دیکھتا اور سمجھتا ہے اور جو اس کے ساتھ برتاؤ ہوتا ہے اُس کو جانتا ہے اور اُس کے بدن کی تصویر جو اُس کے خیال میں باقی رہتی ہے۔ وہی جسد مثالی ہے اور صورت اس کی ہے، جو بعد چھوڑ دینے بدن کے باقی رہتی ہے۔ نہ مثل عکس کسی شے کے کہ جو آئینہ یا فوٹوگراف کے شیشہ پر آجاتی ہے بلکہ مثل فعل فاعل کے کہ جو اس کی ذات پر اسی کے فعل سے ہوتا ہے۔ مثلاً دھوپ کسی مکان کے قطعہ زمین پر پڑتی ہے یا مربع پر تو صورت ہر ایک قطع کی علیحدہ علیحدہ نظر آتی ہے۔ حالانکہ درحقیقت دھوپ وہی ایک ہے۔ پس نعش انسان کا خیال بجائے قطعہ محدود زمین کے ہے۔ اس کی اگر زیادہ تشریح دیکھنا ہو تو ہماری کتاب تحقیق الروح دیکھو۔

قبر حقیقی

انسان کی قبر حقیقی وہ ہے کہ جس میں یہ جسد مثالی رہتا ہے۔ اور قبر مجازی وہ ہے۔ کہ جہاں اجزائے بدن ہوں یا تمام بدن مدفون ہو یا اجزائے بدن باقی رہیں۔ اور حالانکہ ادراک نفس باقی رہتا ہے۔ وہ اپنے مادی بدن کے حالات سے ضرور آگاہ ہوتا رہتا ہے۔

اب میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ اور اصل کتاب **محکک الفقر** مصنفہ حضرت **سلطان باہو** صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ خدا میری مدد کرے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علے رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

اُردو ترجمہ کتاب مُحکّ الفقر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰہُ تَقَدَّسَ اَسْمَآئُہٗ وَتَعَالیٰ کِبْرِیَآءُہٗ (اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام (ہر عیب سے بری اور اُس کی عظمت تمام عالم سے بڑی ہے) اور ہزار ہزار درود و سلام تمام جہان کے سرداروں کے سردار محمّد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر جن کی بابت ارشاد باری عزّ اسمہٗ ہے کہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَلَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِیَّةَ یعنی اگر تمہارا واسطہ نہ ہوتا اے محمّد صلے اللہ علیہ وسلّم) تو ہم آسمانوں کو پیدا اور اپنی خدائی کو ہویدا نہ کرتے ٭

پھر ارشاد باری عزّ اسمہٗ ہوتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنی اللہ کا فرمان ہے، کہدے (اے حبیب میرے) اگر تم کو اللہ کے عشق کا دعوےٰ ہے تو میرا اتباع کرو کہ اللہ تعالےٰ تمہارا خود عاشق ہو جائے گا۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے کُلُّ شَیْءٍ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَائَکَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ یعنی ہر چیز تمہاری رضا کی طالب ہے۔ مگر اے محمد صلّے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم میں تمہاری رضا کا طالب ہوں۔ درود ہو اللہ تعالےٰ کا اُن پر اور اُن کی آل واصحاب و اولیائے اُمّت پر ٭

پس اے طالب صادق معلوم ہو تجھ کو اس کتاب کا نام محک الفقر ہے یعنی یہ کسوٹی فقر کی ہے، جس سے تمام کھوٹا کھرا معلوم ہو جاتا ہے ٭

مترجم کہتا ہے فقر تمام صوفیہ کا اِس پر اتفاق ہے کہ فقر اور چیز ہے اور تصوف اور چیز اور فقر کی نہایت تصوف کی ہدایت ہے اور جب تک فقر نہایت کو نہیں پہنچتا تصوف کا مرتبہ شروع نہیں ہوتا

ایسا ہی زہد اور ہے اور فقر اور ہے۔ اور فقر مجرد محتاجگی اور نہ ہونے کو نہیں کہتے، بلکہ فقر محمود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور اُس کی رضا پر راضی رہے۔ اور صوفی اور ہے اور ملامتی اور ہے۔ ان میں فرق اتنا ہے کہ صوفی کا خالص معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے، مخلوق کی طرف اُس کی نظر نہیں ہے۔ بخلاف ملامتی کے کہ اس کا معاملہ خالص اللہ کے ساتھ نہیں، مخلوق کی طرف بھی اُسکی نظر ہے۔ اور ملامتی وہ ہے کہ نیکی کو ظاہر نہیں کرتا اور بدی کو نہیں چھپاتا۔ اور صوفی وہ ہے کہ مخلوق سے مشغول نہیں ہوتا اور اُنکے قبول اور رد کی پروا نہیں کرتا۔ ان کا اتفاق ہے کہ جیسے روزی کی تلاش میں کوشش نہ ہو، اور اُسے اللہ کی ضمانت پر بھروسہ ہو تو اسکے واسطے بہت بڑا مرتبہ ہے اور بہتر یہی ہے کہ سب سے علاقہ چھوڑ کر عبادت میں مشغول ہو۔ ہاں جب اُس کے نزدیک تنہائی اور مجلس اور ملنا اور الگ رہنا برابر ہو۔ اور ہر ایک حال میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرتا ہو تو اُسے درست ہے کہ حاجت کے موافق کسب کرے ؁

ایک بزرگ اپنے مریدوں سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ روزی کی تلاش کا خیال نہ کرو۔ تم تو رزاق مطلق کو تہمت لگاتے ہو۔ اور اس کی ضمانت پر بھروسا نہیں کرتے ہو ؁

پس اے درویش! محک الفقر اس واسطے ہے کہ جو شریعت میں ہوتا ہے۔ اُس کو صاحب شریعت کہتے ہیں۔ بزرگوں نے شریعت میں دو طریقے قرار دیئے ہیں (ایک طریقہ والے کا نام صاحب **فتویٰ** رکھا ہے۔ اور دوسرے طریقہ والے کا نام صاحب **تقویٰ** قرار دیا ہے۔ اور جو طریقت میں داخل ہوا اُس کو صاحب **طریقت** اور جو حقیقت میں آیا اُس کو محقق کہتے ہیں۔ اور جو شخص درجۂ معرفت حاصل کرتا ہے۔ اُس کو **عارف** کہتے ہیں۔ اور جو شخص ان چاروں مدارج کو طے کرکے چاروں نفسوں کے تابع نہ ہو۔ اور اربعہ عناصر کی عادت یعنی (نفسانیت) سے علیحدہ ہو اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (اپنی خواہش کو مار دو اس سے قبل کہ مر جاؤ) کا مصداق بنجائے اور معرفت الٰہی پر مستقیم رہے اور مقام ہویت اور فقر فنا فی اللہ کے مراتب کو طے کرے، وہ اس کتاب سے طے کر سکتا ہے، چونکہ یہ کتاب ہر چہار مراتب کی کسوٹی ہے ؁

پس اے طالب صادق! جو شخص اس کتاب کو ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھے۔ اور اس پر عمل کرے اور کمال ذوق وشوق سے اس کو پڑھے تو ضرور ہے کہ اُس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری حاصل ہو کہ جو لاکھوں برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور جو کمال مرتبہ فقر ہے۔ اس سے زیادہ اور کوئی فقر نہیں ہے جس کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے الفقر فخری فرمایا ہے یا واصلان حق سے ہو +

مترجم قال اللہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا یعنی یہ

یہ قول اللہ تعالیٰ نے کہا ہے وہ لوگ کوشش کرتے ہیں (فقیر) درمیان ہمارے تو البتہ بتلا دیتے ہیں ہم رستہ اپنا لیکن کوشش چاہیئے کہ ساتھ تابعداری شاہنشاہ کونین شفیع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہو، نہ بطور کافروں کے کہ وہ لہو لعب کو کوشش جانتے ہیں جس طرح کہ حضور علیہ السلام اکثر دفعتوں میں کمبل اونٹ کی اپنی گردن مبارک میں ڈالتے اور فرماتے تھے یا ربّ امتی امتی +

پس اے طالب صادق! شریعت اور طریقت میں کیا ہے پس معلوم ہو کہ صاحب شریعت ہوشیار اور صاحب طریقت مست و سرشار مگر دل سے بیدار + اور حقیقت و معرفت میں کیا فرق ہے پس حقیقت یہ ہے کہ نیکی اور بدی کو اپنے نفس (لوامہ) کے سپرد کرنے کا نام ہے۔ اور معرفت یہ ہے کہ خدا کی طرف رجوع اور اپنے آپ کو خواہش نفسانی سے باز رکھنے کا نام ہے +

اور اے طالب صادق! معرفت و فقر میں کیا فرق ہے پس معلوم ہو کہ عارف ہمیشہ خاموش رہتا ہے۔ اور فقر ایک دریائے ناپیداکنار ہے جس میں بمشکل گوہر مقصود ہاتھ آتا ہے پس اُس کی موج سے بیہوش نہ ہو۔ بظاہر عام آدمیوں کے جلسہ میں اور بباطن خدا کی محبت میں استغراق کُلی رکھنے کا نام ہے نظم

ہر کہ خواند محک را بہر از خدا	مجلسے حاصل شود با مصطفٰے
صورتے دیگر بود سیرت دگر	عارف باللہ بود صاحب نظر
ایں کتابے مرشد حق راہبر	ہر مقامے مید ہد از حق خبر
مے شناسد کنہ حرف راز را	اولیاء اللہ چشم و آز را
ہر کتابے را جوابے مید ہد	ہر دلی را ہم خطابے مید ہد
اولیا را مے نماید ہر مقام	میکند تحقیق ہر یک پختہ خام

اور اس کے ہر حرف میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور ہر سطر میں خدا کے بھید اور پوشیدہ باتیں اور معانی اور دریائے توحید کے موتی ہیں +

پس اے طالب صادق! عارفیت اور وحدانیت الٰہی کی کیفیت کے طریقے اسرار محمدی ہیں۔ اور عارف باللہ کے خواص اللہ تعالیٰ کے نام سے کھلتے ہیں - اور فنا فی اللہ

کے ساتھ مسمّٰی ہوتا ہے اور مقام ہویّت میں پہنچتا ہے ۔ اور لفظ حیّ و قیوم سے موسوم ہوتا ہے اور بےحجاب اللہ کو دیکھتا ہے ۔ اور شرح جزو کل اور شرح توحید یعنی معرفت ذات و صفات الٰہی سے بےنیاز ہو جاتا ہے ۔ اور مجلس اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماہر ہو جاتا ہے ۔ بلکہ ہر وقت حضوری حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کو میسر رہتی ہے ◆

مترجم ۔ صوفیائے کرام نے اِن مراتب کو کئی مرتبوں پر لکھا ہے اُن میں اول مرتبہ احدیت کا ہے جس سے مراد ذات بحث اور ہستی خاص ہے جس کا دریافت کرنا مشکل بلکہ لایدرکہ الابصار یعنی نہیں معلوم کر سکتی ۔ اُس کو بینائی کہ مراد اور اشارت کو طرف اس کی راستہ نہیں ہے اور یہ عقل و فہم اس سے خبردار نہیں ہو سکتی ۔ اسی واسطے فکر اور غور ذات حق سبحانہٗ و تعالےٰ میں منع ہے ۔ دوم مرتبہ وحدت کا ہے کہ مرتبہ اجمالی صفات کا ہے کہ جو بےامتیاز ہے ۔ مگر بعضے بعضوں کو قابلیت خاص ہے اسی کا نام حقیقت محمدی ہے کہ جو درمیان احدیت اور واحدیت کے ہے اور سوم مرتبہ واحدیت کا ہے کہ یہ مرتبہ تفصیل صفات کا ہے ۔ باامتیاز تمام صفتوں کے دوسروں سے ۔ اس کے بعد مرتبہ الوہیت کا ہے کہ جو جگہ تمام مرتبوں کی ہے یعنی کمال و جلال سے اور جو تین مراتب وجوب اور قدم کے ہیں ۔ اور معبودیت اور مسجودیت خاصہ ان مرتبوں کا ہے اور نقصان اور امکان اور محدودیت اور محصوریت کو اس جگہ دخل نہیں ہے ۔ اور ان مرتبوں کو مراتب داخلی حق کہتے ہیں ◆

اور تین دوسرے مراتب ہیں کہ وجود مطلق بصورت اعیان کہ حقیقت اشیائے کونیہ اور مجردہ اور بسیطہ اور مرکبیہ اور جسمانیہ مراد اُس سے ہیں ظاہر ہوا ۔ اور ہر ایک میں ساتھ دوسرے رنگ کے ظہور فرمایا اُس میں اول مرتبہ عالم ارواح کا ہے کہ جو جواہر لطیفہ ہے قابل تصویر اور ترکیب اور تبعیض کے اور یہ مرتبہ شامل ہے اوپر عقلوں اور ملائکوں اور ارواح بولنے والے اور طبیعت رکھنے والے کے ◆ اور دوسرا مرتبہ عالم مثال کا ہے جو عالم ارواح کے ساتھ متصف ہے ۔ بلکہ ایک صورت لطیفہ اُس سے ظاہر ہے کہ جو لائق جزا اور تبعیض کے نہیں ہے اس کو عالم خیال بھی کہتے ہیں کہ جو شامل ہے خیال منفصل اور متصل کے ، بلکہ وہ خیال کیا گیا انسان کا ہے ◆ اور سوم مرتبہ عالم اجسام کا ہے کہ جواہر کثیفہ عناصر اور مرکبات کہ عبارت اُس سے ہے اور یہ تقسیم کی ہوئی ساتھ جسم کانی اور نباتی اور حیوانی اور انسانی کا ہے کہ جو اخیر مرتبہ انسان ظاہری کا ہے ◆ اور شرح جزو کل سے مراد ذرہ ذرہ یعنی تھوڑا بہت ◆ اور شرح توحید سے مراد ذات کا ایک جاننا ◆

پس تجھ کو معلوم ہو کہ یہ کتاب محک الفقر حضرت فقیر باھو رحمۃ اللہ علیہ ولی بازیل

علیہ الرحمۃ عرف آوان ساکن قرب وجوار قلعہ شور کی تصنیف ہے حَرَسَہَا اللہُ تَعَالٰی مِنَ الْاٰفَاتِ وَالْجَوْرِ (یعنی نگاہ رکھے اُس کو اللہ برتر تمام آفتوں اور ظلم (حاکم ظالم) سے قولہٗ تعالٰی قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاھِلِیْنَ یعنی اللہ برتر فرماتا ہے، کہا (حضرت موسیٰ) نے میں اللہ کے ساتھ جاہل ہونے سے پناہ مانگتا ہوں ؎

پس اے درویش! شریعت کیا ہے ایک شرف یعنی بزرگی کے ہے۔ اور طریقت کیا ہے، وہ ایک راز ہے۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ شریعت دریا ہے۔ اور طریقت اُس کا کنارا ہے۔ اور حقیقت کیا ہے، حق کا دیکھنا۔ اور معرفت کیا ہے، حق الیقین کا مرتبہ ہے (اب یوں سمجھنا چاہیئے کہ) شریعت (گویا) بادشاہ کا دارالسلطنت ہے۔ اور (چونکہ طریقت کی راہ شریعت سے ہے اور حقیقت میں طریقت کی وجہ سے حق پر نگاہ ہے (اس وجہ سے) کہ معرفت میں حقیقت سے اللہ کے بھید حاصل ہوتے ہیں۔ پس جو شخص شریعت سے باہر قدم رکھے اور استدراج حاصل کرے وہ مُلحد ہے ؎

مترجم۔ واضح ہو کہ اقسام وحی میں ایک قسم الہام اور معجزہ ہے۔ یہ قسم مخصوص انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور کرامت اور خرق عادت اور استدراج اور استخراج اکثر اولیاء اللہ سے سرزد ہوتے ہیں۔ پس اگر پابندیٔ شریعت کے ساتھ ہے تو اُس کو کرامت اور خرق عادت کہینگے۔ اور اگر تصفیہ و تذکیہ قلب سے کسی کافر یا مشرک سے کوئی امر سرزد ہو اُس کو استدراج کہتے ہیں۔ جس کے معنی قلب کی حالت بیان کردینا ہے۔ بسا اوقات یہ امر مشاہدہ میں آیا ہے۔ کہ اکثر مشرکین اور کفار سے یہ امر سرزد ہوا ہے کہ کوئی شخص اُن کے ملنے کو آیا اور جس خیال سے آیا وہ خیال اس کا ظاہر کر دیا گیا۔ اسی واسطے شریعت غرا نے ایسے لوگوں کو ملحد اور گنہگار قرار دیا ہے۔ جس کی تفصیل کتب صوفیہ میں مفصل ہے جو صاحب چاہیں ملاحظہ فرمایئں۔ بالخصوص فتوحات مکیہ میں اس کی زیادہ تفصیل موجود ہے ؎

(پس درویش کو لازم ہے کہ) ہر طریقہ و ہر مقام کو شریعت سے کھولے۔ اور ہر مقام پر شریعت میں رجوع کرے (جیسا کہ حدیث میں وارد ہے) **حدیث** اَلنِّھَایَۃُ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ یعنی ہر کام کی انتہا اُس کی ابتداء کی طرف رجوع کرنا ہے۔ پس شریعت کو قرآن سے شرف ہے اور قرآن شریف کو اللہ کے نام و ذات سے شرف ہے (پس اے درویش) شریعت اور قرآن اللہ کے نام و ذات سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ وَیَعْلَمُ

مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ یعنی اسی اللہ کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں کہ اُن کو وہی جانتا ہے اور (اللہ) جانتا ہے اُس چیز کو کہ جو خشکی اور تری میں ہے۔ اور کوئی پتہ نہیں گرتا کہ وہ اُس کو نہ جانتا ہو۔ اور کوئی ذرہ زمین کی تاریکیوں میں اور کوئی دانہ زمین اور کوئی خشک اور تر ایسا نہیں کہ جو اُس کی کتاب روشن میں نہ ہو۔ یعنی وہ روشن کتاب (لوح محفوظ) میں موجود ہے ◆

پس اے درویش! جس طریقہ کو اللہ ورسول وقرآن وشریعت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنے والے عالم اور فقیر عارف باللہ وکامل لوگ رد کریں وہ طریقہ سراسر کفر ہے۔ اور اُس پر چلنے والا کافر وزندیق وگمراہ ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے **بیت**

خلاف پیغمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف راہ وہی شخص اختیار کریگا جس کی قسمت میں ازل سے منزل مقصود پر پہنچنا نہیں لکھا ہے ◆

اس کا جواب حضرت مصنف **باہو** قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں **بیت**

شد مُربّا از جہان باہو مصطفےٰ
واقف اسرار گشتہ از الٰہ

پس اے درویش! شریعت کیا ہے یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا خلاصہ ہے۔ اور دُنیا اور دُنیا کے (خلاف شریعت) طریقے اللہ تعالےٰ کے رد کئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اصل دُنیا (اور اُس انہماک) فرعون وہامان سے ہے۔ اور شریعت کی اصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ پس اے درویش! جو شخص دُنیا (صرف) طلب کرے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے ◆

مترجم۔ چونکہ حدیث میں آیا ہے الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب یعنی دُنیا مردار ہے اور طلب کرنے والا اس کا کتا ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ مردار چیز لقمہ سگ ہوتی ہے پس جو شخص طالب دنیا ہے اور اپنے آپ کو فقیر کہتا ہے اس کی مثال کلب سے ہے۔ بلکہ حدیث میں دعا کے موقعہ پر عافیت کی دُعا مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔ پس جو لوگ ورد وظائف یا مزارات اولیاء پر محض دُنیا کے

مانگنے کو جاتے ہیں اور جب کامیاب نہیں ہوتے۔ تو اولیاء اللہ سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ یہ سراسر گمراہی ہے۔ ہم نے اس کی زیادہ تصریح اپنے رسالہ طہیر الدعاء میں مفصل کی ہے۔ بوجہ طوالت اس جگہ قلمبند نہیں کر سکتے +

پس اے طالب صادق! دُنیا کیا ہے اور کسے کہتے ہیں **مثنوی**

آنچہ باحق مے برد فقر بہشت | آنچہ از حق باز دارد دنیائے زشت
فقر فخری گفت احمدؐ مجتبےٰ | داد عزت حق تعالےٰ فقر را

پس اے درویش! فرض دو قسم کا ہے، ایک کا نام فرض وقتی ہے۔ دوسرے کا نام فرض دائمی۔ پس فرض وقتی تو نماز روزہ حج وزکوٰۃ ہے۔ اور فرض دائمی اللہ تعالےٰ کا ذکر اور معرفت الٰہی کا مشاہدہ ہے۔ پس اسے درویش! فرض دائمی کو غالب کر۔ اور فرض وقتی کا مقید اور اُس کے ادا کرنے میں ایک وقت سے دوسرے وقت کا انتظار کر +

پس اے درویش! جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا راز نماز کے ساتھ ہے بغیر نماز کے ذکر راز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس حالت میں اپنی عمر عزیز کا ضائع کرنا ہے۔ حدیث میں آیا ہے اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ یعنی وقت تلوار خونخوار ہے (فرمودۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے) +

پس اسے درویش معلوم ہو کہ شریعت راہ ہے اور قرآن کلام (الٰہی) ہے کہ مخلوق اور حادث نہیں (بلکہ قدیم ہے) اور اللہ کا نام ہدایت کرنے والا ہے +

پس اے طالب صادق! آدمی قرآن کے پڑھنے اور علم کے حاصل کرنے اور عبادت کی (محنت) صرف اللہ تعالیٰ کے نام لینے سے اسلام پر قائم نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اُس کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل نہ ہو۔ اور کلمہ طیب (سچے دل سے) نہ پڑھے۔ جیسا کہ وارد ہے۔ ذِکْرُ اللّٰہِ فَرْضٌ مِنْ قَبْلِ کُلِّ فَرْضٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اللہ کا ذکر کرنا یعنی لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہنا ہر فرض پر مقدم (بلکہ) فرض ہے (جس طرح) اول اللہ کا ذکر فرض ہے (یعنی جس طرح) تکبیر تحریمہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ نماز میں سب سے پہلے ہے۔ اس کے بعد نماز فرض ہے قولہ تعالےٰ وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی یعنی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اور اللہ کا نام لیا پھر نماز پڑھی (تو اُس نے فلاح پائی) اور الحدیث اَفْضَلُ الذِّکْرِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ حدیث میں ہے سب ذکروں سے افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے ٭ اور بہترین عبادت قرآن شریف کی تلاوت ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا ذکر وعبادت وسعادت کی یاد سے تعلق رکھتا ہے۔ بدیں وجہ کہ اللہ کا ذکر قدیم ہے ٭

پس اے درویش! جاننا چاہیئے کہ اس کو کلمہ طیبہ اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ اس میں اللہ تعالےٰ کی پاکی کا ذکر ہے اور شرک وکفر کی ناپاکی سے باہر نکلتا ہے۔ اور کلمہ طیبہ کے پڑھنے والے میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے ٭

اول۔ (اس پر یقین ہو) کہ جس کو اس پر یقین نہیں وہ منافق ہے ٭

دوسرے (اس کی حرمت ہو) کہ جس کو اس کی حرمت نہیں ہے وہ فاسق ہے ٭

تیسرے اس کی حلاوت ولذت حاصل ہو) پس جس کو حلاوت نہیں وہ ریاکار ہے ٭

چوتھے (دل میں اس کی تعظیم نہ ہو) جس کو اس کی تعظیم نہیں وہ بدعتی ہے ٭

ابیات

کلید قفل جناں لا الٰہ الا اللہ	نجات مردم جاں لا الٰہ الا اللہ
چہ خوف آتش دوزخ چہ باک دیو لعیں	ورا کہ کرد بیاں لا الٰہ الا اللہ
نبود ملک دو عالم نبود چرخ کبود	کہ بود ورداماں لا الٰہ الا اللہ

اس کے بعد حضرت باھو قدس سرہ العزیز عشق کی تعریف اور کلمہ طیبہ کا نتیجہ لکھتے ہیں ٭

یعنی جاننا چاہیئے کہ ہر چیز کے لئے آفت ہے اور (حضرت) عشق کی آفت آدمی کا نفس ہے۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَدَخَلَ الْجَنَّۃَ وَھُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِہٖ۔ یعنی داخل ہوا اپنی جنت میں اور وہ ظالم ہے اپنے نفس پر اور نفس کی آفت طمع ہے اور نفس وطمع آدمی سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ جب تک کہ (آدمی) حرص کو نہ چھوڑے۔ اور توکل نہ اختیار کرے۔ اور ترک حرص وتوکل حاصل نہیں ہوتا بغیر اللہ تعالےٰ کے داغ محبت ودرد کے اور درد وداغ ومحبت بغیر ذکر کلمہ طیبہ کے حاصل نہیں ہوتا اور کلمہ طیبہ اثر نہیں کرتا جب تک توجہ مرشد کامل کی نہ ہو۔ اس واسطے کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذکر سے توحید اور توکل حاصل ہوتا ہے ٭

دوسری حدیث اَلتَّوْحِیْدُ وَالتَّوَکُّلُ تَوْاَمَانِ بِاٰیَاتٍ یعنی توحید وتوکل کی نشانیاں ایک ہی ہیں ٭

پس اے درویش! ذکرِ نفی و اثبات (غیر سے عبادت کی نفی کر کے اللہ کے واسطے ثابت کرنا) اور اللہ تعالےٰ کے نام میں غرق ہونا کہ جو ہمیشہ رہنے والی ذات ہے اور ذکرِ جاری لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم جو تلاوتِ قرآن کے ساتھ ہو۔ یہ صاحبِ وصال کے مراتب ہیں (چونکہ) حدیث اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم۔ قرآن شریف کا فرمان ہے اور اللہ تعالےٰ کا حکم و فرمان ازل سے ابد تک جاری ہے (اس واسطے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت غرّا ایک فیض کا بہتا ہوا دریا ہے، جو ہر شخص کی مراد پوری کرنے والا اور عام و خاص آدمیوں کا رہنما ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا اسمِ اعظم رحمت ہے (بلکہ) اُس کے فضل کا بینہ ہے یعنی بارانِ رحمت اَللّٰہُ یا اسمِ اللہ امرِ غالب ہے خدائے تعالےٰ کے امروں سے، جیسا کہ ارشاد ہے وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمْرِہٖ (یعنی اللہ کا حکم سب پر غالب ہے) اور حدیث اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ اور حدیث میں ادب کی تاکید ہے۔ اور **قولہ تعالےٰ** وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاِنَّہٗ لَفِسْقٌ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور نہ کھاؤ اُس چیز میں سے جس پر اللہ تعالےٰ کا نام نہیں لیا گیا البتہ وہ فسق ہے ؛

پس اے درویش! قرآن شریف کی پہلی آیت اللہ تعالےٰ کے ذکر کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (پڑھو اللہ کا نام لیکر جس نے پیدا کیا ؛

پس ذکرِ معرفتِ الٰہی حسبِ ہدایت اللہ تعالےٰ کے ہے کیونکہ بے ہدایت اللہ تعالےٰ کے کچھ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ بلعم باعور اور ابلیس آن واحد میں راندۂ درگاہ ہوگئے اور قربِ حضوری سے دُور پھینکے گئے۔ اور اللہ تعالےٰ کی ہدایت اور حبِّ مولا کے اخلاص نے اصحابِ کہف اور اُن کے کُتّے کو دُوری سے قربِ حضوری میں پہنچا دیا (چونکہ) اللہ تعالےٰ کی محبت ہدایت ہے اور دُنیا کی محبت سراسر گمراہی ہے ؛

پس اے درویش! رویت ہدایت کے واسطے ہے **قولہ تعالیٰ** وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اور سلام اُس پر جس نے ہدایت کو اختیار کیا یعنی جو اتباع کرے ہدایت کا کیونکہ روایت والا مجتہد اور مذہب والا امام وہی ہو جس نے دنیائے فانی سے ساتھ مطلوبِ حقیقی کے رحلت فرمائی ہو۔ اُس کے بعد جو کوئی شخص بغیر اُس کے مذہب

یا اجتہاد یا امام ہونے کا دعوٰے کرے بالکل جھوٹ ہے +
پس اے طالب صادق! یہ پانچ مرتبے کسی کو نصیب نہیں ہو سکتے۔ پس جو شخص ان کا دعوٰے کرے وہ اسلام سے خارج ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا (پناہ مانگتا ہوں اللہ کے ساتھ اس سے) +
اول۔ قرآن شریف سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی پر نازل نہیں ہو سکتا +
دوم بعد حضرت کے کسی کو مرتبہ نبوت نہیں مل سکتا +
سوم معراج اب کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی +
چہارم وحی الٰہی سوائے پیغمبروں کے کسی پر نہیں آتی +
پنجم۔ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مذہب کے چاروں ائمہ مجتہدین کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا اگرچہ کتنا ہی فضل و بزرگی حاصل کرے +
پس اے درویش! مجھ کو تعجب آتا ہے اُس قوم اور اُس آدمی پر کہ جو مرشد ولی اللہ روز اول بغیر ریاضت کے ہو جائے (بھلا کہاں راز حقیقت اور کہاں وہ احمق (چونکہ) ریاضت اور محنت خدا کی بخشش ہے۔ جس کسی کو اللہ نے چاہا بخشا۔ اور جس کو نہ چاہا نہ بخشا) مگر اس خدا کی بخشش پر بھی آدمی بخیل ہے۔ **مثنوی**

مرد مرشد راز بخشد حق عطا	میکشد از شرک و کفر و از ہوا
بے طلب مولٰے بود شیطاں مرید	ہر کہ طالب حق بود با حق رسید

مترجم بغیر ریاضت سے یہ مراد ہے کہ بعض جاہل آدمی جو سجادہ پر بیٹھ کر دعوٰے فقر کر بیٹھتے ہیں اور راز فقر سے ناآشنائے محض ہوتے ہیں۔ بلکہ محض جاہل اور کندۂ ناتراش ہوتے ہیں۔ وہ ہرگز ولی نہیں ہوتے بلکہ وہ شیطان کے مرید ہوتے ہیں۔ کہ جو لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھانستے ہیں۔ خدا ایسے لوگوں سے محفوظ رکھے۔ پس مصنف کتاب کا اشارہ ریاضت فقر سے ہے اور یہ وہ ریاضت ہے۔ کہ خدا اس کی جس کو توفیق دے +

پس اے طالب صادق! معلوم ہو تجھ کو کہ شریعت نام قول کا ہے۔ اور طریقت نام حال کا اور حقیقت نام احوال کا اور معرفت نام وصال الٰہی کا ہے۔ پس شریعت اور طریقت کے درمیان میں ستر ہزار پردے ہیں۔ جب تک کہ انانیت (یعنی آپ کو سمجھنا) اور غرور سے علیحدہ نہ ہوگا ہرگز مقام طریقت میں نہ پہنچیگا۔ اور طریقت و حقیقت میں

میں کشف و کرامات کے ستر ہزار پردے ہیں یعنی حجاب اکبر ہیں۔ پس جو شخص کشف و کرامت سے پاک وصاف نہ ہو حقیقت پر کما حقہٗ نہیں پہنچتا۔ اور حقیقت و معرفت میں ستر ہزار عظیم الشان یعنی بڑے پردے صفات کے ہیں (پس) جب تک (انسان) صفات سے باہر نہ ہو، دریائے معرفت اور لاہوت میں غرق نہیں ہو سکتا۔ اور ہرگز معرفت الٰہی کے مقام پر نہیں پہنچتا ہے۔

پس اے درویش! معرفت اور غرق نور الٰہی میں ستر ہزار پردے ہیں (پس) جب تک کہ عارف لباس معرفت سے خالی نہ ہو، مقام غرق نور الٰہی میں نہیں ہوتا۔ اور غرق نور الٰہی (مقام حیّ وقیوم یعنی مقام بقا باللہ میں (بھی) ستر ہزار حجاب ہیں (پس) جب تک کہ جسم اسم و ذات الٰہی میں اللہ کے نام کے تصرف سے باقی باللہ نہ ہو (ہرگز) زندۂ جاوید نہ ہوگا۔ کیونکہ اس مقام کا خطاب نعمت اللہ ہے۔ جیسا کہ خود ارشاد باری عزّ اسمہٗ ہے۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔

پس اے درویش! جو شخص اس نعمت اللہ کے راستہ پر پہنچے، وہ خلق کا ہادی اور راہنما اور صاحب نظر اور اللہ کا مقرب ہو (بلکہ) اللہ سے ایسا واصل ہو کہ طالب حق کو (اگر چاہے) نو ہزار کوس سے اپنے جذبہ سے کھینچ لے۔ اور آن واحد میں مقام شریعت اور طریقت اور حقیقت اور معرفت کو طے کرا دے اور حق تعالےٰ سے ملا دے کہ وہ طالب ہر وقت اللہ کو یاد کرے۔ اور سوائے صاحب نظر اور طالب نظر کے دوسرے کی خواہش نہ کرے۔

نیم نظرش بہ بود مرد خدا ۔۔۔ زاں نظر حاضر شود با مصطفےٰ

یعنی صاحب نظر کی نیم نظر میں یہ تاثیر ہے کہ اُس سے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی درگاہ میں حضوری حاصل ہوتی ہے۔

پس جس کی نظر میں یہ تاثیر نہ ہو اُس کو صاحب نظر نہیں کہہ سکتے۔ چونکہ یہ راہ صرف اللہ کی توفیق سے حاصل ہوتی ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ (یعنی نہیں ہے مجھ کو توفیق مگر اللہ کی طرف سے)۔

پس اے درویش! اللہ کی معرفت کا راستہ ایک بھید اور سراسر راز پنہاں ہے۔ اگر تو (اس رستہ پر) آئیگا تو (کوئی مانع نہیں ہے) دروازہ کھُلا ہے اور اگر (تو) نہ آئیگا، تو اللہ تعالےٰ کو اس کی پروا نہیں ہے۔

اے درویش! (صرف) زبان کا ذکر کرنا ناقص اور مُدعا کے لئے غیر مضبوط ہے جیسا کہ فرعون کے کہنے سے دریا جاری ہوگیا (اور اُس کے کہنے کے خلاف ہؤا) جس کی تصریح اور تفصیل کتب تفاسیر میں بہت ہے اس جگہ اُس کے نقل کی گنجائش نہیں ہے ٭

اور اے طالب صادق! ذاکر قلبی کسی چیز میں مقید نہیں ہے۔ اور ذاکر روحی کسی حالت میں راحت نہیں پاتا ہے۔ اور ذکر سِرّی سے مراد چپ رہنا ہے۔ اور ذاکر ناظر ہمیشہ بے نیاز (اللہ تعالےٰ) میں غرق رہتا ہے ٭

(اب اے درویش! ذکر خفیہ کی تعریف سُن وہ یہ ہے) کہ ذکر خفیہ کی مثل (اور کوئی) ذکر نہیں ہے۔ کیونکہ ذکر خفیہ یعنی ذکر خفی نہ زبان کے ساتھ اور نہ قلب کے ساتھ اور نہ سِر کے ساتھ ہے (بلکہ) ذکر خفی ایک غیر مخلوق نور ہے۔ کہ اُس کے ذاکر کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حضوری ہے اور وہ جو کچھ سُنتا ہے اور کہتا ہے وہ یاد رکھتا ہے (بلکہ) ذاکر خفیہ بے غصہ اور مطمئن اور صاحب ذوق وشوق محبت انوار الٰہی کے مشاہدہ کرنے والے کا نام ہے (یا مشاہدہ کرنے والا اور متوکل علے اللہ اور صاحب رحم اور تارک خواہشات نفسانی اور اسرارات الٰہیہ کا جاننے والا ثابت قدم پورا سالک ہے (اور اے درویش) ذاکر خفیہ بہت ہوشیار ہوتا ہے صرف مشہور افواہ نہیں ہوتا (بلکہ) جس پر فضل الٰہی ہوتا ہے وہ ذاکر کو خفیہ جانتا ہے (صوفیا نے لکھا ہے کہ) ذکر خفی عارفوں کا حصہ ہے قولہ تعالیٰ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (یعنی پکارو اپنے رب کو عاجزی اور پوشیدگی سے) اور قولہ تعالیٰ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (یعنی یاد کر اُس اللہ کو جو جہان کا بادشاہ اور ہر عیب سے پاک (اور) سب سے غالب (اور) حکمت والا ہے (اور) آسمان اور زمین کی چیزیں (اُس کی) تسبیح کرتی ہیں) اور قولہ تعالیٰ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ (پس (اے مسلمانو) جس وقت (تم) نماز کو پورا کر لو تو اللہ کا ذکر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور پہلوؤں پر کرو) اور قولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ (یعنی اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا وہ دوزخی اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں) هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ یعنی وہ ہمیشہ اُس میں رہینگے۔ اور قولہ تعالیٰ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ

لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ○ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ (یعنی سنکر لوگ تو (اس بات میں) لگے ہیں کہ ڈگا دیں (یعنی گرادیں) اپنی نظروں سے جب سنتے ہیں نصیحت اور کہتے ہیں کہ (یہ آدمی) باؤلا ہے، یعنی مجنون ہے۔ اور نہیں ہے وہ مگر نصیحت عالم کے لوگوں کو) اور قولہ تعالیٰ یُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ (یعنی مجاہدے کرتے ہیں (وہ لوگ) اللہ کی راہ میں اور نہیں ڈرتے ہیں ملامت کو ملامت کرنے والوں کے) ٭

مترجم یعنی جہاد کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اور کسی کے برا کہنے سے نہیں ڈرتے ٭

اور قولہ تعالیٰ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (یعنی اے مسلمانو (تم) اللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو (تو) البتہ تم فلاحت حاصل کروگے) اور قولہ تعالےٰ قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى (یعنی فرمایا اللہ تعالےٰ نے اسی طرح آئینگی تیرے پاس ہماری نشانیاں۔ پس بھلادیگا تو اُن کو اور اسی طرح آج (قیامت کو تو) بھلایا جائیگا) ٭

حدیث اَكْثِرُوا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى يَقُولَ الْمُنَافِقُونَ مَجْنُونٌ (یعنی اللہ کے ذکر کی اتنی کثرت کرو کہ منافق لوگ تم کو مجنون کہنے لگیں) ٭

پس اے درویش! ذکر سرّی سچے اور پاک لوگوں کا مرتبہ اور اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقًا (یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جو شخص اللہ و رسول کی اطاعت کریگا وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالےٰ نے انعام کیا ہے۔ یعنی (وہ لوگ) انبیاء علیہم السلام اور صدیق اور شہید اور نیک بندے ہیں) ٭

مترجم یہاں انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگوں سے مراد یہ ہے کہ جب بندہ خدا و رسول کی اطاعت میں صفات بشریّہ کو دور کریگا۔ اور خواہش نفسانی کو دور کرکے صفت ملکیہ پیدا کریگا پس اس بندہ کا مرتبہ مثل مراتب مذکورہ بالا کے ہو جائیگا۔ مثال کے طور پر یوں سمجھ لینا چاہیئے کہ کثرت عبادت والطاعت سے حضور غوث الثقلین میراں شیخ سید محی الدین جیلانی اور

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ ہے یا مثل اُن کے اور بزرگانِ دین ہیں
گو نبی اور صدیقین کا مرتبہ خاص ہے۔ مگر اُن کے پیرو بھی مثل اُنکے ہو جاتے ہیں ٭
اِس کے بعد حضرت باھو علیہ الرحمۃ مصنّف کتاب علم فقہ کی تعریف اور فقر کو فرماتے ہیں۔
پس اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہو کہ علم فقہ آدمی کی جان و تن اور زبان و جسد ظاہری
کو پاک و صاف بنا دیتا ہے۔ لیکن علم فقہ کے پڑھنے سے حرص و حسد دل سے نہیں جاتا۔
دیگر فقہ جاننے والا دل کی پاکیزگی سے بے خبر ہے۔ اور ذکر اللہ نور معرفت کا اشتغال
ہے۔ اور بغیر علم فقہ کے فقیر اپنی فضیحت اور کفر و شرک کی رسوم کو نہیں جانتا۔ اور فقہ اسلام
کی بنیاد (یعنی قرآن و حدیث) کی تشریح ہے۔ اور فقر بنائے اسم اللہ کی شرح ہے
پس علم فقہ و علم فقر چھ حرفوں کا مجموعہ ہے۔ پس جس کا فقہ اور فقر دونوں کامل ہیں اُس
کو چھؤں جہتیں حاصل ہیں یعنی شش جہت اُس کے قدموں کے نیچے ہیں ٭
پس اے درویش! یہ مرتبے ذکر دوام اور فکر تمام کے ہیں (پس معلوم ہو کہ) فقیری
بے علم کے ناقص اور خام ہے (مترجم) اسی کی بابت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ع
کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

بیت

علم را آموز اوّل آنچہ عِلمے از خدا عِلم فِقہ و ذکر و فکر و باز دار از ہوا

یعنی اوّل اُس علم کو سیکھنا چاہیئے کہ جس سے معرفت الٰہی حاصل ہو کہ وہ علم فقہ اور
ذکر اور فکر ہے ٭

پس عالم باعمل اور فقیر عارف کامل وہ ہے کہ سوتے وقت اپنے نفس سے کہے
کہ مجھ کو خدائے تعالیٰ نے اطاعت و عبادت و ذکر و فکر و معرفت سعادت کیواسطے
پیدا کیا ہے نہ سونے کے واسطے۔ اور اے نفس تیرے سونے کی جگہ قبر ہے کہ ایک
پہلو پر سالہا سال قیامت تک سوتا رہیگا (دنیا میں) اللہ کی عبادت کرلے۔ کیونکہ
قیامت اور عرصاتِ محشر و صراط (وغیرہ وغیرہ) درپیش ہیں ٭
پس اے درویش! مرد عارف و کامل کو تین دشمنوں سے خبردار رہنا چاہیئے۔ کہ
نفس جان کا دشمن ہے۔ اور شیطان ایمان کا دشمن ہے۔ اور دُنیا زر کی دُشمن ہے
(پس) جو لوگ اِن تینوں دشمنوں سے بے خبر ہیں وہ سخت احمق و نادان اور محض بےعقل

اور بیوقوف اور مطلق جاہل ہیں +

اس کے بعد حضرت مصنف بیعت کی بابت ارشاد فرماتے ہیں قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ یعنی اللہ جل وعلا لہٗ وعم نوالہٗ حضور اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر فرماتا ہے ۔ کہ جو لوگ تم سے (اے محمد) بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں (اس واسطے کہ) اللہ کا دست رحمت اُن کے ہاتھوں پر ہے +

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں قولہ تعالےٰ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَا اَوْ مِثْلِھَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ کہ جو آیت ہم منسوخ کردیتے ہیں یا اُس کو بھلا دیتے ہیں اُس سے بہتر یا اُس کی مثل نازل کرتے ہیں، کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ ہر بات پر قادر ہے +

پھر فرماتے ہیں قولہ تعالیٰ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّ نَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰی وَ قَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا ۔ یعنی خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ جس نے مُنہ پھیرا میری یاد سے (یعنی رُوگرداں ہُوا) تو اُس کو ملتی ہے گذران تنگی کی اور اُٹھاوینگے ہم اُس کو قیامت کے دن اندھا (اور) وہ کہیگا اے رب میرے کیوں اُٹھایا تو نے مجھے اندھا میں تو تھا دیکھنے والا +

اس کے بعد حضرت مُصنّف قدس سرہٗ العزیز دُنیا کے قیام کی بابت ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تک عارف باللہ اور صاحب ولایت ولی اللہ مسند ارشاد پر رونق فروز ہیں، اُس وقت تک دُنیا قائم ہے ۔ اور جس دن کہ ذکر اللہ اور نام اللہ طالبانِ خدا کے ظاہر و باطن سے اُٹھ جائیگا، اُسی روز قیامت قائم ہو جائیگی +

مترجم چونکہ نظام عالم محض صوفیہ کے وجود باجود کے باعث قائم ہے اسی واسطے وہ اہل خلق اللہ کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں ۔ بلکہ سوائے خدا کے اُن کا کسی کو علم نہیں ہوتا اُن کو خدائے تعالےٰ نے اسی واسطے تخلیق فرمایا ہے ۔ کہ وہ ہدایت مراتب تلقین ارادت اور ارشاد صدق ونیقین سے ایک دوسرے سے باز رہیں بلکہ برابر ہدایت پہنچاتے رہیں ۔ بعض ان میں سے افراد ہیں اور بعض اُن میں سے اوتاد ہیں ۔ اور بعض اُن میں سے

مداد اور غوث اور اوتار وغیرہ درجہ بدرجہ ہیں۔ جن کی تفصیل اکثر کتب تصوف میں موجود ہے +

چونکہ زمین اور خلق اللہ و ہدایت اللہ (محض) صوفیائے کرام کی برکت سے (آج تک) سلامت ہے (ورنہ کب کی غارت ہو جاتی) +

پس اے طالب صادق! علمائے ظاہر اور علمائے باطن کے درمیان جو حجاب، تکبر ہے وہ یہ ہے کہ وہ علم ظاہر (کی حقیقت کو) دلائل سے جانتے ہیں۔ اور جس کو باطن والے نہیں جانتے۔ اور باطن والے (یعنی صوفیائے کرام) جو باریکیاں اور نکات اور معرفت الہی کی برکتوں کو جانتے ہیں، وہ عالم نہیں جانتے۔ اور جو لوگ اہل اللہ ہیں۔ وہ ہر وقت تجلیات الہیہ میں رہتے ہیں۔ اور برابر انوار پروردگار کو عالم خواب و مراقبہ میں مشاہدہ کرتے ہیں بخلاف علما کے کہ بے دلیل میں ہیں۔ اور وہ بے دلیل جانتے ہیں۔ پس اے طالب صادق! یوں سمجھنا چاہئے کہ علماء حجاب میں ہیں۔ اور صوفیہ بے حجاب ہیں۔ ان دونوں کا حجاب خدا ہی اٹھائے تو ایک حالت ہو جائے (ورنہ یہ حجاب قیامت تک نہ جائیگا) +

پس لائق یہ ہے کہ علم ظاہری اور باطنی ایک ہو، اس کا نام صاحب ہدایت اللہ اور ولی اللہ ہے۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب تک وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنی اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف۔ اور قولہ تعالیٰ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہدایت کر ہم کو سیدھے راہ کی یعنی ابتدا اور انتہا خدا کی معرفت کی (چونکہ) فقر کا تمام اسم اللہ ذات میں ہے +

مترجم۔ ترتیب سلوک میں بڑے بڑے صوفیہ پریشان ہو کر گمراہ ہو گئے ہیں جس کی کتب صوفیہ گواہ ہیں۔ اول تو یہ علم سینہ بسفینہ ہیں اور دوسرے جو کیفیت صاحب حال پر ہوتی ہے اس کا وجدان کچھ وہی جانتا ہے جس پر ہوتی ہے۔ دراصل یہ علم صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ہے۔ اگر اس کی کچھ فہمید ہے تو وہ صرف اسی قدر ہے جیسا کہ میں نے اپنے ایک مثلث میں اس خیال کو ظاہر کیا ہے اس کا ایک شعر مثال کے طور پر نقل کرتا ہوں جو یہ ہے ؎

شریعت اپنی ہستی خود ترا بینی ہے طریقت ہے
سمجھنا معرفت ہے جاننا اس کا حقیقت ہے

محمد کا یہ رستہ ہے تبا ست بعد ثناء پہلے

دوسرے ایک اور قصیدہ کا مقطع ہے ؎

خواہ بہشت و دوزخ بھی ہم کو تم کر دو پیدا ہمارا قالب خاکی ہو خود ہے قیامت کا

پس جو کچھ ہے وہ سمجھ سے باہر ہے نہ آنکھ اس کو دیکھ سکتی ہے نہ کان اس کو سن سکتا ہے۔

بیت در دو جہاں نہ در دل کل جز خدا را راہ کہ غیرہ راہ نتواں بود در خزانہ شاہ

پس اے طالب صادق اس راہ باطنی میں اللہ کی معرفت اور محبت نفس اور سیرت محمدی درکار ہے جیسا کہ ارشاد باری عزّ و اسمہٗ ہے وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یعنی مضبوط ہونے والے علم میں۔ جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے

؎ علم رہ گشتن راہ ہادی راہ ہے آدمی بے علم سمجھوں گا تو خر

اس سے معلوم ہوا کہ علم عمل کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور عبادت ذکر اور معرفت کی طرف کھینچتا ہے۔ اور تصدیق القلب یعنی سچائی کی طرف پہنچاتا ہے۔ اور باطن سے بیزاری بخشتا ہے چونکہ آیۂ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اور صوفیہ یعبدون کی جگہ لیعرفون کہتے ہیں یعنی ہم نے جن اور انس کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ ہماری معرفت حاصل کریں۔ یعنی ہماری پیدائش بندگی کے واسطے ہے اگر بندگی نہ ہو تو کوئی ترسی ہے اور اگر علم ہمارا ساتھ معرفت کے ہے تو ہم عالم باعمل ہیں۔ علم ہو گا اور عبادت سے بھی لذت حاصل ہے اور حلاوت کی بھی پاتی ہے۔ اور اگر کوئی علم سے چون و چرا کرے تو وہ مغرور و متکبر ہے۔ اور مقام اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ یعنی میں اس سے بہتر ہوں کا اس میں داخل ہے کہ جو غرور اور خواہشوں میں متکبر ہو۔ اور وہ جانتے کہ مرشد حقیقت کو حقیقت جانتا ہو۔

پس اے طالب صادق جاننا چاہئے کہ مرشد صاحب قال باطن میں معرفت الٰہی کا قرب وصال کے ساتھ اعتبار نہیں کرتے اور فقیر کامل جب کہ اللہ کے ذکر کے باعث اللہ کے نام پر بولنے لگتا ہے تو زبان گویائی کی قال سے مطلق مردہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ یعنی جس کسی نے اپنے رب کی معرفت حاصل کی پس تحقیق اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

پس اے طالب صادق جاننا چاہئے کہ شریعت کا مقام زبان ہے یعنی اقرار کرنا اور طریقت کا مقام دل ہے یعنی جنبش قلب سے دل اسم اللہ کے ساتھ زندہ ہو۔ اسم اللہ کی تاثیر سے۔ اور نفس مطلق مردہ ہو یعنی نفس میں حرص و حسد اور کبر و طمع اور ہوا و ہوس ذاکر قلبی کے وجود میں نہ رہے اور چون مطلق سے باہر آوے۔ یعنی جو کوئی چون و چرا

سے علیحدہ ہوا اُس کے دل پر خطرات نہیں آتے۔ اور ذاکر قلبی جب کہ ان مرتبوں پر پہنچتا ہے (اُس وقت) صفائی قلب دوام سے ذاکر قلبی کو باطن میں انبیاء اور اولیاء کی محفل اقدس نصیب ہوتی ہے ✦

پس اے درویش! جب کہ ذاکر قلبی کو دوام انبیاؑ و اولیائے کی مجلس ہوتی ہے تو وہ اُن کے فیضان صحبت کی برکت اور اسم اللہ کی تاثیر سے ایسا روشن ضمیر ہو جاتا ہے جیسا کہ آفتاب ✦

دوسرے سرِ اسرار الٰہی کا مشاہدہ اُس کو ہمیشہ میسر رہتا ہے۔ کیونکہ ذاکر قلب کو شاہد جمال مطلق کا مشاہدہ ہی وصال ہے۔ اور اے درویش صادق! جو شخص اسم اور رسم کے مطابق پارہ گوشت یعنی دل کو حرکت دے وہ ذاکر قلب نہیں ہے۔ اور کام و زبان کے ساتھ تعلق رکھ کر پڑھتے ہیں۔ پس ان کی حقیقت معلوم ہوئی۔ اور فقیروں اور درویشوں کے مرتبوں سے بہت دور ہے اور معرفت الٰہی کے وصال سے محروم ہے ✦

پس اے درویش! ذاکر قلبی صاحب نظر ہے اگر کافروں کی مجلس میں بیٹھے ذکر قلب اسم اللہ کی توجہ سے تمام کفّار کی طرف نظر کرے۔ پس صاحب قلب کی نظر سے ہر ایک کافر کا قلب ذکر اور جنبش میں ہو۔ اور تصدیق القلب حاصل ہو وے۔ اور ذکر اللہ کے غلبوں سے تصدیق القلب زبان سے اقرار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا کہنا ہے۔ اور مسلمان حقیقی اور عارف باللہ کی تحقیق بے حجاب ہو ✦

پس اے طالب صادق! ذاکر قلب، دنیا اور اہل دنیا کو ترک کرے۔ اور خلق سے جدائی اختیار کرے اور ہمیشہ اشتغال اللہ میں غرق ہو ✦ اور ذاکر قلبی اگرچہ ظاہر میں مطالعہ علم میں مسرور ہوتا ہے، لیکن باطن میں مجلس محمدی میں حاضر ہوتا ہے۔ اور جو کوئی ذاکر قلبی ایسے مرتبے نہ رکھتا ہو۔ اور آدمیوں میں وہ آپ کو ذاکر کہے اور مخلوق اُن کو ذاکر کہے، یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں اور ذکر سے بے خبر ہیں ✦

(اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) کہ ذکر اللہ خدا کی بخشش ہے۔ مگر طالب دنیا اُس کے لائق نہیں ہے۔ اور ذاکر قلبی کو ممات اور حیات ایک ہے جب کہ ذاکر قلبی کا قلب اسم اللہ سے زندہ ہو اور یا اللہ کہے۔ اُس کے بعد ذاکر قلبی کا قلب اور ذکر قلب آواز بلند کے ساتھ یا اللہ یا اللہ یا اللہ کہہ کر سوزش قلب

پیدا ہووے ۔ اور قلب ذکر اللہ کے ساتھ ایسا نعرہ مارے کہ غسال حیرت میں آئے اور جنازہ والے خوف کریں (کہ قیامت آگئی) اور ذاکر قلبی کو جب قبر میں اُتاریں ۔ اُس وقت قلب میں شورش ہو ۔ اور آواز بلند اور جہر کے ساتھ یا اللہ یا اللہ یا اللہ کہنے لگے ۔ پس ایسے ذاکر کو ذاکر کہتے ہیں ۔ اور جو ذاکر کہ قلب میں زندہ قلب نہ ہو اور قبر میں ذکر زیادہ نہ کرے ۔ اُس کو ذکر قلبی اور ذاکر قلبی نہیں کہہ سکتے اور ایسے ذاکر کے ذکر کو رسم رسوم اور بے اعتبار رکھتے ہیں ۔ اور ذکر بے اعتبار مرشد بے وصال اور معرفت سے ناواقف ہے ۔ اور طالب اُس کا خام خیال ، ذکر اللہ کے ساتھ معرفت الٰہی سے مستفید نہیں ہو سکتا ہے ۔

اسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے کہ مرشد ناقص کا رہنما پکڑنا باعث نقصان کا ہے جو کہ طالب اللہ کو معرفت الٰہی کی طرف بتمامیت نہ پہنچادے (اور جس انسان سے ایسا نہ ہو سکے اُس کو مرشد نہ بناوے) بلکہ ایسا آدمی شیطان ہے ۔ چونکہ مرشد کامل مقام صبر اور معرفت الٰہی سے ایک آن واحد میں مرید کو ایک نظر کیمیا اثر سے اکسیر بنا دیتا ہے اور یہ شاذ ہے ، چونکہ ذاکر کا ہونا آسان کام نہیں ہے ۔

اے طالب صادق ! ذاکر کے مرتبوں پر پہنچنا بہت مشکل کام ہے ۔ چونکہ ذکر خاص الخاص (یعنی پاس انفاس) ہمیشہ ذاکر پر غالب ہے ۔ اُس کی مثال یوں سمجھنا چاہیئے کہ ایک دریا ہے جو شب و روز بہ رہا ہے ۔ اُس کو کسی وقت قرار نہیں ہے ایسے ہی ذاکر کو فکر کی حاجت اور فکر کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں ۔ کیونکہ اُس کے وجود میں ذکر اللہ کی روانی ہے ۔ اور ذکر اللہ کی ہستی نفس کو بود سے نابود کرتی ہے ۔

اسلام کے طریقے

پس اے طالب صادق ! جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا ، تجھ کو معلوم ہو کہ مسلمان ہونے کے واسطے بزرگوں نے دو طریقے مقرر کیے ہیں ۔ ان میں ایک ظاہر اور ایک باطن اور ان میں پانچ پانچ سبب ہیں ۔ اُن پانچ میں ظاہر کے یہ ہیں یعنی اوّل کلمہ طیب کا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم اور بنائے باطن تصدیق القلب اور دوسرے بنائے ظاہر پنج وقتی نماز ، اور بنائے باطن نماز دائمی ۔ تیسرے بنائے ظاہر

روزہ ماہ رمضان، اور بنائے باطن خدائے تعالےٰ کی رضامندی یعنی ہر بلا پر صابر ہونا۔
چوتھے بنائے ظاہر زکوٰۃ مال، اور بنائے باطن زکوٰۃ جان کی یعنی قرب وصال کے ساتھ
پانچویں بنائے ظاہر حج با ثواب، اور بنائے باطن حاجی بے حجاب ۔
چونکہ بزرگوں نے کہا ہے کہ حاجی ظاہر حاجی الحرم ہے اور حاجی باطن حاجی الکرم
ہے۔ چونکہ حاجی ظاہر متوجہ عرصات کی طرف ہے اور حاجی باطن وحدانیت مع اللہ
ہے یعنی ذات خدا میں مستغرق ہوتا ہے ۔
عرفا کہتے ہیں کہ ظاہر کعبہ سے مراد کعبۂ ابراہیم علیہ السلام ہے جس کی تعمیر آب و گل
سے ہے۔ اور کعبۂ باطن سے مراد جان و دل سے ہے، جس کی تشبیہ عرش اعظم سے
ہے۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے **بیت**

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

پس اے طالب صادق! حاجیانِ ظاہر کے لباس عبا وغیرہ ہفت رنگ کے
ہیں اور دل اُن کے مثل پتھر کے سخت ہیں۔ اور حاجیان باطن کا لباس قلب سلیم
اور نفس کے ساتھ جہاد ہے ۔
پس مسلمانوں کے واسطے بنائے اسلام ظاہر اور باطن گویا بال و پر کے برابر
ہیں۔ اور جب تک حاجی کا ظاہر و باطن ایک نہ ہو گا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے قدم پر قدم نہ رکھیگا، ہرگز نفاق کی بلا سے نہ نکل سکیگا۔ پس جو شخص نفاق سے علیحدہ
نہ ہو گا، وہ شخص مسلمان اور حاجی اور ذاکر کیونکر ہو سکتا ہے ۔
(اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) کہ صاحب معرفت پر بھی ذکر
حرام ہے کیونکہ معرفت والا معرفت کے ذکر و فکر سے ہرگز خبردار نہیں ہوتا۔ بلکہ
مقام فنا فی اللہ کے مشاہدہ میں ہر وقت دریائے وحدت میں غرق رہتا ہے جیسا کہ
اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہُ ہے یعنی جب فقر تمام ہوا۔ تو پھر اللہ ہی اللہ ہے **شعر**

ہر کہ اینجا میرسد عارف تمام
ذکر فکر او گشت فارغ فقر نام

پس اے طالب صادق! عارف باللہ اور فقیر فنا فی اللہ صاحب ولایت ولئے کامل

سات چیزوں سے تعلق رکھتا ہے یعنی اول تصور دوم تفکر سوم مراقبہ چہارم توجہ پنجم دہم ششم خیال ہفتم عقل ان سب کی مثال سب کی ہے۔ کہ جو دربار میں پہنچے یعنی اندر اس کو حضوری حاصل ہو اس کا گھوڑا دروازہ پر باندھ کر بارگاہ معنی میں داخل ہو اور اس کو اس وقت حکم ہو کہ چند روز دنیا کا تماشا دیکھ۔ پس وہ شخص اسی اسپ ہوا پر سوار ہو کر مقام نفسانیت میں بسہ اربعہ عناصر کا پہنے ٭

پس اے درویش! جس کسی کے یہ سات چیزیں تابع ہیں، اس کے تمام عالم بلکہ ہفت اقلیم اور جو کچھ ربع مسکون میں ہے سب اس کے حکم میں ہے۔ کیونکہ ان سات چیزوں سے اولیاء اللہ کو ہفت جسم سے سات جسہ نور کے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک جثہ کو حرکت دی جاوے۔ تو ستر ہزار بلکہ بیشمار جسہ نور پیدا ہوں، جو آسمان و زمین میں نہ سما سکیں (اے طالب صادق) یہ ایک اسم اللہ کے تصور کی برکت ہے۔ پس جو لوگ کاملین ہیں۔ وہ اس فقر کو لایحتاج کہتے ہیں یعنی جس کو احتیاج کی ضرورت نہیں ہے ٭

مرشد کی تعریف

اے درویش! تجھ کو معلوم ہو کہ مرشد ناقص جو طالب کو تلقین ذکر و فکر و ورد و وظائف کی کرتا ہے مثل نماز، نوافل، اور روزہ نوافل اور محنت و ریاضت وغیرہ کے وہ ہرگز لائق مرشد ہونے کی نہیں۔ کیونکہ سالہا سال آدمی اس میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور عبادت ظاہری سے وجود باطن کا ان کو سیر نصیب نہیں ہوتا۔ چونکہ ؎

ظہیری اپنی ہستی خود شریعت ہے طریقت ہے
سمجھنا معرفت ہے جاننا اس کا حقیقت ہے
محمد کا بہ رستہ ہے بقا پیچھے فنا پہلے

اور بلکہ انجام ناقص اور طالب ناقص کی انتہا منتہی کشف القلوب یا کشف القبور ہے۔ اور مرشد مرشد کامل جو صاحب راز حقیقت ہے اس کی ایک نظر کیمیا اثر سے آن واحد میں سب کچھ ہو سکتا ہے کہ جو اسم اللہ کے ساتھ ہر وقت دریائے وحدت میں غرق رہتا ہے۔ اسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے کہ مرشد کامل اور طالب کی ابتدا اور انتہا ایک ہے۔ اس وجہ سے کہ صاحب غرق دریائے وحدت کا انتہائی مراقبہ کہ جو اسم اللہ کے ساتھ ہے، خاص الخاص طریقہ سے ہے بیشک وہ حقیقت محمدی پر پہنچتا ہے۔ اور مقام قرب کی اس کو معراج میسر

ہوتی ہے۔ چونکہ جب منتہی اپنی جان سے بیخود ہو جاتا ہے۔ تو اُس وقت فقط ذات رہجاتا اہل دُنیا اس کو مردہ کہتے ہیں اور وہ مردانِ خدا ہیں کہ جو ایک دم میں ستر ہزار برس کی راہ کو اسم اللہ کے ساتھ طے کرتے ہیں۔ اور اسم اللہ اور حی اور قیوم کے ساتھ زندہ رہتے ہیں۔ اس مراقبہ کا نام مراقبہ ذات ہے۔ اور جو بعض نافہم لوگ مراقبہ کرتے ہیں۔ اور اس کی حقیقت سے آشنا نہیں ہیں، وہ ہرگز مراقبہ کرنا نہیں جانتے کہ جو مثل تفکر گربہ کے چوہے کی سی فکر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور مراقبہ والا بغیر مشاہدہ کے مثل موش کے وجود یعنی اُس کے گھر میں داخل ہو۔ اور پھر گھر سے باہر آئے یعنی بہ سبب خطرات دُنیا کے تباہ ہو اور اہلِ مراقبہ خام کو معلوم ہووے کہ دل تیرا سیاہ ہے۔ اور مرشد تیرا ناقص ہے چونکہ مردوں کی نظر ہر وقت اللہ پر ہے اور نامرد کی نظر دُنیا کی عزت پر ہے ❊

مترجم اس کی لذت تو کچھ فقیر مترجم کے دل سے پوچھنا چاہیئے کہ جس کو چالیس برس کی تلاش میں اُس کے ہونے کا یقین ملا ہے۔ اور اسی یقین پر اُس نے اپنے آپ کو اُس کے سپرد کر دیا ہے۔ اور جو اُس کی تلاش میں لذت ملی ہے اُس کو کچھ اُس کا ہی دل جانتا ہے کہ جو نہ لائق تحریر ہے اور نہ لائق تقریر ہے بلکہ گونگے کا گڑ اسی کو کہتے ہیں۔ بیشتر وہ اپنی کلام میں بھی کہیں کہیں اشارۃً کہدیتا ہے۔ چنانچہ ایک غزل کا اُس کے مطلع ہے ؎

سمائے ذکر تیرا دل میں وسعت ہو تو ایسی ہو
نکل جائے خودی تنگ آ کے وقت ہو تو ایسی ہو

پس اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ تصور اسم اللہ عارفان حق الیقین کے نصیب ہے یہ نعمت عظمےٰ اور سعادت کبرےٰ ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ خاص حصّہ اولیاء اللہ کا ہے کہ جو اُن میں عالم ازل سے ودیعت ہے۔ اور تصور اسم اللہ بغیر مرشد کامل کے تاثیر نہیں کرتا۔ بلکہ قائم نہیں ہوتا ہے۔ جب تک مرشد کامل اُس کو قائم نہ کرے اس کے واسطے مرشد کامل کی خاص اجازت درکار ہے ❊

مترجم حضرت غوث پاک شیخ محی الدین جیلانی کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک عرصہ تک آپ اس امر کی کوشش میں رہے کہ تصور اسم اللہ قائم ہو۔ جب حضرت خضر علیہ السلام کی ہدایت ہوئی۔ تو آپ کو یہ تصور قائم ہوا اس کا تذکرہ ہم نے شرح فتوح الغیب کے ترجمہ کے اول میں مفصل لکھا ہے۔ ناظرین ملاحظہ کریں ❊

پس اے طالب صادق! اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بغیر وسیلہ مرشد کامل کے جو شغل و اذکار کر بیٹھتے ہیں وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچتے۔ اس واسطے ہر حالت میں مرشد کامل کی ضرورت ہے۔ بغیر اجازت مرشد کامل کوئی امر نہ کرنا چاہئے۔ ورنہ مفت میں عمر ضائع کرتا ہے ؛

چونکہ طالبانِ کامل مشاہدہ میں نور اللہ، صاحب نور جلوہ کو شرم معلوم ہوتی ہے کہ جو ریاضت اور خلوت میں رہیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ اور ہر وقت جمال لازوال سے متصف اور مشغول رہتے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ صاحب خلوت کو بسبب خطرات کے ہمیشہ نقصان رہتا ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ جل و علا شانہٗ ارشاد فرماتا ہے :۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَھْدِکُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ۚ یٰقَوْمِ اِنَّمَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَۃَ ھِیَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَیِّئَۃً فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَھَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ یُرْزَقُوْنَ فِیْھَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ وَیٰقَوْمِ مَا لِیْٓ اَدْعُوْکُمْ اِلَی النَّجٰوۃِ وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ ۝ تَدْعُوْنَنِیْ لِاَکْفُرَ بِاللّٰہِ وَاُشْرِکَ بِہٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْکُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ لَیْسَ لَہٗ دَعْوَۃٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰہِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ ھُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ فَسَتَذْکُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَکُمْ

فرمایا اللہ تعالےٰ نے، اور کہا اُس ایماندار نے، اے میری قوم! میری راہ چلو۔ (یعنی میں پہنچا دوں تم کو نیکی کی راہ پر) اے قوم! یہ جو زندگی ہے دنیا سو برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہ ٹھیراؤ یعنی ٹھیرنے کا گھر ہے اور جس نے بُرائی کی ہے ضرور وہ بدلہ پائیگا اُس کے برابر، اور جس نے بھلائی کی ہے یعنی نیکی کی ہے (عام اس سے کہ مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتے ہوں) سو وہ لوگ بہشت میں جا ئینگے جہاں بیشمار نعمتیں ہیں۔ اور اے قوم! مجھ کو کیا ہوا ہے میں بلاتا ہوں تم کو بچاؤ کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف، اور تم بلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہوں میں اللہ سے اور شریک ٹھیراؤں اُس کا جسکی مجھ کو خبر نہیں ہے، اور میں بلاتا ہوں تم کو اُس زبردست گناہ بخشنے والے کی طرف، یہی ہوا کہ جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو، اُس کا بُلاوا کہیں نہیں یعنی نہ دُنیا میں اور نہ آخرت میں اور یہ کہ ہم کو

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ (سورۃ مومن پارہ ۲۴)

پھر جاتا ہے، اللہ تعالے کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے ہیں دوزخ کے لوگ، سو آگے یاد کروگے کہ جو میں کہتا ہوں تم سے، اور میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ تعالے کو، بیشک اللہ کی نگاہ میں ہیں سب بندے ؎

تعریف کتاب

اس کے بعد حضرت مصنف اپنی کتاب محک الفقر کی نسبت فرماتے ہیں کہ میری یہ کتاب اسم اللہ کی تاثیر سے تمام پُر ہے۔ اور قرآن و حدیث اور تفسیر کے موافق ہے۔ جو شخص اس کو پڑھیگا اور اس پر عمل کریگا وہ عارف باللہ۔ اور جو کوئی اس کے معنی سمجھیگا وہ روشن ضمیر ہوجائے گا ؎

پس اے طالب صادق! روشن ضمیر سے ہماری یہ مراد ہے۔ کہ جو لوگ علم معرفت میں کامل اور اکمل ہیں وہ معرفت اور حقیقت کے بھیدوں سے آشنا ہوتے ہیں۔ چونکہ حقیقتوں کے ہر ایک دقیق نکتہ اور حقیقتوں کی تحقیق سے آگاہ ہوتے ہیں، چونکہ یہ نسخہ یعنی میری کتاب مشکل پسند آیات قرآنی دراصل آیتوں کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ کہ جس میں رمز و کنایہ اور اشارت باشارت اور عبارت بعبارت مرقوم ہے۔ میرے نزدیک طالب صادق کو ہدایت کے واسطے ایک یہی کتاب کافی و وافی ہے ؎

چونکہ یہ امر مانا ہوا ہے کہ تمام عالم کا رہنما اسے قرآن و حدیث کے اور کوئی عالم میں نہیں ہے جو کوئی اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ اور تمام صاحب تقوےٰ اور صاحب فتوے اور تمام عارفوں اور عاشقوں اور واصلین الی اللہ اور کاملین فی مع اللہ کا مرشد کامل اور مکمل قرآن و حدیث ہے۔ اسی کے سبب سے لوگوں کو درجات علیا نصیب ہوتے ہیں اور مرتبہ ولایت پر فائز ہوتے ہیں ؎

پس یہی قرآن ہے کہ تمام اولیاء اللہ کو حرص و ہوس سے باز رکھتا ہے۔ اور مراتب فنا فی اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جس کا ہر ایک حرف ایک گوہر بے بہا اور عالم کی ہدایت کا گواہ ہے جس کے پڑھنے اور سننے میں مشاہدۂ انوار الٰہی اور مقربان بارگاہی یعنی فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ اپنے بندوں کو مخاطب کرکے خود ارشاد باری عز اسمہ

ہوتا ہے :-

قولہٗ تعالیٰ ثوابُ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا یُلَقّٰھَا اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿	یعنی اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے اُن کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام اور یہ بات نہیں کے دل میں پڑتی ہے جو صبر کرنیوالے ہیں ﴿

اور ارشاد باری ہوتا ہے :-

قولہٗ تعالیٰ وَلَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ﴿	یعنی خداوند عالم اپنے بندوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے یعنی مت اترا و تحقیق اللہ تعالیٰ

کو اترانے والے نہیں بھاتے ہیں ﴿

اور ارشاد ہوتا ہے وَاَتْبَعْنٰھُمْ فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا لَعْنَۃً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ھُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ﴿	اور پیچھے کی اُن کے اس دُنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن اُن پر بُرا ہے ﴿
ق لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿	یعنی تونے جو اُتاری میری طرف اچھی چیز میں اُس کا محتاج ہوں ﴿
اور ق سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ لَا نَبْتَغِی الْجٰھِلِیْنَ ﴿	یعنی سلامت رہو ہم نہیں چاہتے بے سمجھوں کو ﴿
ق اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ ﴿	یعنی تحقیق تو نہیں ہدایت کریگا اُسکو کہ دوست رکھتا ہے مگر اللہ اور ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہی زیادہ جاننے

والا ہے، اور اُن کا جو ہدایت کے لائق ہیں ﴿

اور ارشاد ہوتا ہے :-

ق وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَہٗ حُجَّتُھُمْ دَاحِضَۃٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَعَلَیْھِمْ غَضَبٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴿	یعنی جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بات میں جس کو خلق اُس کو مان چکی ہے (تو سمجھ لو) اُن کا جھگڑا چُک گیا اُن کے رب کے یہاں اور اُن پر غصہ ہے (اللہ) کا اور اُن پر سخت مار ہے خدا کی ﴿

اور ارشاد ہوتا ہے :-

قولہ تعالیٰ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَہُ الْکِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

یعنی واسطے اللہ تعالیٰ کے حمد ہے کہ جو پالنے والا آسمانوں کا اور پالنے والا زمینوں کا اور پالنے والا عالم کے لوگوں کا ہے اور اسی کی بادشاہت آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے ○

اور ارشاد ہوتا ہے :-

یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَھَنَّمَ ھَلِ امْتَلَئْتِ وَتَقُوْلُ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ○

یعنی جس دن ہم کہینگے دوزخ کو تو بھر چکی اور وہ بولے کچھ اور بھی ہے، اور نزدیک لائی گئی بہشت ڈروالوں کے واسطے دُور نہیں ○

اور ارشاد ہوتا ہے :-

قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّھُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ ○

یعنی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے اور ایمان لائے اس پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا گیا اور وہ حق ہے اُن کے رب کی طرف سے ○

اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ مسئلہ رُوح اور نفس کی بابت فرماتے ہیں ○

مسئلہ رُوح اور نفس عقل اور علم میں

پس اے درویش! تجھ کو معلوم ہو کہ آدمی کے وجود میں پندرہ چیزیں ہیں - اور دُو روح ہیں - اُن میں ایک رُوح جمادی اور دوسری رُوح نباتی - اُن میں ایک رُوح سیر کرنے والی ہے اور دوسری رُوح مقامی ہے - اور چار نفس ہیں (۱) نفس امارہ (۲) نفس ملہمہ (۳) نفس مطمئنہ (۴) نفس لوامہ ہے - اور ایک دل ہے - اور حُبِ دُنیا کو آتش حرص کہتے ہیں - اور دُو عقل ہیں - ایک کا نام عقل کل ہے اور دوسری کا نام عقل جزو ہے عقل جزو شیطان ہے جس کا تعلق نفسانیت اور ہوا وہوس کے ساتھ ہے ○

پس اے درویش! ہر ایک کو علم کے ذریعہ سے تحقیق کرنا چاہیئے۔ اور علم کو اپنے ہمراہ رفیق بنانا چاہیئے +

علم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک کا تعلق علم ظاہر سے ہے۔ دوسری کا تعلق علم باطن سے ہے۔ چونکہ علم ظاہری نفس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور نفس کی عقل جزو ہے اور علم باطن کا تعلق عارف باللہ اور رُوح کے ساتھ ہے اور ارواح کا تعلق عقل کُلی سے ہے +

پس اے طالب صادق! عالم رُوحانی کے رُوبرُو دم نہیں مارتا۔ کیونکہ وہ نفسانی قیود میں مقید بہ قید رُوحانی کے ہے +

اب یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ عالم نفسانی کیا ہے اور عالم رُوحانی کس کو کہتے ہیں پس واضح ہو کہ عالم نفسانی وہ ہے کہ جس کی صحبت اہل نفس مردہ یعنی دِل ناسوتی کے ساتھ ہو کہ جو شغل اللہ اور ذکر اللہ سے غافل ہو۔ اور عرفان حق سے جُدا اور صفائی باطن سے بے خبر ہو +

عالم روحانی وہ ہے کہ ہمیشہ انبیاء اور اولیا کی مجلس اقدس اُس کو میّسر ہو۔ اور وہ عارف باللہ ہو اور مجلس باطن کی ہر ایک صحیح خبر دیتا ہو۔ اور اُس کا دل ہمیشہ ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی تسبیح میں مشغول ہو +

لیکن فقیر عارف وہ ہے کہ جو ظاہر و باطن کا عالم ہو، کیونکہ دونوں علم سالک کے مثل بال و پر کے ہیں اور جو کہ ان دونوں علموں سے بے خبر ہے وہ معرفت حق سے بے خبر ہے +

طلب خدا کا طریقہ

پس اے درویش طالب! اب میں تجھے بتاتا ہوں۔ کہ آدمی ایک دم میں کیونکر راہ معرفت اور مولےٰ کی طلب کرسکتا ہے اور عارف باللہ ہو سکتا ہے اِس کا جواب یہ ہے کہ اوّل خدا کا کرم اور دوسرے مرشد کی عطا اور باطن کی صفائی ہے۔ اور مرشد کامل اُس کو کہتے ہیں کہ جو تصور اسم اللہ کی تاثیر ایک دم میں بھر دے تاکہ عارف باللہ ہو اور دل کو درست اور چشم باطن کو سر کے چشم ظاہر سے کھولے۔ یہاں تک کہ چاروں آنکھیں یک نظر ہو جائیں، بلکہ چاروں روشن ہو جائیں۔ اور یہ امر بغیر توجہ باطنی مرشد کے نہیں مُیّسر ہوتا۔ چونکہ مقام دِل عالم وجدانی ہے کہ اس کو عین العیانی کہتے ہیں +

پس اے طالب صادق! اس مقام میں علم ظاہری اور باطنی جو کچھ کہ علموں سے ہیں

سب روشن اور معلوم ہوں۔ دوسرے مدینۃ القلب میں مقام دل جدانی عین العیانی مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہو۔ اور دماغ میں وہ روشنی پیدا کرے۔ چونکہ بعض کاملین سے ہے کہ سر سبحانی دماغ میں ہے کہ اُس مقام کو بیت الروحانی کہتے ہیں۔ اور جو کوئی اس اسرار پر پہنچے وہ اسرار خدا کا اسرار ہے۔ پس جو کوئی خدا کے اسرار پر پہنچا۔ وہ ہمیشہ دریائے رحمت یعنی نور اللہ و غرق مع اللہ میں رہتا ہے۔ اور مشاہدہ پروردگار عالم، ایک لحظہ اور ایک لمحہ اس کے دل و دیدہ سے فوت نہیں ہوتا ہے اور بیہوشی سے مدہوشی میں نہیں آتا ہے ؛

بعض صوفیہ نے لکھا ہے کہ اس مقام وجود میں رُوح بادشاہ ہے اور دل اس کا وزیر ہے اور عقل اُس کی مصاحب ہے اور نفس مطمئنہ اُس کا رفیق اور حُبّ دُنیا کی جڑ شوق کے ساتھ دل سے قطع کی ہوئی اور حرص و ہوا اور کبر و نفسانیت اُس سے جدا اور شیطان اُس سے گریزپاتا ہو ؛

یہ مقام عارفوں کا ہے کہ معبود کے ساتھ ہمیشہ استغراق رکھتے ہیں۔ بلکہ اس مقام میں توجہ اور تفکر اور دلیل اور عقل اور وہم اور خیال اور مراقبہ اور علم ظاہری یہ سب حجاب اکبر ہیں۔ اس واسطے کہ عارف باللہ دو حال سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وحدت کے ساتھ غرق ہو، اور شوق کے ساتھ مسرور رہو، اور یا مجلس محمدی میں حاضر ہو۔ پس جو کوئی ان دونوں حالتوں سے تصور اور تفکر کی جانب آوے یا دیوانہ و مجنون ہو یا استدراج میں پڑ جائے یا رجوعات خلق کے مراتب میں ہے۔ اسی واسطے کہا ہے :۔

مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَتَ بَعْدَ حُصُوْلِ الْوُصُوْلِ فَقَدْ كَفَرَ وَ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى ؛	یعنی وہ شخص جو ارادہ کرے عبادت کا وصول کے حاصل ہونے کے بعد پس تحقیق اُس نے کفر کیا اور شرک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ؛

یعنی جس کسی کو مجلس محمدی میں حضوری تمام ہو اُس کو عبادت نوافل کی نہ چاہیے اس واسطے کہ وہ فرض میں ہے یعنی توجیہ میں غرق ہونا۔ اور مجلس محمدی سنت ہے پس جو شخص کہ فرض و سنت سے فارغ نہ ہو، اُس کو عبادت نوافل کی حاجت نہیں ہے یعنی اللہ بس باقی ہوس ہے ؛

پس اے طالب صادق! جو کوئی نقش اسم اللہ کو نظر میں رکھے اُس پر ہمیشہ اللہ کی

رحمت ہو۔ گو تصور والا اگرچہ ظاہر افسق و فجور میں مبتلا ہو۔ لیکن بہ برکت اسم اللہ سے آخر کو اس کا وجود اسم اللہ کی تاثیر سے پاک ہو۔ اور مرنے کے وقت تائب ہو ÷

قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ ÷ | یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاکی رکھنے والوں کو ÷

پس اے درویش! جو صاحب ہمیشہ اسم اللہ کا تصور رکھے۔ اُس کا خاتمہ بخیر ہو ÷

پس واضح ہو کہ طالب صادق کو تصور اسم اللہ کا مقام منتہی عارف باللہ کا ہے کہ نفس اُس کا بیمار اور دل اس کا بیدار اور رُوح اُس کی دیدار ہونے کی طرف متوجہ ہو اور اُس کو آواز سرود وغیرہ کی پسند نہ آئے۔ بلکہ ہر وقت دریائے وحدت میں مستغرق رہے یہ ظاہر ہے۔ کہ بیمار کو کوئی آواز اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ اُس آواز سے اُس کی رُوح کو تکلیف ہوتی ہے۔ صوفیہ کہتے ہیں زندگی کا سرور نفس ہے۔ اور ماسوے اللہ ہوس ہے ؎

خشم و شہوت بزیر پائے تو دار
تا شوی از حیات برخوردار

پس اے طالب صادق! جب کہ علما علم کی تحصیل سے فارغ ہوتے ہیں۔ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے مشرف ہوتے ہیں۔ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علم تجھ کو مبارک ہو ÷

پس اے درویش! علم سے تو کیا چاہتا ہے۔ آیا قضا کا مرتبہ چاہتا ہے یا کوئی معرفت اور رضا الٰہی کو ڈھونڈھتا ہے۔ اور جو درجات چاہتا ہے وہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ہے یعنی یہ کتاب ہدایت ہے پرہیزگاروں کو اور اُن لوگوں کو جو ایمان غیب پر لائے ہیں یعنی جس سے انبیاء اور اولیا نے ہدایت پا کر معرفت حق اور فنا فی اللہ کی تلقین اور تعلیم حاصل کی ہے۔ چونکہ کلام اللہ کا علم روز ازل سے ہے قولہ تعالیٰ اِنَّکَ لَا تَہْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تم ہدایت نہیں کر سکتے ہو اُس کو کہ دوست رکھتے ہو۔ مگر

اللہ ہدایت کرتا ہے اس کو جس کو چاہتا ہے ؂

اسی واسطے انبیاء اور اولیاء اور مومن اور مسلم تقوے کی ہدایت روز ازل سے پا چکے ہیں۔ اور یؤمنون بالغیب پر ایمان لا چکے ہیں۔ اور اپنے قلب سے تصدیق القلب رکھتے ہیں۔ اور ایمان کے ساتھ صاحب یقین ہیں۔ اور مقام یقین میں مقام منتہی رکھتے ہیں ؂

اور قولہ تعالیٰ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ یعنی عبادت کر اپنے رب کی یہاں تک کہ آوے تجھ کو یقین ؂

معلوم ہوا اولیاء اللہ کو مطلق یقین ہوتا ہے اور یقین پورا معرفت اور ہدایت اور عبادت کا آخیر دم تک ہے۔ بلکہ جان کے لبوں پر پہنچنے تک ہے۔ اور قبر میں حشر و نشر میں ساتھ ہے ؂

اس کے بعد حضرت مصنف یقین کی تعریف فرماتے ہیں ؂

یقین کی تعریف

پس اے طالب صادق! اصل یقین یقین ہے اور یقین کا مقام عین العیان ہے پس جس جگہ عیان ہے وہاں پر ذات بے حجاب ہے جس کے بیان کی حاجت نہیں ہے چونکہ بعض اولیاء اللہ مادر زاد ولی ہوتے ہیں ان کو تلمیذ الرحمن کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو مرشد کی حاجت نہیں ہے۔ کہ ان کو تعلیم خدا اور رسول سے ہوتی ہے بلا واسطہ یا صحبت ان کو اولیائے خضر سے ضرور ہوتی ہے کہ جو تحقیق تعلیم کے واسطے ہے۔ اور تلقین اور تعلیمات کو عالم ذات سے جو پہنچتی ہے۔ اور وہ ولی اللہ اور عارف ہدایت کے لائق ہے کہ جو ذات بتصور اسم اللہ ذات اور بتصور اسم محمدی دریائے وحدت میں غرق ہوتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل کر کے تعلیم اور تلقین کرتے ہیں۔ اور حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مرتب پاتے ہیں۔ اور جو مرشد کہ اس قسم کی تحقیق نہیں کرتے ان کو مرید کرنا چاہیے ؂

پس اے طالب حق! مرشد لائق وہ ہے کہ طالب کو طلب کے موافق دے اور اس کے مقاصد نہ پورے کر سکے وہ مرشد نہیں ہے بلکہ وہ کسی دوسرے مرشد کی

تلاش کرے اور اُس سے تعلیم اور تعلم حاصل کرے۔ ورنہ ہمیشہ ناقص رہیگا۔ چونکہ مرشد ناقص بہت ہیں، اُن سے تعلیم لینا ناجائز ہے، بلکہ مطلق حرام ہے۔ اور مرشد کامل بھی بہت ہیں کہ جو دریائے معرفت کے تیراک ہیں، اُن کی تعلیم فرض ہے ؂

پس اے طالب صادق! طالب کو دانش علم کے ساتھ نظر رکھنا چاہئے۔ کہ جو ناقص اور کامل کو پہچان سکے۔ کیونکہ جو مرشد ظاہر ہیں۔ اکثر نام اور نیکی کے ساتھ مشہور ہیں اور وہ باطن میں دنیا کی طلب میں خوار و مردار ہیں۔ اور ظاہر ذکر یا اللہ یا اللہ یا اللہ یعنی جہر کے ساتھ زبان پر جاری رکھتے ہیں۔ اور باطن کے تصور سے دل میں نفاق رکھتے ہیں۔ اُن کے واسطے کیا خوب کہا ہے ؎

بر زباں تسبیح و دِل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

چونکہ مرشد ہونا بڑا مشکل کام ہے۔ مرشد کی مثال مثل عطار کے ہے نہ کہ جلاد کی کہ جو دُنیا کی طلب میں خوار و مردار ہو۔ بلکہ مرشد وہ ہے۔ کہ طالب کو بغیر ریاضت کے ایک نظر میں شاہ راہ معرفت کی دکھاوے۔ کیا خوب کسی نے ہندی میں کہا ہی ؎

مرشد ایسا چاہئے جیسے دھوبی دھوئے
دیدے صابن گیان کا اور مَل مَل ڈالے دھوئے

بلکہ مرشد کی مثال شہباز کی ہے کہ جو لامکان قدس پہ ایک دم میں پرواز کر سکے۔ یہ مرشد نہیں ہے کہ جس کی نظر مثل غلیواز کے ہمیشہ مُردار پہ ہو۔ اور طالب وہی ہے کہ جو دیدار پروردگار کے لائق ہو۔ اور دُنیا اور اہل دُنیا سے ہمیشہ بیزار ہو۔ بلکہ جس کے چہرہ پر یہ باعث سعادت و عبادت زبانی کے چہرہ پرضیاء ہو۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ کہ "صاحب دل زندہ اور ذکر بیدار ہوتا ہے"۔ جیساکہ حدیث اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَلَنَا فِیْہَا صَوْمٌ یعنی دُنیا ایک یوم ہے اور ہمارے واسطے اُس میں روزہ ہے۔ اور حدیث اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ وَلَنَا فِیْہَا طَاعَۃٌ یعنی دُنیا ایک ساعت ہے اور ہمارے واسطے اُس میں طاعت ہے ؂

اور تفکر معرفت الٰہی کے ساتھ رکھنا اور ایسا تفکر اِس لائق ہے۔ کہ جامہ کثیف نفسانی سے جو باہر ہو بلکہ جو جامہ رُوحانی میں داخل ہو۔ اور حدیث تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ

تعریف مرشد

مسئلہ ترتیب سلوک

پس اے طالب صادق! جاننا چاہیئے۔ کہ سلوک اوّل اور دوم کے سلک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اوّل مرتبہ کے لئے تلاوت قرآن و ورد وظائف و نوافل وصوم و صلوٰۃ ہے۔ اور دوسرے سلوک کی منتہے کہ جوایک دم میں مجلس محمدی میں پہنچادے۔ اور دریائے وحدت میں غرق کردے۔ یہ سلک منتہی اسم اللہ کے تصور سے ہے۔ کیونکہ کاملین کے سلوک کا سلک ذکر کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اس وجہ سے کہ محض عطائے الٰہی ہے اور جس کسی کو کہ حاصل ہوئے، ایسا غرق حضور اُس کو ذکر مذکور کے نسیان سے ہو۔ اس واسطے کہ حضور والے کا ذکر حضور دوسرا ہے۔ اور مراقبہ حضور دوسرا ہے۔ اور وصل حضور اور تصور حضور دوسرا ہے۔ اور توجہ حضور اور وہم حضور اور خیال حضور اور مشاہدہ حضور دوسرا ہے۔ اور نور اللہ کا مشاہدہ دوسرا ہے کیونکہ حضور والا ہر وقت اور ہمیشہ مقام لاہوت میں رہتا ہے +

پس اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہووے کہ مقام ناسوت اور لاہوت کی کیا پہچان ہے، پس معلوم ہو کہ ناسوت میں انسان اپنے نفس کی ہستی میں رہتا ہے اور مست اپنے اختیار میں نہیں رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناسوت کی ہستی بالکل حرص و ہوا سے ہے اور مقام لاہوت میں نفس جا کر نیست اور نابود ہوجاتا ہے +

صوفیہ کہتے ہیں کہ یہ نیست ہونا ہوشیاری کی دلیل ہے۔ اور ہوشیار کو خود مختار کہنا چاہیئے، کیونکہ مغز معرفت الٰہی تقوےٰ ہے +

قولہ تعالےٰ۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ +	یعنی پیدا کیا انسان کو اچھے اندازہ پر +

اور ارشاد ہوتا ہے:۔

وَ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا +	یعنی تحقیق ڈرنے والوں کو مراد ملتی ہے +
اور قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ +	یعنی تحقیق اللہ تعالےٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے +

پس اے طالب صادق! جو کوئی بغیر تقوے کے دعوے فقیری اور درویشی یعنی معرفت الٰہی کا کرے وہ جھوٹا ہے۔

تقوے کی تعریف

تقوے کے چار حرف ہیں یعنی ت، ق، و، ی۔ اب ان کی تشریح بھی ملاحظہ ہو کہ ہر ایک حرف سے کیا مراد ہے۔ یعنی تقوے والے کو دو ت چاہئیں ایک ت ترک کی۔ دوسری ت توکل کی۔ اور تقوے والے کو دو ق چاہئیں۔ ایک ق قہر کا جو اپنے نفس پر کرتا ہے۔ دوسرا ق قادر ہونے کا اپنے نفس پر۔ اور تقویٰ والے کو دو و چاہئیں، ایک و واحد کی، دوسری و وحدت کی۔ اور تقوے والے کو دو ی چاہئیں۔ ایک ی یگانہ بحق کی۔ اور دوسری ی یاد حق کی۔

پس اے طالب صادق! جاننا چاہئے کہ تقوے یعنی پرہیزگاری عمل پوشیدہ بے ریا اور عمل نیک اور صالح کو کہتے ہیں۔ اور عمل نیک یعنی پوشیدہ عمل سے بندہ کو معرفت حاصل ہوتی ہے اور سنجات اسم اللہ ذات یعنی تصور حق سے ہو کہ جو اسرار اصل اور تقوے کی ہے، کیونکہ راز باطن کا ریاضت باطل سے غارت ہو جاتا ہے اور متقی اس کو کہتے ہیں کہ جس کو ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میسر ہو چونکہ یہ مراتب صرف تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔

ایسا متقی ظاہری ریاضت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا ہے اس واسطے کہ کفار بھی ریاضت بہت کرتے ہیں تو ہم کو اُن سے خلاف کرنا چاہئے۔ کیونکہ مومن عارف کو راہ راز اسم اللہ سے کھلتی ہے۔ اور اسم اعظم اور تقوے بغیر حضوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتی ہے

باھُوا بہر از خند تقوے نما
بے ریا تقوے برو جانب خدا

پس اے درویش! جس کسی نے پایا، اسم اللہ سے پایا۔ چونکہ اسم اللہ سے چار حرف نکلتے ہیں۔ یعنی اوّل اسم، اسم اللہ ہے کہ جو فضل اللہ سے ہے جب اسم اللہ سے الف دور کیا لِلّٰہ رہا۔ کیونکہ اس کا ذکر فیض اللہ سے ہے۔ اور جب

لِلّٰہِ سے لام دور ہوا لَہٗ رہا کہ اُس کا ذکر عطاء اللہ سے ہے اور جب لَہٗ سے لام دُور کیا ھُو رہا۔ پس ذکر ہو عنایت اللہ سے ہے۔ پس واسطے مرد عارف کے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کافی ہے۔ یعنی اللہ بس باقی ہوس ہے ✤

دوسری تشریح اس کی یہ ہے کہ ذکر اللہ سے حضور اور ذکر لِلّٰہ سے سُرور اور ذکر لَہٗ سے مقہور یعنی قہر کیا گیا اپنے نفس پر اور ذکر ھو سے مغفور ہے۔ یہ سب مراتب شریعت محمدی کی برکت سے ہیں۔ اور زیادہ خوبی اِس تشریح میں یہ ہے کہ ھو اسم مصنف کتاب ہے اور یہی کلمہ ذات ہے ✤

نمازِ استخارہ

پس اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہووے کہ اب میں استخارہ کی بابت تجھ سے کہتا ہوں کہ ایک شخص نے نماز استخارہ اِس نیت سے پڑھی کہ میں کسی بزرگ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اور اُس بزرگ صاحب ارشاد نے اُس کو خواب میں تلقین کیا اور وہ ذکر کہ باطن میں تلقین تھا ظاہر ہوا۔ اور اُس شخص صاحب استخارہ کا اعتقاد درست ہوا۔ اور وہ شخص اُس بزرگ کے سامنے حاضر ہوا۔ اور اُس بزرگ نے کہا کہ اے شخص فلاں جگہ باطن میں مَیں نے تجھ کو تلقین کیا تھا، یہاں تیرے آنے کی کیا ضرورت تھی پس اے طالب صادق! اِس طریقہ کے ساتھ طالب اور مرشد دونوں ناقص ہیں ✤

جواب مُصنّف

حضرت مصنف کتاب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ یہ ایسا ذکر طالب کا پائیدار نہیں ہے۔ جب تک مرشد کامل اُس طالب کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میں نہ لی جائے۔ اور اُس کو بارگاہ رسالت پناہی سے اُس کو تلقین نہ کرے۔ اور یا یہ کہ وہ شخص حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس مقام باطن میں دست بیع نہ ہو۔ اور یہ باعث اِس تلقین حضوری کے طالب کے وجود میں چار ذکر مجموعہ لازوال جاری ہو جائیں۔ اور طالب اللہ کو نور اللہ کا مشاہدہ اور مقام فنا فی اللہ کی سیر اور فنائے نفس کی لذت اور بقائے رُوح سے وصال نہ ہو جائے ✤

پس اے طالب صادق! جو مرشد ایسی تعلیم و تلقین نہ کرے، وہ ناقص ہے۔ اُس کی کسی بات کا اعتبار نہیں۔ ایسے مرشد کے دھوکے میں نہ آئے۔

پس اے طالب صادق! یہ مرشد نہیں کہ جو ظاہر میں آدمی کی صورت اور باطن میں شیطان کی سیرت ہیں کہ جو دم کے روکنے کی تعلیم کریں۔ چونکہ جان ہوا کے ساتھ ہے اور ہوا دم کے ساتھ ہے۔ تو لازم ہوا کہ جب حبس دم کیا جائے گا، تو رُوح کو تکلیف محسوس ہو گی۔ پس اس امر میں نہ پڑنا چاہیئے۔ کیونکہ ہر ایک جاندار عام اس سے کہ کوئی ہو، دم کے ساتھ سب خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کی یاد سے کوئی دُنیا میں خالی نہیں۔ کیا خوب کہا ہے ؎

ہر گیاہے کہ از زمیں روید وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

ذکر مقامات وجود

پس اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہو کہ وجود انسان میں ذکر کے دو مقام ہیں۔ ایک کا مقام سینہ میں کہ جو دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دوسرا مقام سر میں ہے جس کا تعلق رُوح سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر کا دِل اور رُوح کے ساتھ تعلق رکھنا چاہیئے اور اسی کی تعلیم حاصل کرنا چاہیئے۔ چونکہ مردہ دِل ذکر اللہ سے زندہ ہو جاتا ہے اور جو دل تصور اسم اللہ کے ساتھ بیدار ہوتا ہے، زندگی میں اُس کی روح کو ذکر سے نسیان ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ نور اللہ کے مشاہدہ میں رہتا ہے۔ اور ان مراتب کی تائید اِس آیت سے ہوتی ہے:۔

قولہٗ تعالیٰ وَمَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی ؕ	یعنی وہ شخص جو اس جہاں میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔

ہر کہ اینجا ندید محروم است
در قیامت ز لذت دیدار

پس اے طالب! دِل عارف مثل ہدف کے ہے اور ذکر اُس کا مثل تیر کے اور فکر اُس کی مثل کمان کے ہے پس وہ دل جو مثل ہدف کے ہے ہمیشہ ذکر کے تیروں سے زخمی ہوتا رہتا ہے۔ اس وجہ سے تمام وجود اُس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے

پس ایسا شخص ہمیشہ گریہ میں مصروف رہتا ہے، اور اگر فنا سے نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو اُس کی آنکھ سے خون آنے لگتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے ذاکر کے وجود میں شیطان کا گذر نہیں ہوتا ہے۔ اور وہ ذاکر خاصانِ خدا میں شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے ذاکر سے ہمیشہ شیطان بھاگتا ہے، جیساکہ کافر کلمہ سے بھاگتا ہے۔ پس ایسے ذاکر قلبی کے مغز و پوست میں صرف اللہ ہی اللہ رہجاتا ہے ۔

مترجم کہتا ہے کہ ایسا ذاکر ترک دنیا اور ترک عقبےٰ اور ترک مولا اور ترک شرک سے گذر جاتا ہے بلکہ ذات رہجاتا ہے یعنی جس نے دونوں جہان کو ترک کر دیا تو اب فرمایئے وہ کیا رہا ۔

حضرت مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ اگرچہ وہ اس جہان کی روٹی کھاتا ہے لیکن اپنے شاہدہ میں وہ اُس جہان میں یعنی باطن میں رہتا ہے ۔

مترجم کہتا ہے کہ اس کی ہر ایک خواہش، خواہش خداوندی ہوتی ہے اور اس سے جس امر کا ظہور ہوتا ہے خواہ اس کو کرامت کہیئے یا معجزہ یا الہام وغیرہ ۔

علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کی بحث

اس کے بعد حضرت مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا ذاکر زندہ جاوید ہوجاتا ہے کہ جو مقام علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کے درجات کو طے کر کے حق کے ساتھ ہو اور اُس کے وجود میں باطل نہ رہے ۔

پس اے طالب! ایسا ذاکر غرق نور نوادرات میں ہوتا ہے۔ کیونکہ عارف باللہ مقام نوادر میں اپنے نفس پر قادر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس مقام میں دل کی حالت سنبھل جاتی ہے اور دل سلیم ہوجاتا ہے ۔

پس صوفیہ ایسے نفس کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔ اور نفس مطمئنہ والے کی زبان پر تسبیح اور دل میں اللہ کی تصدیق ہوتی ہے اور اُس سے ماسوائے اللہ کی ہوس جاتی رہتی ہے۔ اور حقیقت کا مقام یعنی روح کا مقام اُس پر کھلجاتا ہے۔ اور قرب الی اللہ کا مرتبہ اُس کو حاصل ہوجاتا ہے۔ چونکہ معرفت کا مقام سیر ہے یعنی شاہدہ ربوبیت ہے ۔

پس اے طالب صادق! درمیان شریعت اور طریقت ستر ہزار حجاب ظلمانی ہیں۔ اور ایسے ہی درمیان حقیقت و معرفت کے ستر ہزار حجاب قدرت ہیں۔ پس جو شخص کہ

طالب اللہ کو دو لاکھ ستر ہزار حجاب ظلمانی سے سات روز میں محض تصورِ اسم اللہ سے بے حجاب کر دے، وہ مرشد ہے۔

اور اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہووے۔ کہ مقام طریقت میں مقامات ذکر اور فکر اور مکاشفہ اور مراقبہ اور محاسبہ اور مقام طیر اور مقام سیر اور مقام طلب ہیں ان کا سیر طالب کو کرنا چاہئے۔ اور مقام طریقت میں طالب کی پختگی اور فراخ حوصلگی درکار ہے چونکہ طلب سے طاعت اور ذکر سے ذوق اور فکر سے فیض و فرحت اور مراقبہ سے ملاقات دوست اور مصافحہ سے بیعت ہے۔

پس یہ مقامات مقامِ باطن میں اولیاء و انبیا کے ہیں۔ اور مکاشفہ سے دل کی کدورت دور ہوتی ہے اور باطن میں صفائی ہوتی ہے۔ اور محاسبہ سے وجود میں ذکر بے حساب ہوتا ہے۔ اگر ستر ہزار ذاکر کو ایک جگہ جمع کیا جاوے۔ تو بھی وہ مرتبہ حقیقت پر نہ پہنچیں۔ اور اگر ستر ہزار مذکورہ بالا اشخاص کو اور جو کہ الہام حقیقی کا حق رکھتے ہوں، ایک جگہ جمع کیا جاوے تو وہ مرتبہ معرفت پر نہ پہنچیں کہ جو مقام فنا فی اللہ کو طے کئے ہوئے ہوں۔ اور اگر ستر ہزار معرفت والے عارف باللہ اور فنا فی اللہ کو ایک جگہ جمع کیا جاوے، تو وہ عارفان باللہ اور معشوق اللہ کے مراتب پر نہ پہنچیں۔ چونکہ مراتب بقا باللہ اور حی الدارین اور موحد کا استغراق حق دوام فی الوحدت اور فنا فی النور ہے۔ کہ جو بقائے حضور کے ساتھ ہیں۔ چونکہ یہ مراتب مقام لامکان کے ہیں، وہم اور فہم انسان میں نہیں آسکتے۔ بلکہ جن اولیا کا ان مقاماتِ علیا میں گذر ہے۔ اُن کا تعلق ذات سے ہے۔ شعر مترجم

ذات اقدس کے سوا اور ظہیری کیا ہے
نور ہی نور ہے اللہ ہے اللہ اللہ

یہاں ذات اقدس سے مراد ذات اقدس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے چونکہ

احد کو جو احمد میں دیکھا ظہیری
تو پردہ ہی پردہ تھا اور کچھ نہیں تھا

پس اے طالب! وہ جگہ لا حد و لا تعد ہے۔ یعنی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی شمار۔ پس جو کوئی اس جگہ پہنچے وہ فقیر ہے ورنہ کور چشم ہے۔

عاشق اور عارف کی حالت

پس اے طالب! اب میں تجھ کو عاشق اور عارف کی حالت بتلاتا ہوں، وہ یہ ہے کہ عارف باللہ اور واصلین الی اللہ کے ابتداءً اُن کے وجود میں یہ سات جگہ آگ جلتی ہے اور یہ آگ اُن کو ایسا جلاتی ہے۔ جیسے کہ خشک لکڑی کو۔ اول آگ ذکر کی ہے۔ دوسری آگ فکر کی ہے۔ تیسری آگ شوق کی۔ چوتھی آگ مراقبہ کی۔ پانچویں آگ مکاشفہ کی۔ چھٹی آگ محاسبہ کی۔ ساتویں آگ حضور کی۔ اور یہ آگ دو آتش سے مِلکر جلتی ہے۔ یعنی اول آگ بھوک کی یعنی بھوکا رہنے کی۔ دوسری آگ پیاسا رہنے کی +

پس اے طالب! اگر عاشق مولا کی محبت کی آگ سے آہ کھینچے یا نظر قہر سے کسی سمت دیکھے تو مشرق سے مغرب تک آنِ واحد میں جلجاوے اور ہر ایک چیز بود سے نابود ہو جائے +

پس اے طالب مولا! اگر تو تمام دنیا کے زاہدوں کو جمع کرے۔ اور کسی عارف باللہ کی نظر اگر اُن پر پڑ جائے (تو انسان تو انسان پہاڑ تک جل اُٹھیں) ؎

ظہیری طور کا جلوہ نہیں تھا آہ تھی اپنی
کہ ہم نے عشق مولا میں کیا تھا نعرۂ جانکاہ

حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اُن زاہدوں کی کیا قدرت ہے۔ کہ اُس عاشق کے سامنے دم مار سکیں اس وجہ سے کہ عارف باللہ صاحب تصوف ہوتا ہے اور علم تصوف ہر علم پر غالب ہے +

تصوّف کی حقیقت

پس اے طالب! اب میں تجھ کو تصوّف کی حقیقت بتلاتا ہوں۔ کہ تصوّف کیا چیز ہے (یعنی تصوّف کے معنی) +

پس اے طالب! تصوّف کے معنی مطلق توحید جاننے کو کہتے ہیں۔ اور دوسرے معنی تصوّف کے صفائیے دل کے ہیں۔ اور تصوّف کا علم چار سلک پر منسلک ہے۔ کہ

جس مقام میں چار گواہ اور چار راستے ہیں ۞
اب ہر ایک سلک کی تعریف ملاحظہ ہو ۔ یعنی اول مسلک سلوک تصوف میں خاص الخاص ہے جس کا تعلق شریعت سے ہے ۔ اور دوسرا مسلک سلوک تصوف میں بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے، اُس کا تعلق مقام طریقت سے ہے ۔ تیسرا مسلک سلوک تصوف میں حقائق نکات سے ہے، جس کا تعلق مقام حقیقت سے ہے ۔ چوتھا مسلک سلوک تصوف میں توحید سے ہے، جس کا تعلق مقام معرفت سے ہے ۞
چونکہ علم تصوف علم توحید سے ہے ۔ اور علم توحید کا تعلق علم فقہ سے ہے ۔ اور علم فقہ کا تعلق علم حیا کے ساتھ ہے ۔ اور علم حیا کا تعلق محبت مولےٰ اور درد و محبت کے ساتھ ہے ۞
اس سے معلوم ہوا کہ علم تصوف ہر علم پر اولےٰ ہے ۔ اس واسطے کہ علم تصوف توحید بالایمان ہے ۞
مترجم ۔ پس جو انسان علم تصوف سے آشنا نہیں ۔ وہ انسان نہیں چونکہ آیات اللہ اور کلمات اللہ سے مراد انسان ہی ہے اس وجہ سے کہ ؎

ہم حمد ایزدی ہیں ظہیری جہان میں ہم نُور ہیں جمال جہان آفریں سے کب

اور اے طالب صادق ! جو کوئی علم تصوف کا مطالعہ نہیں کرتا وہ بدتر از شیطان ہے ۔ بلکہ حرص و آز کا بندہ ہے اور ہرگز اُس کا یقین ذات باری پر نہیں ہے ۔ چونکہ علم تصوف کے جاننے سے اطمینان رحمانی ہے ۔ اور نہ جاننے سے سراسر کار شیطانی ہے نعوذ باللہ منہا ۞

تصوف کے حروف کے معنی

پس اے طالب صادق ! تجھ کو معلوم ہووے کہ مسلک سلوک معرفت مولےٰ کی راہ ہے ۔ پس جو کوئی طالب مولےٰ اور تصوف سے واقف نہیں ہے وہ سراسر گمراہ ہے ۔ چونکہ تصوف کے چار حرف ہیں یعنی ت، ص، و، ف ۔ اب ان کے معنی ملاحظہ ہوں ۔ یعنی ت سے مراد یہ ہے ۔ کہ راہِ مولےٰ میں اپنے آپ کو تصرف کرے ۔ اور ازروح محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنے مال کو تصرف کرے ۔ اور حرف ص سے مراد

صراط مستقیم ہے یعنی سیدھے راستہ پر چلنا۔ اور حرف واو سے مراد، وعدہ خلافی نہ کرنا ہے اور حرف ف سے مراد فتح الغیب اور فنا فی النفس ہوتا ہے۔ پس جو کوئی ان حروف کے معنی سے واقف نہیں۔ اور اُن کا عامل نہیں وہ ہرگز تصوف سے آشنا نہیں ہے ❖

دوسرے معنی تصوف کے یہ ہیں۔ کہ تصوف اسم اللہ سے ہے یعنی علم الف سے اور الف سے مراد آیۃ وعلّم آدم الاسماء لکھا ہے یعنی سکھلا دیئے آدم علیہ السلام کو کل اسم ❖

صوفیہ کہتے ہیں کہ یہاں کل اسم سے مراد کل علم اور کل عقل اور کل درجات ہیں کہ جو قال سے حال کی طرف لیجائیں۔ کہ جن کے ظاہر اور باطن مراتب مولے کے ساتھ ہیں جیسا کہ خود ارشاد ہوتا ہے:۔

قولہ تعالیٰ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ❖ یعنی تمام ہوا کلمہ تیرے رب کا از روئے صدق اور عدل کے اور اُس کے کلمات تبدیل نہیں ہوتے، اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے ❖

پس اے طالب! عارف باللہ معرفت مع اللہ ایسا چاہیئے، جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں۔ کہ میں تیس برس تک خدا کے ساتھ ہمکلام رہا۔ اور مخلوق جانتی تھی کہ ہمارے ساتھ ہمکلام ہے۔ چونکہ عارف کا قال اُور ہے اور حال اُور ہے جیسا کہ قصہ حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا سورۂ کہف میں ہے۔ کہ حضرت خضرؑ نے ایک کشتی کو توڑ ڈالا اور ایک جوان کو مار ڈالا اور ایک بھوڑی پر دیوار گرادی ❖ پس حضرت خضر کا کام راہ پر تھا اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کی نظر گناہ پر تھی۔ پس اسی طرح عارف ہر حال اور ہر مقام سے خبردار ہوتا ہے۔ اور احوال ماضی و مستقبل اُس کی نگاہ میں رہتا ہے ❖

صوفیہ کہتے ہیں کہ اسی واسطے ہر ایک عبادت سے عارف باللہ کی نظر بہتر ہے ؎

از نگاہ نیم سوزش آمن درمیان کفر و ایماں راہ من

اور حدیث اَلْاِيْمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ اس کی مؤید ہے یعنی ایمان درمیان خوف اور

رجا کے ہے ٭

پس اے طالب صادق! افسوس ہے کہ تمام عمر میری بے خبری میں گذر گئی اور توحید سے آشنا نہ ہوا۔ چونکہ فقرا کو کسی وقت میں اطمینان اور سکونت نہیں میسر ہوتا اس وجہ سے کہ ہمیشہ سیر اور سفر میں رہتے ہیں اگر ہزار کوئی اُن کی غمخواری اور دلداری کرے اور اُن کو بطور نذر کے بھی کچھ دے۔ یہ جس جگہ رہیں مثل مسافروں کے رہیں اور ہر ایک حالت میں پریشاں حال رہیں۔ ان کی حکمت اَلْاُنْسُ بِللّٰہِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِاللّٰہِ سے ہوتی ہے یعنی اللہ کے واسطے اُنس رکھتے ہیں۔ اور غیر اللہ سے توحش کرتے ہیں اور ہمیشہ اُن کی نظر فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ پر ہوتی ہے یعنی بھاگو اللہ کی طرف ٭

پس ایسے لوگ ہمیشہ مخلوق سے بیزار رہتے ہیں۔ چونکہ ان کا شوق محبت اور معرفت الٰہی ان پر ہمیشہ غالب رہتی ہے۔ اور مکان ان کا مکان لامکان سے ہوتا ہے۔ اور انکی جان، جانِ جاناں کی طرح لگی رہتی ہے۔ گو جسم ظاہر ان کا اس عالم اسباب میں ہوتا ہے ٭

اس سبب سے یہ لوگ پریشان حال رہتے ہیں۔ اور بعض صوفیہ کہتے ہیں۔ کہ دو گروہ کے آدمی کسی کے حکم میں نہیں ہوتے۔ ایک ظل اللہ یعنی بادشاہ وقت۔ اور دوسرے ولی اللہ کہ جو اسرار الٰہیہ سے واقف ہوتے ہیں۔ جیساکہ کہا ہے ؎

نفس را رسوا اللہ بہر از گدا ہر دمے قدمے رود بہر از خدا

اور بعض درویش کہتے ہیں کہ ہر محلہ اور ہر ایک شہر فقرا کی برکت سے قائم ہیں۔ بلکہ فقرا کا پھرنا اور سیر کرنا خالی از حکمت نہیں ہے۔ اس واسطے کہ فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ یعنی حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ایسا ہی فقیر کا قدم اور فقیر کی توجہ اور فقیر کا وہم اور فقیر کا قہر اور فقیر کا التفات اور فقیر کا فیض کسی حکمت سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ اصل ان کی اسم اللہ کے وصل پر ہے۔

مثنوی

از علم عالم نہ شد وصل حضور | از علم عالم نہ شد کشف القبور
تو علم مغرور از حق دور تر | از علم عالم نہ شد صاحب نظر
در مطالعہ علم باشی صبح شام | کس نیابد معرفت از علم تام
طلب مرشد راز کن باطن صفا | تا ترا حاضر کند با مصطفٰے
سر بسر علمے بود از قیل و قال | بہ بود لب بستہ خاموشی وصال

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہو کہ جو علم تقوےٰ کے ساتھ ہے وہ اچھا ہے۔ اور آخرت کا توشہ ہے۔ اور جو علم زر کے جمع کرنے کے واسطے ہے۔ اور دُنیا کی جس میں طلب ہے پس وہ ناجائز ہے مصنّف کتاب کہتا ہے ؎

اے عالم ناداں کہ تو در علم غروری — نزدیک تو معبود نۂ بلکہ تو دوری
کشّاف ہدایہ اگر امروز تو خوانی — تا خدمت خاصان نکنی ہیچ ندانی

پس اے طالب! علم وہ ہے کہ ظاہر حضوری اُس کی باطن میں معرفت مولےٰ کی طرف لیجاوے۔ اور قرب وصال الی اللہ اس کو میسّر آئے۔ چونکہ جو شخص خدا کے دوستوں کی خدمت کرتا ہے وہ مخدوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے **مصرعہ**

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

یعنی خدمت کرنے سے عظمت ملتی ہے۔ اور خادم سے مخدوم ہوتا ہے اور جو کہ اولیاء اللہ کا منکر ہے۔ وہ رحمتِ حق سے محروم ہے **مثنوی**

وقت را ضائع مکن اے جان من — اسم اللہ را مگو با ہر سخن
ہر کہ غفلت میکند اسم الٰہ — ہیچ نیں ہرگز نباشد سرگناہ
عارفاں را اسم اللہ شد نصیب — نفس شیطاں در نگنجد یا حبیب
باھوا با اسم اللہ دل بکوش — اسم اللہ را چہ ہا ند خود فروش

اور اے طالب صادق حدیث میں سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ یعنی سردار قوم کا خادم فقرا ہے ❊

فقرا کے وجود میں چار دوست ہیں

پس اے طالب! آدمی کے وجود میں چار دوست ہیں اور اُن کی دوستی کی سب کو ضرورت ہے اور انہیں چار دوستوں سے چار دشمن پیدا ہوتے ہیں یعنی اوّل دوستی خدا کی۔ دوسری دوستی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ تیسری دوستی قرآن کی۔ چوتھی دوستی فقرا کی ❊

اب ان کی تشریح ملاحظہ ہو۔ یعنی جو کوئی خدا کی دوستی کا دعوےٰ کرے وہ ذکر اللہ کے ساتھ مستغرق رہے اور فکر میں تمام ہو جائے۔ یہاں تک کہ خدا کے دوستوں کے

ساتھ بھی دوستی نہ رکھے جو کچھ ہو خدا کے ساتھ ہو ۔

مترجم دوسری دلیل خدا کی محبت کی یہ ہے کہ خدا کے دوستوں کی دوستی میں تمام ہو جائے تو خدا کے ساتھ دوستی کر سکتا ہے ورنہ اُس کا دعوٰے دوستی کذب اور دروغ ہے ۔ جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے ؎

ظہیری خاتمہ بالخیر اُلفت ہے صحابہ کی　　رہا اب حشر باقی وہ خدا و پنجتن جانیں

اور اے طالب! جو کوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوستی کا دعوٰے کرے اور اُن کی آل و اصحاب اور علمائے شریعت کے ساتھ دوستی نہ رکھے اُس کا دعوٰے غلط ہے ۔

اور جو کوئی قرآن کے ساتھ دوستی کا دعوٰے کرے اور اُس کے عمل کو درست نہ رکھے وہ گمراہ ہے ۔

اور جو کوئی فقرا کی دوستی کا دعوٰے کرے اور فقر و فاقہ کو دوست نہ رکھے ۔ اور معرفت مولےٰ کی طرف توجہ نہ کرے اُس کی دوستی جھوٹی ہے بلکہ وہ کذاب ہے ۔

اب یوں سمجھنا چاہیئے کہ خدا کی دوستی سے شیطان کی دشمنی ہے ۔

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوستی سے بدعت کی دشمنی ہے ۔

اور قرآن کی دوستی سے بے عملی کی دشمنی ہے ۔

اور فقرا کی دوستی سے اہل دُنیا کی دشمنی ہے ۔

قولہ تعالیٰ وَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى
یعنی جس نے شرارت کی اور دُنیا کی زندگی کو اچھا جانا تو اُس کا ٹھکانا دوزخ میں ہے ۔ **مثنوی**

دیں علم مفروش دامے دام گیر　　طالب دُنیا کُجا باشد فقیر
علم را قدرے ندارد از طلب　　علم عالم چیست دانی بہر رب

علما اور فقرا کا فرق

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے کہ علما و فقرا میں کیا فرق ہے ۔ اس کی تشریح بھی تجھ کو بتلاتا ہوں یعنی علما صاحب ادب اور صاحب شرع اور وارث انبیاء علیہم السلام ہیں ۔ اور فقرا تارک الدنیا فارغ عقبےٰ صاحب ذکر و فکر اور خلق مجسم اور

فدائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور غریق دریائے وحدت و معرفت کے ہوتے ہیں۔ اور علماء رات دن مطالعہ علم کی تکرار میں قیل و قال رکھتے ہیں۔ اور فقراء اللہ کے ساتھ ساتھ اپنا حال بحال رکھتے ہیں۔ پس عالم مبتدی کا علم ذکر میں اور فقیر منتہی کا حضوری میں معلوم ہوا کہ ابتدا میں ذکر حضوری کے واسطے ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ علما کے واسطے اعلےٰ درجات ہیں۔ قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ یعنی وہ لوگ ہیں جن کو علم اور درجے عطا کئے گئے اور اُن کے مرتبے خدائے تعالےٰ کے نزدیک بلند ہیں ✣

اب ہے فقرا کے درجات وہ قرب حق تعالےٰ کے ساتھ ہیں۔ قولہ تعالیٰ وَاذْکُرْ رَبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ یعنی یاد کر اپنے رب کو جب کہ بھول جاوے، یعنی اسم اللہ ذات کے ساتھ غریق وحدت ہیں ✣

پس اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ درجات ذات کے واسطے ہیں۔ اور ذات خاص اولیائے اللہ کے نصیب میں ہے۔ پس جو طالب مولےٰ معرفت الٰہی کی طلب کرے، وہ شخص شیخ المشائخ اور عالم و فاضل اور متقی و محقق و محرم اسرار ہے۔ اور جو مولےٰ کی طلب نہ کرے وہ حرص و حسد و حقد و عجب میں مبتلا ہے۔ اس کو کسی کا فیض صحبت نفع نہیں دے سکتا۔ خواہ کیسا ہی فقیر مست اور عالم ہوشیار ہو۔ ہرگز ہرگز وہ فیضیاب نہیں ہو سکتا ہے ✣

دُنیا اور اہلِ دُنیا کی مذمّت اور مصنّف کتاب کا جواب

پس اے طالب صادق! مصنّف کتاب فرماتے ہیں۔ کہ وہ دنیا والے مثل مستسقی کے حد سے زیادہ پیاسے ہیں۔ چونکہ دُنیا کی مثال دریا کی ہے کہ اُس کا پانی زہر آلودہ ہے پس جو پیاسا اُس پانی میں غوطہ کھائیگا اور وہ زہر آلودہ پانی پیئیگا۔ اور زیادہ تر تشنہ لب ہوگا۔ اور یہ تشنگی اُس کو مثل جانکنی کی تلخی سے زیادہ ہوگی۔ باوجودیکہ دنیا کی تشنگی حشر کی تشنگی سے زیادہ سخت ہوگی۔ اسی واسطے فقیر لوگ دُنیا کے زہر آلودہ کنارہ پر تشنہ لب رہتے ہیں۔ اور اہل دُنیا کو روکتے ہیں۔ کہ اس زہر آلودہ دریا کے پانی کو نہ پویں۔ جس سے کہ مر جائیں۔ پس جس کسی کو ان کی نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔ تو یہ خدا کی مرضی پر اُس کو چھوڑ دیتے ہیں ✣

پس اے طالب صادق! فقر کا دل اللہ کے ذکر سے سیراب ہوتا ہے۔ اور اُن کو آبرو اور سرخروئی دونوں جہان کی نصیب ہوتی ہے ؎

طلب کن اللہ با مطلب بشوی　　بے طلب اللہ بے مطلب روی

اقسام دوستی

اب اے طالب صادق! میں تجھ کو دوستی کی قسمیں بتلاتا ہوں۔ کہ جو تین قسم پر ہے یعنی ایک دوستی جسمی ہے۔ دوسری دوستی قلبی ہے۔ تیسری دوستی رُوحی ہے +

اب یوں سمجھنا چاہیئے کہ دوستی جسمی کا تعلق زبان سے ہے۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور علما کی دوستی۔ نہ وہ دوستی کہ جس میں قیل و قال ہو۔ بلکہ جس طرح دوستی حضرت یوسف علیہ السلام کی حضرت بی بی زلیخا کے ساتھ تھی +

اور قلبی دوستی کا تعلق مقام دل سے ہے۔ جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فقر اور فاقہ کے ساتھ دوستی تھی۔ اور آپ اُس کو عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ معرفت الٰہی نبی اللہ کو امر مبارک ہمیشہ فقیروں پر کرم کے ساتھ تھا۔ اسی وجہ سے حضور علیہ السلام گروہ فقرا کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ بلکہ بعض صحابہ فرماتے تھے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان فقراے مجنونین کی بہت دلداری کرتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام فرماتے تھے۔ کہ ان فقرا کی خداوند عالم بھی عزت کرتا ہے، پھر میں کس طرح ان کو عزیز نہ رکھوں +

اور اے درویش! تیسری دوستی رُوحی ہے جس کا تعلق سرِ روح سے ہے یعنی جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوستی خدا کے ساتھ تھی +

اب جاننا چاہیئے کہ دوستی قلبی حضرت یعقوب علیہ السلام کو جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھی کہ یوسف علیہ السلام کی جدائی میں بارہ برس آپ کے گریہ و بکا میں گذر گئے +

روحی دوستی کی مثال حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ کہ اُن کے واسطے خدا تعالےٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا۔ جس کی شہادت قرآن سے ہے قولہ تعالیٰ قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ یعنی ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا سلامتی کے ساتھ ابراہیم پر +

اور قولہ تعالےٰ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ
یعنی کہدو (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے ہیں +

فقر اور معرفت کا بیان

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں - کہ فقر اُس کو کہتے ہیں - کہ جو شریعت کا عالم اور طریقت کا شہسوار ہو - اور مقام حقیقت کا ناظر اور مقام معرفت کا جاننے والا ہو - اور دُنیا کا بوجھ اٹھانیوالا ہو - جیسا کہ حدیث میں وارد ہے - مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ یعنی پاک ہے تو تیری معرفت جیسی کہ چاہیئے ہم نے حاصل نہ کی - چونکہ معرفت کا مقام بےپایاں اور بے انتہا ہے - جس کو سوائے خدا تعالےٰ کے کوئی نہیں جان سکتا ہے ؎

دیدہ با ید لائق دیدار او | ایں نہ دیدہ طالب مردار جو

اور دوسری حدیث میں ہے سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ یعنی پاک ہے تو ہم نے تیری عبادت نہیں کی جیسی کہ عبادت کرنا چاہئے تھی ؎

تو نمیدانی ز تو نزدیک تر | درمیاں خود پردہ ملے بے بصر
پردہ را بردار دل بیدار باش | راہ عرفاں ایں بود ہشیار باش

پس اے طالب صادق! ابتدا فقر کی اسم اللہ سے ہے قولہ تعالےٰ

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى الَّذِي خَلَقَ فَسَوّٰى + یعنی پاکی بول اپنے رب کی جو سب سے اعلےٰ ہے جس نے پیدا کیا اور پھر ٹھیک کیا +

ق وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا + یعنی یاد کر اپنے رب کے نام کو صبح وشام +

ق فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ + یعنی پاکی بیان کر اپنے رب کی کہ جو بہت بڑا ہے +

اور حدیث مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ + یعنی جس نے اپنے رب کو پہچانا پس تحقیق گنگ ہوئی زبان اُس کی +

پس اے طالب صادق! جب تک اسمِ اللہ سے دل میں روشنی نہیں ہوتی۔ اُس وقت تک اُس کا نفس اُس کے تابع نہیں ہوتا۔ کیونکہ شغل اللہ دونوں جہان میں بہتر ہے اور جو اس سے خبردار نہیں ہے وہ دُنیا و عقبےٰ میں برتر ہے۔ پس جو لوگ درم و دینار کے خواہشمند ہیں ان کا تعلق خدا کے ساتھ کیونکر ہو سکتا ہے ❖

فقرا کی خدمت

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو وہ مسئلہ بتاتا ہوں کہ جو فقیر کو بطور خیرات کے کچھ دے۔ اگر فقیر اس کو مخلوق کی طرف سے جانے تو نقصان ہے اور اگر خدا کی طرف سے سمجھے تو دلیل عرفان ہے ❖

مترجم حدیث قدسی ہے کہ ہر روز خداوندِ عالم آخر وقت شب کے چوتھے آسمان پر نزول اجلال فرماتا ہے۔ اور اُس وقت خود ارشاد فرماتا ہے کہ ہم بھوکے ہیں کوئی ہم کو کھانا کھلاؤ۔ ہم پیاسے ہیں کوئی ہم کو پانی پلاؤ۔ ہم ننگے ہیں کوئی ہم کو کپڑا پہناؤ۔ چونکہ ذات باری اسمٰہ ہر ایک بات سے منزا ہے، صرف اس میں اپنی مخلوق کی تعلیم ہے۔ کہ اے ہمارے نیک بندو ہماری مخلوق کے ساتھ ایسا کرو۔ ایسا ہماری مخلوق کے ساتھ برتاؤ کرنا، عین ہمارے ساتھ برتاؤ ہے۔ ہم تم کو اس کا بدلہ دُنیا و آخرت میں دینگے ❖

دوسرے حکم خداوندی ہے کہ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ یعنی اے مخلوق میرے سائل کو مت جھڑک بلکہ نرمی سے سائل سے بات کر ❖

پس اے طالب! جو فقرا کہتے ہیں کہ ہم نے دُنیا کو ترک کر دیا ہے۔ مگر مثل پروانہ چراغ کے اُس کے گرد پھرتے ہیں۔ اور تعلقات دُنیا کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اس کے علائق کو تیغ ہمت سے کاٹا ہے۔ ایسے لوگ حرص و آز میں مبتلا ہیں ❖

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے کہ حق تعالےٰ نے مومنوں اور عارفوں اور انبیاء اور اولیاء بلکہ جمیع مسلمانان کی روح کو محض عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے۔ نہ زر و مال جمع کرنے کی غرض سے کہ جو لوگ طمع دُنیا میں مبتلا ہیں۔ وہ دُنیا و آخرت سے بے خبر ہیں ❖

فقرا کی پہچان

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو فقرا کی پہچان بتلاتا ہوں، جس سے تم کو معلوم ہو وے کہ اصلی فقرا کی پہچان کیا ہے۔

اول۔ اس کے میں تین سبب تجھ کو بتلاتا ہوں:۔

اول ۔ سبب یہ ہے کہ وہ باادب ہوں۔ یعنی خلاف شریعت ان سے کوئی امر سرزد نہ ہو۔ **دوسرے** باحیا ہوں، حتیٰ کہ اپنی عبادت کو بھی پوشیدہ کرتے ہوں۔ **تیسرے** دل اُن کا اللہ کی محبت سے پُر ہو کسی غیر کی محبت اُن کے دل میں نہ ہو۔ اور گویائی ان کی مثل وعظ و نصیحت کے ہو۔ بلکہ جو بات اُن کی زبان سے نکلے وہ مغز معرفت سے نکلے اور دل اُن کا مثل روز روشن کے منور ہو۔

فقرا کے مقام

اب میں اے طالب صادق! تجھ کو فقرا کے مقامات سے آگاہی دیتا ہوں۔ کہ ایسے درویشوں کے چار مقام ہیں۔

اوّل مقام اُن کا دل ہے جس کو وہ ہمیشہ خدا کے ساتھ مشغول رکھتے ہیں۔

دوسرا مقام ان کا سکوت ہے کہ ہر ایک کے سامنے وہ زبان اپنی نہیں کھولتے ہیں۔ بلکہ جو واردات اُن پر پڑتی ہے وہ ساتھ حق کے ضبط کرتے ہیں۔

تیسرا مقام اُن کا مسجد ہے جہاں شیطان کا گذر نہیں ہوتا۔

چوتھا مقام ان کا مقام قبر ہے جہاں وہ آسودہ ہوتے ہیں۔

اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ مقام قبر قیامت کی حقیقت دریافت کرنے کا نام ہے۔

شعر

ظہیری اپنی ہستی کو مٹا یا آ کے تربت میں
مقام قبر کو محشر سے زائد ہم سمجھتے ہیں

اور اے طالب صادق! جو فقرا بہت کھاتے ہیں اور وہ سوتے ہیں وہ مُردہ دل ہیں اور خدا کی معرفت سے بے خبر ہیں اور جو درویش ہیں اُن کی یہ حالت ہے ؎

دیدہ ام دیدار حق صد بارہا نفس و شیطاں در شکنجہ خارہا

گر کنم حق شرح وصلش را تمام   خواب واصل را عبادت شد مدام

پس اے طالب یہ مقال ہر ایک کے لائق نہیں بلکہ ذکر اور فکر کے لائق ہے ✦

ذکر مراقبہ

اب میں اے طالب صادق! تجھ کو طریقہ مراقبہ بتلاتا ہوں۔ یعنی مراقبہ بند کرنا دونوں آنکھوں کا ہے ذکر اور فکر کے غلبہ سے۔ پس مراقبہ برق سے زیادہ تیز ہو اور صاحب مراقبہ ہوش سے بیہوش ہو۔ دونوں آنکھیں بند کرنے کے ساتھ اسم اللہ کے تصور کی برکت سے یہاں تک کہ دل کی آنکھ سے دونوں جہان کو دیکھے اور حقیقت رُوح کو پہچانے اور اُس سے مصافحہ کرے۔ بلکہ اپنے سوال کا جواب باصواب پاوے اُس وقت مراقبہ سے باہر آئے ✦

پس ایسے مراقبہ کو مراقبہ ذکر و فکر کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ ذکر اللہ نفس کا قاتل ہے اور اصل ایسے مراقبہ کی تصور اسم اللہ سے ہے۔ اور جو مراقبہ ظاہر و باطن شریعت کے موافق نہ ہو۔ پس ایسے مراقبہ کو خواب و خیال کہتے ہیں۔ یعنی اُس کا دل ابھی تک حُبّ دُنیا میں سیاہ ہے۔ اور جہالت سے تباہ ہے۔ پس ایسا درویش جو کوئی بات کہے وہ کذاب ہے ✦

اور اے طالب صادق! جو لوگ تصور اسم اللہ سے ذات کا مراقبہ کرتے ہیں اُن کا مشاہدہ شاہد حقیقی کے ساتھ ہے اور اُن کی حضوری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے ✦

پس جو کوئی مراقبہ والا انور حقیقی کے مشاہدہ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے محروم ہے۔ وہ بے یقین اور بیدین ہے۔ کیونکہ اس کا دل شیطان کے خطرات سے خالی نہیں ہے۔ نعوذ باللہ منہا ✦

پس اے طالب! جو علم عین العلوم سے ظاہر ہو وہ خاص ہے اور جو علم قیل و قال سے ہو۔ وہ ناقص ہے۔ اور دوسرا مقام قلب شناسی معرفت رب العالمین ہے کہ جو خاموشی احوال سے علاقہ رکھتا ہے۔ اور ابتدائی مقال جس کی کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ سے ہے یعنی جب ہم نے دعوے کیا کہ تیرے سوا کوئی دوسری دلیل نہیں۔ پس یہ دعوے ہوا کہ ہم نہیں ڈرتے مگر اُس سے اور ہم اُمید نہیں رکھتے۔ مگر اُس پر

پس جب ہم کسی دوسرے سے ڈریں اور کسی سے امید رکھیں۔ تو ہمارا دعوے برہان سے نہ رہیگا۔ بلکہ ہمارا دعوے جھوٹا ہوگا۔ اور ایک دعوے کفر وانکار کی حد تک پہنچیگا ◆

پس اے طالب صادق! اسی طور سے اگر مخلوق ہم کو دیکھتی ہے۔ تو اس کے روبرو ہم کوئی گناہ نہیں کرتے۔ اور حق تعالےٰ ہم کو دیکھتا ہے۔ تو ہم اس کے سامنے لاکھوں گناہ روزمرہ کرتے ہیں۔ پس اس کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ ہم مخلوق سے ڈرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے پس جو مخلوق سے ڈرا اور خدا سے خوف نہ کیا وہ کافر ہے ◆

افسوس! اگر کوئی طبیب کہ خدمت سے ہماری بیماری دیکھ کر ہم کو کسی چیز کے کھانے کو منع کر دیتا ہے تو ہم اس چیز کو ترک کر دیتے ہیں۔ مگر وہ چیز جس کے منع کرنے کے واسطے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے اور سب نے یہ کہا کہ حُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ وَ تَرْکُ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ یعنی دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے اور دنیا کا ترک ہر عبادت کی جڑ ہے ◆

طلب مولیٰ اور طلب دُنیا کی بحث

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو طلب مولےٰ اور طلب دُنیا کی بحث بتلاتا ہوں جاننا چاہیے کہ فقر کی طلب اللہ تعالےٰ کی طلب ہے اور فقر کی طلب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طلب ہے اور فقر کی طلب اصحاب رسول اللہ کی طلب ہے اور فقر کی طلب اولیاء اللہ کی طلب ہے اور علم و عمل کی طلب تقوے کی طلب ہے اور فقر کی طلب عرفان کی طلب ہے۔ اور دنیا کی طلب شیطان کی طلب ہے۔ اور دنیا کی طلب فرعون کی طلب ہے اور دُنیا کی طلب قارون کی طلب ہے۔ اور دنیا کی طلب نمرود کی طلب ہے اور دُنیا کی طلب شداد کی طلب ہے۔ اور بعض کے نزدیک دُنیا کی طلب سراسر کفر ہے اور فقر کا طلب کرنا اسلام کا طلب کرنا ہے اور فقر کا طلب کرنا معرفت الٰہی اور ذکر و فکر سے آشنا ہونا ہے ◆

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو فقر کی قسمیں بتلاتا ہوں یعنی بعضے فقیر دانا اور ہوشیار ہوتے ہیں اور بعضے جاہل و نادار اور بعضے دیوانہ اور مجنون اور بعضے فناگو اور بعضے صاحب شوق اور بعضے صاحب عرفان ہوتے ہیں ◆

پس جو صاحب عرفان ہوتے ہیں وہ ہمیشہ اسم اللہ میں مصروف رہتے ہیں ۔ اور اسم اللہ کے غلبہ سے کسی وقت اُن کو چین نہیں ہوتا۔ بلکہ یہی لوگ روشن ضمیر اور صاحب کشف ہوتے ہیں کہ جو ہمیشہ ذکر کے ساتھ زندہ اور باقی رہتے ہیں ۔ چونکہ یہ لوگ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مصداق ہوتے ہیں یعنی مرنے سے پہلے مرجاتے ہیں ؛

اور بعضے درویش صاحب اشتیاق ہیں جو ہجر و فراق میں ہمیشہ رہتے ہیں ۔ اور یہ اِس سبب سے کہ عالم ازل میں خدائے تعالےٰ نے اُن کی روحوں کو اپنا دیدار دکھلا دیا ہے ۔ پس وہ اِس سبب سے بےچین ہیں ۔ کہ ازل کے روز اپنا دیدار دکھلا دیا ہے ۔ اور دُنیا میں ہم سے حجاب کیا اور پھر آخرت میں دیدار کا وعدہ فرمایا ؛

مترجم شعر

وہ عالم نظر میں سماتے نہیں ہیں ۔ سوا آپ کے اور بھاتے نہیں ہیں
یہ کیسا ہے پردہ یہ کیسا ہے پردہ ۔ نظر سے نظر کو ملاتے نہیں ہیں
نہ آؤ تصور بھی آنے نہ دوگے ۔ ٹھہری بھی دل کو لگاتے نہیں ہیں
تمہاری پرستش کو ہم چھوڑ دینگے ۔ ہم اپنی خودی میں سماتے نہیں ہیں
ازل میں کیا ہوتا پردہ ٹھہرا ۔ وہ دُنیا میں مُنہ کیوں دکھاتے نہیں ہیں

پس اے طالب صادق! جن فقرا نے ازل کے روز اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سُن کر قَالُوْا بَلٰی کہا ہے اُن کو دُنیا میں بھی دیدار خدا کا ملا ہے ۔ اور اُن کو الہام ہوا ہے اور جن فقرا کو دُنیا میں عالم خواب یا مراقبہ میں اللہ تعالےٰ کا دیدار نصیب ہوا ہے وہ لوگ دُنیا میں اُس کی لذت سے زندہ دل ہیں ۔ اور اُن کا فرمودہ، فرمودۂ حق ہوتا ہے ۔ اِس طرح کے فقرا کو مشرف بہ دیدار ہیں ۔ وہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السّلام کا نتیجہ ہوتے ہیں ۔ اور بعض صوفیہ کہتے ہیں ۔ کہ اولیاء اللہ کو علم لدُنّی سے بھی کچھ حصہ ملتا ہے ۔ اس وجہ سے کہ وہ تلامیذ الرحمٰن ہوتے ہیں ۔ یعنی تعلیم یافتۂ خدا ۔ ان کو ظاہری علم کی حاجت نہیں ہوتی ۔ اور بعض ان کو طالب مولےٰ کہتے ہیں ۔ اور تارک اور فارغ دُنیا سے ایسے لوگ ہوتے ہیں ؛

خیر و شر کا مسئلہ

اور

اہل سنت والجماعت کی تحقیق

پس اے طالب! اب میں تجھ کو خیر و شر کا مسئلہ بتاتا ہوں، جو یہ ہے کہ بعض بیدین یہ کہتے ہیں کہ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی یعنی بھلائی اور برائی سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے ۔

اب میں تجھ سے ان دونوں لفظوں کی شرح کرتا ہوں، یعنی خیر اور شر کی کہ یہ دونوں خدائے تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ اس کے معنی یوں سمجھنا چاہئے کہ خیر سے خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ اور آپ کے پیرو کا نام سنت والجماعت رکھا۔ یعنی جو لوگ حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب جس راہ پر چلے ہیں۔ پس جو کوئی ان کی راہ پر چلیگا وہ اہل سنت والجماعت سے ہوگا۔ اور خدائے تعالیٰ نے خیر سے اسلام کو پیدا کیا۔ اور ذکر و فکر اور معرفت فقر اور فیض و رحمت کو اس کے سپرد کیا کہ امت محمدیہ اس سے فیضیاب ہو ۔

شر کی حالت

پس اے طالب صادق! اب شر کی حالت تجھ کو بتلاتا ہوں کہ شر سے خدائے تعالےٰ نے کفر اور شیطان اور نفس امارہ کو پیدا کیا ہے اور شر سے دنیا کی خواہش کو پیدا کیا ہے ۔

پس اے طالب! اب تو خیر کو چاہتا ہے یا شر کو۔ اور بعض گروہ ایسے ہیں۔ کہ ان کے دل میں بیماری ہے، جن کی نسبت خداوند عالم فرماتا ہے قولہ تعالیٰ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۔ یعنی ان کے دل میں بیماری ہے پس بڑھایا اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو ۔

پس اس گروہ کی زبان میں وارد ہوتا ہے ۔

قولہٗ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ✣

یعنی بعضے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور نہیں ہیں وہ مومن ✣

اور ارشاد ہوتا ہے :-

قولہٗ تعالیٰ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ✣

یعنی اور جس وقت جاتے ہیں اپنے دوستوں کے ساتھ تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ہم ٹھٹھے بازی کرتے ہیں اُن سے ✣

پس ایسے لوگوں کی صورت اور ہے اور سیرت اور ہے جن کی نسبت ارشاد ہوتا ہے :-

قولہٗ تعالیٰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۔ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ✣

اور جس وقت کہا جاتا ہے اُن سے مت فساد کرو تم زمین میں (تو وہ لوگ) کہتے ہیں جز این نیست کہ ہم مصلح ہیں، خبردار ہو کہ وہ انسان فساد کرنیوالے ہیں مگر شعور نہیں رکھتے ہیں ✣

اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ لوگ نفس امارہ کی خواہش میں مبتلا ہیں۔ چونکہ نفس کا مقام دُنیا ہے، پس یہ لوگ دنیا کی ترقی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ اور دِل کا مقام عقبےٰ سے ہے پس جو لوگ اس کا تعلق رکھتے ہیں وہ لوگ نفس کو بہت سخت عذاب میں رکھتے ہیں۔ اور چونکہ روح کا مقام حُبِّ مولےٰ ہے۔ پس اس گروہ کے دِل میں درد اور محبت ہوتا ہے ✣

اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

مُحِبُّ اللّٰهِ لَا يُحِبُّ الدُّنْيَا وَمُحِبُّ الدُّنْيَا لَا يُحِبُّ اللّٰهَ، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا ✣

یعنی اللہ تعالےٰ کو دوست رکھنے والا دُنیا کو دوست نہیں رکھتا اور دُنیا کا دوست رکھنے والا اللہ تعالےٰ کے ساتھ دوستی نہیں کر سکتا۔ پناہ مانگتا ہوں اللہ کے ساتھ اُس سے ✣

اور جو لوگ دنیا کا شکوہ کرتے ہیں، ان کا شکوہ دو حال سے خالی نہیں ہوتا ہے یا تو وہ دُنیا کو دیکھنا نہیں چاہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ دُنیا اُن کی نظر میں زشت رُو اور

بدصورت نظر آتی ہے یا دُنیا اُن کے گھر میں نہیں آتی، اس وجہ سے وہ پریشان ہو کر دُنیا کی شکایت کرتے ہیں +

معرفت مولےٰ اڑھائی قدم کے فاصلہ پر ہے

پس اے طالب! اب میں تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ معرفت مولےٰ اڑھائی قدم کے فاصلہ پر ہے۔ یعنی ایک قدم عالم ازل سے اُٹھایا اور دُنیا کے سر پر رکھا۔ اور دوسرا قدم دُنیا سے اُٹھایا اور عقبےٰ کے سر پر رکھا۔ اور عقبےٰ میں قیامت کے میدان میں صراط سے گذرا اور مقام بہشت کے دروازہ پر پہنچا۔ اور حق تعالےٰ کی ندا سُنی کہ قولہ تعالیٰ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ یعنی پس داخل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو جا تو میری بہشت میں ؂

اور نیم قدم سے مراد لقائے رب العالمین سے مشرف ہونا ہے۔ پس اے طالب! اس نیم قدم پر وہ شخص پہنچتا ہے۔ کہ جو نفس کو راز رب العالمین کی تلوار سے قتل کرے اور راز رب ریاضت سے بہتر ہے ؂

راز کیا ہے اور ریاضت کس کو کہتے ہیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ ریاضت کس کو کہتے ہیں۔ اور راز کیا ہے ؂

پہلے میں راز کو بتاتا ہوں کہ راز سے ہماری کیا مراد ہے۔ پس صوفیہ کے نزدیک راز اطمینان خاطر کو کہتے ہیں۔ کہ جو جمال یار کے ساتھ ہو۔ اور ریاضت سے مراد یہ ہے کہ جو رعایت خلق کے ساتھ ہو۔ چونکہ صاحب راز کی نظر خدائے تعالےٰ پر ہوتی ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

ناظراں را بر نظر باشد اللہ   لعنتی بر مال دُنیا حُبّ وجاہ

دوسرے، راز کا تعلق مقام فقر سے ہے۔ جس میں سراسر راز اور اسرار ہے۔ اسی واسطے کہا ہے کہ انسان خود راز حقیقت ہے ؎

شہ رگ نزدیک چوں گوئید دُور   یک دمے با حق برم وحدت حضور

اور قولہ تعالیٰ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ٭ یعنی اور ہم بہت نزدیک ہیں اُسکی طرف شہ رگ سے ٭

اور بعض کے نزدیک فقرا لوگ بے پرواہوتے ہیں۔ ان کو کچھ دُنیا و مافیہا کی خبر نہیں ہوتی ؎

فقر شاہی ہر دو عالم بے نیاز باخدا احتیاجش کس نباشد ، نظرش مصطفےٰ

اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ فقر ایک دریائے ناپیدا کنار ہے۔ بعض اس سے ثابت اُتر گئے۔ اور بعضے اس میں گر کر مر گئے شعر

ہر ز قطرہ دعوے کردند من بدر یا یافتم عین دریا یافتم خود گم بدر یا یافتم

اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ حکایت بیان فرمائی :۔

حکایت وزیر

بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک وزیر کے دِل میں ذوق الٰہی پیدا ہوا۔ اُس وقت اُس وزیر نے قلمدان وزارت کو رکھدیا اور خدمت بادشاہی کو ترک کر دیا۔ اور بالاستقلال کوچہ فقر میں قدم رکھا۔ پس ایک مدت کے بعد بادشاہ کو وزیر سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ بادشاہ نے کہا اے وزیر تو نے میری خدمت کو کیوں ترک کیا۔ وزیر نے کہا اے بادشاہ! تجھ میں پانچ خصلتیں تھیں، جن میں پہلی یہ تھی کہ تو کھانا کھاتا تھا اور مجھ کو نہیں دیتا تھا، اب میں اُس بادشاہ کی خدمت میں ہوں کہ جو خود نہیں کھاتا ہے اور مجھ کو کھلاتا ہے۔ دوسری یہ کہ تیرے رُوبرو تمام دن کھڑا رہتا تھا اور تو نہیں کہتا تھا کہ بیٹھ جا۔ اب میں ایسے خداوند کی خدمت کرتا ہوں کہ چار رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھتا ہوں، تو دو مرتبہ حکم ہوتا ہے کہ بیٹھ جا؛ تاکہ یہ خدمت تجھ پر آسان ہو۔ تیسری یہ کہ تو تمام رات سوتا تھا۔ اور میں تیری محافظت میں پھرتا تھا اور تو یہ نہیں کہتا تھا کہ تھوڑی دیر کو تو بھی آرام کر لے۔ اب میں ایسے مالک کی خدمت کرتا ہوں کہ وہ خود نہیں سوتا ہے اور میں سوتا ہوں بلکہ وہ میری محافظت کرتا ہے۔ چوتھی یہ کہ تو اب مر جائیگا، اب میں اُس خداوند کی خدمت میں ہوں کہ جس کو موت نہیں ہے اور مجھ کو وہ اپنے ذکر سے زندہ رکھتا ہے۔ پانچویں یہ کہ میں تجھ سے خوف کرتا تھا۔ کہ اگر مجھ سے کوئی قصور ہو جائیگا تو تو مجھ کو سزا دیگا، اب میں اُس خداوند عالم کی خدمت میں ہوں کہ اگر

کوئی قصور مجھ سے سرزد ہو جاوے تو جس وقت توبہ کرتا ہوں وہ معاف کر دیتا ہے ؛

جواب حضرت مصنف کتاب: پس اے طالب فقر کی راہ فیض ہے اور فیض عام ہوتا ہے۔ اور فیض عام دنیا کا شرک ہے بلکہ مطلق حرام ہے شعر

ترک وہ دنیا بیا راہ خدا ۔ فقر را ہادی است ہادی مصطفےٰ

پس معلوم ہو کہ علم شریعت لطف اللہ ہے اور فیض سے مراد فضل اللہ ہے۔ اور کلام بزرگ سے کلام اللہ مراد ہے کہ جو ہر ایک بندہ مومن کا ذریعہ نجات آخرت ہے اور نفس پلید نجس ہے، بلکہ دنیا مردار کا وسیلہ ہے۔ پس جو کوئی علم شریعت کو دنیا مردار کا وسیلہ بنائے، خدائے تعالےٰ اس کو دنیا و آخرت میں خراب و خستہ کرے۔ چونکہ دنیا اور اہل دنیا ظالموں کی جگہ ہے جس کی نسبت لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ہے یعنی ظالموں پر خدا کی لعنت ہے ؛

اس سے معلوم ہوا۔ کہ دنیا والے ظالم بلکہ اظلم ہیں جو ہمیشہ نفاق میں مبتلا رہتے ہیں پس فقرا جو کچھ کہتے ہیں وہ حق بات کہتے ہیں، حسد اور نفاق کی راہ سے کچھ نہیں کہتے ہیں پس جو اسلام کے نام سے سیراب نہیں ہیں وہ فقر محمدی سے بے نصیب ہیں ؛

پس اے طالب! جو شخص قرآن و حدیث کے برکات سے بہرہ ہو گا۔ اور کلام پاک کی قدر نہ کریگا، ہمیشہ وہ رنج و غم میں مبتلا رہیگا۔ اور چونکہ حضرت مصنف کتاب اپنی نسبت فرماتے ہیں کہ نہ میں فقیر ہوں اور نہ میں کامل ہوں اور نہ میں عالم باعمل ہوں۔ بلکہ دنیا مردار کی حرص میں خوار ہوں۔ میرا زبان سے کلمہ پڑھنا کوئی کلمہ نہیں ہے۔ چونکہ اقرار ہے مگر تصدیق نہیں، اگر تصدیق قلب ہوتی۔ تو بیشک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران اولوالعزم کے ارشاد کو بجا لاتا، جو فرماتے ہیں یعنی ترک دنیا ہر عبادت کی جڑ ہے اور اس مردار کی محبت ہر ایک گناہ میں آلودہ کرتی ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ اور فرماتے ہیں کہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ زبان کا اقرار اور دل کی تصدیق چاہتا ہے ؛

کلمہ طیب کے حروف کے معنی

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے کہ کلمہ طیب کے حروف سب بے ہیں جن میں کوئی نقطہ نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ نقطے دروغ اور ستم اور ظلم اور نفاق اور تکبر اور ہوا اور طمع اور

رشوت اور بغض اور حسد اور عجب و نخوت اور حرص و بخل اور غیبت وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں پس جو کوئی اس کلمہ کو نقطوں کے ساتھ پڑھیگا ۔ بلاشک معنی متغیر ہو جائینگے ۔ اور اُس کی زبان پاک اور دل صاف نہ ہو گا ۔ چونکہ قرآن پاک میں خدائے تعالےٰ نے دُنیا اور اہلِ دنیا کو عزت کے ساتھ یاد نہیں فرمایا ہے اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے جمع کرنیکا حکم فرمایا ہے ، بلکہ دُنیا کے جمع کرنے والوں کو بُرا فرمایا ہے ۔ اور نہ کہیں حدیث میں اس کا اشارہ ہے ؛

پس اے طالب ! دُنیا وہ ہے کہ جو یادِ مولےٰ کو دل سے بھلائے اور خدائے تعالےٰ سے باز رکھے ۔ اور ہمہ تن انسان دُنیا اور اہلِ دنیا بن جائے ۔ پس یہ خرابی کی بات ہے اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ دُنیا وہ ہے کہ یادِ مولےٰ کے سوا کسی کا دِل میں نہ ذوق بخشے اور جو چیز کہ دل میں فرحت بخشتی ہے وہ چیز خدائے تعالےٰ کی یاد سے باز رکھتی ہے اور جو باز رکھے وہ سُکر ہے ؛

پس اے طالب ! جو شخص کہ صاحبِ سُکر ہے وہ اپنے اختیار میں نہیں ہے بلکہ نیکی اور بدی اُس کے نزدیک سب برابر ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ دُنیا کا طالب ہمیشہ کفر و نفاق میں مبتلا رہتا ہے ۔ اس واسطے کہ نشہ شراب سُکر جو اُم الخبائث ہے ہر وقت طالب دنیا اُس سے بدمست رہتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ بیٹا باپ کو اور باپ بیٹے کو دار پر کھینچتا ہے ۔ اور اے طالب صادق ! جب ہم شراب کے تمام سُکر کو جمع کریں ۔ تو اُس سے سکرات ہوتی ہے ۔ پس یہی تلخی موت ہے یعنی سکرات پس انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ کا خیال رکھے ۔ کہ ایک دن ہم کو اس کا مزا چکھنا ہو گا ۔ پس لازم ہوا کہ جس نے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہادی بنالیا ، ضرور وہ صراط مستقیم پر رہیگا ۔ اور اُس کو معرفت کی لذت بھی اچھی معلوم ہوگی ؛

مترجم حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے ۔ کہ حدیث میں وارد ہے کہ جب زکریا علیہ السلام سے خدائے تعالےٰ نے پوچھا کہ کہو اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو ۔ تو عرض کیا خداوندا وہی **آرہ** کہ جو تیری راہ میں میرے سر پر چلا تھا قیامت تک چلتا رہے ؛ دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا ایک دن بدن سے ایک کیڑا

گر گیا۔ آپ نے یہ کہہ کر اُٹھا لیا کہ تو کہاں جاتا ہے کیونکہ تیرا رزق تو خدائے تعالےٰ نے میرے اوپر مقدر کر دیا ہے ٭

اور کتب سیر میں لکھا ہے کہ بعد شہادت جناب سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے جب خدائے تعالےٰ نے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو عرض کیا کہ **وہی خنجر** کہ جو تیری راہ میں میری گردن پر چلا تھا۔ یُوں ہی قیامت تک برابر چلتا رہے ٭

یہ تو اعلےٰ عُشّاق کا تذکرہ تھا۔ اب میں ایک اور بزرگ کا واقعہ لکھ کر اس نوٹ کو ختم کرتا ہوں کہ مامون رشید کو ایک مرتبہ اس امر کا شوق ہوا کہ کسی سے دریافت کیجئے کہ بعد مرنے کے کیا حالت ہوتی ہے۔ اوّل یہ مسئلہ علمائے سے رجوع کیا۔ جب اُنہوں نے کہا فقرا سے رجوع کیجئے خیر بعد تلاش بسیار ایک درویش ملا۔ جب اُس سے یہ امر عرض کیا گیا۔ تو اُس نے دو تعویذ مرحمت فرمائے اور کہا کہ اس میں سے ایک تعویذ تو اُس صاحب قبر پر رکھنا جس کو قبر میں آئے ہوئے ایک شب گذری ہو۔ اور دوسرا تعویذ اُس صاحب قبر پر رکھنا کہ جس کو سالہا سال گذر گئے ہوں۔ جب ایسے مزار بھی مُیسّر ہو گئے تو دونوں تعویذوں کا امتحان کیا۔ اول نقش ایک شب کے مُردہ کی قبر پر رکھا دیکھا کہ قدرت خدا سے وہ قبر فوراً شق ہو گئی اور صاحب قبر پریشان حال قبر سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ خدا کے واسطے جلد بتلاؤ کہ قیامت آ گئی۔ تاکہ میں اس عذاب سے نجات پاؤں جو لاکھوں برس سے مجھ پر ہو رہا ہے۔ لہٰذا فوراً وہ تعویذ اس کی قبر سے اٹھا لیا گیا اور صاحب قبر داخل قبر ہو گیا اور بحالت اصلی قبر ہو گئی۔ جب دوسرا تعویذ سالہا سال کی قبر پر رکھا گیا تو اس سے بھی بطریق مذکورہ صاحب قبر باہر آیا اور کہنے لگا۔ کہ آپ نے مجھ کو اس وقت کیوں تکلیف دی ہے میں ایک خاص کام میں مشغول تھا یعنی میرا صاحب آیا تھا اور اس کا موتیوں کا ہار مجھ سے ٹوٹ گیا تھا وہ یہ کہہ کر چلا گیا کہ جب تک موتی نہ چُن لوگے ہم ہرگز تمہارے پاس نہ آئینگے اور ہمارا ملنا ایک خاص لذت پر تم سے منحصر ہے اور وہ لذت ذائقۃ الموت ہے۔ لہٰذا اسی اُمید میں برسوں سے ٹھیرا ہوا ہوں کہ دیکھئے کب وہ لذت میسّر آتی ہے کہ جو ذریعہ وصل معشوق ہے ٭

پس اے طالب صادق! اگر تو بُری باتوں کو ترک کر دیگا اور سچے دل اور پاک نیت سے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیگا۔ تو خزائن برکات خداوندی تجھ پر خود بخود کھل جائینگے۔ چونکہ کلمہ طیّبہ کے حروف مثل دریا کے ہیں۔ اور ہر لفظ مثل حباب کے آب رحمت میں ڈوبا ہوا ہے پس جس نے صدق دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا فوراً اُس کو درراہ

بہشت کھل گئے۔ چونکہ یہ کلمہ عصمت خداوندی ہے ؎

پس جاننا چاہیئے کہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے جب کلمہ طیبہ کو پیدا کیا۔ تو پہلے خود بے کام و زبان کے قدرت نے پڑھا۔ بعدہٗ اسی کلمہ طیبہ سے وصل مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کو کیا اور نام اُس کا صورت محمدی رکھا۔ بلکہ اسی صورت کی خاطر قرآن نازل کیا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ کی اصل خاص کلمہ طیبہ ہے۔ اور ہر ایک کتاب و کلام اسی کی شرح ہے اسی وجہ سے صوفیہ کہتے ہیں خدا کے ساتھ اخلاص اور موجب ذکر یہی کلمہ طیبہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ہے اور یہی رحمت اللہ اور برکت اللہ ہے۔ اور اسی پر ایمان اور اسلام ہے۔ اور یہی جانکنی کے وقت پڑھا جاتا ہے تاکہ مشکل آسان ہو۔ چونکہ یہ شیطان کا حصار ہے جس جگہ اس کا گذر ہے وہاں سے شیطان بھاگتا ہے۔ اور یہی کلمہ طیبہ دوزخ سے بچنے کی سپر ہے۔ اور یہی کلمہ بہشت بریں کی نہروں پر پہنچانیوالا ہے۔ اور اسی کلمہ میں تمام دُنیا کے علم داخل ہیں ؎

عِلم کی تعریف

اب اے طالب! میں تجھ کو علم کے معنی بتاتا ہوں اس وجہ سے کہ العلم دانستن ہے۔ جس کے معنی جاننے کے ہیں۔ پس سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علم کو جانا ؎

یہاں یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ کیا علم جانا۔ اس کا جواب یہ ہے یعنی خداوند عالم عز اسمہٗ کا علم سب سے اول از ابتدا تا انتہا سے کلمہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جانا اسی وجہ سے لباس فقر اختیار فرمایا۔ اور ذکر اللہ اور معرفت کے طریقے اہلِ دُنیا کو سکھلائے۔ پس جو لوگ کہ ازل میں ایمان لا چکے تھے۔ اُنہوں نے تصدیق کی اور جو مردود ابدی تھے اُنہوں نے تکذیب کی ؎

پس اے طالب! اُن عالموں سے جو بے عمل ہیں مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ جو لوگ علم محمدی کے جاننے کو خلاف کہتے ہیں۔ اور دنیا کے علموں کا پڑھنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور کافروں کی رسموں کو قبول کرتے ہیں نعوذ باللہ منہا ؎

پس اے طالب! انسان ہونا بہت مشکل امر ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے مسلماناں

علم سہ حرف است عین و لام و میم | از علم عالم شود مرد حکیم
علم سہ حرف است عین و لام و میم | از علم عالم شود با دل سلیم
علم سہ حرف است عین و لام و میم | از علم عالم شود مرد کریم
علم سہ حرف است عین و لام و میم | از علم عالم شود رہ مستقیم
پس ازاں حرفے بشرفے مصطفےٰ ست | کہ حقائق بردہ سر اللہ است

پس اے طالب! آگاہ ہو کہ اس جگہ نہ کاغذ ہے اور نہ سیاہی بلکہ سراسر وحدت حق ہے

جو راز حقیقت کو وہاں جانتے ہیں | ظہیری نہاں کو عیاں جانتے ہیں

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہو تاکہ تاثیر حروف کے پڑھنے پر منحصر ہے پس جس شخص نے علم توحید کو محض خدا کے لئے حاصل کیا۔ تو اس سے خواہشات دنیا مٹ جاتی ہیں۔ اور علم معرفت کھینچتا ہے۔ اور جس نے دنیا کے واسطے علم حاصل کیا۔ تو اس کو دنیا مل جاتی ہے۔ مگر خدا کی معرفت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کے حاصل کرنے میں کسی درویش کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جو لوگ فقیر ہے۔ وہ سوائے خدا کے ذکر کے اور کچھ نہیں کرتے آخر کو یہی لوگ حیات جاودانی پاتے ہیں ٭

پس اے طالب! فقیر کو دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ محبت نہیں ہوتی۔ اور کیونکر ہو بلکہ یہ اہل دنیا کو عیں واللہ جانتے ہیں اور بے عمل عالموں کو دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ محبت ہوتی ہے جس محبت کا تعلق شیطان سے ہوتا ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ شیطان کی موافقت نفس کی موافقت ہے۔ اور نفس کی موافقت ہوا کی موافقت ہے اور ہوا باطن کی صفائی کے رستہ سے۔ پس یہ لوگ حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس سے محروم رہتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا ٭

اور اے طالب! جس کسی نے علم کو جانا اور عمل نہ کیا۔ وہ شخص نامرد ہے اور جس نے علم کو جانا اور عمل کیا وہ مرد دانا ہے۔ اور جس نے علم سے دنیا کا مرتبہ پایا اور دنیا کو جمع کیا وہ دنیا سے یگانہ اور خدا سے بیگانہ ہے۔ اور جس نے دنیا کو آراستہ کیا اس نے شیطان کو گویا معزز کیا۔ اور جس نے شیطان کو عزت دی۔ تو اس نے گویا اپنے نفس کو عزت دی اور جس نے نفس کو عزت دی اس نے گویا ہوا کو عزت دی۔ پس وہ خدا کے دیدار سے محروم ہوا۔ اور حضور محمد رسول اللہ کی مجلس اقدس سے محروم رہا ٭

قولہ تعالیٰ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یعنی ذلت ہے مومنوں کو اور عزت ہے کافروں کے واسطے ✤

دوسرے حدیث میں وارد ہے اَلْعَالِمُ الطَّامِعُ کَالْخَصِیِّ وَالْمُسْتَمِعُ مِنْہُ کَالْعَقِیْمِ فَلَا یَتَوَلَّدُ مِنْہُ نَفْعٌ وَّ لَا اَحَدٌ یعنی طماع عالم کی مثال مرد عنین کی ہے کہ دیکھنے کا تو مرد ہے مگر دراصل نامرد ہے اور سننے والے کی مثال عقر یعنی بانجھ عورت کی ہے کہ خوبصورت بھی ہے مگر بچہ اس کے پیدا نہیں ہوتا ہے ✤

پس اے طالب! اس کے متعلق حضرت مصنف کتاب فرماتے ہیں۔ کہ بعض عالم باعمل علم کی قید میں رہتے ہیں اور بعض نہیں۔ پس جس کسی کو علم اپنی قید میں رکھے وہ علم کے حکم میں ہوتا ہے۔ اس سے جو کچھ علم کہتا ہے۔ وہ عالم وہی اس کا حکم بجالاتا ہے۔ اور خدا کے حکم کی نافرمانیوں سے باز رہتا ہے۔ اور اس کو باطل کی طرف نہیں جانے دیتا ہے اور حق بخشتا ہے۔ اور جس کسی کو علم راہ بے علمی میں مقید کرتا ہے، پس وہ عالم ہرگز خدا کی نافرمانیوں سے باز نہیں آتا ہے۔ بلکہ اس کو وہی علم دنیا اور اہل دنیا کی طرف لیجاتا ہے۔ اور تمام فسق و فجور میں مبتلا کر دیتا ہے ✤

پس اے طالب علم کے جاننے سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ اگر کسی نے خدا کو جانا وہ عارف باللہ ہوا۔ اور علم اس کا روح کے ساتھ حق کا یار ہوا۔ اور جس کسی نے اپنے آپ کو عالم جانا وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہوا۔ اسی واسطے اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ کہا گیا ہے صوفیہ کہتے ہیں کہ یہی ہستی حجاب اکبر ہے۔ اگر بیس حصہ علم ہو اور ایک حصہ حلم ہو۔ پس اگر دونوں کا وزن کیا جائے، تو حلم کا پلہ بھاری نکلیگا۔ اس واسطے کہ حلیم خدا کا نام ہے اور اسی حلیم سے حلم ہے۔ اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ اَلْعِلْمُ نَتِیْجَۃٌ مِّنَ الْحِلْمِ یعنی علم نتیجہ حلم کا ہے ✤

پس اے طالب! جو عالم کہ علمائے کلام ربانی سے ہیں وہ عارف کلام اللہ ہیں۔ جو وہ پڑھتے ہیں قدرت اس کو سنتی ہے اور جو عارف باللہ ساتھ حق کے ہیں وہ خاموش ہیں یعنی جس نے اپنے رب کو پہچانا، پس زبان اس کی گنگ ہوگئی۔ اس واسطے کہ ذاکر رب اور مقرب رب ہمیشہ خاموش رہتے ہیں۔ کیونکہ خاموشی سے معرفت کے مرتبے زیادہ ہوتے ہیں جب پردہ حجاب علیحدہ ہوجاتا ہے۔ اس وقت فقیر کو مقام خاص میسر ہوتا ہے ✤

پس جس طرح قرآن کی لذت تلاوت سے اور عارف کی لذت ذکر سے اور تخیلات کی لذت مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے اور حلاوت ایمانی میّسر ہوتی ہے، اس واسطے کہ قرآن کی ابتدا تلاوت ہے اور انتہا حلاوت ہے۔ پس ہر ایک حرف قرآن کا شیطان کیواسطے تیر کا کام دیتا ہے اور عارف کو ہر ایک حرف اُس کا غرق دریائے رحمت الٰہی کرتا ہے اور شیطان سے امان پاتا ہے۔ اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مقام میں پہنچتا ہے۔ یعنی مرنے سے پہلے آپ نیست و نابود ہو جاتا ہے۔

استغراق کے اقسام

پس اے طالب! اب میں تم کو استغراق کے اقسام کی خبر دیتا ہوں۔ کہ یہ دو قسم ہے ایک استغراق ذات اور مجلس محمدی ہے۔ اور دوسرا حجاب ذات وصفات جسکی نسبت حدیث شریف میں اشارہ ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ یعنی جس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اُس کی زبان گُنگ ہو گئی۔ اور اسی کی طرف اشارہ خداوند عالم کا ہے قولہ تعالیٰ وَاذْكُرْ رَبَّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا یعنی یاد کر اپنے رب کی صبح و شام۔ پس اس ذکر سے بھی خفیہ مُنہ بند کیا اور كَلَّ لِسَانُهٗ کی تصدیق قلب کے ساتھ کی، کیونکہ ذکر قلب سے ہی قبا پوش ہے بلکہ ذکر قلب کا اہلِ قلب کے آگے ظاہر ہے۔

طالب کی قسمیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو طالب کی قسمیں بتلاتا ہوں۔ یعنی طالب تین قسم کے ہیں (۱) طالب دُنیا (۲) طالب مولےٰ (۳) طالب عقبےٰ۔ پس اب یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ دُنیا کے طالب کو دُنیا کی طلب ہو۔ بلکہ تمامی اوامر و نواہی کی آلودگی اور رجوعاتِ خلق کی خواہش ساتھ خلق کے ہو۔ اور خدا سے دوری ہو۔ اور طالب عقبےٰ کو محض عقبےٰ کی طلب ہو۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ عقبےٰ کیا چیز ہے، صوفیہ کہتے ہیں کہ عقبےٰ سے مراد طالب کی درجات جنت اور کھانا اور پانی اور نعماے بہشت کے ملنے کا نام ہے۔ جس جگہ حور و قصور اور کوثر و تسنیم ہے۔ یا خواب میں یا عالم مراقبہ میں ان چیزوں کو دیکھے اور جب خواب سے بیدار ہو تو تمام عمر اُس کو بھوک اور پیاس تک نہ لگے۔ بلکہ رات دن حور و قصور کے

خیال میں اپنی زندگی گذاری اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا حَدَآئِقَ یعنی بیشک ڈرنیوالوں کو مراد ملتی ہے اور (اُن کے لئے) باغ ہیں ÷

اور طالب مولٰے کو معرفت مولٰے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری درکار ہوتی ہے جس وقت طالب مولٰے خواب سے بیدار ہوتا ہے، صاحب ترک اور صاحب توکل کَلَّ لِسَانُہٗ کا مصداق ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے کہا گیا ہے طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَ طَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَ طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ یعنی دنیا کا طالب مخنث ہے اور عقبےٰ کا طالب خوشی کے ساتھ مذکر ہے نہ خروش کے ساتھ متفکر باوجودیکہ عارف کی توجہ ہمیشہ متوجہ ہو اور استغراق ساتھ حق کے ہو ÷

پس اے طالب! عارف کامل وہ ہے۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے عارف کو حکم پہنچے کہ اُس آدمی سے بات کر، اُس سے اُس وقت عارف ہم کلام ہو وگرنہ ہو اور عارف کی زبان بریدہ صُمٌّ بُکْمٌ بغیر حکم رب کے ہو۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ عارف بغیر حکم ربی کسی شخص سے ہمکلام نہیں ہوتے ہیں **شعر**

عارفاں ہم سخن دائم باخدا ۔۔۔ دہن خود را بستہ اند ہر از خدا

پس جاننا چاہیئے۔ کہ ذکر توفیق الٰہی سے ملتا ہے۔ اور معصیت و بدعت و گمراہی سے علیحدہ کرتا ہے۔ اور مقامات طریقت و حقیقت اور معرفت کی خبر دیتا ہے اور دل کی محبت کا میل اور سیاہی اور کدورت کو دور کرتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کا ذکر اس طریقہ کے ساتھ صاحب توفیق کو میسر ہوتا ہے۔ اور زندیق فناء النفس کرنیوالے اور ہوا و ہوس سے باہر کھینچنے والے کو کہتے ہیں۔ اور مراقبہ یعنی مشاہدہ، مشاہدہ حقیقی اور حق نما مقرب الی اللہ کو کہتے ہیں۔ کہ جو باطن میں صفائی کے ساتھ انبیاء و اولیاء کی مجلس میں جاتے ہیں اور صورت سے سترِ اسرار ہوتے ہیں، اور سیرت سے حیات جاودانی پاتے ہیں۔ دوسرے صوفیہ کہتے ہیں کہ صاحب مراقبہ کی مثال مثل بلی کے ہے کہ چوہے کے مارنے میں پریشان رہتی ہے۔ بلکہ مراقبہ درمیان میں رقیب ہے ÷

پس اے طالب! اُس شخص کو مراقبہ کی حاجت نہیں ہے کہ جو ظاہر و باطن میں ہمیشہ مجلس حبیب اللہ میں اور مقام قرب میں رہتے ہیں۔ اُن کو مراقبہ اُن کی نیت کے موافق اُن کے مقام پر پہنچا دیتا ہے اور روزمرہ خدا و رسول کے پیغام لاتا ہے بلکہ پیغام صحیح ذکر اللہ

کے ساتھ ہوتا ہے پس ایسے شخص کو اکثر آدمی دیوانہ کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ یگانہ اور اہل دنیا کے ساتھ بیگانہ ہوتا ہے

دمبدم دیوانہ باہشیار باش　　طلب مولےٰ طالب دیدار باش

اور مثنوی ہے

مثنوی

ذکر سری روح آید در قلب　　عارفاں را کشف گردد راز رب

ہر کرا شد ذکر روحی در دماغ　　خواب غفلت رفت سوزش در دماغ

یا الٰہی سوزدہ ایں سوز بہ　　گر کسے از سوز ترسد من بدہ

انتہائے عارفان ست غرق نور　　نیست آنجا عقل و فکر با حضور

ذکر و فکر و علم ہر سہ شد حجاب　　آب با دریا رسد دریا باآب

فی امان اللہ دہد نورش خدا　　نور سرش راز وحدت کبریا

ذکر و فکر و صحو و سکر و باخیال　　باز دارد غرق وحدت از وصال

کرد دعوئے مدعی با خویشتن　　جان مردہ زندہ نفسے لاف زن

عارفاں را چشم از دل با بصر　　چشم نا ہر داشتن چوں گاؤ خر

کے تواند کشت نفس دیو زشت　　داد آدم را ہلاکت در بہشت

آفریں صد آفریں بر نفس یار　　نفس را توفیق بخشد کردگار

سر نور حق بود اسرار راز　　ہر کہ صاحب راز فقرش بے نیاز

تا توانی سر رازش را بپوش　　معرفت حق کے رسد ایں خود فروش

سر قرآن است رازش مصطفےٰ　　سر نبوی کس نگفتش جز الٰہ

عقل کل کی تعریف

اے طالب صادق! اب میں تجھ کو عقل کل کی تعریف بتاتا ہوں، یعنی جس کسی کے دل میں جوش ہو وہ لب بستہ خاموش ہو۔ اس کو عقل کل کہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ عبادت کے ساتھ خاموشی میں رہتا ہے اور دل میں ولولہ وسیع رکھتا ہے، اور جس میں یہ صفت نہ ہو وہ ناقص ہے۔

اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ کل لسانہ کی خاموشی میں ستر ہزار حکمت ہے اور

ہر ایک حکمت میں ستر ہزار حکمت معرفت ہے اور اسرار الٰہیہ پوشیدہ ہیں اور صاحب دل ہر وقت مثل دریا کے موج موج رہتا ہے ۞

فضائل و برکات لفظ اللہ

پس اے طالب! اب میں تجھ کو فضائل و برکات لفظ اللہ کا موازنہ اور ثواب کتاب توراۃ اور انجیل اور زبور اور قرآن شریف سے کر کے بتلاتا ہوں۔ کہ جو ثواب توراۃ اور انجیل اور زبور اور قرآن میں ہے۔ وہی ثواب سورۂ فاتحہ ام الکتاب میں ہے۔ اور جو برکت اور ثواب سورۂ فاتحہ میں ہے وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں ہے۔ اور جو برکت اور ثواب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں ہے وہ ثواب تکبیر اولیٰ یعنی اَللّٰهُ اَكْبَرُ میں ہے۔ پس جو برکت اور ثواب ان ہر چہار رکعت میں ہے وہی برکت اور ثواب تکبیر تحریمہ میں ہے۔ اور جو تکبیر تحریمہ میں ہے وہ سب لفظ اللہ کی شرح میں ہے ۞

پس اس سے معلوم ہوا کہ جو عابت اور جامعیت اسم اللہ میں داخل ہے۔ وہ محض ذکر اسم اللہ تعالےٰ میں ہے۔ جیسا کہ ما جا ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ یعنی اللہ برتر ذکر اللہ تعالےٰ کا برتر اور بہتر اور زیادہ عزت والا اور بڑا بزرگ ہے ۞

پس اے طالب! اگر تمام مخلوق نے جن و انس اور وحش و طیور و چرند و پرند لفظ اللہ کی تمام برکت اور ثواب کو بیان کر سکیں۔ تب بھی ناممکن ہے کہ ایک شمہ اس کی برکت کو بیان کر سکیں۔ پس جو کوئی ذکر اللہ اور نام اللہ اور معرفت اللہ اور ذکر سے منکر ہو پس وہ کافر ہے یعنی سب کتابوں اور سب فرشتوں اور سب پیغمبروں اور سب صحابیوں اور سب غاموں اور سب فقیروں سے منکر ہے۔ اور حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و رسالت سے برگشتہ ہے۔ اسی وجہ سے کافروں اور یہودیوں اور نصرانیوں نے اللہ تعالےٰ کے نام سے انکار کیا ہے۔ اور مسلمان انکے دشمن ہوتے ہیں۔ اور دار الحرب سمجھ کر ان سے جنگ کرتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم دار حرب کے کفار کو قتل کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اسم اللہ اور ذکر اللہ کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ اور

جو کوئی ذکر اللہ اور نام اللہ کو گالی دے تو معلوم ہو کہ وہ شخص گروہ یہود و نصاریٰ سے ہے اور جنگ اُس سے واجب ہے۔ اگر وہ توبہ کرے تو توبہ اس کی قبول نہیں۔ اور جو کہ ذکر اللہ اور اسم اللہ کو بُرا کہے۔ گویا کہ اُس نے قرآن اور جملہ اصحاب کو بُرا کہا۔ پس وہ شخص زمین میں زندہ دفن کرنے کے لائق ہے یا اُس کو قتل کریں۔ کیونکہ وہ شخص مردود اور مرتد ہے۔ نعوذ باللہ منہا ؛

ادب اسم اللہ

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو ادب اسم اللہ کا بتاتا ہوں یعنی جو کوئی ادب اسم اللہ اور ادب کلام اللہ اور ادب نبی اللہ اور ادب اصحاب رسول اللہ اور ادب شریعت اور ادب علماء اور ادب فقرا کا نہ کرے وہ ملعون و بیدین ہے نعوذ باللہ منہا ؛ مطلب یہ ہے کہ خاموشی والا کراماً کاتبین کے دفتر سے خلاص ہے۔ اور اُس کے دل پر اللہ کی رحمت کی نظر ہے۔ اور عام لوگوں کو خاموشی کے مراتب کب میسر ہو سکتے ہیں۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ خاموشی انبیا اور اولیا کا نتیجہ ہے ؛

پیدائش نور محمدی کا مسئلہ

پس اے طالب! اب میں تجھ کو پیدائش نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ بتاتا ہوں۔ کہ جب حق تعالےٰ نے چاہا کہ عالم ارواح کو پیدا کروں۔ پس سب سے پہلے رُوح پُرفتوح حضور سرور کائنات مفخر موجودات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کو پیدا کیا۔ اور خود ہی اُس نور پاک کا والہ و شیفتہ ہوا اور حبیب اللہ کا خطاب دیا اور اُسی نور سراپا ظہور کو مخاطب فرما کر لفظ کُنْ فرمایا۔ اور پھر اُس سے ہژدہ ہزار عالم کو عرصہ ظہور میں لایا۔ اور تمام جن و انس اور ارواح و ملائک کو پیدا کر کے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ فرمایا جس کے جواب میں سب نے لفظ بَلٰی کہا۔ پس اے طالب! بعض نے زبان سے کہا اور بعض نے دل سے کہا۔ اور بعض نے نہ زبان سے کہا اور نہ دل سے کہا۔ پس جس نے اقرار ساتھ تصدیق کے کیا وہ مسلمان ہوا۔ اور جس نے کچھ نہ کہا اور خاموش رہا وہ زندیق ہوا۔ اور بعض ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا کے مصداق ہوئے یعنی پھر ایمان لائے اور پھر

کافر ہوئے۔ اور جس گروہ نے کہ دل سے کہا، پس وہ دُنیا و آخرت میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے والا ہوا۔ اور اُس کا خاتمہ بخیر ہوا۔ اور جس گروہ نے نہ دِل سے کہا نہ زبان سے۔ پس وہ دُنیا و آخرت میں مرتد رہا۔ اور اُس کا خاتمہ کفار کے ساتھ ہوا چونکہ مسئلہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب ہے یعنی زبان سے اقرار ہے اور دِل سے تصدیق اُس کی ہے ؂

اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ جب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں سب رُوحیں لفظ بلیٰ کہہ چکیں۔ اور اُن میں سے شیّت نے یہ سمجھ لیا کہ یہ کافر ہیں اور یہ مسلمان ہیں۔ پس اُس وقت حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے اُن رُوحوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ارواح مومن و کافر۔ اب جو چاہو وہ کرو اور مجھ سے کچھ طلب کرو۔ اُس وقت سب ارواح نے کہا، خداوندا، تجھ کو ہم تجھ سے مانگتے ہیں ؂

پس اُس وقت حق تبارک تعالےٰ نے تین پیالے اپنی ید قدرت سے پُر کئے پس ایک پیالے میں دُنیا۔ اور اُس کا حسد و بغض و کفر و نفاق و کبر و عُجب بھرا۔ اور اُس کو ہفت رنگ کیا۔ اور تمام دنیا کی زیب و زینت سے اُس کو آراستہ کیا۔ یہاں تک کہ اس کو مثل دُلہن کے بنا دیا۔ اور اُس پیالے کو ارواح کے سامنے بھیجا۔ پس اُس سے نو حصّہ ارواح اُس پیالے کا مزا چاکھ کر مست ہوگئیں۔ اور خسرالدنیا والآخرہ ہوئیں اور دنیا میں مل گئیں ؂

پھر خداوندعالم نے اُن ارواح سے ارشاد فرمایا کہ اب کیا چاہتی ہو کہ جو تم پر بخشش کروں۔ ارواح نے کہا کہ خداوندا تجھ کو ہم تجھ سے چاہتے ہیں۔ پس حق تعالےٰ نے دوسرا ساغر تقوےٰ اور ریاضت اور محنت گوناگوں سے پُر کرکے اُس میں نعمائے جنّت و حُور و قصُور سے آراستہ کرکے ارواح کے سامنے بھیجا، پس نو حصّے رُوحوں نے وہ ساغر بہشتی نوش کیا۔ اور حُور و قصُور کی خواہشات میں مُبتلا ہوگئے ؂

تیسرا پیالہ ارواح انبیا اور اولیا اور فقرا اور عرفا احدیت نے پیا۔ جس میں ذکر اور فکر اور شوق اور وصال اور احوال فنا فی اللہ اور بقا باللہ اور آتش عشق سے پُر تھا اور جو کمال درجہ عنایت اور ولایت اور جمال و جلال کے ساتھ انوار پروردگار کی تجلیات کے ساتھ انوار پروردگار کی تجلیات گوناگوں کے مشاہدہ کا ساغر یک رنگ تھا۔ اُس کو وہ مشتاق لقا

اور عشاق لی مع اللہ دیکھتے ہی پی گئے۔ پس وہی لوگ مقام فقر میں کامل ہوئے۔ اور دُنیا اور جنت اُن پر حرام ہوئی ؎

مترجم اس کے متعلق ایک حکایت حضرت سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی بدایونی زری زربخش کی لکھتا ہے کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محبوب الٰہی سے فرمایا کہ اے نظام الدین تم محبوب الٰہی بننا چاہتے ہو یا عاشق الٰہی۔ آپ نے عرض کیا کہ میں کل اس کا جواب عرض کرونگا۔ اس میں آپ کا یہ مطلب تھا کہ میں حضور والدہ علیہ الرحمۃ سے اس کا تذکرہ کرونگا جناب مخدومہ جو فرمائیگی وہ عرض کرونگا۔ جب آپ خواجہ صاحب کے یہاں سے رخصت ہو کر دہلی تشریف لائے تو دہلی کے بازار میں ایک فقیر ایک دوکان پر بیٹھا ہوا ملا۔ اُس نے بآواز بلند کہا کہ نظام الدین کل کیا جواب دو گے۔ آپ نے کہا کہ والدہ صاحبہ سے دریافت کر کے عرض کروں گا۔ اس پر فقیر بولا کہ جا بابا کل ہم بھی تجھ کو اس بات کا جواب دینگے۔ جب آپ مکان پر تشریف لائے اور حضور والدہ صاحبہ سے وہاں عرض کیا کہ میں کل جواب دینے کا وعدہ کر کے آیا ہوں۔ حضور مخدومہ جو فرمائیں وہ میں عرض کروں اس پر حضور کی والدہ نے فرمایا کہ اچھا بیٹا کل ہم بھی جواب دینگے آخر کو آپ خاموش ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو نماز سے آپ فارغ ہوئے۔ تو حضور کی والدہ نے فرمایا کہ بیٹا تم پہلے اُس فقیر کے پاس جاؤ۔ دیکھیں وہ تم کو کیا جواب دیتا ہے اُس کے بعد میں تم کو جواب دونگی جب آپ اُس فقیر کی تلاش میں بازار تشریف لیگئے۔ تو اُس دوکاندار سے کہ جسکی دوکان پر وہ فقیر بیٹھا ہوا تھا معلوم ہوا کہ وہ فقیر رات کو مر گیا۔ ابھی ابھی اُس کی لاش سڑک کے بھنگی گھسیٹ کر لیگئے ہیں دیکھا کہ ایک گڑھا میں وہ لاش پڑی ہوئی ہے اور بہت سا کیچڑ پانی اُس پر پڑا ہے۔ آپ نے اُس لاش کو دیکھ کر فرمایا کہ واہ آپ تشریف لیگئے اور ہمارے سوال کا جواب بھی نہ دیا۔ آپ نے دیکھا کہ اُس لاش کو جنبش ہوئی اور فوراً کلمہ طیبہ پڑھ کر اُٹھ بیٹھے اور کہا کہ اے نظام الدین دیکھا تم نے یہی عشاق کی حالت ہے۔ جواب **شعر**

یوں پکاریں ہیں مجھے کوچہ جاناں والے ۔۔۔ اِدھر آ بھی ارے او چاک گریباں والے

جاؤ اور تم مرتبہ معشوقی اختیار کرو۔ خدا کے لئے کہیں عشاقوں کے دفتر میں اپنا نام نہ لکھوا لینا ورنہ میری سی حالت ہو جائیگی یہ کہہ کر پھر آپ لیٹ رہے اور جاں بحق تسلیم ہوئے۔ جب حضرت محبوب الٰہی صاحب مکان پر تشریف لائے اور کل ماجرا حضور والدہ صاحبہ سے عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بیٹا یہی بات میں تم سے کہنے والی تھی کہ عشاقوں کے لائق تمہارا ظرف نہیں ہے بلکہ تم تو معشوق الٰہی ہو جب آپ نے دوسرے دن جا کر حضرت خواجہ قطب الدین سے عرض کیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور آپ کو عروسِ خدا

تب داخل کر کے مقام محبوبیت عطا فرمایا ۔

اس حکایت سے ہم کو یہ نتیجہ نکالنا مقصود تھا کہ جو لوگ طالب مولے ہوتے ہیں وہ ہرگز دنیا تو دنیا جنت کی بھی پرواہ نہیں کرتے بلکہ وہ مولے کی طلب ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اندر منظر جنت کو بدتر از گناہ جانتے ہیں۔ جیسا کہ اس فقیر نے حضرت محبوب الٰہی سے فرمایا۔ اور مقام عشق کی کیفیت آپ کو دکھلا دی ۔ اسی واسطے عشاق اپنے آپ کو ہر وقت مقام عاشقی میں رکھتے ہیں اور جو واردات اس عاشق پر گذرتی ہے وہ سب اس معشوق حقیقی کی طرف منسوب کرتے ہیں ۔ جیسا کہ میری اس غزل سے ظاہر ہے اور جس کا اس جگہ لکھنا میں مناسب سمجھتا ہوں اور جو یہ ہے :۔ **غزل مقام توحید**

نورکس کا مثل بو یوسف کے پیراہن میں تھا ——— لے لیجہ ... میں تھا

جلوہ آرا وہ حریم خاطر روشن میں تھا ——— جو شعاع نور او ج طور کی چلمن میں تھا

اپنے سر پر آپ کیوں فرہاد تیشہ مارتا ——— دست شیریں کا اشارہ پردۂ آہن میں تھا

تو نہ کرتا قتل تو بھی کھینچ کے آتی تیغ تیز ——— زور مقناطیس کا میری رگ گردن میں تھا

یک جانب تیر مژگان یک جانب تیغ تیز ——— دل کو جب دیکھا تو اپنے حلقۂ دشمن میں تھا

سائلان قبر کو ہم نے دیا رو کھا جواب ——— خاک لیتے کیا ہمارے گور کے مدفن میں تھا

فتنۂ آفاق تھا یا آفت پیر و جواں ——— وہ تمہاری چھیل کا انداز جو بچپن میں تھا

تو نے لیکر کیا کیا دست طوفان فنا ——— نقد حیرت جو جہاں بحر کے دامن میں تھا

شمع کی حاجت نہ تھی ہم کو اندھیری قبر میں
آفتاب داغ ہجراں سینہ روشن میں تھا

اس کے بعد حضرت مصنف کتاب فرماتے ہیں ۔ کہ پس سے طالب وقت عارفوں کو خاموشی کی عادت اسی سبب سے ہے کہ وہ اس ساغر وحدت سے ہر وقت جوش و خروش میں رہتے ہیں ۔ اور کوئی ساتھ خاموشی کے ہشیار ہے اور کوئی مست و سرشار ہے ۔ پس ان کا لطف بقدر ان کی استعداد کے ہے ۔ وہ ہر وقت حضوریت خبر ہیں ۔ اور بقدر مراتب قہر بہ قہر اور فیض بہ فیض ہیں ۔ پس ہر ایک کے واسطے جو کچھ ان کے لائق تھا وہ عالم ازل ہی میں مقدر ہو چکا ۔ اسی کی موید حدیث اَلآنَ کَمَا کَانَ ہے ۔ اور دوسرا قول اللہ تعالےٰ کا یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ یعنی کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے ۔ لیکن انسان کو نعمت اللہ تعالےٰ سے نصرف کرنا چاہئے جیسا کہ ارشاد

ہے قَولُہٗ تعالیٰ اَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ ۔ یعنی نیکی کر جیسے کہ اللہ نے نیکی کی تیرے ساتھ ۔

اور حدیث اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الْعُقْبٰی وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الدُّنْیَا وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی طَالِبِ الْمَوْلٰی ۔ یعنی دنیا حرام ہے عقبیٰ والوں پر اور عقبےٰ حرام ہے دُنیا والوں پر اور دُنیا و عقبےٰ حرام ہے طالب مولےٰ پر ۔

پس اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ دُنیا کا ذکر وہ شخص کرتا ہے کہ جو دُنیا کی طلب میں ہوتا ہے ۔ پس جو لوگ دُنیا کے ذکر میں رات دن مشغول ہیں وہ اس واسطے مشغول ہیں ۔ کہ دُنیا اُن کی معشوق ہے ۔ پس وہ اپنے معشوق کو دوسروں کے پاس دیکھتے ہیں ۔ اور بیقرار ہوتے ہیں ۔ اور ہر وقت اس کے ذکر میں پریشان رہتے ہیں ۔ پس فقیر کو چاہئیے کہ کبھی دنیا کا نام نہ لے اور نہ کبھی دنیا کا ذکر کرے ۔ اس واسطے صوفیہ کہتے ہیں کہ محض دنیا کے نام لینے سے چالیس روز تک سیاہی اُس کے دِل سے نہیں جاتی ہے ۔ خواہ اتفاق سے فقیر دنیا کا نام لے یا عداوت سے نام لے ۔ اور جو کوئی مولےٰ کا نام ایک بار بھی محبت سے لے، تو ستّر برس تک اُس کے دل میں روشنی رہتی ہے اور جس کو دُنیا کا تقرب ہے وہ خدا سے دُور ہے ۔

پس اے طالب! اگر تو کسی فقیر کو با عزت دیکھے اور اس کی خانقاہ یا درجاتِ دُنیا کی منزلت میں مصروف پائے تو جاننا چاہئیے ۔ کہ حقیقت میں وہ بھی گمراہی کے جنگل میں ہے ۔ پس دنیا کو جو شخص ترک کر دیتا ہے تو وہ گویا نفس کی خواہش کو ترک کر دیتا ہے اور نفس کو قتل کرتا ہے ۔ قولہ تعالیٰ تُقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَنْفُسَکُمْ ۔ یعنی قتل کرو اللہ کی راہ میں اپنے نفسوں کو ۔ پس صوفیہ اسی کو جہاد اکبر کہتے ہیں ۔

مثنوی

اے زمن وابستہ جائے مردمن ۔ اندروں تستم توئی با ما سخن
آنچہ خواہی خواستی از من طلب ۔ ہرزہ گرد بگذار و گردیدن بکلب
بہر رزق غم مخور اے مبتلا ۔ کم نہ باشد ز اندازہ ہماں روزیٔ ما

پس اے طالب صادق! یوں سمجھنا چاہیئے کہ عالم ظاہر اَور ہے اور عالم باطن اَور ہے ۔ اور عالم مستی اَور ہے اور عالم ہشیاری اَور ہے ۔ یا یوں سمجھنا چاہیئے کہ جس طرح مست کو ہوشیار کی صحبت سے نفرت ہوتی ہے یا ہشیار کو مست کی صحبت سے عار ہوتی ہے پس

جو کوئی بادشاہ کے حضور میں ہر وقت حاضر رہیگا۔ تو اُس کی نظر ہر وقت بادشاہ پر رہیگی پس اسی طرح فقیروں کی نظر ہر وقت اللہ پر رہتی ہے۔ اور یہ لوگ ماسوئے اللہ کو ترک کر دیتے ہیں ۞

مثنوی معنوی

بند بگسل باش آزاد اے پسر | چند باشی بند سیم و بند زر
ہر کہ را جامہ ز عشق چاک شد | او ز حرص و عیب کُلّی پاک شد
ہر کہ او از ہم زبانی شد جدا | بے زبان شد گرچہ دارد صد نوا
حضوری ذکر او مذکور باشد | وجود عارفان پُر نور باشد

پس اے طالب! اسی واسطے ان پر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کہنا چاہیئے۔ اور حضرت ابو دردا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اول وہ چیز جو بندہ کے اعمال کے ترازو میں رکھی جاویگی وہ حسن خلق اور سخاوت ہے۔ اس واسطے کہ حق تعالےٰ نے جب ایمان کو پیدا کیا۔ تو ایمان نے کہا کہ الٰہی مجھ کو زبردست کر اس واسطے کہ میں حق عظیم کے ساتھ ہوں۔ اِس سے معلوم ہوا کہ خدائے تعالےٰ نے ایمان حسن خلق اور سخاوت کے ساتھ مضبوط کیا ✦

مترجم کہتا ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ اخلاق سے مخلوق کے ساتھ پیش آنا اخلاق محمدی ہے اس جگہ اخلاق کے معنی کے متعلق ایک حکایت بیان کرتا ہوں کہ ایک مرتبہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام جو آئمہ عشرہ میں ایک دن شہر بغداد میں ایک حمام کی ایک جانب میں تھے کہ اتنے میں ایک لشکری آیا اور اُس نے اُن کو اس جگہ سے اٹھا دیا اور کہا اے اسود (یعنی آپ بہت سیاہ رنگ تھے اس وجہ سے اسود کہا) میرے سر پر پانی ڈال اور مجھے نہلا دے۔ یہ سُنکر فوراً امام علیہ السلام نے اُس کے سر پر پانی ڈالا کہ اتنے میں ایک اور شخص وہاں آیا کہ جو امام علیہ السلام کو جانتا تھا۔ اُس نے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر ایک چیخ ماری۔ اور کہا اے جتندی تو ہلاک ہو کہ تو ابن بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خدمت لیتا ہے۔ پس وہ لشکری آپ کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور کہنے لگا کہ جب میں نے تم سے پانی ڈالنے کو کہا تھا تو تم نے کیوں نہ انکار کیا۔ آپ نے یہ فرمایا کہ یہ امر اخلاق محمدی کے بالکل خلاف تھا اور دوسرے انما المثوبۃ یعنی یہ کار ثواب تھا اور میں نے نہ چاہا کہ جس کام میں مجھے ثواب ملے اُس میں تیری نافرمانی کروں۔ یہ حکایت تو اخلاق محمدی کے متعلق تھی۔ تو اب اس زمانہ میں یہ امر تو ناممکن ہے بلکہ آجکل ہم نے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے سید زادے معمولی بلکہ بدترین لوگوں کے یہاں خدمتگاری

پر نوکر رکھے جاتے ہیں۔ اور اُن سے طرح طرح کی خدمتیں لیتے ہیں ؛

اب رہی سخاوت دراصل سخی بھی کچھ اَور ہی لوگ ہوتے ہیں جن کی فضیلت قرآن و حدیث میں ہے۔ دراصل یہ بات ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

گر جاں طلبی مضائقہ نیست گر زر طلبی سخن درین است

روپیہ جو ہے اس کا تعلق ساتھ دل کے ہے یعنی گوشت دل کا ٹکڑا دیدینا آسان مگر روپیہ دینا مشکل ہے؛

پس اے طالب! جب حق تعالیٰ نے کفر کو پیدا کیا۔ تو کفر نے کہا کہ خداوندا تو مجھ کو قوی کر خدائے تعالیٰ نے کفر کی خواہش قبول کی اور اُس کی بدخلقی کے ساتھ متصف کیا ؛

فقیر مفلس ہے

اب اے طالب صادق! تجھ کو میں یہ بتاتا ہوں کہ فقیر مفلس ہے۔ اگر فقیر کی ملکیت میں ایک درم بھی ہوگا تو میدانِ حشر میں اُس درم سے اُس کی پیشانی پر داغ دیا جائیگا۔ جیسا کہ حدیث اصحاب صفہ میں ہے۔ پس معلوم ہوکہ جس فقیر کی ملکیت میں ایک درم ہو تو وہ بخیل ہے۔ اور اُس کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور سہارا نہیں ہے ؛

مترجم کہتا ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص کا اصحاب صفہ سے انتقال ہوگیا۔ جب لوگوں نے اُس کو تجہیز و تکفین کے واسطے نکالا تو اُس کے اسباب سے ایک درم نکلا۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کل قیامت میں اس درم کا داغ اُس کی پیشانی پہ دیا جائیگا۔ اور یہ شخص دنیا مُردار کے گروہ سے اُٹھایا جائیگا۔ چونکہ اس کا بھروسہ خداوند علّام الغیوب پر کافی نہ تھا ؛

اور صوفیہ کہتے ہیں۔ کہ جس کے ترکہ سے ایک درم نکلے وہ فقیر نہیں ہے بلکہ وہ دنیادار ہے۔ اس کے بعد حضرت مصنّف صاحب نے یہ حکایت سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس اللہ سرہٖ الشامی کی لکھی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سُلطان بایزید بسطامی قدس سرہٗ کو نماز نوافل میں چند خطرات گذرے۔ آپ نے فوراً نماز کو توڑ دیا اور اپنے یاروں سے فرمایا کہ آج ہمارے گھر سے دُنیا کی بُو آتی ہے۔ خدّام نے عرض کیا کہ حضور ہم تو سخت بھوکے اور پیاسے ہیں اور ایک حبّہ تک ہمارے پاس کیا ہمارے گھر بھر میں نہیں ہے بلکہ ہم بھوک کے سبب سے خود جاں بلب ہو رہے ہیں۔ اس پر حضرت بایزید نے فرمایا کہ میرے خطرے

حکمت سے خالی نہیں ہیں۔ لہٰذا گھر کو جھاڑو سے صاف کرو۔ جب خدّام نے مکان کو جھاڑو دیکر صاف کیا تو ایک پلنگ کے نیچے کچھ چھوہارے کی گٹھلیاں نکلیں۔ آپ نے فرمایا جس کے گھر میں اس قدر متاع ہو وہ گھر تاجر کا ہے ؞

اس کے بعد حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ فقیر مفلس ہے۔ اور مفلس کے گھر میں چور اور شیطان نہیں آتا۔ اس واسطے کہ حدیث اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللہِ یعنی مفلس خدا کی پناہ میں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ فقیر ہونا آسان کام نہیں۔ پس خدا جس کو چاہے فقیر کرے ؞

پس فقیر کو فقر پر اعتبار ہے اور فقر سبکسار ہے اور نہ زیر بار دُنیائے مردار ہے پس اللہ بس باقی ہوس ہے ؞

اور حدیث میں جو ہے مَنْ لَّہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ ؞

یعنی جس کے واسطے مولےٰ ہو اُس کے واسطے کل چیز ہے ؞

اور دوسری حدیث میں وارد ہے حدیث اَلدُّنْیَا لَکُمْ وَالْعُقْبٰی لَکُمْ وَالْمَوْلٰی لِیْ ؞

یعنی دُنیا تمہارے واسطے اور عقبیٰ تمہارے واسطے ہے لیکن مولےٰ میرے واسطے ہے ؞

اور اسی کی طرف اشارہ ہے حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ؞

یعنی ہمارے موافق اللہ ہے اور اچھا وکیل ہے ؞

اور قولہ تعالیٰ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ؞

یعنی بھکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی ؞

عشاق کا مقام اور حصّہ

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو عشاق کا مقام اور حصّہ بتاتا ہوں۔ یعنی

حدیث لَوْ کَانَتِ النَّارُ نَصِیْبَ الْعَاشِقِیْنَ مَعَ وِصَالِ جَمَالِہٖ وَاشَوْقَاہُ وَلَوْ کَانَتِ الْجَنَّۃُ نَصِیْبُ الْمُشْتَاقِیْنَ بِدُوْنِ جَمَالِہٖ وَاوَیْلَاہُ ؞

یعنی اگر دوزخ عاشقوں کا حصہ ہوتا تو اس کا جمال یار کے وصال کے ساتھ شوق کرتے اور اگر جنت مشتاقوں کے حصہ میں ہوتی تو اُس میں بغیر جمال یار کے شور مچاتے ؞

اسی واسطے خداوند عالم فرماتا ہے :۔

قولہ تعالیٰ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ

یعنی اُن لوگوں پر اللہ کا سلام بولنا ہو رہا ہے

جو نہایت مہربان ہے ؀

پس اے طالب صادق! اُس شخص کو خدا کا دیدار نہیں مل سکتا کہ جو تارک الصلوٰۃ ہے اور نہ جس کے دل میں سخاوت اور ذکر خدا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے ؀

حدیث اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئٰتِ وَاِنَّ السَّخَاوَتَ یُذْهِبْنَ السَّیِّئٰتِ وَالْکَلِمَۃُ الطَّیِّبُ یُذْهِبْنَ السَّیِّئٰتِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؀

یعنی تحقیق بھلائیاں دور کرتی ہیں بُرائیوں کو اور تحقیق سخاوت دُور کرتی ہے بُرائیوں کو اور تحقیق کلمہ طیبہ دور کرتا ہے برائیوں کو ؀

پس جیسا کہ صاحب بقا بسبب خیر لقا کے نعمائے بہشت کو فراموش کرتا ہے۔ اسی طرح دُنیا اور لذّاتِ دنیا کو بلکہ ماسوئے اللہ کو ترک کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولےٰ کی طلب سے مراد دیدار ہے ؎

شرم باید از خلائق خوف باید از خدا ہر کہ را ملت نہ باشد او زکسب از حق جدا

پس اے طالب! جس کسی کی کوئی ملت نہ ہو وہ کسب سے خدائے تعالےٰ سے حاصل کرے یعنی معرفت الٰہی باطن کے ذکر سے حاصل کرے ؀

مترجم کہتا ہے کہ صوفیہ کو دو طریقہ سے علم باطن حاصل ہوتا ہے ایک وھبی دوسرا کسبی ہے۔ پس جو علم وھبی ہوتا ہے وہ پیدائشی ہوتا ہے اور کسبی، کسب سے حاصل ہوتا ہے جس طرح علم ظاہر بغیر پڑھنے کے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اور وھبی سے مادر زاد ولی ہوتا ہے جس طرح خواجہ شمس تبریزؒ وغیرہ۔ مگر وھبی کم اور کسبی زیادہ لوگوں کو حاصل ہوتا ہے اور مرتبہ تکمیل میں دونوں برابر ہوتے ہیں۔ صرف فرق اس قدر ہوتا ہے کہ کسبی محنت سے اور وھبی کو فضل الٰہی سے ملتا ہے ؀

اس کے بعد حضرت مصنف کتاب نے چند شعر ایک غزل کے لکھے ہیں جو یہ ہیں :۔

اے مرد دین میداں بیا گر سر رود رفتن بدہ با عشق در میدان بیا گر سر رود رفتن بدہ

در کنج با جاناں نشیں گر عاقلی گم شو دریں عشاق را مردان ہیں گر سر رود رفتن بدہ

مرو زاں روز ست مگر گرجان برخیزد بسر ہرگز نتابم رو دگر گر سر رود رفتن بدہ

پس اس سے معلوم ہوا کہ عاشق کا طعنہ زاہد پر کہ عاشق عشق کے میدان میں ثابت قدم ہے وہ شوق مشاہدہ کے ساتھ ہے ؎

زاہدا از بیم دوزخ چند ترسانی مرا　　آتشے دارم کہ دوزخ نزد او خاکستر است

عاشق کی تعریف

پس اے طالب! اب میں تجھ کو عاشق کی تعریف بتلاتا ہوں کہ عاشق اُس کو کہتے ہیں کہ جو ساتھ حق کے ہر وقت مستغرق اور متوجہ ہو۔ پس اگر قہر اور جلال کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو تو اسم اللہ کی گرمی سے، اگر فقیر چاہے تو مشرق سے مغرب تک ایک آن واحد میں جل جاوے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس کسی کو خدائے تعالیٰ اپنے حکم سے اپنے ملک میں اختیار دے، اسی قدر مہربانی اُس پر زیادہ ہو جس طرح کہ درخت پتھر کھاتا ہے اور پھل دیتا ہے اور شرح حدیث مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ سے ظاہر ہے یعنی زبان سے ظاہر کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جسم اور جوہر اور ذات خدا غیر خدا غیر مخلوق ہے۔ اور اُن کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دینا شرک اور کفر ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے تَفَكَّرُوْا فِيْ نَعْمَائِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِهٖ یعنی فکر کرو اس کی نعمتوں میں اور مت فکر کرو اُس کی ذات میں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ کی نعمتوں میں فکر کرنا خود ایک نعمت عظمیٰ ہے جس طرح معرفت وحدت اللہ اور تفکر اور تصور باسم اللہ اور تلاوت کلام اللہ ہے۔

پس مسلمان آدمی وہ ہے کہ جو اپنے نفس کو نیکی اور بدی کے انصاف کا منصف بناوے اور جو گناہ کو یاد کرے اور خدا کو فراموش، پس یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔

پس طالب کو چاہیئے کہ اس آیت کو ہر وقت پیش نظر رکھے۔ بلکہ ہمیشہ توبہ میں مشغول ہے اور خدائے تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانے۔ اور اُس سے فضل کا خواستگار ہو۔

قولہ تعالیٰ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

یعنی اور بعضے ہیں جنہوں نے اپنے گناہ اور ملا دیا ایک کام نیک اور دوسرا بد۔ پس شاید اللہ تعالیٰ معاف کرے اُن کو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور دوسری آیت قولہ تعالیٰ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی اُن کے مالوں سے صدقہ لو کہ اُس کو پاک و صاف

وَ تُزَکِّیۡھِمۡ بِھَا وَصَلِّ عَلَیۡہِمۡ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمۡ وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۝ کرے اور اُن پر نماز پڑھو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری صلوٰۃ اُن کے واسطے تسکین ہے۔ اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے ۝

اور تیسری آیت قولہ تعالیٰ اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِہٖ وَیَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ۝ یعنی کیا نہیں جانا کہ تحقیق اللہ تعالےٰ توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی اور صدقوں کو قبول کرتا ہے اور تحقیق اللہ تعالےٰ توبہ کا قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ۝

۵ ہر کہ را توفیق باری از خدا ۔ قتل سازد نفس را از سر ہوا
نفس دشمن جانِ من ایمانِ من ۔ ایں چنیں دشمن بود در جانِ من
ہر کہ اندر خانہ سوزد نفس را ۔ از دہن دو ئی نیاید چوں چرا
پس بخور پس نوش وراہ راز گیر ۔ مرد یا قوتی کہ بر نفس امیر
اسم اعظم راز اسمِ ھو بیاب ۔ اسم یاھو چیست یعنی گنج وہاب

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے۔ کہ شرح ذکر اللہ کلمہ طیب مستغرق فنا فی اللہ ذات سے مراد ہے۔ چونکہ ۵

ہر کہ آمد بذات فلسفۂ او ۔ کے بسوئے صفات بیند او

یعنی کلمہ طیب سراسر تاثیر رکھتا ہے ادھر اقرار زبانی ہوا کہ اُدھر تصدیق قلبی ہو گئی پس جس وقت تصدیق درست ہوئے اُس وقت کلمہ طیب لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کی تاثیر تمام جسم کے وجود میں سرایت کر جاتی ہے۔ اور نفس فانی ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک ولی کی روح کے ساتھ مصافحہ اور ملاقات روحانی ہو جاتی ہے، بشرطیکہ توفیق حق رفیق ہو۔ اور اُس وقت ولایت اولیاء اللہ کے مراتب پر مثل حضرت رابعہ بصری و حضرت سلطان بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے پہنچ جاتا ہے۔ یوں تو کلمہ پڑھنے والے بہت ہیں مثل یزید علیہ اللعنۃ کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کلمہ کی حقیقت پر پہنچا۔ اور اُس نے کلمہ کی تصدیق کی، پس وہ مطلق صادق ہوا اور کلمہ طیبہ اُس کے وجود میں یک سر تاثیر کر گیا۔ لہذا طالب کو چاہئے کہ کلمہ پڑھنے میں توقف نہ کرے۔ پس جہاں تک ممکن ہو سکے کلمہ طیب پڑھے۔ کیونکہ یہ کلمہ جان کا مونس ہے اور یہ کلمہ ایمان کے ساتھ ہے۔ خواہ طاعت میں ہو یا معصیت میں ہو۔ چونکہ

بخاری شریف کی حدیث میں ہے :-

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ وَّ بِلَا عَذَابٍ ❖

یعنی جس نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پس داخل ہوا جنت میں بغیر حساب اور بغیر عذاب کے ❖

اس سے معلوم ہوا کہ حقیقت کلمہ طیبہ کی وہ شخص جان سکتا ہے جو کہ معرفت الٰہی پر پہنچا ہو۔ اور یا یہ کہ دوزخ کی آگ سے باہر آیا ہو اور نجات پا گیا ہو۔ اور یا کلمہ طیبہ نے اس کو دُنیائے دنی سے کھینچا ہو۔ یا یہ کہ کلمہ طیبہ نے اس کو مجلس محمدی میں پہنچایا ہو ❖

کلمہ طیبہ کی تعریف

پس اے طالب صادق ! اب میں تجھ کو کلمہ طیبہ کی تعریف بتلاتا ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ کنہ کلمہ طیبہ کی وصال ہے اور انتہا کلمہ طیبہ کی مشاہدہ الٰہی ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ رسم کے موافق کلمہ پڑھنے والے کلمہ کو نہیں جانتے، گو وہ زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں۔ مگر وہ کلمہ ان کے حلق کے اندر سے نیچے نہیں اترتا ہے۔ بلکہ کلمہ زبانی اَور ہے اور تصدیق اَور ہے۔ پس جس کسی کو کلمہ کی معرفت حاصل ہو گئی۔ وہ صاحب معرفت الٰہی ہے اور اس کی رُوح زندہ اور اس کا نفس فانی ہے۔ پس جو عشاق ہیں وہی اس کلمہ کی تعریف کو جان سکتے ہیں اور اس کے ساتھ واصل حق ہوتے ہیں ❖

پس اے طالب صادق! جس طرح حاجی دو قسم کے ہوتے ہیں یعنی ایک تو حاجی جان و دل کے کعبہ کے۔ دوسرے حاجی آب و گل کے کعبہ کے۔ اب اس کو یوں سمجھنا چاہیئے کہ کعبۂ دل رب جلیل کا بنایا ہوا ہے اور کعبۂ گل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا بنایا ہوا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

دلم با کعبۂ شد قبلہ حاجات	بقبلہ سجدۂ از بہر حق ذات
دو دل حاجی نہ گر دو با حجابش	کہ دل با قبلہ قبلہ با جوابش

پس جاننا چاہیئے کہ طواف کعبۂ گل سے الہام ہوتا ہے اور طواف کعبۂ دل سے معرفت الٰہی تمام ہوتی ہے ؎

در کعبۂ خدا نیست خدا لا و مکان ہست	گر خواہی دریافت خدا زندہ بجان است

پس اے طالب! زندہ جان کونسی چیز سے حاصل ہوتی ہے۔ پس تجھ کو معلوم ہووے کہ یہ تاثیر تصور اسم اللہ کے دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ بعض کو تصور دیکھنے اسم اللہ سے سراپردۂ چشم کھل جاتا ہے۔ اُس وقت ایک دم اُس کے غلبہ سے قرار نہیں ہوتا۔ اور اس کا مقام فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ ہو جاتا ہے۔ چونکہ ؎

محبت است کہ یک دم نمے دہد آرام ۔۔۔ وگرنہ کیست کہ آسودگی نمے خواہد

مقام سُکر کی تعریف

پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ مقام سُکر اور مستی حق تعالےٰ سے دُوری پیدا کرتی ہے۔ اور معرفت اور ہوشیاری سے خدائے تعالےٰ کی نزدیکی ملتی ہے اور قرب حضوری ہوتی ہے اور خالص الخالص ذکر اللہ سے۔ پس سُکر تمام اور مستی وہ ہے کہ آدمی ہمیشہ سُکر اور مستی میں رہے۔ یہاں تک کہ چڑیا کی آواز اُس کے کان میں نہ سماوے پس جو فقیر کہ اس حالت کے ساتھ مقام سُکر میں مست اور بیخود رہے یعنی کہ ہر وقت وہ تجلیات الٰہیہ میں مستغرق ہو، تو اُس پر نماز اور روزہ ساقط ہو جاتا ہے۔ پس ایسا شخص مجذوب حضور ہوتا ہے۔ اور شریعت اسلام میں مجنون اور فاتر العقل پر نماز ساقط ہے۔ اور جو استغراق بنور اللہ عین العنایت ہو اور اُس کی نظر مطلق ہدایت پر ہو۔ تو ایسا فقیر نفس پر حاکم ہوتا ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں ایسے فقیر کو مست کہتے ہیں۔ جو اس صفت کے ساتھ موصوف ہوتا ہے ؞

احکامِ شریعت

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو احکام شریعت بتلاتا ہوں یعنی کہ ہر ایک بندۂ مومن کو چاہیئے کہ جب کوچۂ درویشی میں قدم رکھے تو پابندیٔ شریعت کے ساتھ رہے۔ اور قرآن وحدیث پر عمل رکھے۔ اور صحبت علماء و فقرا کو اختیار کرے پس جس امر کے واسطے شریعت کا حکم ہو۔ اُس کو اختیار کرے اور جس سے شریعت منع کرے اُس سے بیزار رہے اور درمیان میں اُس کے کوئی حجت شیطانی اور نفسانی کو دخل نہ دے مثل شرک اور کفر اور فتنہ و فساد کے جس طرح کہ حسد اور نفاق اور کبر اور عجب اور الفاظ ناشائستہ

وغیرہ مثل اس کے ۔

اب میں اے طالب صادق! تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ شریعت کونسی چیز کو حکم دیتی ہے جس کی اطاعت تجھ پر فرض ہو۔ پس تجھ کو چاہیئے کہ تو دین رسول اللہ کو کلام اللہ اور حدیث اور فقر محمدی اور صبر اور شکر اور ترک اور توکل اور اطمینان اور غنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے مضبوط کر اور دین پر ثابت قدم ہو ۔

قول مصنف اب میں تجھ کو بتلاتا ہوں کہ طَالِبُ الْعِلْمِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ زَاهِدٍ وَّ حَافِظٍ وَّ عَابِدٍ یعنی علم کا طالب ہزار زاہدوں اور حافظوں اور عابدوں سے بہتر ہے ۔ اس واسطے کہ ذکر اور فکر، طریقت اور حقیقت اور معرفت اور مرشد بدو نوراللہ اور مجلس محمد رسول اللہ تک پابندی شریعت سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جاہل سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ایک خطرات شیطانی سے دوسرا استدراج پریشانی سے۔ جیسا کہ ان اشعار سے ظاہر ہے ؎

ہر کہ باھو میرود عارف خدا	ہر کہ بے ھو میرود آں سرہوا
ہر کہ باھو ہست آں رازار شد	لاتخف لاتحزن زحق آواز شد
نام باھو مادر باھو نہاد	زانکہ باھو دائمی باھو نہاد
بردہ باھو راز وحدت اتمام	عارفاں را ختم از ھُو والسلام

بیان دعوت تکثیر و کیمیائے اکسیر

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو دعوت تکثیر اور کیمیائے اکسیر کی تعریف بتاتا ہوں یعنی اکثر آدمی ہیں کہ جن کو ان دونوں علموں کی حاجت نہیں ہوتی۔ ایک دعوت تکثیر، دوسرے کیمیائے اکسیر کی۔ پس معلوم ہو کہ ان کا مطلب خلق کا تسخیر کرتا ہے پس دعوت تکثیر والے کو چاہیئے۔ کہ پہلے مرشد کامل سے سم نقش دائرہ اور عدد حساب ستاروں اور بروج اور موکلوں کے قید میں لانے کا طریقہ حاصل کرے۔ اور اسم عظم کی زکوٰۃ دے۔ اور ترک جلالی وجمالی کا کرے۔ اور کیمیائے اکسیر کو طلب کرے کیونکہ شروع میں عام لوگ ناقص حوصلہ رکھتے ہیں اور اس کے حاصل کر لینے میں رجعت اور رنج اور خطرات اور ہلاکت پیدا ہوتی ہے اسی وجہ سے انسان اس سے محروم رہتا ہے۔ اور جو

طالب اللہ پہلے مرشد سے اللہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس طلب کرے
اس کا وجود پختہ اور حوصلہ وسیع اور دِل حاضر ہو جاتا ہے اور حضور کی نظر میں منظور ہو جاتا ہے
اس کے بعد یہ برکت تصور تاثیر روشن ضمیر اور دعوتِ علم تکثیر اور علم کیمیا شے اکسیر اور علم تفسیر
اور علم معرفت میں صاحب نظیر ہوتے ہیں۔ اور باطن کی صفائی سے یہ سب مراتب حاصل ہوتے
ہیں اور فقیر پر ظاہر ہوتے ہیں۔ جب ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ امتحان ہوتا ہے۔ اُس
وقت حال کھلتا ہے +

ذکر چار قسم کے ہیں

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ ذکر چار قسم کے ہیں۔ اُن میں
اوّل ذکر رسم کے موافق ہے۔ جس میں دم کا باندھنا اور دل کو دم کے ساتھ باندھنا
اور دل کو دم کے ساتھ لپیٹنا اور پھیرنا ہے۔ اور جو لوگ کہ مردہ دِل ہیں۔ وہ اللہ کے
ذکر سے بے خبر رہتے ہیں اور تفکر کے ساتھ اللہ کا نام لینا دِل کی زبان سے ہے۔ پس اس
ذکر میں طیر اور سیر طبقات اور خلق کی طرف رجوع اور دُنیا کی عزت اور ناموس کا پاس
مقصود ہوتا ہے۔ پس اس طریق سے ذاکر نور معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے +

دوسرا ذکر قلبی ہے۔ جس میں نظر مرشد کی توجہ سے دل میں جنبش آتی ہے۔ اور
قلب زندہ ہوتا ہے اور سلطان الاذکار ہمیشہ جاری رہتا ہے اور ماسوے اللہ
کی طلب اُس کے دل سے دُور ہو جاتی ہے۔ اور اس طریق سے ذاکر خام الہام مذکور پر
نہیں پہنچتا ہے۔ اور اُس کا ذکر ایسا ہوتا ہے جیسا کہ دیگ کا جوش لیکن مطلق جہالت
خود فروشی کے ساتھ ہوتی ہے +

تیسرا ذکر جو کہ دماغ میں متحرک ہوتا ہے اور دن رات آنکھوں میں بلندی سی
رکھتا ہے اور آنکھوں کو بند نہیں ہونے دیتا ہے۔ اسی طریقہ سے ذاکر پریشان اور
مجنون ہو جاتا ہے اور مشاہدہ وصال حقیقی سے محروم رہتا ہے +

چوتھا ذکر تصور اسم اللہ ہے جس سے مشاہدہ اور تجلیات مطلق حاصل ہوتی
ہے۔ یہ مقام توحید کا ہے جس میں الا اللہ کی آواز اُس کے وجود میں ہویدا ہوتی ہے
اور اُس کی تاثیر سے ذاکر کا وجود پاک نُورٌ علیٰ نُور ہو جاتا ہے۔ اور اس کا کھانا ماء

بینا نور اور اُس کا دل نور اور اُس کی نظر نور اور اُس کا وہم نور اور اُس کا خیال نور اور اس کا کلام سراسر نور اور توجہ پُر نور ہو جاتی ہے - اور اسی طریقہ سے اُس کا وجود کامل اور مکمل ہو جاتا ہے ؛

پس ہر ایک ایسا ذاکر خواہ واقف ہو یا نہ ہو باطن میں ہمیشہ مجلس قدس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں موجود ہوتا ہے - اور جب کہ وجود نور اور وجود جسد حضور اور جثہ ظاہر اور جثہ باطن ایک وجود ہو جاتا ہے اور چشم ظاہر اور چشم باطن ایک ہو جاتی ہے تو دونوں آنکھوں میں ایک ہی نور ہو جاتا ہے، اس کو مراتب باطنی کہتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری عزّ اسمہ ہے :-

قولہ تعالیٰ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ؛ یعنی خداوند تعالےٰ تیرے اگلے اور پچھلے گناہوں کو بخش دیگا ؛

صوفیان مراتب کو خلاصہ فقر محمدی فی امان اللہ کہتے ہیں - کہ جو منتہی اولیاء اللہ کا ہے جن کی نسبت ارشاد ہے :-

قولہ تعالیٰ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؛ یعنی اولیاء اللہ کو کچھ خوف و غم نہیں ہے ؛ اُن کی ہمیشہ مدنظر اللہ ہے اور وہ ہر حقیقت سے خبردار ہیں ؛

پس مرشد کامل اور مکمل وہ ہے کہ جو طالب اللہ کو پہلے روز بغیر رنج اور بغیر ریاضت کے تصور اسم اللہ کی تاثیر سے وجود با وجود کو پُر نور کر دے - اور حرص و حسد اور کبر و عجب اور ریا کو اُس کے وجود سے دور کر دے - اور جو مرشد کہ پہلے روز طالب مذکور کو نور حضور کے مقام میں نہ پہنچا دے - اُس کو مرشد نہ کہنا چاہیئے ؛

اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ وہ مرشد ہے کہ جو کبھی مقام ازل کے مشاہدہ میں اور کبھی مقام ابد کے مشاہدہ میں ہے - اور دُنیا اور اہل دُنیا سے دل سرد رکھتا ہو - بلکہ تائب دُنیا ہو - اور ہر وقت اُس کو مجلس قدس محمدی میسر ہوتی ہو - اور بعض کو تصور اسم اللہ سے وہ خزائن کہ جو زیر زمین ہیں، روشن اور واضح ہوں - بلکہ ظاہر ہو جائیں اور وہ سوائے اللہ تعالےٰ کے حکم کے کسی چیز کو بنظر خریداری نہ دیکھے ؛

اور بعض کو تصور دیکھنے اسم اللہ سے ایسا استغراق مع اللہ ذات میں پیدا ہو کہ

ہمیشہ لاکلام ہو۔ اور اسرار باطنی کے ساتھ سلوک تمام ہو ے

اسم اللہ ذوق بخشد با وصال بے زباں گو بد سخن بس قیل وقال

اور بعضے تصور دیکھنے اسم اللہ کو جس طرح کہ آئینہ مشاہدہ میں ہو مد نظر رکھتے ہیں۔ اور حرم کعبہ اور پیش نظر ان کے تجلی شمسی اور قمری میدان ازل کی رہتی ہے۔ بلکہ عرصہ گاہ محشر اور عرصات ابد اور دروازہ بہشت کو مثل روضہ منورہ کے جس کے دروازہ پر بخط جلی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے۔ دیکھتے ہیں۔ اور اس آئینہ جمال میں ہر ایک چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

پس اے طالب صادق! جو کوئی کلمہ طیب اور اسم اللہ کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ کیونکہ اسم اللہ طریق تحقیق ہے۔ اور اسم اللہ کے مشاہدہ والا توفیق کے ساتھ قوی ہے کہ اسم اللہ اس کا رفیق ہے ے

اسم اللہ رہبرست در ہر مقام از اسم اللہ یافتند فقر ش تمام

پس اے طالب! واضح ہو کہ فقر قرب اور وجد اور دیوانگی کے ساتھ اور مجنون کے ساتھ دوسرا ہے اور نظر مذکورہ مشاہدہ حضور دوسری چیز ہے۔ نظر کامل اور تماشائے آسمان اور زمین اور طبقات کی دوسری چیز ہے۔ اور نظر مجلس محمدی اور مصافحہ ہر ولی و نبی اور چیز ہے اور نظر سے آتش اور گرمی جو ذکر اللہ سے پیدا ہو اور طالب اللہ اس میں جلکر مرجاوے دیگر شئے ہے۔ اور نظر رجوعات مخلوقات اور ترقی درجات اور دنیا کا عزوجاہ اور چیز ہے۔ پس اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حدیث مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ۔ یعنی اسرار مشاہدہ نور اللہ باطنی کے احمق اور نادان اور مردہ دل کے روبرو کہ جو خدا سے غافل ہو ظاہر کرنا موجب نقصان کا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ یعنی جس کسی نے پہچانا اپنے پروردگار کو وہ ہمیشہ اپنی زبان کو گویائی سے بند رکھتا ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے وہ حق کہتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ یعنی عارف ہمیشہ مقام لاہوت میں رہتا ہے۔ اور ناسوت کی قیل وقال سے لب بستہ اور سکوت میں ہوتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ کیونکہ کلام غیر سے گویائی اور شنوائی خاطر خواہ کو اپسند خاطر نہیں ہوتی۔ بدیں وجہ کہ عارف سوزش عشق اور حرارت حیرت کے ساتھ رہتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ تَحَیُّرًا یعنی اے اللہ زیادہ کر مجھ کو تحیر کہ یہ حیرت حضوری سے ہے اور حیرت کا مقام بھی چند قسم پر ہے +

مقاماتِ حیرت

پس اے طالب! اب میں تجھ کو مقاماتِ حیرت کی سیر کراتا ہوں۔ پس جاننا چاہیئے۔ کہ حیرت کا مقام حرز جان ضروری ہے۔ اور حیرت روح مغفوری ہے۔ اور حیرت سر مطلق حضوری ہے۔ اور جذب و وجد وری ہے۔ اور حیرت نفس کے واسطے لذت اور طلب دنیا اور عزت وجاہ کی معذوری ہے۔ اور حیرت وصال اللہ اور مغز معرفت و حقیقت ہے۔ پس مطلب اس قدر ہے کہ عارف باللہ کا دل جب کہ ذکر کے ساتھ گویائی پکڑتا ہے تو گویائی مطلق سے زبان اُس کی مردہ ہو جاتی ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ اور یُحْیِی الْقَلْبَ وَ یُمِیْتُ النَّفْسَ ہو جاتا ہے +

پس عارف کی پانچ قسمیں ہیں۔ ایک عارف عالم رب کا ہے۔ دُوسرا عارف زاہد جو رب کے واسطے عبادت کرے۔ تیسرا عارف متقی کہ جو رب کے واسطے تقوے اختیار کرے۔ چوتھا عارف ذاکر کہ جو رب کے واسطے ذکر کرے۔ پانچواں عارف عابد کہ جو رب کے واسطے عبادت کرے۔ تو اب یُوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ عارف مذکور نے جو عبادت کی وہ اللہ کے واسطے عبادت نہیں کی۔ اور عالم نے علم پایا نہ اللہ کی معرفت۔ اور زاہد نے بہشت پایا نہ خدا کی معرفت اور ذاکر نے ذکر سے سوختگی اور شوق پایا نہ کہ معرفت۔ اور مذکور نے قرب وصال پایا نہ معرفت حق۔ چونکہ مجموعہ عرفان کا مقام فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے فیض سے ہے۔ اور صاحب مشاہدہ ہمیشہ اسم اللہ کی ذات میں غرق رہتا ہے۔ جیسا کہ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ ہے ؎

دو چشم پوش وجاں ازجاں بدر کن | بہ سیرے لامکاں سیرے سفر کن
بچشم سر حق معراج دیدہ | چنیں مردِ خدا باحق رسیدہ
دو چشم کور سے بیند صفائی | دل از خطرات گرداند جدائی

پس اے طالب صادق! جب فقیر سالک معرفت حق دل کی آنکھ کھولتا ہے۔ تو ہر وقت مشاہدۂ دیدار کے ساتھ رہتا ہے۔ اس وجہ سے کہ زندہ دل آدمی ہمیشہ بیدار ہوتا ہے۔

جیسا کہ حدیث میں وارد ہے تَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ یعنی میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل جاگتا ہے ۔

پس جاننا چاہیئے! کہ طالب مولٰے کی طلب میں جان کے فدا کرنے کو ہر وقت طیار رہے۔ چونکہ مرشد کامل ایک دم میں معرفت پروردگار سے فیضیاب کر دیتا ہے۔ پس جو طالب صادق نہیں اور مرشد کامل نہیں ہے۔ وہ دونوں جہان میں ذلیل وخوار رہتے ہیں اور معرفت پروردگار سے دور رہتے ہیں ۔

مقام ہمہ اوست

پس اے طالب صادق! جس طالب کا وجود باجود ہوا و ہوس سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ وہ مقام ہمہ اوست میں غرق ہو کر مقام فنا فی اللہ کا مغز و پوست بن جاتا ہے ۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ سے دل اُس کا سر بسجود رہتا ہے ۔ چونکہ ؎

فرض و سُنّت واجب وہم مُستحب　　دل نماز دائمی از بہر رب

پس اے طالب! جو کوئی ان مراتب پر پہنچتا ہے۔ تو باطن کے مسالک سلوک میں اُس کو فاضل اور فیض بخش معرفت الٰہی کہتے ہیں۔ چونکہ یہ راہِ عرف کے ساتھ متعلق نہیں ہے بلکہ عرفانِ حق کے ساتھ ہے۔ پس جس کسی کو اللہ تعالٰے چاہتا ہے اُس کو اس مقام فنا فی اللہ میں پہنچاتا ہے۔ اس واسطے کہ راہِ معرفت میں گفت و شنود نہیں ہے۔ اور نہ اُس کا اس سے تعلق ہے۔ پس جس کسی پر خدائے تعالٰے کی مہربانی ہوتی ہے وہ شخص عارف باللہ ہو جاتا ہے ؎

مسلّے آنکہ باشد لازوالے　　نہ آنجا ذکر و فکر و نہ وصالے
بود غرقش بوحدت عین آنی　　فنا فی اللہ اسرار نہانی

یعنی تفرقہ کی مصیبت سے باہر ہو۔ اور معرفت حق کے ساتھ رفیق اور دریائے وحدت کا غریق ہو۔ اور حقیقت میں عارف باللہ اور ہے ۔

اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے غلط کہا، عارف باللہ ہونا ایک دشوار امر ہے۔ کیونکہ عارف باللہ اور غوث اور قطب اور ابدال اور اخیار کے مرتبوں پر نہیں پہنچتا ہے۔ کیونکہ ؎

نفس نتواں کشت با عقل و شعور — عارف از نفس بر آیند غرق نور
شہ رگ نزدیک شد رحمٰن مرا — چوں زدم نعرہ بہ نسر یا دم چرا
ایں بود تعلیم و تلقین از خدا — باو لیلش ہا دیے حق رہنما
عاقلی گم شو در یں گمنام باش — از علائق دور شو آرام باش
عارف باللہ بجز مولےٰ بجو — ہر کہ باشد غیر حق از دل بشو

پس اے طالب صادق! جو شخص کہ عارف باللہ ہو۔ وہ مراتب غوثیت اور قطبیت اور ابدال اور اوتاد اور اخیار کے مرتبوں کو اختیار نہیں کرتا۔ اس وجہ سے کہ ہر مرتبہ مراتب مذکورہ بالا مولےٰ سے جدا ہے۔ اور غرق مع اللہ ہونا دلیل یکتائی ہے۔ اور ہر مرتبہ کمتر ہے پس مرتبہ مولےٰ اولےٰ اور بہتر ہے ؎

اب میں اے طالب! تجھ کو بتلاتا ہوں کہ بہتر اور کمتر کون مراتب ہیں۔ پس تجھ کو معلوم ہوے کہ جو عارف باللہ کے ساتھ مقید ہے وہ بہتر ہے اور جو رجوعات خلق کے ساتھ ہے۔ اور مریدوں اور کشف و کرامات کے طالبوں کے واسطے ہے، وہ کمتر ہے اس مرتبہ کا تعلق خدا کے ساتھ جدا ہے۔ بلکہ اس کا تعلق اور تعین استدراج پر ہوتا ہے کہ جو بدترین خلائق ہے ؎

پس اے طالب! جس نے اپنے نفس کی معرفت حاصل کی اس نے اپنے رب کو پہچان لیا ؎

چونکہ نفس امارہ کو ذائقہ کی قوت اور گناہ کی طلب ہمیشہ رہتی ہے۔ اور ہمیشہ اس میں مبتلا رہتا ہے۔ بلکہ نفس امارہ کے واسطے پیشہ گناہ مطلق راہ ہے! اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ اکثر آدمی رات دن طاعت و عبادت میں رہتے ہیں۔ جیسے نماز اور روزہ بلکہ قائم اللیل اور صائم الدہر بھی بعض ہوتے ہیں، مگر نفس امارہ اُن کا اس پر بھی گناہ سے باز نہیں آتا ہے۔ بلکہ گناہ کی طلب میں دن رات لگا رہتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اُس کی خصلت گمراہ ہے۔ مگر جس بندہ کو توفیق حق رفیق ہوتی ہے، وہ اس کو مغلوب کر لیتا ہے ؎

اور بعض آدمی علم فقہ اور مسائل اور ریاضت اور تقوےٰ اور تلاوت قرآن اور حدیث کے مطالعہ میں دن رات رہتے ہیں۔ اُن کا بھی نفس امارہ گناہ سے باز نہیں آتا ہے چونکہ اُن کے دل میں دُنیا کی طلب اور نفس امارہ کی خواہش ہوتی ہے اور شیطان اُن کے

ہمراہ ہوتا ہے ॰

اور اکثر آدمی خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں ۔ اور فکر و ذکر اور مراقبہ و محاسبہ اور مکاشفہ اور کشف القلوب اور کشف القبور میں رہتے ہیں ۔ اور مراتب غوثیت اور قطبیت کا رکھتے ہیں ۔ جب بھی نفس امارہ اُن کا گناہ سے باز نہیں آتا ہے اور ہمیشہ گناہ کی طلب میں رہتا ہے کیونکہ نفس امارہ کی نظر ہمیشہ گناہ پر رہتی ہے ۔ اور جس وقت آدمی کے دل میں دریائے وحدت جوش مارتا ہے ۔ اور اُس کو غرق نور اللہ کے ساتھ حضوری اور قرب کا ملتا ہے اور تجلیات الٰہی پیدا ہوتی ہیں مثل شعلہ اسم اللہ کے ذات مطلق سے اُس وقت عارف باللہ مقام فنا فی اللہ میں پہنچتا ہے ۔ اُس مقام پر نفس کو گریہ وزاری ہوتی ہے اور گناہوں سے باز آتا ہے ۔ اور قدرت الٰہی کا الہام بغیر کام و زبان کے پیدا ہوتا ہے ۔ اور اُس کے نفس کو حکم ہوتا ہے ۔ کہ تو اب مسلمان ہوا ۔ پس اس وقت نفس مسلمان ہوتا ہے اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار ساتھ تصدیق قلب کے کرتا ہے ۔ اور گناہوں سے باز آکر نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے ۔ اور راستی اختیار کرتا ہے ۔ اور دین محمدی کے ساتھ مراتب فی اللہ میں منتہی ہوتا ہے ۔ اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کا مصداق ہو جاتا ہے یعنی نفس کو مقام معرفت الٰہی کی منتہی میں پہنچاتا ہے اور مرشد کو نفس مقام امتحان ملا نہا ہے الہام ربانی سے پہچانتا ہے ۔ کیونکہ اس مقام میں معرفت نہیں رہتی ہے ۔ اور نفس نفسانیت اور خوشئے شیطانی نہیں رہتی ۔ اس کے بو اگر نفس کے گرد لغائے بہشت اور حور و قصور وغیرہ کی لذات لائی جاوے تو اور اگر تمام دنیا کی زیب و زینت جمع کر دی جاوے تو نفس ہرگز ان دونوں کو قبول نہیں کرتا ہے ॰

پس اس سے معلوم ہوا کہ جو مرشد طالب کو پہلے روز میں من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے مقام میں پہنچا دیتا ہے ، وہی مرشد لائق ہدایت کے ہوتا ہے ۔ اس واسطے کہ وجود آدمی کا مثل گلستان کے ہے اور اس کے وجود میں خزانہ دل ہے اور اُس گنج پر یہ نفس مثل سیر طلسمات کے ہے ۔ پس اس سیر طلسمات کو صاحب طلسمات ہی جان سکتا ہے اور اس کی آتش عشق میں جل سکتا ہے ۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایک دم اور ایک قدم پر بھی من عرف ربہ فقد کل لسانہ سے غافل نہ رہے ۔ پس طالب اللہ عارف باللہ ہے اور مرشد خاموشی ہے ॰

عارف باللہ کی تعریف

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو بتلاتا ہوں کہ عارف باللہ کس کو کہتے ہیں۔ پس معلوم ہووے کہ عارف باللہ کی صفت مثل مسکین کے ہے۔ اور مسکین اُس کو کہتے ہیں کہ جو خاکسار ہو۔ اور اُس کی ملک اسی قدر خاک ہو کہ جس پر وہ بیٹھا ہوا ہو۔ اور لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا اس کا خطاب ہو۔ اور بعض صوفیہ کے نزدیک مسکین فقیر کو بھی کہتے ہیں۔ اور فقیر کو غریب کا خطاب دیتے ہیں ٭

پس غریب اُس کو کہتے ہیں کہ اُس کے وجود میں غیرت اور غصّہ اور غضب اور غرور اور دُنیا و آخرت کا غم سوائے ماسوے اللہ کے اور کچھ نہ رہے۔ پس جو کوئی اِن صفتوں کے ساتھ موصوف ہو، وہ عارف باللہ اور معرفت مولٰے کا مجموعہ ہوسکتا ہے۔ صُوفیہ اُس کو خضر باطنی کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ خضر علیہ السلام کی حیات بہ سبب پینے آب حیات کے ہے اور خضر باطن کی حیات آب حیات اسم اللہ اور محبت ذات سے ہے۔ پس اے طالب! جس نے یہ بادۂ توحید پی لیا وہ ولی اللہ ہوگیا۔ اور حدیث قدسی اِنَّ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُہُمْ غَیْرِیْ کا مصداق ہوگیا۔ یعنی میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہیں پر، سوائے میرے اُن کو کوئی نہیں پہچانتا۔ اور مخلوق خضر نبی اللہ کی طلب میں ہے۔ شعر

ہر یکے بگذار و بگذر زاں چہار ۔۔۔ وز دوئی بگذشت یکتا مرد کار

پس جو کوئی اِن مراتب پر پہنچے وہ وہم اور فہم میں نہ سماوے اور اُس کی نہایت لانہایت ہو پس اس کو عارف مادرزاد کہتے ہیں کہ جو مہد سے لحد تک اور ازل سے ابد تک عینہ بعینہ فنائے نفس اور بقائے رُوح کے ساتھ لباس فقر پہنے ہوئے ہے ٭

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے کہ فقر اور شجاعت اور سخاوت اور مصلحت ہر ایسے آدمی کی کہ جس کا وجود کرم کے کریم اور حیا کے ساتھ باحیا ہو ٭

اب میں اے طالب! اس کی شرح کرتا ہوں کہ شرح عارف باللہ کی یہ ہے کہ آدمی نے طاعت کے سبب سے نفس کو پہچانا۔ اور نفس کی شناخت والا ہوا۔ مگر خدا کا عارف نہ ہوا ٭

اور نفس کی شناخت سے آدمی صاحب دِل ہوا۔ مگر عارف حق نہ ہوا ٭

اور دل کی شناخت سے صاحب روح ہوا۔ مگر عارف باللہ نہ ہوا ٭

اور روح سے صاحب سِر ہوا، مگر خدا کا عارف نہ ہوا ٭

جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ یعنی آدمی میرا بھید ہے۔ اور میں اُس کا بھید ہوں ٭

پس یہ چاروں مقام تن اور طاعت اور عبودیت نفس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ کے مطابق اس مقام میں نفس کی شناخت اور تحقیق کی۔ اور جب نفس کو تحقیق کر لیا۔ تو نفس فانی ہوا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ یعنی جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچانا پس تحقیق اُس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچانا ؎

خلق را طاعت بود از کسب تن　　　عارفاں را ترک تن طاعت بود

پس اے طالب صادق! تن کی طاعت میں حرص اور طمع نفسانیت اور اشتہائے ناری ہے۔ اور طلب میں رجوعات خلق اور شہرت اور خواری ہے اور جب اشتہائے ناری اور غوغا اور خواری سے باہر ہوا۔ پس وہ مرتبہ ربوبیت معرفت الٰہی میں داخل ہوا پس اس مقام میں عارف باللہ کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے اور دل اُس کا صاحب مشاہدہ ہو جاتا ہے ٭

شرح النفس

پس نفس کی شرح، دونوں جہان میں اس سے زیادہ بد بلا اور کہتر نہیں ہے پس جس کسی نے خدا کو پہچانا، ہمیشہ وہ نفس کو ذلیل اور خوار رکھتا ہے۔ اور آپ کو خودی میں گم کرتا ہے۔ اور جس کسی کا نفس رفیق ہوا۔ وہ نفس میں اسیر ہوا اور ہوا و ہوس کے ساتھ مست ہوا ٭

پس صوفیہ اس نفس کو سرکش اور خود پسند کہتے ہیں اور مخلوق کے نزدیک آدمی کی صورت ہوتا ہے۔ اور خدا کے نزدیک مثل خوک اور خرس اور سگ دیوانہ اور بوزنہ کے ہوتا ہے۔ گو صورت میں آدمی اور سیرت میں حیوان ہوتا ہے، پس حیوان سے بات کہنا مناسب نہیں ہے پس شیطان سے صاحب نفس اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتا ہے۔ پس طالب حق ہمیشہ حضور کے ساتھ رہتا ہے۔ اور اہل نفس سے دور رہتا ہے پس اللہ بس

باقی ہوس ۔

ذکر پاس انفاس

پس اے طالب صادق! جاننا چاہئے کہ نفس اُن فقیروں کا کہ جو ذکر اللہ اور پاس انفاس کے ساتھ ہوتا ہے اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور مقبول اور اخلاص کی مثال یوں سمجھنا چاہئے کہ جس طرح کاغذ اور حروف اور سطور اور سیاہی ہوتی ہے۔ اور جن فقیروں کا دِل حضوری میں ہو۔ اُن کا دفتر معرفت نور الٰہی سے ہوتا ہے۔ اسی واسطے عارفوں کا کوئی گناہ ظاہر اور باطن کے دفتر میں ملائک نہیں لکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دل میں ذکر اللہ اور زبان مطلق قال اللہ اور قال رسول اللہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ اہل حدیث ہوتے ہیں۔ اور دُنیا کی طلب میں ابلیس خبیث کے طالب نہیں ہوتے ۔

پس معلوم ہو کہ عارف معشوق اللہ کی مثل ہیں۔ بلکہ ان کا گناہ ثواب ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ عشق اللہ کے ساتھ مستغرق رہتے ہیں۔ اور اُن کے اور اللہ کے درمیان میں کوئی پردہ اور حجاب نہیں رہتا ہے۔ کیونکہ عارف باللہ کا دِل پُر نور ہوتا ہے اور عارف باللہ ہمیشہ حضوری حق میں رہتا ہے ۔

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے کہ غلبات کے سبب سے شوق کی آگ ہر ایک گناہ کو آہ کے ساتھ ہر دم اور ہر ایک ساعت ایسا جلا دیتی ہے۔ اور عارفوں کا وجود ذکر اللہ اور اسم اللہ کے ساتھ مِلا ہوا ہوتا ہے۔ اور عارف لوگ ہر وقت اسم اللہ سے برانگیختہ رہتے ہیں۔ پس کسی آدمی کو قدرت نہیں کہ اسم اللہ پر غالب ہو۔ اور صاحب اسم اللہ ہر ایک چیز پر غالب رہتا ہے۔ کیونکہ مولےٰ کی طلب میں طالب ہے ۔

طالب کس کو کہتے ہیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ طالب کس کو کہتے ہیں۔ جاننا چاہئے۔ کہ طالب اُس کو کہتے ہیں۔ کہ جو دونوں جہان کے مراتب کو طے کر لے۔ اور مقام حق میں مستغرق ہو۔ اور جو طالب کہ معرفت الٰہی میں بصارت رکھتا ہو۔ پس وہ طمع نہ رکھے۔ اور جاننا چاہئے کہ اللہ تعالےٰ نے نفس اور شیطان اور دُنیا گویا ان تینوں کو آزمائش کیواسطے

پیدا کیا ہے۔ اور ہیبت اور قہر کے واسطے نہیں پیدا کیا ہے ؎

نفس نیکو بد بود ہم ہادی وہم باہوا
نفس عارف نفس رہزن باخبر شو باھوا

اور آدمی کو عزت اور بزرگی اور قرب اور نعمت خداوند تعالےٰ کے دیدار اور نعمائے بہشت اور قرب حضوری اور نور اللہ اور وصال اللہ کی تجلیات اور ولایت و ہدایت اور فضل عنایت کے مرتبے سب نفس کی برکت سے ملتے ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوا۔ کہ اگر نفس نہ ہوتا۔ تو خدا تک کوئی نہ پہنچتا۔ اور حق تعالےٰ کی معرفت کسی کو نصیب نہ ہوتی ؛

پس نفس مومن اللہ تعالےٰ کے نزدیک رہا۔ اور آزاد ہوا۔ اور نفس امارہ معذب اور دشمن اور خونخوار ہوا۔ اور نفس غوث اور نفس قطب اور نفس عارف باخدا ہوا اور نفس امارہ کافر اور نفس فرعون ہوا۔ اور نفس شیطان باعث ہوا و ہوس کا ہوا ؛

نفس کی خصلتیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو نفس کی خصلتیں بتاتا ہوں یعنی نفس کی چار خصلتیں ہیں۔ جو چاروں نفسوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ پس جن کو کافروں اور منافقوں اور کاذبوں کے ساتھ دوستی ہو، اُس کا نفس امارہ کفر کی عادت رکھتا ہے ؛

اور جس کو مولےٰ کی طلب ہو اور ہمیشہ وہ طلب میں مبتلا رہے اور دُنیا کو ترک کرے تو اُس کا نفس ضرور مومن ہے اور عارف باللہ ہے ؛

اور جس کسی کو علم کی طلب اور اُس پر عمل اور تقوےٰ اور ریاضت اور اُس میں ہمیشہ کوشش ہو، اُس کا نفس مسلمان ہے ؛

اور جس کسی کو ہمیشہ خوف رہتا ہو اور ہر وقت رجا میں رہے، پس اس کا نفس صدیق ہے ؛

پس اے طالب! اگر نظر تحقیق سے دیکھا جائے تو نفس اگر نیک ہو تو دونوں جہان میں نفس کے برابر کوئی بزرگ اور بہتر نہیں۔ اور جس کا نفس بد ہو، تو دونوں جہان میں اس سے بدتر اور کمتر کوئی نہیں ہے۔ اشعار

گنج را بیرنج از دل یافتم
صد ہزاران گنج در دل ساختم

در ہزاران چلہ یک دم سوز بہ
روز و شب سوزش بود لب بستہ بہ

عارفاں را تقوےٰ ز توفیق شد
از خدائے معرفت تحقیق شد

عارفان التقویٰ شد از صدق دیں　　تقویٰ غوغا ظاہر و خلقش مبیں
دل بہ دریائے محیط است کبریا　　موج دم قطرے است لُولُوے بہا

پس اے طالب! عارف باللہ کی روح نور اور سر نور از اسرار الٰہی سے ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ عارف باللہ ساتھ بقا باللہ کے ہوتا ہے۔ جیسا کہ وارد ہے فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْبَقَاءِ یعنی اس کے وجود میں ہوس نہیں رہتی ہے۔ بلکہ اُس کے وجود میں طلب طالب اور محبت مریدی ہو جاتی ہے۔ پس یہ مراتب جو بیان کئے گئے عارفان حق کے ہیں مثل حضرت رابعہ بصری اور حضرت سلطان بایزید کے *

اور اے طالب! تو نے ابھی تک یہ نہ جانا کہ تیرے وجود میں نفس یزید ہے اور روح تیری بایزید ہے۔ پس جو کوئی یزید کا دوست ہے وہ بایزید کا دشمن ہے، کیونکہ دنیا والے مثل یزید لعین کے ہیں اور فقر محمدی والوں کی مثال بایزید سے ہے *

پس اے طالب! اس راستہ میں مرشد کامل وہ ہے۔ کہ جو حق کے ساتھ محبت رکھتا ہو۔ اور سوائے طریقہ اسم اللہ اور مقام فنا فی اللہ اور مراقبہ بقا باللہ اور مشاہدہ غرق مع اللہ مذکور حضور حق کے طریق لا سوے اللہ کے اور کوئی ذکر نہ رکھتا ہو ؎

مذکور طلب چہ خواہی از ذکر　　این است ہمہ خلاصۂ فکر

پس اے طالب! یہ مذکور بے زبان ہے کہ جو حضور دل سے تعلق رکھتا ہے اس وجہ سے کہ کلام اور نطق سے یہاں پر ایک حرف زبان پر نہیں لاتا ہے اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهُ پر عمل ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ایک حکایت بیان کرتا ہوں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جس کی جو اصلی ہوتی ہے وہ اسی طرف رجوع کرتا ہے *

حکایت ۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص کہیں عطر فروشوں کے محلہ میں جا کر رہا۔ اور ہر طرف سے اُس کے دماغ میں عطروں کی خوشبو پہنچی، جس کی وجہ سے اُس کے ہوش جاتے رہے اور وہ شخص بیہوش ہو گیا۔ اور یہاں تک اُس خوشبو نے اُس کے دماغ میں سرایت کی۔ کہ اُس کی حالت مثل سکرات کے ہو گئی۔ جب اہل محلہ نے یہ خبر سنی۔ تو سب اُس کے گرد جمع ہو گئے اور عطر و گلاب اُس پر چھڑکنے لگے۔ اور کسی نے لخلخہ سونگھایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ اور وہ بدحواس ہوتا جاتا تھا۔ اس درمیان میں ایک حکیم کا بھی وہاں گذر ہوا۔ اور اُس حکیم سے اُس شخص کی حالت بیان کی گئی۔ حکیم صاحب نے مریض کو دیکھ کر

یہ رائے قائم کی کہ اس کو غلیظ اور بدبودار چیز سونگھاؤ۔ چنانچہ جب وہ غلاظت اور بدبودار چیز اس کی ناک پر رکھدی، اُسی وقت وہ شخص ہوش میں آگیا۔ اور بالکل تندرست ہوگیا ✣

اس کے جواب میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ بدبودار چیز سے مراد گندگیٔ دُنیا ہے اور اُس کی شرمندگی ہے۔ اور عطر سے مراد بندگئے ہوئے ہے کہ جو مرد خدا کے ہیں وہ عطر فروشوں کے کوچہ میں رہتے ہیں۔ اور اسم اللہ کی خوشبو سے سرمست رہتے ہیں۔ اسی واسطے کہا گیا ہے ؎

نیم نظر فقیر بہ از کیمیا — زاں نظر واصل شود عارف خدا

پس اے طالب صادق! جاننا چاہئے کہ آدمی کے دل پر ستر ہزار حجاب ظلمانی اور شیطانی مثل تارعنکبوت کے ہیں کہ جو دل کے آس پاس تنے ہوئے ہیں۔ اور ان وساوس و خطرات کی پیدائش آب منی سے ہے۔ جن کے سبب سے حضرت آدم ؑ اور حوا ؑ میں جھگڑا بہشت میں ہوا تھا۔ اور جن کے بہکانے کے سبب وہ دونوں بہشت سے علیحدہ کئے گئے۔ چونکہ ابلیس خبیث ہے پس اُس کی تاثیر کفر اندرونی اور شرک درونی ہے ✣

اسی وجہ سے صوفیہ کہتے ہیں کہ دو لاکھ ستر ہزار زنار عجب اور کبر اور حسد اور بغض اور نفاق اور قہر اور غضب اور حرص اور کفر اور شرک حجاب شیطانی کے پردے ہیں ✣

اب یوں سمجھنا چاہیئے کہ حجابات شیطانی کے پردے اور کفر نفسانی کے زنار، علم اور فضیلت اور مسائل فقہ اور تلاوت قرآن اور حج اور زکوٰۃ اور نماز اور روزہ اور ریاضت اور تقوےٰ اور وعظ اور حدیث اور وظائف وغیرہ سے نہیں علیحدہ ہوسکتے جب تک کہ تصور کامل اسم اللہ کا نہ ہو۔ اور توفیق رفیق مرشد کامل اکمل کی نہ ہو۔ سوائے اس کے کہ اسم اللہ کا تصور کیا جائے اور باطن میں ذکر الا اللہ ہو ✣

صوفیہ کہتے ہیں کہ سوائے اس صورت کے اور کوئی صورت ان حجابات کے طے کرنے کی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تصور دل کی آتش کو اس قدر روشن کرتا ہے کہ خود بخود حجاب شیطانی اور زنار نفسانی دفع ہوجاتے ہیں۔ اور جب تک مرشد کامل فنا فی اللہ اور بذکر اللہ کی نظر کا وسیلہ نہ ہوگا۔ یہ مراتب ہرگز طے نہ ہونگے ✣

پس جو کوئی ان مراتب پر پہنچے اور حجاب شیطانی اور زنار نفسانی کو نہ توڑے - پس وہ شخص مسلمان اور درویش نہیں - اور جو سوائے اس کے دعوے کرے کہ میں عارف باللہ ہوں اور پکا اور سچا مسلمان ہوں، وہ شخص کذاب ہے - جیسا کہ ارشاد باری عز و اسمہٗ ہے قولہ تعالیٰ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿ یعنی جس کا سینہ کھولا اللہ تعالیٰ نے اسلام پر (یعنی مسلمانی پر) سو وہ آجاتے ہیں ہیں اپنے رب کی طرف سے اور خرابی ہے اُن کو جن کے دل سخت ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے، وہ پڑے پھرتے ہیں بہکے ہوئے ﴿ یعنی مردہ دل آدمی ذکر شیطانی کے باعث ہوتا ہے - اور زندہ دل آدمی ذکر اللہ اور تصور اسم اللہ سے ہوتا ہے - یہ لوگ سوائے حق کے دوسرے شخص سے بات کرنا اپنا نقصان جانتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے شَيْطَانُ الْاِنْسِ اَشَدُّ مِنَ الشَّيْطَانِ الْجِنِّ یعنی آدمیوں کا شیطان زیادہ سخت ہے جنوں کے شیطان سے ﴿

آدابِ خاموشی

پس اے طالب! عارف باللہ کا ہر شخص یعنی شخص غیر سے ہم کلام نہ ہونا آداب خاموشی ہے - پس جاننا چاہیئے کہ جو عارف باللہ حق کی معرفت پر پہنچے اُس کا نشان یہ ہے کہ اُس کو سرود کی آواز بُری معلوم ہوتی ہے - اگرچہ وہ خوش الحانی کے ساتھ ہو - لیکن اُس کو وہ آواز مکروہ معلوم ہو ﴿

اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں - کہ جاننا چاہیئے - کہ فقیر از راہِ حسد نہیں کہتا بلکہ بطور حساب کے کہتا ہے کہ علم کے معنی جاننا علم فقہ اور مسائل فرض اور واجب اور سنت و مستحب کا ہے - اور علم کے معنی جاننا حلال و حرام اور مکروہات کا ہے - اور علم کے معنی جاننا فرق درمیان اسلام و کفر کے ہے - اور علم کے معنی حق و باطل کا جاننا ہے ﴿

علم کے کیا معنی ہیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ علم کے کیا معنی ہیں، پس تجھ کو معلوم ہو کہ علم کے معنی وہ ہیں کہ جو آداب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نگاہ رکھے۔ اور علم کے معنی وہ ہیں۔ کہ آدابِ شریعت اور آداب علماء کو نگاہ رکھے۔ اور ان سب کا تعلق اعمال ظاہر عبادت کے ساتھ ہے جس طرح کہ ظاہرا بدن عبادت اور طاعت کے واسطے ہے اور نجات جس کا مقصود اصلی ہے۔ اور نجات کا مقصود اصلی معرفت مولے اور حُب ذات ہے جس طرح کہ حضرت موسٰے علیہ السلام نے حُب مولے کے سبب سے رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ کہا۔ یعنی اے رب دیکھ مجھ کو میں تیری طرف دیکھ رہا ہوں۔ اُس وقت اس ذات سے تجلی ہوئی کہ حضرت موسٰے علیہ السلام بیہوش ہو گئے اور کوہِ طور جل کر خاک ہو گیا۔

اور اسی حب مولے کی طلب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو غار میں لگی تھی۔ اور یہی حُب مولے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو باعث معراج ہوئی تھی۔

عالم مولے کی طلب نہیں کر سکتا

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ عالم فاضل مولے کی طلب نہیں کر سکتا۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی تمام عمر کو علم کے مطالعہ میں صرف کیا اور اُس کے بعد حضرت علم کے رُوبرو التماس کی کہ اے کلام ربانی مجھ کو معرفت مولے اور تجلیاتِ الٰہیہ بطریق باطن تعلیم کر اور حضور محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے دیدار پُرانوار سے مشرف فرما۔ تو علم کی طرف سے کوئی جواب باصواب نہیں ملتا۔ اس وجہ سے کہ علم تعلیم طاعت کا رفیق ہے۔ اور سوائے اس کے اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ مگر علم کہتا ہے کہ مرشد سے طلب کر، کیونکہ علم قال اور ہے اور علم حال اور ہے۔ پس مرشد سے حال اور معرفت وصال کا ذکر حاصل کر۔

اس کے بعد حضرت مصنف صاحب فرماتے ہیں۔ کہ نہیں نہیں میں نے غلط کہا، علم وہ ہے کہ اُس سے معلوم کے مقام پر پہنچے۔

معلوم کیا ہے

پس اے طالب! اب میں تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ معلوم کیا ہے اور اس سے فقیر کی کیا مراد ہے۔ پس معلوم ہو کہ علم جب کہ وجود میں داخل ہو۔ اُس وقت وجود میں جہل اور شرک اور کفر اور عجب حجاباتِ ظلمانی کے ساتھ نہ رہیں ؁

اور علم وہ ہے، کہ حجاب سے بے حجاب کرے۔ بلکہ علم سے معرفت کا انکشاف ہو اور نفس اُس کا محکوم ہو جاوے ؎

آفریں بر نفس مرکب زیر بار ؎ مے رسا ند معرفت با کردگار

اور علم فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ؁ یعنی اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چاہو اُس کی طرف وسیلہ ؁

اور اے طالب صادق! بہتواکثر آدمی کہتے ہیں۔ کہ قرآن اور فقہ اور مسائل کو وسیلہ گردا ننا چاہیئے۔ وہ بھی حق کہتے ہیں۔ لیکن اتنا فرق ہے کہ قرآن شریف کلام اللہ کہ جو غیر مخلوق ہے اور مرشد ہادی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مخلوق ہیں۔ پس جن لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی وہ صاحب مخلوق ہیں اور وہ ایک دوسرے سے مرتبہ بمرتبہ ولایت اور ہدایت کے سلسلہ کو ابدالآباد تک جاری رکھتے ہیں ؁

اسی واسطے کہا گیا ہے کہ مرشد اہل ہدایت ہے۔ اور ذکر اللہ کے وسیلہ کو طلب کرنا فرض اور واجب اور سنت و مستحب ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے:۔

حدیث مَنْ لَمْ یُؤَدِّ فَرْضَ الدَّائِمِ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰهُ فَرْضَ الْوَقْتِ ؁ یعنی جو کوئی فرض دائمی کو ادا نہ کریگا خدا تعالیٰ اُس کے فرض وقتی کو قبول نہ کریگا ؁

قولہ تعالیٰ اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلٰوتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ؁ مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر قائم ہیں ؁

فرض ظاہر اور فرض باطن

پس اے طالب! اب میں تجھ کو فرض ظاہر اور فرض باطن سے آگاہ کرتا ہوں۔ پس تجھ کو معلوم ہو کہ ایک فرض ظاہر ہے اور ایک باطن! پس دونوں متفق درجہ قبولیت کے

ہیں۔ ان میں سے ایک فرض وقتی ہے۔ اور ایک فرض سالی ہے اور ایک فرض فصلی ہے جس کی تفصیل ہم آگے بیان کرینگے۔ اور ایک فرض عمری ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک یہ ہے کہ اس کا حکم بالغ ہونے کے اوپر ہے یعنی ایک بار کلمہ شہادت کا کہنا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام وروزبان کرنا اور تصدیق رسالت کرنا پس اُس کی گردن سے یہ فرض ساقط ہوا ۔

اور دوسرا فرض عمری یہ ہے کہ سن بلوغ کے بعد ایک مرتبہ کعبہ شریف کا حج ادا کرنا بشرط استطاعت، پس یہ فرض بھی ساقط ہوا ۔

اور فرض وقتی سے مراد نماز پنجگانہ ادا کرنا ہے۔ اور فرض ماہی سے مراد رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ اور فرض سالی سے مراد مال نصاب سے زکوٰۃ کا ادا کرنا ہے۔ اور فرض فصلی سے مراد ہر فصل سے غلہ سے دسواں حصہ خدا کی راہ میں دینا ہے پس اے طالب! یہ فرض ظاہر کے ہیں جو بیان کئے گئے ۔

اب میں تجھ کو باطن کے فرض تبلاتا ہوں۔ کہ باطن کے فرض کتنے ہیں۔ پہلا فرض ذکر خفی ہے۔ پس ذکر خفی اُس کو کہتے ہیں۔ کہ اس ذکر زبانی کو ترک کرے۔ اور ذاکر کے ذکر کو زیادہ تر اٹھاوے۔ اور سوتے جاگتے اُس سے غافل نہ ہو۔ اس ذکر سے مراد ذکر پاس انفاس ہے۔ اور حدیث میں ہے :۔

حدیث قدسی جَعَلْنَا الشَّیْخَ الْکَامِلَ نَافِعَ الْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلْنَا نَبِیَّ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَجَعَلْنَا شَیْخَ النَّاقِصِ خَاسِرَ الْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلْنَا رَجِیْمَ الشَّیْطَانِ ۔

یعنی ہم نے شیخ کامل کو انسان کے واسطے نفع پہنچانے والا بنایا جیسے کہ ہم نے نبی آخر الزمان کو بنایا۔ اور شیخ ناقص کو انسان کے واسطے نقصان پہنچانے والا بنایا جیسے کہ شیطان

اسی واسطے کہا گیا ہے۔ **شعر**

مرد مرشد ہیبر دو در ہر مقام ۔۔۔ مرشدے نامرد طالب زن تمام

اور فرض دوسرا یہ ہے کہ حاجی بغیر حجاب کعبہ دل کے گرد جو ہمیشہ طواف کرے اور جواب باصواب پاوے۔ اور تیسرا فرض یہ ہے کہ عاجزی کے ساتھ نماز دائمی ادا کرتا ہو، نہ ہستی اور حرص کے ساتھ مشغول ہو۔ اور چوتھا فرض، روز حساب تک دُنیا سے روزہ رکھنا یعنی پابندیٔ شریعت کے ساتھ گذر جائے۔ اور پانچواں فرض وجود کی زکوٰۃ کا دینا

ہے۔ یعنی اپنے آپ کو فدیہ خدا کردے۔ اور اپنے حال کو الا اللہ کی راہ میں ساتھ معرفت حق کے صرف کرے۔ اور اسرار الٰہیہ سے واقف ہو۔

علما و فقرا کا فرق

پس اے طالب! اب میں تجھ کو علما و فقرا کا فرق بتلاتا ہوں۔ کہ اس شخص میں جس نے علما کی تعلیم سے علم حاصل کیا ہو۔ اور اس شخص میں جس نے فقرا کی تعلیم و تلقین سے علم معرفت سیکھا ہو۔ کیا فرق ہے؟ پس تجھ کو معلوم ہو کہ علما علم کے طالب ہوتے اور فقرا مولے کے طالب ہوتے ہیں۔ جیساکہ کہا گیا ہے ؎

علم نہ علم است کہ ارباب جاہ — جاودست آں زپئے تسخیر شاہ
خواجہ بتکرار بسے زاں رود — تاشودش خوکہ بہ سلطاں رود

صوفیہ کے نزدیک علما کے سر پر علم کا نام ہے اور علم کا جاننا یعنی اپنے مدعا کا پانا نفس کے تابع کہا گیا ہے۔ یعنی طاعت حق میں نفس کو تابع کرنا محض معرفت الاللہ سے ہے۔

پس جس کسی نے علم کو اس کے سوا جانا تو وہ عالم با عمل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کو جاہل کہینگے۔ اور فقیر کے سر پر اللہ کا نام ہے اور اللہ فرماتا ہے کہ لا سوی اللہ کے گرد خط کھینچ اور ہستی و مرگ کے میدان میں آ۔

پس اے طالب! جو علما کہ دانستن کے مبیغہ میں ہیں وہ دانستن میں ہی رہتے ہیں۔ اور جو فقرا کہ طالب مولے ہیں۔ فنا ہو جاتے ہیں۔ وہ بقا باللہ میں ذات ہو جاتے ہیں جس طرح قطرہ دریا میں ملجاتا ہے۔

پس اے طالب صدق! یہ فرق محض بزرگی اور وسیلہ کے سبب سے ہے۔ یعنی مرشد کامل صاحب معرفت مولے حیات اور ممات میں وسیلہ نجات ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے:۔

حدیث اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْحِبْرَ السَّمِیْنَ وَ بَیْتَ اللَّحِمِیْنَ ۔

یعنی تحقیق اللہ تعالے دشمن رکھتا ہے دانشمند فربہ کو کہ اس کے گھر میں ہمیشہ گوشت پکا دیں نفس کی لذت کے واسطے۔

جسم کے اقسام

پس لے طالب ! اب میں تجھ کو جسم کی تقسیم بتلاتا ہوں۔ صوفیہ کے نزدیک جسم دو قسم ہے۔ پس ایک وہ ہے کہ جو طاعت اور اشغال اللہ کے ساتھ ضرب لاالٰہ الاّ اللہ میں مشغول ہو، اس جسم کو جسم نوری کہتے ہیں۔ اور دوسرا جسم وہ جسم ہے۔ کہ جس میں دنیا کی حرص میں مبتلا ہو اور خواہش دنیا میں ذلیل اور خوار ہو، پس وہ جسم ناری ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نور جنت اور ہے اور نار جہنم اور ہے ۔

تقسیم علم

پس اے طالب صادق ! اب میں تجھ کو علم کے اقسام بتلاتا ہوں۔ جاننا چاہیئے۔ کہ علم تین قسم ہے۔ ایک وہ کہ جس کا تعلق قیل وقال سے ہے اور جو کسب سے علماء کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کلام اللہ مغفور ہے۔ اور اس کا پڑھنے والا بھی مغفور ہے اور جس طرح علم فقہ فرض اور واجب اور سنت و مستحب ہے، یعنی مقام فقر اور معرفت رب کو جس کسی نے پایا پس علم فقہ سے پایا۔ اور در اصل علما صاحب ادب اور صاحب فضیلت کا نام ہے ۔

دوسری قسم علم فیض کی ہے کہ جو شعرا کو حاصل ہے کہ وہ خال وخط اور مطرب سافی سے محض اپنے شعور سے کام لیتے ہیں۔ اور تصور خیالی معشوق کو ہر وقت پیش نظر رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ علم نفس کو زندہ کرتا ہے۔ اور مردہ دل لوگ محض شعر کے سننے پر مردہ ہو جاتے ہیں۔ دوسرے کہا گیا ہے ؂

علم را تحقیق کردم از علم   علم خاص الخاص خلق با حلم

یعنی جس قدر اس علم میں قرب ہو گا۔ اسی قدر قرب اللہ تعالےٰ کی معرفت کی طرف لیجائیگا ۔
اور تیسرا علم عارفان باللہ کا علم لدنی ہے۔ پس یہ عالم فضل اللہ کے ساتھ ہمیشہ مد نظر خدا کے رہتے ہیں۔ اور جو اس علم سے جدا رہتے ہیں وہ خوار ہوتے ہیں ۔

فقہ کے تین حرف ہیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو یہ بتلاتا ہوں کہ فقہ کے تین حرف ہیں۔ تاکہ تجھ کو معلوم ہووے کہ تین حرفوں سے کیا مراد ہے یعنی ف، ق، ہ۔ پس ف کے حرف سے فضیحت مراد ہے اور ق کے حرف سے قباحت اور ہ کے حرف سے ہوائے نفس پر دور مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم فقہ کا سیکھنا اور اس پر عمل کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض عین ہے ؛

فقر کے بھی تین حرف ہیں

اب اے طالب صادق! میں تجھ کو بتلاتا ہوں کہ فقر کے بھی تین حرف ہیں۔ یعنی ف، ق، ر۔ پس عالم فقہی حرف ف سے فنائے نفس کرتا ہے۔ اور اس کی خواہش میں گرفتار نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کا تابع و فرمانبردار ہوتا ہے اور سوائے عبادت کے کہ جو سرمایۂ ایمان اور سعادت بالیقین ہے کسی کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ بلکہ تقوے کو ساتھ ارادت کے اختیار کرتا ہے۔ اور حرف ق سے عالم فقہی کا قوی دین ہونا اور دین کو تک دنیا اور بادشاہی کی تکمیل کے ساتھ بدل نہ کرنا مراد ہے۔ اور حرف ر سے عالم فقیہ کا ہونا ساتھ ہدایت اور وعظ و نصیحت کے مراد ہے، یعنی رہنمائے خلق ہوتا ہے پس جو کوئی اس صفت سے موصوف ہوا اس کو عالم باعمل کہ سکتے ہیں۔ اور وہی شخص صاحب تقوے ہو سکتا ہے۔ کہ جس کی ذات مثل آب حیات کے ہوتی ہے۔ اور مخلوق خدا اس کے فیض سے فیضیاب ہوتی ہے ؛

اور اے طالب! پس جو کوئی ساغر معرفت کو نوش کرتا ہے وہ ابدالآباد تک نہیں مرتا ہے بلکہ زندۂ جاوید ہوتا ہے۔ اور بایں کہ ذکر اللہ مثل باران رحمت کے ہر ایک زمین پر برستا ہے اور اس کے برسنے میں کسی جگہ اختلاف نہیں ہوتا۔ صرف فرق اس قدر ہوتا ہے کہ جس کا جس قدر ظرف ہوتا ہے اسی قدر وہ اس باران رحمت سے مستفیض ہوتا ہے۔ ولیکن کھاری زمین میں خار و خس پیدا ہوتے ہیں اور جو زمین خالص ہوتی ہے اس پر گلاب اور چنبیلی پیدا ہوتے ہیں۔ صرف فرق اپنے اپنے ظرف کا ہے +

اعتقاد من بس است پیر من خس است

پس اے طالب! اب میں تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ عام لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ "اعتقادِ من بس است و پیرِ من خس است" اس کو یوں سمجھنا چاہئے کہ ہر ایک کام کے واسطے ایک وقت ہوتا ہے۔ صرف فرق اس قدر ہے کہ عام لوگوں کے واسطے جدا اور خاص لوگوں کے واسطے جدا ہوتا ہے۔ پس جب کہ میرا پیر منتہائے مقام معرفت میں احقر ہے تو اعتقادِ میرا بس ہے یعنی کافر ہے۔

شعرا کی قسمیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو شعرا کی قسمیں بتلاتا ہوں یعنی شعرا دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو معرفتِ الٰہی اور نعت رسالت پناہی کو ہمیشہ کہتے ہیں۔ اور اسی کو اپنی سعادت دارین جانتے ہیں۔ اور سوائے اس کے دوسروں کی مدح میں اپنے لب نہیں کھولتے ہیں۔ پس ایسے شعرا کے واسطے یہ حدیث ہے:-

حدیث اِنَّ تَحْتَ الْعَرْشِ کَنْزٌ وَمِفْتَاحُهَا لِسَانُ الشُّعَرَاءِ۔ یعنی تحقیق عرش کے نیچے ایک خزانہ ہے اور اُس کی کنجی شاعروں کی زبان ہے۔

شرح تفکر

پس اے طالب! اب میں تجھ کو شرح تفکر بتلاتا ہوں، یعنی تفکر کے چار حرف ہیں ت، ف، ک، ر پس ت کے حرف سے ترک ہوا ہے۔ اور ف کے حرف سے فنائے نفس ہے اور ک کے حرف سے کرامت روح ہے اور حرف ر سے رازِ حق مراد ہے۔ جس میں یہ حرف نہ ہوں وہ تفکر سے خالی ہے اب میں تجھ کو اُس کا نشان بتلاتا ہوں کہ جو دونوں جہان سے مبرا ہے۔

اسی وجہ سے فقیر کا اصل خطاب قتال ہے کہ وہ اپنے نفس کو قتل کرتا ہے اور وصال لی مع اللہ میں غرق رہتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں طالبوں کے حالات سے خبردار رہتا ہے۔ پس ایسا شخص لائق ارشاد کے ہے۔ اور مرشد کامل مکمل صاحبِ ارشاد

ساتھ ان صفتوں کے موصوف ہوتا ہے جس کی مثال آفتاب سے ہے کہ اُس سے تمام عالم فیض پاتا ہے اور آفتاب اپنے آپ کو سب جگہ پر موجود رکھتا ہے۔ اگرچہ ایک روٹی کے برابر ہے۔ مگر فیض پہنچانے والا تمام عالم کا ہے ؂

کتاب محک الفقر

پس اے طالب! اب میں تجھ کو اپنی کتاب محک الفقر کی کیفیت بتلاتا ہوں کہ یہ کیا کتاب ہے پس تجھ کو معلوم ہو کہ یہ وہ کتاب ہے کہ کسی کی کیا قدرت ہے۔ جو اس کے آگے دم مار سکے یعنی یہ کتاب تذکرۃ الاولیا ہے یعنی یہ کتاب ابتدا سے انتہا تک خدا بینت کی راہ ہے پس کسی انسان کی کیا مجال ہے کہ جو اس کے آگے دم مار سکے۔ اور یہ کتاب نزہتہ الارواح ہے یعنی دانا اور خبردار راہ۔ یعنی یہ وہ ہے کہ جس کے مطالعہ سے انسان کبر و ہوا سے محفوظ رہتا ہے ؂

پس اے طالب صادق! جب کہ خدا تیرے ساتھ ہے تو تُو کسی دوسرے سے خوف نہ کر اور کسی سے امید مت کر یعنی جو کوئی خدا کو اپنے ساتھ جانتا ہے پھر وہ کسی دوسرے کو نہیں پہچانتا ؂

پس جس نے کسی دوسرے کو جانا اور پہچانا تو وہ خدا سے بیگانہ ہُوا۔ پس مرد وہی ہے کہ خدا کو یکتا اور یگانہ اور حاضر و غائب یکساں جانے۔ جس طرح کہ طالب صادق اپنے مرشد سے جان و مال تک کو دریغ نہیں کرتا، بلکہ ہر دم اپنے آپ کو فدائے مرشد قرار دیتا ہے اور ہر دم مرشد کا جلوہ پیش نظر رکھتا ہے۔ آخر کو فنا فی الشیخ ہو کر خود شان مرشد بنجاتا ہے اور پھر اُس شان میں فنا ہو کر مقام فنا فی الرسول حاصل کرتا ہے۔ اور آخر کو فنا فی اللہ ہو جاتا ہے ؂

پس اے طالب! مرشد کامل وہ ہے کہ پہلے طالب کو نظر کامل سے معرفت مولا پر پہنچائے۔ اُس کے بعد طالب کے مال کو تصرف میں لائے تو جائز ہے۔ اور اگر مرشد اور طالب دونوں اس صفت کے ساتھ موصوف نہ ہوں۔ تو دونوں خام خیال ہیں ؎

از وصال مست باشد لازوال　　　ابتدائے مست باشد بے وصال

پس جاننا چاہئے کہ جو مرشد کامل ہوتا ہے وہ ہمیشہ معرفت کے دریا میں غرق رہتا ہے اور خدا کے ساتھ خلوت اختیار کرتا ہے اور ایسا مرشد کہ جو آدمی کے وجود میں داخل ہو اور اُس سے باہر آئے، پس ایسا مرشد مردہ دل طالب دُنیا ہے۔ خواہ اس میں عالم ہو یا فاضل ہو۔ صوفیہ ایسے مرشد کو شیطان کہتے ہیں یعنی مرشد کا کام ہے کہ جو توجہ کے ساتھ طالب کے وجود میں داخل ہو۔ اور اُس کے دِل پر انگشت شہادت سے اسم اللہ لکھ دے اور توجہ باطنی سے طالب میں ایسی آگ پھونک دے کہ ظاہر میں اُس میں بخار سا معلوم ہو۔ اور اُس کے تمام جسم میں ایک لرزہ پیدا ہو جائے۔ اور اُس کے قلب میں خود بخود ذکر اللہ پیدا ہو جاوے۔ یہاں تک کہ وہ جاں بلب ہو جائے۔ بلکہ وہ طالب اُس وقت یہ کہنے لگے کہ یا مرشد مجھے اندرونی آگ جلائے دیتی ہے۔ اس کے بعد مرشد کامل کو چاہئے کہ توجہ کے ساتھ دوسرے مرتبہ میں طالب کے وجود میں داخل ہو اور اُس کے قلب کے سر کو پارہ پارہ کر ڈالے۔ اور قلب کے کھولنے میں روشن ضمیری سے کام لے جس وقت طالب کے دِل کی آنکھ کھل جائے۔ اس وقت وہ طالب روشن ضمیر اور صاحب معرفت اور صاحب جمعیت خاطر ہو جائیگا اور سر سے قدم تک طالب اللہ پر نور ہو جائیگا اور تجلیات کا مشاہدہ کرنے لگیگا۔

پس اے طالب صادق! ایسے طالب کے وجود میں شیطان نہیں داخل ہو سکتا ہے اور وہ طالب نفس اور شیطان کی خرابی سے امان میں ہو جاتا ہے۔

پس اے طالب! یہ مراتب جو میں نے بیان کئے ہیں سو یہ مراتب طالب مع اللہ با اخلاص کے مراتب ہیں کہ جو مرشد کامل اپنی توجہ باطنی سے اس طریقہ کے ساتھ ایک ساعت میں مقام وصال میں پہنچا دیتا ہے اور اُس کے بعد ظاہر میں طالب کے ساتھ ہم سخن ہوتا ہے اور اُس کا آداب ظاہری اور قیل و قال شریعت محمدی کے موافق ہوتا ہے پس اے طالب! جو مرشدان صفات سے موصوف نہ ہو اُس کو مرشد نہیں کہہ سکتے ہیں۔

عالم با عمل کی تعریف

اب اے طالب! میں تجھ کو عالم با عمل کی تعریف بتلاتا ہوں۔ جاننا چاہئے۔ کہ عالم با عمل وہ ہے کہ اوّل سے آخر تک جو قید علم کے ساتھ ہو اور اس کا اُس پر عمل ہو۔

اور علم مناظرہ اور مطالعہ سے علیحدہ ہو +

پس ابتدا علم کی الف سے ہے اور یا ب سے کہ جو تمام برکت اور عظمت کی اِنتہا ہے۔ اور انتہائے علم ی اور ی سے یگانہ ہو نامراد ہے کہ جو معرفت مولےٰ کے ساتھ ہو۔ ان علما کی شان اعلےٰ اور اولےٰ ہے +

فقیر کامل

پس اے طالب! فقیر کامل وہ ہے کہ جس قدر وہ تصرف کرے وہ کم نہ ہو بلکہ دُنیا و آخرت میں اللہ کو بس اور ماسوائے اللہ کو ہوس سمجھے ؎

مست راہشیار گرداند وصال　　مست مطلق وہم باشد و خیال

اس کا یہ مطلب ہوا۔ کہ اے خام! وہم اور خیال کو ترک کر اور معرفت اور وصال کی طرف متوجہ ہو۔ تاکہ پروردگار عالم کے دیدار پُرانوار کے لائق ہو ؎

طالباں را طلب مطلوب خویش　　ہر مطالب آئینہ بنمود پیش

رنگ و روئے خویش بیں در آئینہ　　رونما آئینہ طالب در آئینہ

طلب مولےٰ

پس اے طالب! مولےٰ کی طلب بہت مشکل امر ہے اور نفس کی مخالفت ایسی ہے جیسے کہ سر کو پتھر مارنا۔ پس نفس کے ساتھ جنگ مشکل ہے ؎

حربہ جنگی راحت است از بہر تن　　نفس توئی نفس خود را خود بزن

کے تواند کشت نفس خویش را　　خویش کشتن ابتدا درویش را

ایں نہ درویش اند با خود خود پسند　　بلکہ آں باشند کہ در عالم پرند

بہر لقمہ نان ہر دم انتظار　　ایں چنیں درویش بسیار اند خوار

بادل رشیدہ درویشے کجا　　رسوا کردند نفس را بہر زندا

بے نیاز گنج و رنج و ذائقہ　　ذائقہ لذت دہد با فائقہ

با فضل با رحمت درویش کو　　ہر کہ باشد غیر حق از دل بشو

رُو سیاہی بہتر آں درویش را　　بہر لقمہ ناں دواند خویش را

بہر درویشاں خلق قایم مقام　　　این بنظلوم اند لائق دہ طعام

صفت درویشی

پس اے طالب صادق ! صفت درویشی کی اب میں تجھ کو خبر دیتا ہوں کہ قرآن شریف میں جو آیت صفت درویشی کی بابت ہے ۔ خداوند عالم فرماتا ہے وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا یعنی کھانا کھلاتے ہیں اپنی حُب کے موافق مسکین اور یتیم اور اسیر کو ؛

دُنیا کی زندگی مثال مقام سجین سے ہے اور معرفت الٰہی کی مثال مقام علیین سے ہے

پس اے طالب ! جان کہ جب اولیاء اللہ کے دل میں حُبّ مولٰے جاگزین ہو جاتی ہے اور غلبات سُکر اور معرفت الٰہی کے سبب سے ہر دم موت کی اُس کو تلاش ہوتی ہے ۔ تو دُنیا کی زندگی نظر میں مقام سجین اور سطلق عذاب معلوم ہوتی ہے ۔ اور معرفت الٰہی اُس کو مقام علیین کا لُطف دیتی ہے ؛

پس اے طالب ! جس کسی کو مرنے کے بعد مقام علیین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اور اولیاء اللہ کی صحبت میسر ہوتی ہے ۔ تو اُس کو دُنیا کی زندگی خراب معلوم ہوتی ہے اور عالم ناسوت کی طرف اُس کی روح متوجہ نہیں ہوتی ہے ۔ چونکہ دُنیا کی زندگی جب اُس کی نظر میں سجین سے زیادہ سخت ہے ۔ تو علیین کی زندگی تو اُس کو بدرجہ اولےٰ اچھی اور بہتر ہوگی ۔ اور صوفیہ کہتے ہیں کہ بعض عشاقوں کو بجز دیدار کے کوئی مقام اچھا نہیں معلوم ہوتا خواہ علیین ہو یا سجین ہو ؛

اولیاء اللہ کی قبر

پس اے طالب ! اس طریقہ مذکورہ سے اولیاء اللہ کو قبر میں مردہ مت سمجھ ۔ کیونکہ قبر اُن کے واسطے سونے کی جگہ ہے جیسے نوم العروس ہے یعنی قیامت تک ایک لحظہ اُن کو مثل خواب کے ہے ۔ پس جس کسی کا وجود بذکر اللہ خاک کے نیچے سوتا ہو اُس کی قبر کی آراستگی اور نقش و نگار قبر کی کیا حاجت ہو ؛

اور اگر اولیاء اللہ کو موت میں زندگی اور موت مثل خواب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا لطف نہ ہوتا تو ہرگز وہ موت کو اختیار نہ کرتے۔ اسی واسطے زندگی میں مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا کے مصداق ہو جاتے ہیں +

دُنیا داروں کی قبر

اور اے طالب! دنیا والوں کی موت ایسی ہوتی ہے، جیسے کُتے، بِلی مر جاتے ہیں اور ان کو کسی گڑھ میں ڈال دیتے ہیں۔ اور وہ ہمیشہ عذاب الٰہی میں مبتلا رہتے ہیں۔ گو اُن کی قبروں پر نقش و نگار رہوں۔ مگر وہ نقش و نگار اُن کو کچھ فائدہ نہیں دیتے۔ بلکہ اس کی وجہ سے وہ اَور معذب ہوتے ہیں۔ اسی واسطے شارع علیہ السلام نے قبروں کے پختہ ہونے کو منع فرمایا ہے۔ یا کہ نام قبر کی فضیلت بتلائی ہے کہ شاید اُس کی قبر پر کوئی سبزہ پیدا ہو جائے یا کسی اولیاء کا قدم اُس پر پڑ جائے جس کے سبب سے اُس سے تخفیف عذاب ہو جائے اور نہ موتٰی اَحَبَّ قَوۡمًا تُحۡشَرُ بِنَدٍ ہے ؎

آں روز یاد کن کہ بارے تو کس نباشد — جز عمل و ایمان او دیگر بکس نباشد
باھو بجس نباشد حبیب رگفتی اللہ — اللہ کہ بس ترا شد خطے بکش مع اللہ

مولٰے کے حروف کے معنی

پس اے طالب! اب میں تجھ کو مولٰے کے حروف کے معنی بتلاتا ہوں۔ یعنی مولٰے میں چار حرف ہیں م، و، ل، ی، پس مولٰے کا طالب وہ ہو سکتا ہے کہ جو چار چیزوں کو اختیار کرے۔ یعنی م سے موت کو اختیار کرے۔ یعنی جس کسی نے اپنی زندگی میں موت کو اختیار کیا اور بار بار موت کو یاد کیا وہ زندہ جاوید ہو۔ اور حرف و سے واحد میں فنا فی اللہ ہو کر گوشۂ خلوت اختیار کرنا ہے۔ اور حرف ل سے دنیا پر لعنت کرنا ہے۔ اور حرف ی سے یگانہ خدا ... ہوا ہے +

پس اے طالب! جو شخص اس صفت سے موصوف ہے وہ طالب مولٰے ہے اور یہ امر بھی جان لے کہ مولٰے کا راستہ اور فقر محمدی کا طریقہ علم سے نہیں ملتا ہے۔ کیونکہ علم ایک نقطہ ہے۔ جیسا کہ اَلۡعِلۡمُ نُقۡطَۃٌ کہا گیا ہے۔ اور اس کے حروف کے معنی ہم

بیان کر چکے ہیں یعنی جس نے حرف عین سے عین نہ جانا اور مقام عینیت کو نہ پہنچا وہ شخص اندھا ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ؎

ہر کہ اینجا ندید محروم است ۔ در قیامت ز لذت دیدار

اور حرف ل سے اپنی خاطر کی نفی نہ کرنا اور دل سے لاحتیاج نہ ہونا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ جانا۔ اور م سے اپنے آپ کو مردار دنیا سے علیحدہ نہ کرنا اور نفس کا مبتلا ہونا ہے ؂

فقرا کہتے ہیں کہ جو کوئی حضرت علم کے فرمودہ کو بجا نہ لاوے وہ حرف عین سے عاق اور حرف ل سے لادین یعنی بیدین ہے اور بیدین اُس کو کہتے ہیں کہ جو رشوت خوار اور سود خوار ہو جس کے سبب دنیا میں ذلت اور عاقبت میں خواری ہو اور حرف م سے مردود فی النفس ہو ؎

علم از عین است عینش عیں بداں ۔ شش ہزاراں علم از قراں بخواں

جیسا کہ سورہ علق سے اشارہ ہے کہ نور محمدی نور حق سے پیدا ہوا۔ اور حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورہ علق کی سب سے اول تعلیم دی گئی۔ اور فرمایا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ اور اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو حق سبحانہ وتعالےٰ نے بے کام اور بے زبان کے تعلیم فرمایا اور اُس کے بعد غار حرا میں وحی کا نزول ہوا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدائے تعالےٰ نے اپنے علم اور کلام اور اسرار معرفت سے آگاہ فرمایا جس طرح آدم علیہ السلام کو وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا سے ممتاز فرمایا۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کو رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ کی تعلیم فرمائی ؂

صوفیہ کہتے ہیں کہ جس روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدائے تعالےٰ نے سورہ اقراء کو تعلیم فرمایا۔ اُس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دس لاکھ ستر ہزار مقامات کہ جو عرش کے اوپر تھے، آپ پر کھل گئے اور مقام قاب قوسین اور سدرۃ المنتہیٰ آپ کی نظر سے گذرا۔ اور خدائے تعالےٰ سے آپ بیحجاب ہوئے۔ اور اب بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت سے کوئی سورہ اقرأ کو پڑھے تو وہ اسم اللہ اور ذکر اللہ اور معرفت الا اللہ میں پہنچ سکتا ہے۔ مگر پڑھانے والا کامل بلکہ مکمل ہو۔ اور ہمیشہ حضور علیہ السلام کی صحبت کا جلیس ہو۔ ما و شما کا یہ کام نہیں ہے کہ طوطے کی طرح سے پڑھاوے ؂

پس اے طالب! جاننا چاہئے کہ تمام قرآن سورہ اقرأ میں ہے۔ چونکہ تمام قرآن اقرأ میں ہے اور اقرأ الف ہے پس جو کوئی سورۂ اقرأ کے خلاف کرے وہ شیطان ہے۔

اس وجہ سے کہ قرآن بسم اللہ کی ب سے شروع ہے اور وَالنّاس کے س پر ختم ہوتا ہے پس یہ دونوں ملانے سے بس ہوتے ہیں۔ جس کے یہ معنی ہوئے کہ قرآن دو جہان کے واسطے بس ہے۔ باقی باللہ بس اور ماسوے اللہ ہوس ہے۔

قرآن کی صفت

اے طالب صادق! بحر قرآن کو دریائے عمیق اس کی ابتداء ب سے ہے۔ اس قرآن کی ابتداء کے دریا میں اسم اعظم مثل دُر کے ہے۔ پس جو عالم اور فاضل صاحب تحصیل کہ قرآن کے دریا میں غواص نہ ہو۔ اور اسم اعظم کا موتی قرآن کے دریا سے نہ پاوے اور قرآن کے انتہا سے معرفت الٰہی کے سر یعنی س سے صاحب اسرار اور عالم فاضل نہ ہو۔ اس کو عالم اور فاضل کس طور سے کہ سکتے ہیں ؎

از پیمبر باہُو را تلقین شدہ ۔۔۔ باہدایت راز رحمت دین شدہ

شد اجازت باہُو را از مصطفٰے ۔۔۔ خلق را تلقین بکن بہر از خدا

چون ببینم طالبان را نہ طلب ۔۔۔ طالب دنیا بود از اہل کلب

کم کسے طالب زبہر راز رب ۔۔۔ ذکر و فکر و غرق وحدت باادب

ہر کہ طالب ھُو بہ باہُو یار شد ۔۔۔ رفت حجب لائق دیدار شد

ہر کہ طالب ھُو ز باھُو میرسید ۔۔۔ ماسوے اللہ غیر را ہرگز ندید

ہر کہ طالب ھُو باھُو بہ بیں ۔۔۔ از تصور ھُو شود حق الیقیں

ہر کہ از باہُو طلب اللہ کند ۔۔۔ در مقام غرق فی اللہ جاں دہد

مقام معرفت

اے طالب صادق جان کہ معرفت اور فقر کی ابتدا ذکر اور فکر اور مراقبہ اور مکاشفہ اور منزل اور مقامات اور کشف اور کرامات اگرچہ تجلیات نور کے لئے خون جگر کا پینا بہت دشوار ہے۔ مگر معرفت پر ابتدا نہ کی۔ جیسا کہ قبض اور بسط

اور سُکر اور صحو، ہمیشہ خون کھانا، عشق کی آگ میں جلنا۔ مولا کی محبت کی آگ میں مبتلا ہونا واسطے طلب دیدار کے مشتاق اور پریشان رہنا۔ اور دن رات انتظار کرنا۔ آخرت کے وعدہ پر وصال کی موت کا اور ذات کی ملاقات کا اشتیاق حد سے زیادہ رکھنا۔ اور اپنی جان کو اُس پر وارنا۔ یہ سب معرفت الٰہی اور فقر کی ابتدا ہے۔ اور انتہا فقر کی یہ ہے کہ مشاہدہ ربوبیت کا اللہ کے نور کے غرق سے اُن انوار سے کرے کہ اُن سے ذوق شوق توحید کے غرق کا اور وصال فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا ہوتا ہے ؎

فقر را دریاب با یکدم قدم — ابتدا او انتہا فقرش ختم

اے عزیز جان کہ اللہ تعالیٰ غیب ہے اور آپ سے ہی اُس کی معرفت آدمی کے وجود میں غیب ہے۔ اور ذکر خفیہ بھی وجود میں غیب ہے۔ اور نور اللہ کا انوار کی تجلیات سے بھی وجود میں غیب ہے۔ اور اللہ کی ہدایت بھی وجود میں غیب ہے۔ پس جس کسی کو مرشد کامل کی نظر سے اور اسم اللہ کی برکت سے یہ غیب وجود باطن میں ظاہر ہو۔ خدائے تعالیٰ کی بخشش اور فضل سمجھنا چاہیئے۔ اور جو اس پر نہ اعتبار لاوے کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ اُس میں کچھ شک نہیں ہے۔ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لائے ہیں ہاں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت روز ازل سے ہے نہ علم کے پڑھنے اور فضیلت کے حاصل کرنے سے معرفت کا فضل اللہ کا فضل ہے۔ انبیا اور اولیا کا نتیجہ اللہ ہے۔ اللہ بس اور ماسوے اللہ ہوس ہے ؎

علم با عمل است بشنو ہوشمند — نیست بر تو کتب خواندن فرض چند
زاں علم عالم شوی صاحب شعور — علم یک حرف است روشن ہم چو نور
نظر مولےٰ مے برد با مصطفےٰ — واقف اسرار گردد از الٰہ
ختم گردد علم و حلم ہر مقام — ایں چنیں تحصیل عارف شد تمام
رفت عرش در مطالعہ با رقم — معرفت حاصل نشد افسوس ہم

اے طالب حق! بے معرفت کا علم شیطان ہے اور جو کہ مولےٰ کی طلب نہ کرے حیوان ہے ان اوقات پر لعنت ہے کہ بلا مشغولی ذات اسم اللہ کے غفلت میں گذرے ؎

در تفکر طیر و سیر و ہر مقام — ہر کہ ماند در تفکر مرد خام

منتہی کا تفکر پہنچنا ہے بہت مشکل سے۔ تفکر کی راہ میں مرشد کامل اور فقیر دستگیر کامل چاہیئے اور نیز شرح تفکر کی یہ ہے کہ جب مرشد نے طالب کو اللہ کے نام کے ساتھ اور ذکر اور فکر کے ساتھ تفکر بخشا اور صاحب تصور اور تفکر آپ سے بیخود ہوا۔ اور مراقبہ میں کہ مثل خواب کے ہے، دونوں جہان کی زینت یعنی دنیا اور عقبیٰ کی صاحب تفکر کے آگے لائی گئی اور صاحب تفکر اللہ کا اشتغال اور اسم اللہ کا اور نور اللہ کا دونوں جہان سے بہتر جانتا ہو اور اُس کے مقابلہ میں دونوں جہان کو بہت چھوٹے سمجھتا ہے۔ تو نور غیر مخلوق آدمی مخلوق کو ایسا اپنی طرف کھینچتا ہے کہ غیر کی طرف سوائے اللہ کے جانے نہیں دیتا۔ اُس کا اختیار حق الحق کے مختار کے ساتھ آمنّا و صدّقنا پکارتا ہے۔ اور جو کوئی منکر ہووے وحدت ربانی سے مشرک ہوتا ہے۔ اور تفکر نتیجہ انبیاء اور اولیاء کا ہے۔ اور تفکر صورت کا سرا ہے جیسا کہ آدمی کے وجود میں ایمان ہے نور اللہ سے۔ اور اولیاء اللہ کو بعد مرنے کے وہ صورت جسّہ سے نکلتی ہے بلکہ اپنے جنازہ کو اپنے اہل جنازہ کے ساتھ بلاتی ہے اور سوائے عارفان باللہ اور اولیاء اللہ کے اُس صورت کو کوئی نہیں جانتا ہے۔ اور ایمان کی صورت جس کسی کی رُوح پاک کے ساتھ ہے۔ اُس کو حساب لینے والے سے کیا ڈر ہے جیسا کہ قول اللہ تعالےٰ کا اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنی خبردار ہو جاؤ کہ تحقیق اولیاء اللہ! نہ خوف ہے اُن پر نہ وہ غم میں رہینگے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت سر تفکر ہمیشہ معراج میں حضور میں صورت شجرۃ النور مغفور تھی کہ تعلق اللہ کے ساتھ مشہور تھی ❊

اے طالب صادق! غیب پر عیب مت لیجا کہ یہ راہ محمدی ہے۔ جو شک لاتا ہے کافر ہوتا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ اور جو کوئی ایمان اور صورت نور اللہ پر ایمان اعتبار کے ساتھ نہ رکھے، شاید کہ اپنا ایمان برباد دیتا ہے، منافق اور بے ایمان ہے ❊

شرح تفکر

اور نیز شرح تفکر یہ ہے کہ جب صاحب تفکر منتہی غرق فنا فی اللہ ہمیشگی کی سلامتی کے ساتھ متوجہ اللہ کے ساتھ ہے، اُس صاحب تفکر کی برکت سے دونوں جہان سلامت رہتے ہیں۔ اس واسطے کہ ایک روز حضرت بی بی رابعہ نے ایک ہاتھ سے پانی کا پیالہ

اور ایک ہاتھ سے آگ لی تھی۔ آدمیوں نے کہا کہ اے رابعہ یہ کیا حال ہے حضرت بی بی رابعہ نے فرمایا کہ آگ سے بہشت جلادونگی اور پانی سے دوزخ بجھاؤنگی۔ اس واسطے کہ دونوں آدمیوں کو اپنی اپنی طرف لیجاتے ہیں۔ اور کوئی مولےٰ کی طلب نہیں کرتا پس مراتب تفکر اور طلب مولےٰ کے یہ ہیں ﴿

حدیث میں ہے تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ یعنی ایک پل بھر کے برابر فکر کرنا دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے ﴿

اے طالب! جان کہ تفکر تین قسم کا ہے (۱) تفکر مبتدی (۲) تفکر متوسط۔ (۳) تفکر منتہی ﴿

پس تفکر مبتدی کا ایک سال کی عبادت ہے کہ اس ذکر فکر کی ابتدا سے صاحب تفکر کو مطلق موت کا خوف پیدا ہوتا ہے کہ مرگ کے مطالعہ سے کسی وقت خالی نہیں رہتا اور دنیا کی زندگی سے اُمید قطع کر دیتا ہے۔ اور اپنے آپ کو ہر ساعت اور ہر دم اور ہر رات دن مسافر جانتا ہے ؎

خاصہ خلوت خانہ باشد قبور — از جدائی خلق با خالق حضور

عارفاں را قبر از حق شد خبر — شد وجودی ذکر عارف سر بسر

اور حضرت عزرائیل علیہ السلام اس سبب سے بے خبر ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کو موت نہیں ہے بلکہ مولےٰ کے ساتھ حیات اور ہمیشہ اللہ کی ذات کے ساتھ اُس کے نور میں ڈوبا رہتا ہے۔ پس جس کسی کو کہ زندگی اللہ کے نام سے تجلیات کے ساتھ حاصل ہے اور اللہ کی ذات میں فنا ہے وہ رات دن ڈرتا ہے۔ اسی واسطے کہا ہے کہ جو زیادہ عارف ہے وہ زیادہ عاجز ہے۔ اس واسطے کہ کبھی خوف اور کبھی رجائے غیر سے غیریت دوام خدا کے ساتھ حیرت اور یہ حیرت اُن کے حق کی حضوری سے ہے ؎

حیرت اندر حیرت است حیرت چہ چیز
حیرت بر حق برداشے جاں عزیز

دوسرا متوسط کا فکر کہ ذکر سلطانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اُس کو سبز ستر مشاہدہ نور اللہ مطلق رحمانی کہتے ہیں اور ذکر ہفت سلطنت سلطانی ایک وجود ہوتا ہے اور بعد اس کے ذکر سلطانی منہ دکھاتا ہے۔ چنانچہ سلطان العارفین اور سلطان الواصلین

اور سلطان القادرین اور سلطان العالمین اور سلطان العاشقین اور سلطان الذاکرین کا کیا نشان ہے کہ ذکر سلطانی مطلق عین العیانی ہے بلکہ قدرت اور سر سبحانی ہے کہ سلطان الذاکرین خطرات شیطانی اور وہموں نفسانی سے فارغ ہے اور یہ ذکر روح سے تعلق رکھتا ہے اور صاحب ذکر روح کو سختی اور رنج اور بلا ایسی خوش معلوم ہوتی ہے اور خوش وقت ہوتی ہے جیسا کہ بچوں کو شیرینی اور حلوا کھانا۔ اس کو دل قوی کہتے ہیں۔ اور دل بھی تین قسم ہے:۔

اول دل محبان مثل پہاڑ کے ہے کہ نہ ہلتا ہے نہ کانپتا ہے۔

دوم دل صدیقاں مثل درخت کے ہے کہ اس کی جڑ مضبوط ہے۔ اور شوق کی زمین سے جدا نہیں ہوتی ہے۔

سوم دل عاشقاں مثل درخت کے پتوں کے ہے کہ عشق کی گرمی اور حرارت کی باد خزاں جب چلتی ہے کبھی برہنہ اور کبھی ڈھکا ہوا۔

چنانچہ یار کے ساتھ بہار کا کیا کام۔ دل جانتا ہے ذکر شغل اللہ کے ساتھ اور دل مردہ کفر میں ہے زنار دار۔ ایسے دل سے ہزار بار توبہ اور استغفار پڑھنا چاہئے اور صاحب معرفت کو چاہئے کہ معرفت کی آنکھ دوسری ہو کہ اس کی آنکھ کی بینائی سر کے دیدہ کی نظر سے جدا ہو کہ خدائے تعالے کے ساتھ سرا رکھتی ہے۔ اگرچہ معرفت کی آنکھ دوسری ہے لیکن بواسطہ تمام آنکھوں کی ولد رہی ہے۔ کیونکہ عارف جو کچھ دیکھتے ہیں نور الٰہی سے دیکھتے ہیں نہ مخلوقات سے گمراہی کے حسن سے۔ اے صاحب علم معرفت الٰہی کی طلب کرنے کی تجھ کو مقام تمکین پر لیجائے اور یہ ہمیشہ اور ہمہ اندیشہ ذکر سلطانی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور ذکر سلطانی اس کو کہتے ہیں۔ کہ تمام وجود کو اللہ کے ذکر کے ساتھ سیراب کرے۔ گمراہی اور گناہ کو وجود میں رہنے نہ دے۔

اور ذکر سلطانی چار ذکر کا مجموعہ ہے زبان اور قلب اور روح اور سر اور ذکر سلطانی کے تفکر میں ایک ساعت کی عبادت ستر برس سے بہتر ہے۔ اگرچہ اس تفکر میں کبھی غیرت کے ساتھ اور کبھی حیرت کے ساتھ اور کبھی جذب جلالی کے اور کبھی جذب جمالی کے ساتھ رہتا ہے۔

اے صاحب مشاہدہ ان احوال میں باخبر رہو کہ اس مقام میں شرک اور کفر اور ذکر کے غرور سے دور رہنا بہت ہے۔ اور بعض ان سے مثل شیطان کے زندہ

درگاہ ہو گئے ہیں اور اثبات قدم کی راہ کے لائق یہ ہیں کہ ہمیشہ نظر اسم اللہ پر کہ حق الیقین پر ہی رہے ❖

تیسرا منتہی کی فکر۔ اور وہ یہ ہے کہ فقیر جہان کے فکر سے یعنی فکر آزل اور فکر آبد اور فکر دنیا اور فکر عقبےٰ سے خالی ہو جاوے اور جو فقیر کہ چار ذکر جیسا کہ ذکر زبانی عادت او ذکر دل بارادت اور ذکر روح عبادت اور ذکر سر سعادت۔ اور چار دم، جیسا کہ دم ناسوت اور دم جبروت اور دم ملکوت اور دم لاہوت۔ اور چار نفس، جیسا کہ نفس امّارہ اور نفس لوّامہ اور نفس ملہمہ اور نفس مطمئنہ۔ اور چار مقام، جیسا کہ مقام شریعت اور مقام طریقت اور مقام حقیقت اور مقام معرفت سے کسی کو طے نہ کرے اور اپنے پس پشت نہ ڈالے اور من اللہ کے نور میں غرق نہ کرے۔ اور اللہ میں نور فنا فی فنار اور بقاء فی لقا مغفور فی مغفور اور مرتبوں قرب وصال حضور سے عین بعین نہ ہو۔ اس کو فقیر نہیں کہہ سکتے کہ اُس سے ابھی بو ہم اور منی کی آتی ہے ؎

مارفنا و منی جدا ماندہ ۔۔۔ من و تو رفتہ وخدا ماندہ

جیسا کہ حدیث نَفْسُكَ عَدُوٌّ فِيْ جَنْبَيْكَ ہے۔ یعنی تیرا نفس دشمن ہے تیرے بدن میں ❖

اور جاننا چاہیئے کہ بعضے فقیر کو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قبضہ میں لے لیتے ہیں۔ دونوں جہان اُس کو غلام، دنیا اور اہل دنیا کا اُس کو پاپوش بناتے ہیں۔ ترک اور توکل اور توحید اور صبر اور شکر اور معرفت اور ذکر، فکر الٰہی عطا کرتے ہیں کہ ہمیشہ مستغرق خدا کے ساتھ غرق رہتا ہے۔ اور جس کسی پر کہ فقر غالب آتا ہے اپنی قید میں کرتا ہے۔ در بدر پھراتا ہے۔ گدائی اور رسوائی کرتا ہے۔ ہر سوال کے ساتھ محروم وصال سے ہے۔ پس فقر میں فکر کرنا چاہیئے ❖

اے طالب صادق! وہ مرد ہے کہ اسمائے الٰہی سے اللہ کے نور اللہ کی توحید سے غیب الغیب جس کے دل کی دو جہان سے اُٹھ جاوے۔ اور شرح تفکر دل اور حقیقت احوال دل کی کس کو کہتے ہیں اور قطب کس کو کہتے ہیں ❖

جاننا چاہیئے کہ زمین ایک قطرہ ہے وسعت آسمان کے نزدیک اور آسمان ایک قطرہ ہیں نزدیک بلندی اور فراخی لوح محفوظ کے اور لوح محفوظ ایک قطرہ ہے نزدیک

قلم کے اور قلم ایک قطرہ ہے نزدیک کرسی کے اور کرسی ایک قطرہ ہے نزدیک عرش کے اور عرش اکبر کے بے شمار کنگرے ہیں اور ہر کنگرہ پر ذکر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ہر کنگرہ پر ایک قندیل لٹکا ہوا ہے۔ اور ہر قندیل میں قدرت الٰہی سے چودہ طبق ہیں۔ زمین اور آسمان کے ساتھ طبقاً عن طبق۔ اور ہر طبق میں اٹھارہ ہزار عالم اور سب کوئی زبان سے بولتے ہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عرش اکبر اور قندیل دل کے نزدیک۔ ایک قطرہ ہیں اسپند کے دانہ کے برابر +

اے عزیز! اس نے جو شخص کہ اہل اسلام اور عارف باللہ کے دل کو ستاتا ہے اٹھارہ ہزار عالم بلکہ کل مخلوقات عرش اور کرسی سب جنبش میں آتے ہیں۔ اور حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ حاملانِ عرش اور کرسی ایسا کیوں ہلتے ہیں۔ ان کے حامل عرض کرتے ہیں کہ مومن کا دل علالیت میں جنبش میں آیا ہے۔ اس کو کسی نے ستایا ہے۔ اس سبب سے جنبش ہے۔ پس حق تعالےٰ کا قہر اور غضب اس پر ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا +

توحید کے معنی

حکایت ہے کہ کسی ایک بزرگ نے حاضرانِ مجلس سے سوال کیا ہے۔ کہ توحید کیا ہے پس ایک عورت نے جواب دیا۔ اَلتَّوْحِيْدُ هُوَ الْوَاحِدُ ، توحید ایک ہے۔ بزرگ نے فرمایا جواب خوب دیا۔ اے عورت کس کام میں مشغول ہے۔ جواب دیا کہ کھیتی کے کام میں مشغول ہوں۔ بزرگ نے فرمایا کہ کھیتی مردوں کا کام ہے اور تجھ پر اسباب زراعت کے میں نہیں دیکھتا، پس تو کس طرح کھیتی کرتی ہے +

عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو بیل بنایا ہے۔ خدائے تعالےٰ کے حکم سے اور جفت رانی کرتی ہوں۔ اور اپنے سینہ کو زمین بنایا ہے۔ اور معرفت اور عبادت کا بیج بوتی ہوں اور اپنے کھیت کی تمام رات جاگ کر نگہبانی کرتی ہوں اور گریہ وزاری سے پانی دیتی ہوں +

جب بزرگ نے یہ کیفیت سنی فرمایا کہ اے عورت باغ میں بوستان سے بھی الفت ہے +

عورت نے کہا کہ ہاں چنانچہ حدیث خَلَقَ اللّٰہُ عَشَرَ بَسَاتِیْنَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ

یعنی خدائے تعالیٰ نے دس باغ مومنوں کے دل میں پیدا کئے ہیں *

اول باغ توحید، دوسرا باغ علم، تیسرا باغ حلم، چوتھا باغ تواضع پانچواں باغ سخاوت، چھٹا باغ توکل، ساتواں باغ تسلیم، آٹھواں باغ سنت، نانواں باغ خوف، دسواں باغ رجا یا رضا *

پس شرط حفاظت باغ کی یہ ہے کہ جب صبح ہوا پنے باغ کے اندر باغبان تلاش کرے۔ اور جو خار اور خس ہو اُس کو جھاڑے اور باہر ڈالے۔ اور سوائے نہال اصلی اور شوق اصلی کے اَور کچھ نہ چھوڑے۔ جیساکہ جو مومن توحید کے باغ میں آتا ہے کفر اور شرک کا خار باہر کرتا ہے۔ اور جب باغ علم میں آتا ہے سرکشی اور بے ادبی کا خار نکال ڈالتا ہے۔ اور جب باغ تواضع میں آتا ہے۔ نخوت اور غرور کا خار دور کرتا ہے اور جب باغ سخاوت میں آتا ہے۔ بخل اور حرص کا خار علیحدہ کرتا ہے۔ اور جب باغ توکل میں آتا ہے لالچ اور حسد کا خار جدا کرتا ہے۔ اور جب باغ تسلیم میں آتا ہے خصومت اور نفاق کا خار باہر کرتا ہے۔ اور جب باغ سنت میں آتا ہے۔ بدعت اور ریا کے خار گرا دیتا ہے۔ اور جب باغ خوف میں آتا ہے نخوت اور غرور اور بے ہیبتی کے خار دور کر دیتا ہے۔ اور جب باغ رجا میں آتا ہے غیبت اور رشوت کے خار باہر ڈال دیتا ہے *

جب اُس عورت نے اِن دس باغوں کو بیان کیا۔ بزرگ نے ایک آہ ماری۔ عورت نے کہا، اے شیخ تو بیمار ہو گیا۔ یا کوئی صدمہ تجھ کو پہنچا ہے کہ آہ مارتا ہے *

شیخ نے کہا سچ ہے میرے کام میں اچھا مرض ہے۔ میرے کام میں توجہ کر *

عورت نے کہا اے شیخ تقویٰ کی ہڑ دبلیلہ لا۔ اور اپنے دونوں لب کو مضبوط بند کر۔ اور آنسوؤں کا پانی ندامت کے اخلاص کے ساتھ اُس میں ڈال کہ بدعملی اور بے فرمانی کیوں کی۔ اور پیٹ کی دیگ میں بھر کر اور اُس کے نیچے عشق کی آگ جلا۔ اور ہر صبح و شام اس دوا سے غریبی کا زہر کھا۔ تاکہ صحت کامل پاوے۔ اور دُنیا کی محنتوں سے خلاصی پاوے۔ آزمایا ہوا مجرب نسخہ ہے *

جواب مصنف باھو فقیر فنا فی ھُو کہتا ہے کہ آدمی کا وجود خدائے تعالےٰ کی کان ہے۔ اور اس کان میں پتھر ہے اور دل کے پتھر میں لعل ہے، بے بہا اُس کو قدرت الٰہی کا خزانہ کہتے ہیں جیساکہ آفتاب کی نظر ہمیشہ پہاڑ پہ۔ ایسے ہی اللہ کی رحمت کی نظر

عارفوں کے دل پر۔ اور دریا یہ کہ آدمی کا وجود مثل ظلمات کے ہے اور ظلمات میں آب حیات اور آب حیات کی طلب سکندر رکھتا ہے۔ اور مرشد مثل حضرت خضر کے۔ اور غرض مثل اس بات کے ہے جب کہ حضرت خضر سکندر کو ظلمات میں لے گیا۔ اور حضرت خضر نے کہا۔ اے یارو آبحیات کسی نے نہ پیا ہے یہی مصلحت ہے۔ کہ آب حیات سے گرد جو پتھر پڑے ہیں کچھ وہیں جو لوگ حضرت خضر کا فرمانا بجا لاتے پتھر اٹھا لائے اور ظلمت سے باہر آ گئے۔ پس حضرت خضر نے فرمایا کہ ان پتھروں کو توڑو۔ جب انہوں نے توڑے۔ تو ان میں سے لعل بے بہا نکلے۔ اور جو لائے تھے ان کو بھی افسوس ہوا کہ بہت سے کیوں نہ اٹھائے۔ اور جو ان پتھروں کو نہ لائے تھے انہوں نے اپنے سر پر خاک ڈالی پس مثل دنیا کی یہی ظلمات ہے اور نفس مثل پتھر کے لعل کا بھرا ہوا۔ اس کی حقیقت قیامت کے روز معلوم ہوگی۔ اور قدر دل اور دل کے ذکر کی وہاں معلوم کریں۔ اگر اس مرتبہ پر پہنچے۔ نفس سے باخبر رہ۔ اور معصیت سے اگرچہ تھوڑا ہو ڈبو دیتا ہے۔ نفس اور چیونٹی کو چشمہ آب کا بھی سیلاب ایک بڑا دریا ہے۔ اور مرشد کو دنیا کے سبب عقبیٰ سے زیادہ اچھے ہیں جیسے کہ چوہیا کو گوبر کی بو عنبر کی خوشبو سے بہتر ہے ۔

خدا کی نظر انسان کے دل پر ہے

جان کہ نظر خدا تعالیٰ کی عرش اور کرسی اور لوح اور قلم اور صورت انسان اور علم زبان اور عبادت ظاہر اعمال اور جن اور فرشتوں پر نہیں ہے۔ بلکہ انسان کامل کے دل پر ہے اور انسان کامل انبیاء اور اولیاء ہیں کہ ان کا دل اللہ کے شغل میں مشغول رہتا ہے۔ اس واسطے دل وسیع ہے کل مخلوقات سے۔ بباعث عظمت اور کرامت اور معرفت الٰہی کے۔ اور تفکر دل کا اور صاحب دل کا اور مراتب دل پر پہنچنا بہت مشکل ہے ۔

ہیچ نقشے نیست کز آئینہ دل بیروں است
دل چو روشن گشت کتب دفتر و در سینہ است

حدیث القلب عرش اللہ الاعظم ۔ | یعنی دل اللہ تعالیٰ کا بڑا عرش ہے ۔

اور کرم اور رحمت اسی قلب سے کہ اللہ کا خزینہ ہے ۔

حدیث قدسی۔ خَزَائِنِیْ اَعْظَمُ مِنَ الْعَرْشِ وَاَوْسَعُ مِنَ الْکُرْسِیِّ وَاَلْطَفُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاَزْیَنُ مِنَ الْمَلَکُوْتِ وَاَرْضُھَا الْمَعْرِفَۃُ وَسَمَاءُھَا الْاِیْمَانُ وَشَمْسُھَا الشَّوْقُ وَقَمَرُھَا الْمَحَبَّۃُ وَنُجُوْمُھَا الْخَوَاطِرُ وَسَحَابُھَا الْعَقْلُ وَمَطَرُھَا الرَّحْمَۃُ وَاَشْجَارُھَا الطَّاعَۃُ وَاَنْھَارُھَا الْاِخْلَاصُ وَاَجْدَارُھَا الْیَقِیْنُ وَثِمَارُھَا الْھِمَّۃُ وَلَھَا اَرْبَعَۃُ اَرْکَانٍ التَّوَکُّلُ وَالتَّفَکُّرُ وَالْاُنْسُ وَالذِّکْرُ وَلَھَا اَرْبَعَۃُ اَبْوَابٍ الْعِلْمُ وَالْحِلْمُ وَالصَّبْرُ وَالرِّضَا فِی الْقَلْبِ ٭

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ میرا خزانہ عرش سے بڑا اور کرسی سے زیادہ وسعت والا اور جنّت سے بہت پاکیزہ اور ملکوت سے زیادہ زینت دار ہے۔ اُس کی زمین معرفت ہے اور اُس کا آسمان ایمان ہے اور اُس کا سورج شوق ہے اور اُس کا چاند محبت ہے اور اُس کے ستارے خطرے اور اس کا بادل عقل اور اس کا مینہہ رحمت اور اس کے درخت بندگی اور اسکی نہریں اخلاص اور اُس کی دیواریں یقین اور اس کا مکان ہمت اور اس کے چار ارکان ہیں، توکل اور تفکر اور اُنس اور ذکر، اور اُس کے چار دروازے علم حلم اور صبر اور رضا دِل میں ٭

پس عرش کی عزت کہ اس کو عرش کریم و رحیم کہا بہت بڑی ہے۔ اور وہ عرش بھی دِل ہے کہ اُس کی تعریف بیان میں نہیں آتی ؎

حدیثِ دِل اگر گویم بصد دفتر نے گنجد — کمالِ وصفِ دل ہرگز بہ بحر و بر نے گنجد
بیا اے طالبِ صادق بحالِ خویش خوش بنگر — کہ او در عالمے آمد کہ پائے سر نمے گنجد

؎

دل کہ ز اسرارِ خدا غافل است — دِل نباید گفت کہ مشتے گِل است

مصنّف علیہ الرحمۃ کہتا ہے کہ مرشد کامل سے پہلے روز لوح طفل خوانی کی دِل کا سیر ہے۔ اور توحید کی راہ کی ابتدا دن سے چاہ کہ صاحب دل ہرگز ساب نہیں ہوتا۔ لیکن دل بہت قسم کے ہیں جیسا کہ قلب نوری اور قلب سرِّ اسرار باری کہ صاحب دل کو ہمیشہ مطالعہ قلب اور قلب مطلق محویت معرفت احدیت صمدیت صراط المستقیم کے، اور انتہائے قلب کو کوئی نہ پہنچا ہوگا، بجز حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دوسرا کوئی ہو، عطا اور بخشش حضرت محمدؐ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے ٭

حدیث اَلْقَلْبُ عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَنْوَاعٍ دِل تین قسم پر ہے قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَ

قَلْبٌ مُنِيْبٌ وَ قَلْبٌ شَهِيْدٌ ۔ یک دل سلیم ۔ دوسرا دل منیب تیسرا دل شہید اَمَّا الْقَلْبُ السَّلِيْمُ هُوَ الَّذِىْ لَيْسَ فِيْهِ سِوَى اللهِ لیکن دل سلیم وہ ہے ۔ کہ اس میں سوائے اللہ کے دوسرا نہیں ہے وَ اَمَّا الْقَلْبُ الْمُنِيْبُ هُوَ الَّذِىْ فِيْهِ مَعْرِفَةُ اللهِ ۔ اور لیکن دل منیب وہ ہے کہ جس میں اللہ کی معرفت ہے ۔ وَ اَمَّا الْقَلْبُ الشَّهِيْدُ هُوَ الَّذِىْ يَكُوْنُ فِىْ طَاعَةِ اللهِ اَبَدًا ۔ اور لیکن دل شہید وہ ہے ۔ کہ ہمیشہ اللہ کی بندگی میں ہووے جیساکہ اسرار العارفین میں ہے ؎

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ دل کان صفا اور صدق اور دوستی کی ہے ۔ اور اللہ کے نور سے بھرا ہوا ہے ۔ کہ اس میں کذب اور نفاق اور سیاہی فریب کی نہ سماوے جیساکہ حدیث ہے كُنْ ثَابِتًا وَ مَعْدِنِ الْاَخْلَاقِ وَ لَا تَكُنْ مِنْ مَعْرِفَةِ الْكَاذِبِيْنَ یعنی ثابت اور کانِ اخلاق کا رہ اور جھوٹوں کے فرقہ سے مت ہو ؎ اور جو دل کہ اللہ کے ذکر سے اور اللہ کے نام سے پُر ہو ۔ ایسی خصلتیں کبر اور کذب اور نفاق اور طلب دنیا وغیرہ کی اس سے مطلق مرجاوینگی ؎ ے

ذکر و فکرش در دلم پُر نور شد ۔ رفت ذکرش معرفت مذکور شد

این مقام عین را زاں راز بیں ۔ عین راز اں عین ہست حق الیقیں

باھوا چوں شد یقیں عین الوجود ۔ روز ازلش کردہ ام باحق سجود

مست فقیروں نے اَلَسْتُ کے دن سے کہ اس کے سننے سے قالوا بلیٰ قبول کیا ۔ اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ اب تک جیسے کہ تھے ویسے ہی ہیں ، دنیا کا منہ تک نہیں دیکھا ہے ے

ہرکہ دارد ملک خود نام خدا ۔ نام اللہ مے برد با مصطفےٰ

ہرکہ دارد ملک خود دنیا تمام ۔ قدم دنیا مے برد دوزخ مقام

پس جو شخص کہ جان کنی کی تلخی کا وقت اور قیامت کے دن کا حساب اور میدان اس کا اور پلصراط اور ملک الموت حضرت عزرائیل کے ساتھ ملاقات یاد رکھتا ہے ۔ وہ جو چیز کہ اس کی ملکیت میں ہو ۔ مال اور خانہ سب خدا کی راہ میں تصرف کر دیتا ہے ۔ اور دم نہیں مارتا ے

از نام باھو دنیا بگریزد دوام ۔ زانکہ باھو غرق باھو ہر دم

سو بار اس کی ماں پر آفریں اس کا نام باہو رکھا اور باہو لڑکا بی بی راستی کا ہے ھُو سے شاد ہوئی ہے ے

رحمت و غفراں بود بر راستی — راستی از راستی آراستی
یاھو رانند دست بیعت ازازل — گشت فارغ ترک دادہ از خلل
نہ قبلئے حق بدرویش وفقیر — مے شناسد چشم زاں روشن ضمیر
دِل زدل سخنش بود با ہم سخن — عارفاں رازیں سخن شد انجمن

صاحب دل کے ایسے مرتبہ ہیں سے

دِل چو جنبد مے جنباند عرش را — عرش را دل فرش سازد زیر پا
تو نمیدانی کہ صاحب دل عظیم — عرش را عزت بود از دل سلیم

جب دِل سلیم اللہ کے ذکر سے زبان کھولتا ہے، بلند آواز سے حاملان عرش قلب اللہ کے ذکر سے کہتے ہیں جل جلالہٗ حاملانِ عرش مع فرش کے حرکت اور جنبش میں آتے ہیں۔ اور حق سبحانہٗ وتعالےٰ فرماتا ہے کہ اے حاملانِ عرش، عرش کیوں ہلتا ہے۔ وہ التماس کرتے ہیں اے خداوندا تو خوب جانتا ہے۔ پھر حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے حاملانِ عرش قلب سلیم کی حرکت سے۔ اور ذکر قلب سلیم کا اور ذکر قلب کا اور صفائی قلب کی اور فراخی قلب کی اور کشف قلب کا اور روشنی میری رحمت کی نظر سے ہے۔ اور دل کے ہر بار کے جنبش میں اللہ کے نام کے ساتھ ثواب ستر ہزار ختم قرآن کا ہے قلب باحضور وسوسہ اور خطروں شیطانی سے خلاص ہے۔ اور قلب اللہ کا عرش روشن دونوں کی عظمت کا رُونما ہے ✦

ہاں دُنیا مردار بدبُودار کے طالب گنتی بہت ہیں۔ صاحب دل اللہ کا عرش وہ ہے کہ لائق دیدار دوام کے اللہ کے نور کے مشاہدہ کے ساتھ ہو۔ اور وہ دل ہر دم مشاہدہ نما ہے نہ وہ دل کہ جس میں حُب دُنیا ہے اور سراسر ہوا ہے ✦

پس ذاکر قلبی ہونا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ ذکر قلب میں اللہ کے نور کا مشاہدہ اسرار کا ستر اور ایک بڑا اشتہار ہے کہ دونوں جہان تہ نظر ہیں اور دل عارف باللہ کا اللہ کے ذکر کے نور کے ساتھ عرش اکبر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی توحید کے ساتھ اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور انبیا اور اولیا کے ساتھ شامل ہے اور یکتا ہے ✦

چنانچہ ایک حرف ب حرف س اور م کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ اور

حق سبحانہٗ وتعالےٰ قلب کا ذکر بیگانوں کو نہیں دیتا ہے ✤

اے طالب صادق جان کہ صاحب دل کہ دلوں پر تصرف رکھتا ہے، ایسا ہوتا ہے کہ اگر تمام عالم کو شفقت کی نظر کرے ہر جاہل کو اپنی ایک نظر میں عالم باعلم و عمل اپنے اثر کے فیض سے بنا دے۔ اور اگر صاحب تصرف دِل کا نظر جہان کے عالموں پر کرے۔ ایک نظر میں اُن کے دل سے علم رسمی اور کسبی اُٹھا لے کہ مطلقاً ایک حرف نہ پڑھ سکیں اور یہ بھی مراتب ادنیٰ ہیں۔ بلکہ اللہ کا حجاب ہے ✤

اور حجاب دو قسم کا ہے، ایک ظاہری ابتدا علم کے پڑھنے کی اور انتہا علم سے نکلنے کی۔ دوسرا حجاب باطنی، ابتدا ذکر کے پڑھنے کی اور انتہا نکلنے کی ذکر سے۔ پس علم اور ذکر سے آدمی عارف باللہ نہیں ہوتا ہے ✤

عارف کے معنی

اے طالب! عارف کے چار حرف ہیں ع، ا، ر، ف پس حرف ع سے عبادت عین۔ اور عین عبادت اُس کو کہتے ہیں کہ اُس کا ع عین وحدانیت میں غرق ہو۔ اور اُس تجلی سے عین نور اللہ کا پائے جس نے عین کو پالیا، عین رب کو پہچان لیا۔ اور جس نے عین رب کو پہچانا عین عارف باللہ ہو گیا۔ اور حرف ا سے دوسرے کے سوائے حق تعالےٰ کے الفت نہ پکڑے۔ اور حرف ر سے راز میں حق الیقین کا ہو۔ اور حرف ف سے اُس سے عبادت ظاہری فوت نہ ہو۔ فرض اور واجب اور سنت اور مستحب۔ جو اس صفت سے موصوف ہو، عارف ہے رب کا، ورنہ مثل کُتے بے ادب کے ہے۔ پس عارف ہونا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ معرفت میں اللہ تعالےٰ کے عظیم اسرار ہیں ✤

اے طالب! جان کہ جب قلب زندگی کے ساتھ اللہ کے نور کے مشاہدہ سے اور اللہ کے ذکر سے بیدار ہو۔ ازل سے ابد تک ہرگز خواب اور غفلت نہ پکڑے اور سلب نہ ہو اور ہرگز نہ مرے ✤

عارفوں را خواب از بیدار بہ | خواب ایشاں جنت دیدار بہ
زندہ جان مردہ تن زینست خوں | خواب شان گفت مطلوب بے حجاب

اور ذاکر قلبی غریق کلبۂ توفیق مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا کا ہے یعنی قبل مرنے سے آپ کو ہلاک کردو +

عقلِ کُل اور علمِ لدنی کی تعریف

اے طالب! عقلِ کل اس کو کہتے ہیں کہ اس میں ہر علم اور ہر مراتب اور ہر کلام پیچیدہ ہو۔ اور علم کلی اس کو کہتے ہیں یعنی علم لدنی۔ اور علم لدنی نتیجہ انبیاء اور اولیاء اللہ اور عارف باللہ کا ہے۔ اور علماء کی عقل اور علم سطالعہ سے زیادہ تر ہوتی ہے۔ اور کافروں کی عقل اور علم جنو نیت شیطانی کے ہے۔ کہ اس عقل میں ترقی دُنیا کی خواہش کی ہے کھَوَاءُ النَّفۡسِ فِی السَّقَرِ۔ اور نفس کی خواہش جہنم میں ہے۔ اور دہقان جاہلوں کی عقل وحشی ہوتی ہے۔ اور صاحبِ غریق جو کہ قلب اُس کا قالب میں غریق ہو۔ اور دونوں لباس صحیح پہنے اور جب لباس رُوح کا پہنے، دِل کے عظیم ملک میں سیر اور مشاہدہ کے ساتھ آوے چنانچہ باطن دیکھے ظاہر دکھلاوے۔ اس کو صاحب دِل کہتے ہیں۔ کہ دلیل اور توجہ اُس کی عقل کی موافق نقل کے ہے۔ اس واسطے کہ دِل کو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے دریا فرمایا ہے ؎

دِل بتدبیر خرد نتواں یافت ۔۔۔ بگذر از خود کہ بخود نتواں یافت
بچراغے کہ شوی روئے براہ ۔۔۔ میکند دود دولت خانہ سیاہ

بہتر یہ ہے کہ آپ کو تو جلاوے کہ تحصیل کے ساتھ چراغ روشن کرے +

مصنف علیہ الرحمۃ کہتا ہے ؎

ہر کتاب نقطۂ از دل کتاب
دِل کتاب دفتر حق بے حساب

؎

ولے از معرفت سِرِّ الٰہی ۔۔۔ ولے کاغذ با سرار سیاہی
سیاہی سر درونت نور گردد ۔۔۔ دو چشمے یک نظر منظور گردد
کہ بے کاغذ سیاہی دل کتاب ست ۔۔۔ سطالعہ دل کتاب بے حجاب است
کسے زاں علم عالم علم خواند ۔۔۔ بہر دو عالمے آں زندہ ماند

اے طالب صادق! جان کہ خدا اور بندہ کے درمیان میں دیوار اور پہاڑ اور کوسوں کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ درمیان بندے اور اللہ کے پیاز کے پردہ کے برابر پردہ ہے اور پیاز کا پردہ چیرنا کیا مشکل ہے مرشد صاحب راز کی نظر سے، لیکن اس شرط پر کہ طالب ہو۔ ان آثار کے ساتھ عالم، فاضل، حافظ، متقی اور پرہیزگار۔ اس واسطے کہ ایک نقطہ کھولنا علم ظاہری اور باطنی سے بہت دشوار ہے والا جاہل ہزاروں ہزار کو ایک نظر میں دیوانہ اور مست کرنا کیا مشکل کام ہے۔ اس واسطے کہ طالب علم ہونے کی طلب کے ساتھ سوائے امتحان مشاہدہ حقیقی اور سر اسرار معرفت الٰہی کی تحقیق ہرگز نہ ہو اور طالب ہونے جب راہِ باطنی صفا دیکھتا ہے۔ سب سے بہتر ہوتا ہے۔

قلب مومن عرش اعظم ہے

اے طالب! یہ بھی مراتب صاحب قلب کے ہیں، جیسا کہ حدیث قدسی ہے قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔
قولہ تعالیٰ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی رحمٰن عرش پر ہے۔ اور آدمی ہرگز مراتب فقر کو نہیں پہنچتا ہے۔ جب تک سلطان الفقر کہ اس کے باطن میں صورت سر کی ہے، اس آدمی کو بغل میں نہ لے اور منہ نہ دکھلاوے اور تلقین نہ کرے۔ اور تعلیم نہ فرمائے اگر ریاضت کے ساتھ سر پتھر پہ مارے، سوائے اشارہ سلطان الفقر کے ہرگز اُس کو فقر نہیں پہنچتا کہ سلطان الفقر ہمیشہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے ہے، یہ بھی امداد فقرائے محمدی سے ہے۔

چنانچہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ جو کوئی ان دو طائفہ کو یعنی میری اُمت کے علما اور فقیر کامل کو دونوں ستون دین کے ہیں، ان کے ساتھ ہم صحبت ہو اور تعلیم اور تلقین ان سے قبول کرے قیامت کے دن ہرگز پریشان نہ ہوگا۔

معلوم کرنا چاہیئے کہ عابد جاہل کو مولےٰ کی معرفت ہرگز نصیب نہیں ہوتی۔ اور جو کشف غیب کا کہے، جنونیت اور استدراج ہے۔ چنانچہ ایک فقیر عالم بہتر ہے بیس ہزار عابد سے کہ جاہل ہوں اور ویسے ہی ہوں کہ عابد قائم اللیل اور صائم الدہر رات کے جاگنے والے اور دن کو روزہ دار، اور اگر بیس ہزار عالم فقیہ کو توجمع کرے ہرگز ایک

عارف باللہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا ہے۔ اور عارف باللہ اس کو کہتے ہیں۔ کہ ابتدا علما عامل اور انتہا فقیر کامل ہو۔ اور کامل اُس کو کہتے ہیں۔ کہ جو کچھ دنیا اور کلام ربانی معرفت الٰہی ہو۔ اس میں تصرف کرے۔ کم نہ ہو، کمالیت سے کامل یہ ہے۔ کہ کامل صاحب علم بالیقین ہے نہ مثل جاہل کے بیدین ہے ٭

نقل ہے کہ ایک بادشاہ تھا اور مرشد کامل رکھتا تھا۔ کسی سے اُس بادشاہ نے کہا کہ جاؤ دیکھو ہمارا مرشد کس کام میں مشغول ہے اُس آدمی نے جاکر دیکھا کہ مصلے پر شیخ کی جگہ کتا بیٹھا ہے۔ یہ خبر بادشاہ کو دی پس بادشاہ نے حکم دیا کہ کوئی دوسرا آدمی جائے۔ دوسرے کو بھیجا، جب وہ گیا تو دیکھا کہ مصلے پر شیخ کی جگہ سؤر (خوک) بیٹھا ہے۔ آکر بادشاہ سے کہا، بادشاہ خود گیا اور دیکھا کہ مصلے پر شیخ بیٹھا ہے۔ یہ حقیقت بادشاہ نے اپنے مرشد کے آگے بیان کی۔ شیخ نے جواب دیا کہ اے بادشاہ وہ آدمی جس نے مجھ کو کتا دیکھا، دنیا کا طالب ہے۔ اور وہ آدمی جس نے مجھ کو سؤر دیکھا وہ دیو (شیطان) ہے ٭

فقیر باہو کہتا ہے کہ فقرا مثل آئینہ کے ہیں جس صورت میں فقیر کو دیکھے، حقیقت اپنی صورت کی نظر کے آگے دکھلاتی ہے ٭

پس جو شخص کہ فقیر کو بے برکت اور خالی جانے وہ دونوں جہان میں بے برکت اور خالی ہے۔ لیکن فقیر چاہیئے کہ نفس پر امیر ہو نہ خود پرست اور اسیر، اللہ بس اور ماسوی اللہ ہوس ٭

اے طالب! یہ خطاب دل کا ہے۔ اور اہل دل کی راہ تصدیق قلب ہے۔ اور محبت ایک صورت رکھتی ہے۔ جیسے کہ صورت انسان کی بھوک سے جان کا گوشت کھا لیتی ہے۔ اور پیاس سے جگر کا خون پیتی ہے۔ اور برہنگی سے لباس عبرت اور حیرت کا پہن لیتی ہے۔ محبت ایسی صورت ہے کہ پاؤں طلب کا رکھے اور سر خیال پار رکھے اور سینہ بے کینہ صفا رکھے اور آنکھ معرفت الٰہی کی رکھے اور دل رحیم روشن ضمیر سلیم، ارادت کے ساتھ اور یقین کے ساتھ رکھے ٭

اور یقین کس کو کہتے ہیں، جو کہ عبادت یقین کے ساتھ کرے۔ اور یقین، مقام منتہے روح مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا ہے۔ یعنی جو کہ مقام یقین پر پہنچے اُس کی مجلس انبیاء اور اولیاء اللہ کے ارواح کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور یقین موت کے مقام کو کہتے ہیں۔ کہ

بعد مرنے کے مقام یقین کے مراتب کا ہوتا ہے یا مقام سجین یا مقام علیین۔ پس خاص یقین حق کے یگانگت ہے۔ اور صاحب یقین کو، زبان ہر مقام کی کنجی رکھتی ہے۔ اور ہاتھ کرم رکھتا ہے اور، گویائی اندیشوائی آواز شوق اور اشتیاق دیدار کے مشتاق کا اپنے پروردگار کا رکھتا ہے۔ اور اُس کی نظر اللہ کی رحمت کی نظر کی تاثیر رکھتی ہے۔ اور اُس کا دم پروردگار کا دم۔ محبت کی آہ حرارت کے ساتھ ہے اور محبت کی آگ کہ آہ سوز ہے۔ دوزخ کی آگ سے سخت تر ہے۔ چنانچہ اُس کی سوزش رات دن کھاتی ہے۔ اور گوشت اور پوست اور ہر رگ وجود اعضا کو ایسا کھاتی ہے۔ جیسا کہ آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔

پس اے زاہد مدعی طلب ریاضت باطنی کی کر کہ ریاضت باطنی خاص و عام اور ریاضت ظاہری غوغا اور ریا کے ساتھ ہے ؎

دل با حضوری شکم پر طعام کہ این است معراج وصل تمام

اس واسطے کہ واصل منتہی کی سیری اور گرسنگی برابر ہے ؎

دل پُر خطر شکم بے طعام ریاضت بناموس کفر است تام

حدیث اَلرِّیَاءُ اَشَدُّ مِنَ الْکُفْرِ ریا کفر سے زیادہ سخت ہے۔

معرفت مولیٰ

جاننا چاہئے کہ کوئی ریاضت اور مجاہدہ، محبت اور آتش عشق اور گرمی ذکر خفیہ سے سخت تر نہیں ہے۔ وہ شخص جانتا ہے۔ کہ ان مرتبوں پر مولیٰ کی معرفت کے قریب پہنچا ہے اور اشتیاق حق کی محبت کا قبول کیا ہے۔ اور صاحب محبت محرم راز الٰہی اور بے محبت محروم معرفت مولیٰ سے گمراہی ہے۔ بیت باھوؒ ؎

باکسے گر دد محبت حق مدام موت آنجا ئے نباید والسلام

کہ موت ان کی وصل ہے اور وصل ان کا اللہ کے نام سے اصل ہے صاحب معرفت کو ہمیشہ معرفت مولیٰ کی معراج ہے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مُردہ تن اور زندہ دل اللہ کے ساتھ۔

اس طریق سے مرتبے ذکر خفیہ کے ہیں۔ اور ذکر خفیہ کو بعض بسر کہتے ہیں۔ کہ ذکر سر تیز ہوا کی طرح درخت وجود ذاکر کو پاؤں تک ہلا دیتا ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ ذکر خفیہ نہ دم سے نہ قلب سے نہ رُوح سے نہ سر سے کوئی تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ ذکر خفیہ اللہ کا اسم غیر مخلوق تصور سے اسم اللہ دیکھنے کے ساتھ اسم اللہ سے تجلّٰی نور اللہ کے مشاہدہ ربوبیت کا نور اللہ کے جمال کا دیدار برکت سے ذکر خفیہ کے دل روشن اور اظہار کہ مثل اُس کی بستہ نہ ہو کسی آثار پروردگار سے۔ ذاکر خفیہ باطن غرق۔ اور ظاہر با شریعت ہوشیار کہ صاحب شریعت لائق دیدار کے اور صاحب بدعت لائق دوزخ کے اور نار کے۔ اور جو کہ غرق نور اللہ کے ساتھ ہو باخبر ہوشیار ہو۔ چنانچہ حضرت محمد مصطفٰے صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ جو شخص اپنے رب کو پہچان لیتا ہے اُس کی زبان گُنگ ہو جاتی ہے۔

جس کو اس طریق سے ذکر خفیہ حاصل ہو، اُس ذاکر دوام صاحب وصال کہتے ہیں۔ اور جو اس طریق سے ذکر خفیہ نہ کرے اُس کا ذکر مثل خواب وخیال کے ہے۔ اور دوسری خاصیت ذکر خفیہ کی یہ ہے کہ اُس کو حقیقت کار دینی اور دنیوی سے دل سے آگاہی ہو آگاہی کی راہ سے جیسا کہ کہے اسی طور سے ہو۔

نیز خاصیت ذکر خفیہ کی یہ ہے کہ اُس کا دل کسی چیز سے میل نہ کرے۔ اور اُنس نہ پکڑے سوائے حق تعالےٰ کے۔

نیز خاصیت ذاکر خفیہ کی یہ ہے کہ اس کے منہ سے قال اللہ اور قال الرسول نکلے کہ بالیقین ہے اور نور تاباں پیشانی پر ہے۔

اور خاصیت ذاکر خفیہ کی یہ ہے کہ اگر اس کا دل کوئی مجلس انبیاء اور اولیاء کی طلب کرے مراقبہ میں یا خواب میں میسّر کرے اور ملاقات پاوے۔ اور جواب باصواب دے۔ اور ذاکر خفیہ خلق میں ایسے ہی گم اور پنہاں ہو۔ جیسا کہ اسم اعظم قرآن میں پنہاں اور شب قدر رمضان میں ہے

کے شناسد مرد را از راہ راز چوں شناسد شاہ در از بے نیاز

اے عزیز! جان کہ ذکر خفیہ نصیحت وعظ اور آواز اور صورت نہیں ہے۔ بلکہ ذکر خفیہ معرفت الٰہی مشاہدہ قرب حضور راز کا ہے اور ذاکر خفیہ صاحب زاد اور صاحب آزاد ہے اور باطن آباد ہے۔ اور شوق شغل اللہ کے ساتھ شاد ہے اور ذاکر خفیہ عالم عامل اور فقر اور معرفت الٰہی میں کامل اور حوصلہ وسیع بار بردار حق کے ساتھ حامل۔

نیز خاصیت ذاکر خفیہ کی یہ ہے کہ چار نظر رکھتا ہے۔ جیسا کہ نظر ازل اور ابد اور دنیا اور عقبےٰ کی پس جس کسی کے ساتھ کہ راہِ اخلاص سے دِل نظر کرے، طالب اللہ کو نظر کے ساتھ مطالب پر ہر ایک مراتب کے پہنچا دے اور خود ہمیشہ غرق توحید ہو، یہ ہے ذاکر خفیہ باشریعت۔ اور ذاکر خفیہ کو نہ خوف خوف سے نہ رجا رجا سے ہمیشہ غرق بخدا۔ اور ذکر خفیہ مراتب اولیاء اللہ کے ہیں۔ چنانچہ قول اللہ تعالےٰ کا ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ آگاہ ہو جاؤ کہ تحقیق اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے نہ وہ غم میں ہونگے۔

حرف الف کی تعریف

اے طالب! الف ایک حرف ہے اللہ کے نام سے کہ دونوں جہان کو اس سے شرف ہے۔ محبت اور معرفت الٰہی بھی اسی حرف سے ہے کہ لطیفہ شریفہ غیب الغیب کا دل سے اُٹھتا ہے۔ اور دِل کو مطلقاً خواب نہیں آنے دیتا ہے۔ اور دل عارفوں کا جاگنے والا ہے۔ ازل سے ابد تک مہد سے لحد تک، اور اس راہ میں جاہل مردہ دل خلاف شرع اور دنیا کا طالب نہیں جا سکتا کہ دل کو محمدی کنجی لگی ہے اور وہ کنجی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہے۔ پس بجز دست آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اجازت اور تصرف اور ارادت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اور ذکر قلب حاصل نہیں کر سکتا۔ اگرچہ کوئی تمام عمر ریاضت کے پتھر سے سر مارے، واصل نہ ہوگا۔ اور اس طریق کو دِل کی شغف کہتے ہیں جو دل کہ پُر نور اللہ سے ہو جیسا کہ قول اللہ تعالےٰ کا ہے قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا تحقیق اُن کو مشغول کر لیا ہے ازروئے حُب کے۔ اور جو دل کہ اللہ کے نور کے تفکر اور ذکر خیر سے بھری ہوئی ہو۔ ایسا تفکر تعلق نہ ازل سے رکھتا ہے نہ ابد سے۔ نہ دنیا نہ عقبےٰ سے۔ چنانچہ حدیث لَذَّاتُ الْاَفْكَارِ خَيْرٌ مِّنْ لَذَّاتِ الْاَبْكَارِ ہے مزہ فکار کا باکرہ عورتوں کے مزہ سے بہتر ہے۔

یہ تفکر منتہی خاصہ خاص الخاص محمدی کا ہے غرق مع اللہ! بخدا کہ نفس کو ہوا کی طرف لوٹنے نہیں دیتا ہے۔

اب جاننا چاہیئے کہ نفس کس کو کہتے ہیں اور قلب کس کو کہتے ہیں اور رُوح کیا چیز ہے اور سر کو کیا خطاب دیا ہے۔

پس نفس امارہ کی تشبیہ جو کہ سگ اور خوک اور ریچھ اور بچھو اور سانپ اور خر سے ہے
پس نفس امارہ کو موافق عمل کے حب سے پہچاننا چاہیئے۔ چنانچہ طمع اور حرص اور بغض اور
بخل اور کذب بکذب و عجب اور کبر۔ کبر اور قلب اللہ کے ذکر کی محبت سے پہچانا جاتا ہے
اور غیر ذکر اللہ کے نفرت کرنے سے۔ اور روح کو پہچانا جاتا ہے۔ امر حق اسے کہ انبیاء
اور اولیاء نے اللہ تعالٰی کے تمام امور کو قبول کیا ہے اور ستر کو پہچانا ہے۔ سر اپردہ اسرار
معرفت الٰہی سے یہ معرفت اور محبت اہل عرفان اور عاشقوں کو نصیب ہے ؎

عشق دانی چیست کشتن نفس خویش
روز و شب شورش بود دل را زریش

اے درویش! سوچ کہ اندیشہ واسطے سبحان کے ہے نہ واسطے فرزند اور نان
کے چنانچہ قول اللہ تعالٰی کا ہے :-

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ﴿﴾	کوئی جان دار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ تعالٰی پر نہ ہو ﴿﴾
ق نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ ﴿﴾	ہم نے اُن کے رزق کو دنیا کی زندگی میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور ہم نے بعض کو بعض پر اُٹھا دیا ہے ﴿﴾
ق إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿﴾	تحقیق اللہ تعالٰی رزق دینے والا اور صاحب قوت مضبوط کا ہے ﴿﴾
ق وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿﴾	اور آسمان میں تمہارا رزق ہے۔ اور جو وعدہ کیا گیا ہے ﴿﴾
ق وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿﴾	اور کون جانداروں میں سے ہے۔ کہ اپنا رزق نہیں پاتا اللہ تعالٰی اُن کو رزق دیتا ہے اور تم کو، اور سننے والا اور جاننے والا ہے ﴿﴾

مرشد وہ ہے کہ ظاہر طالب کو تابع کرے، موکل اور باطن سے فقر محمدی بخشے کہ
اُس کا دل باجمعیت متوکل ہو۔ جو کہ مراتب موکل کے نہ رکھے اور نہ مراتب متوکل کے۔ اس
واسطے کہ ریاضت واسطے راز کے ہے۔ اور مجاہدہ واسطے مشاہدہ کے۔ اور عبودیت واسطے

ربوبیت کے ہے۔ اور ہتر واسطے سرِ پردہ اسرار کے ہے اور طلب مولیٰ دیدار ہے اور معرفت واسطے محرمیت کے ہے ۔ اور محبت واسطے سوزِ عشق کے ہے اور ذکر واسطے فیض اللہ اور فکر کے ہے۔ اور فنا فی اللہ واسطے بقا باللہ کے ہے۔ اور نفس واسطے محاسبہ کے ہے ۔

پس جو مرشد کہ روزِ اوّل سے شروع تلقین سے یہ سب مقامات اور احوال نہ کھولے۔ معلوم ہوا کہ وہ مرشد خام ناقص ناتمام ہے۔ اور جو چاہیے کہ طالب اللہ حال پر رہے۔ حوادث شیطانی اور ہوائے نفسانی سے جمعیت پکڑے۔ ذکر اللہ کے ساتھ وہ مطلق قدرت سبحانی ہے۔ اور اعتقاد اللہ کے باب کا واسطہ ہووے اور وصال میں لازوال ہے اول مرشد طالب پر اسم سے علم بخشے۔ ایک اسم اللہ کا اور دوسرا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اس میں مطلق تاثیر ہے۔ یہ تفسیر روشن ضمیر کی ہے۔ اور دوسرا علم دعوت بخش۔ اور علم دعوت عالمگیر علم تکسیر ہے۔ جو طالب کہ علم تاثیر اور تکسیر رکھے بے پروا اور غیر محتاج ہوتا ہے۔

دعوتِ قرآن

شرح دعوت کی یہ ہے کہ خاصیت دعوت قرآن مجید کلام اللہ کی کہ پیشوا اور ہادی اور راہبر دونوں جہان کا ہے ۔

شرح دعوت کی علیحدہ علیحدہ ہے۔ دعوت جزو دعوت کل۔ دعوت ذکر دعوت فکر۔ دعوت تجلیات ذات اللہ اور دعوت منتہی فقیر ولی اللہ قرآن سے ہے جیسا کہ قول اللہ تعالےٰ کا اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۔ یعنی اللہ تعالےٰ اُن لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے ہیں نکالتا ہے اُن کو اندھیرے سے نور کی طرف ۔

اور دعوت قرآن کی کہ صاحب نظر تمام عالمگیر اولیاء اللہ ہو۔

قولہٗ تعالیٰ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ آگاہ ہو جاؤ کہ تحقیق اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے نہ وہ غم میں ہوں گے ۔

مرد مرشد اہل دعوت حق حضور ــــ مرشد خود بیں بود اہل الغرور

اور صاحب دعوت منتہی اگر کسی کو قہر اور غضب کی نظر سے کھینچے خدائے تعالےٰ کے حکم سے

اُسی وقت جان سے بیجان اور مُردہ ہووے کہ کھینچنا قہرِ فقرا کا نمونہ قہرِ خدا کا ہے۔ اور اگر کسی کی طرف اخلاص کے ساتھ جذب کرے وہ شخص اُسی وقت زندہ دل اور خاص مَولٰی کا طالب اور خدا اور با اخلاص ہو۔

اور اکثر آدمی کہتے ہیں کہ پیرِ من خس است مگر اعتقادِ من بس است، اُس کو جاننا چاہیئے کہ ایسا کلمہ کج فہمی اور بے عقلی اور جہل اور نادانی کی راہ سے کہتے ہیں پس حرف اس کا وہ ہے کہ میرا پیر صاحبِ اسرار خاص الخاص اخص ہے اور اعتقاد میرا بہت ہے۔

اے طالبِ صادق! جان کہ دعوت قید میں لانا جنوں، جنّات اور مؤکلوں کا ہے۔ اور دعوت حضوریات اور تسخیرات اور حاضرات ارواح مقدس ہر انبیاء اور اولیاء اور اصفیا اور اتقیا اور غوث اور قطب اور شہدا خاکیان اہلِ اسلام سے ہے۔

چاہیئے کہ پڑھنے والا دعوت میں کامل اور عامل شہسوار، وقت رات کے قبر کے نزدیک جاوے۔ اور اُس قبر کے آس پاس پڑھے، پس اگر روحانیت حاضر ہو۔ یا وہم اور خیال کے ساتھ ہر طریق سے مشرف کرے۔ کام اُس کا سب مطلب کو پہنچے اور جو نہیں معلوم ہوا کہ صاحبِ قبر غالب ہے اور یا اُس کو کلام اللہ کی نعمت کی بدولت اللہ کا نور پہنچا ہے۔ اس سبب سے کام میں سُستی کرتا ہے۔ پس پڑھنے والے کو چاہیئے کہ قبر پر سوار ہووے جیسا کہ گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں، اگرچہ قبر پر سوار ہونا گناہ ہے۔ مگر واسطے مہم اسلام کے اور نفع دینے مسلمانوں کے ہر دم خاص و عام مطلوب [illegible] کی راہ سے ہے۔ جو کوئی بحرِ قرآن کو پڑھے اور غوطہ نکال کر لاوے علم تمام [illegible] اور صاحبِ دعوت تکسیرِ کامل سے مکمل ہو۔ چنانچہ قرآن کے نزدیک [illegible] قبرِ فقیر فنا فی اللہ کے پڑھنا ایسا کمال رکھتا ہے۔ کہ صاحبِ دعوت کو دعوت حق تعالےٰ کے حکم سے ایسی عظمت اور امر اور قہر اور جلالیت [illegible] ہوجاتی ہے کہ اُس وقت میں پڑھنا صاحبِ دعوت کو ایسا توفیق بخشتا ہے کہ اگر وہ کھینچے تو عرش سے تحت الثریٰ تک جو زمین اور آسمان اور کعبۃ اللہ اور مدینہ حضرت نبی اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ سے، سب زیر و زبر ہوتے ہیں اور کیا ہو۔ اور اگر اس طریق سے صاحبِ دعوت اللہ تعالےٰ کے حکم سے کسی کو اپنی طرف نظر سے کھینچے مشرق سے مغرب تک مثل عزرائیل کے ایک لحظہ میں جان قبض کرے نعوذ باللہ منہا۔

باھواں حصہ ابہر سُول　　اطلاع زین مدہ اہل الوصول

اے طالب صادق جان کہ جو لوگ ایسی دعوت عمل میں لاتے ہیں۔ مردم آزاری کا بوجھ اُٹھاتے ہیں اور کسی کو نہیں ستاتے ہیں۔ اور اپنے ہر احوال پر خبر رکھتے ہیں اور ہوشیار رہتے ہیں۔ کیونکہ فقیر صاحب دعوت، صاحب قوت ہے بے قوت نہیں ہے۔ اس واسطے کہ اللہ کا طالب دونوں جہان پر غالب ہے۔ ایسا کون ہے کہ اس سے عداوت کرے ۔

ملک و فلک بزیر پایہ فقیر　　جاودانی بزیر سایہ فقیر

حدیث خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ بہتر وہ آدمی ہے کہ آدمی کو نفع پہنچاوے؛ کہ قبر پر سوار ہونے سے روحانی کو بار پہاڑ سے زیادہ غالب آتا ہے۔ اور وقت پڑھنے کے ایک تنکا ہاتھ میں لے اور مثل کوڑے کے قبر پر مارے وہ روحانی کو ایسا زخم کرتا ہے کہ تلوار اور تیر اور نیزہ اور چھری اور بندوق کے زخم سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور زخم کھا کر وہ روحانی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے فریادی جاتا ہے۔ اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم اعلٰے حق تعالٰے کے کرم سے اُس کے کام کی کشایش کا ہوتا ہے اور پڑھنے والا جلد مقصود کو پہنچتا ہے ۔

پس اس طریق دعوت کو تیغ برہنہ کہتے ہیں ۔ اور پڑھنے والا سیف زبان اور زندہ دل اور مردہ نفس، اور اس کو رخصت نبی اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری ہوتی ہے ۔

ہر کہ را رخصت نباشد از رسول　　این مراتب کے رسی وحدت وصول

بلکہ موافق اس حدیث کے دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالٰی اپنے نفس کو چھوڑ آؤ۔ اور حدیث اُقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِسَیْفِ الْمُجَاھِدَاتِ اپنے نفس کو مجاہدہ کی تلوار سے قتل کرو ۔

لیکن نفسانی کو کیا قدرت ہے کہ روحانی کی قبر کے نزدیک جا کر جنگ کرے یہ ایک راہ ہے روحانی کی حقیقت روحانی کی تمالب الاولیاء اچھے طریق سے جانتا ہے ۔ اور پڑھتا ہے کہ اسم اللہ سے مجاہدہ کی تلوار ایک مرتبہ میں ہرگز رواں نہیں ہوتی ہے ۔ اور عمل میں آتی ہے ۔

مراقبہ قادریہ

سوائے مذکورہ بالا طریق کے کہ صاحبِ دعوت، دعوت کو شروع کرے۔ اور وقت پڑھنے کے خدائے تعالےٰ کو حاضر جانے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو شفیع لاوے۔ اور حضرت پیران پیر غوث صمدانی شاہ عبد القادر جیلانی محی الدین کو اللہ کا امین کرے اور خود منصف ہو۔ اور مثل مراقبہ کے آنکھیں بند کرے اور تفکر میں آوے کہ خدائے تعالےٰ سے کون چیز بہتر ہے کہ اُس کے واسطے میں پڑھتا ہوں اور اُس کو مسخر کروں اگر جانتا ہے کہ تمام مخلوق کہتر اور خالق بہتر ہے۔ خدائے تعالےٰ اُس پر مہربان ہوگا اور دونوں جہان اُس کے تابع اور خدمت گذار کر دیگا۔ جو کوئی اس مرتبہ پر پہنچے اُس کی نظر میں خاک اور زر برابر ہے کہ اسم اللہ سے کلینہ تاثیر اور اسم اعظم سے روشن ضمیر اور ہر ملک اور ولایت پر امیر کہ ہر ولایت قاف سے قاف تک اور مشرق سے مغرب تک اُس کی قید اور حکم میں ہوتی ہے۔ اس واسطے کہا ہے کہ بادشاہ ظل اللہ تابع اہل اللہ کے ہے۔ اور جس نے فتح و نصرت اور بادشاہی پائی فقیر اور درویش سے پائی ہے ۔ع

بر در درویش رو ہر صبح و شام تا ترا حاصل شود مطلب تمام

اور فقیر کی نظر میں خاک اور زر برابر ہے۔ کہ اُس کا قدم خزانہ بے رنج پر ہے۔

فقیر محتاج نہیں ہے

حدیث اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ فقیر محتاج نہیں ہے سوائے اللہ کے اور فقیر اور درویش کی چھ خصلتیں چھ حروف سے، چنانچہ الف سے اللہ بس اور حرف ب سے بابرکت تمام۔ اور حرف ت سے ترک۔ اور حرف ث سے ثابت قدم اور حرف ج سے جاہل نہ ہو۔ اور حرف ح سے حلاوت نہ دے نفس کو۔ اور نفس آدمی کے وجود میں غائب ہے۔ اُس کو تیغ غائب سے کہ مطلق ذکر خفیہ ہے مار ڈالنا چاہئے اور ذاکر خفیہ روٹی اِس جہان کی کھاتا ہے اور اس جہان کا کام کرتا ہے ۔ع

ایں جہان و آں جہان است یک نفس کے تواند کشت نفس بد ہوس

کار مردان است تقوائے باطنی ہر کہ ایں تقوائے ندا ند رہزنی

تقوئے صبر و شکر راضی باخدا این چنین تقوئے بود باطن صفا
باھوا بہر از خدا ابے کام باش لب بہ لب بستہ زباں آرام باش

دعوت فقر

جاننا چاہیئے۔ کہ دعوت فقر کی اللہ تعالےٰ کی حضوری کی دلیل ہے۔ اور ہر بات فقیر کی مثل بات حضرت خلیل کے ہے۔ اور ہم جلیس فقیر کا رب جلیل کے ساتھ جلیس ہے۔ اور ایسے ہی نوراللہ کا فقیر جہان میں قلیل ہے۔ ہاں جس کسی کا باطن صفا ہے۔ اس کا دل جام جہاں نما ہے اور معرفت الٰہی سے تمام ہے۔ ہونٹ اس واسطے باندھے ہیں۔ کہ اللہ کے ساتھ پیوستہ ہیں۔ بلا حق کے بات نہ کرے کہ سخن سے دونوں جہان کا غم پیدا ہوتا ہے ؎

درجہانش کم بود بے غم بود غم مراغم مے برد غم غم خورد

دنیا نام غم کا ہے۔ اور فقر نام اللہ کا غنیمت۔ پس مجلس اہل غم کی اور اہل غنیمت کی راست نہیں آتی۔ اور فقیر صاحب دعوت منتہی قوت ظاہری اور باطنی کے ساتھ لارجعت اور لازوال ہے۔ اُس پڑھنے والے کو مراتب قرب وصال کے ہیں منتہی صاحب دعوت کو کیا حاجت ہے ستاروں کی اور بروج کے شمار کی۔ اور کیا حاجت ہے شمار اور عدد ساعت نحس اور سعید کی کہ لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ قبر کے نزدیک مراقبہ میں جاتے ہیں اور آپ سے بیہوش ہوتے ہیں اور روحانی سے جواب باصواب لیتے ہیں۔ اور اگر باخبر ہوں قبر سے خبروں کی راہ سے لیتے ہیں کہ دلیل باطنی از روئے شرح کے ہے ظاہری فقیر مذکر صاحب دعوت وجود صفا قلب ظاہر ہو، ایسے پڑھنے والے کو قاتل کہتے ہیں کہ نظر اور توجہ سے قتل کرتا ہے کہ نظر اور توجہ تیز تلوار ہے۔ مرد فقیر قتال وہ ہے۔ کہ اول اپنے نفس موذی کو قتل کرے خدا ئے تعالےٰ کے حکم سے۔ جیسا کہ حدیث ہے۔ اُقْتُلُوا الْمُوْذِيَاتِ قَبْلَ الْاِيْذَاءِ موذیوں کو قبل ایذا کے مار ڈالو ایسے فقیر کو سیف اللہ اولوالامر کہتے ہیں کبھی تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ کے مرتبہ میں آتا ہے اور کبھی تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ کے یعنی تو ہی عزت دیتا ہے۔ اور تو ہی ذلت دیتا ہے مطلب یہ ہے کہ محبت بھی اللہ کے واسطے اور بغض بھی اللہ کے واسطے چاہیئے ؛

جان کہ بعض دعوت کے پڑھنے میں عامل اور بعض کامل کی اجازت دیتے ہیں۔

اور صاحب دعوت وہ ہے کہ عامل اور کامل دونوں ہو۔ اور نیز باریاضت اور بااجازت اور باارادت اور باسعادت ✦

کفار کے نام کا فیتلہ

اے طالب صادق! جان کہ اگر کوئی چاہے کہ کفار پر غالب ہوں۔ بلکہ کفار اور رافضی بیدینوں کو اسلام کی قید میں لاوں۔ چاہیئے کہ یہ چھ نام کاغذ کے دو ٹکڑوں پر لکھے وہ یہ ہیں۔ نمرود، شداد، قارون یہ ایک کاغذ پر لکھے۔ فرعون، هامان، ابلیس، علیہم اللعنت دوسرے کاغذ پر لکھے۔ اور ان دونوں ٹکڑوں کاغذ کو نیچے دونوں پاؤں کے دے۔ اور دو رکعت نماز بارواح حضرت محمد مصطفٰے پڑھے۔ اوّل رکعت میں بعد فاتحہ سورہ انا فتحنا پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ یٰسٓ پڑھے۔ اور بعد سلام کے سجدہ میں جائے۔ اور یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ بعد ازاں دوگانہ کو بارواح حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب کبار بخش دیوے۔ تو اس ترتیب سے دعوت پڑھنے سے کار بستہ کھل جاوے۔ اور جلد مقصد کو پہنچے، کلام ربانی برحق ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ اور اگر کوئی بہت جلد پڑھے درمیان ہر دو رکعت کے ختم قرآن کرے۔ متواتر تین رات دن عمل اس کا قیامت تک نہ لوٹے اور یہ دعوت تیغ برہنہ، وہ شخص پڑھے جس کو حکم خدا اور اجازت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم اور رخصت حضرت شاہ محی الدین سے کہ ہر دو شہسوار ظاہر اہل قبور پر اور باطن بدوام مجلس محمدی میں حضور اس صفت سے موصوف ہو۔ فرد

شہسوارم شہسوارم شہسوار — غوث و قطب ہمچواں مرکب بربار

مدد اہل قبر

حدیث اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ جب تم اپنے کاموں میں متحیر ہو تو اہل قبور سے مدد چاہو۔ اس امر کو خوب سمجھنا چاہیئے کہ قبر کی

دعوت میں اگر مردہ دل اور زندہ تن بے قوت اولیاء اللہ زندہ جان مردہ تن زندہ خاک زندہ شوق کی قبر کے پاس جاتا ہے اور قبر کے پاؤں کی طرف سے یا قبر کے سر کی طرف سے یا قبر پر سوار ہو کر پڑھتا ہے۔ اُسی وقت ہلاک ہو جاتا ہے۔ بلکہ جاں بلب ہو کر مر جاتا ہے یا رجعت ہو جاتی ہے یا بیمار یا دیوانہ ہو جاتا ہے اور اگر پڑھنے والا غالب صاحب قوت مثل اولیاء اللہ کے غالب قبر کے پاس جاتا ہے۔ تو اہل روحانی اُس کے پاس اُس کی عظمت سے ہو جاتے ہیں۔ اور وہ باطن صفا صاحب قوت قبر پر جس طرف چاہے پڑھے خواہ بالا خواہ زیر۔ پس قبر کی ہمنشینی بہت مشکل اور دُشوار ہے۔ ہر ایک اس کام کے لائق نہیں ہے۔ اس کے لائق صاحب دعوت عامل ہے۔ صاحب دعوت قبر ہر قبر سے خزانہ لیتا ہے۔ اور جو شخص کہ قبر کی دعوت میں عامل نہ ہو قبر کی بیماری سے مر جاتا ہے ؎

با تو گویم بشنو اے اہلِ یقیں ۔۔۔ لاتخف باشند او از صدقِ دیں

روح بالا عرش قالب زیر خاک ۔۔۔ احتیاجے نیست روضہ جان پاک

گم قبر گمنام و گم نام نشاں ۔۔۔ جسم را با خود برد در لامکاں

اولیا را قبر ہمچوں جسم و جاں ۔۔۔ اولیا را در قبر خفتہ بداں

خفتگاں را از قبر بیدار کن ۔۔۔ ہم سخن ہم با کلامش یار کن

دل ز دل سخنش بود با ہم کلام ۔۔۔ ایں چنیں سخنش ز الہامے مدام

ہر دمے سخنش بود از دل بدل ۔۔۔ اولیا داں زندہ اندر زیر گل

وقت مشکل یاد کُن از عہدِ او ۔۔۔ طرفہ زد حاضر شوند تو رو برو

صد ہزاراں با موکل گرد گرد ۔۔۔ ایں چنیں دعوت بود در عمل مرد

اہل رجعت کے شناسد دل سیاہ ۔۔۔ لاتخف دعوت بود سر اللہ

باھو ا بہ زیں بنا شد در جہاں ۔۔۔ خود پرستی را مبیں جز عین آں

اے طالب صادق! جان کہ اوّل قربِ وصال اور حضور ہوتا ہے۔ اُس کے بعد قبر پر دعوت کے قابل ہوتا ہے اور جو اس طریق سے نہیں پڑھتا ہے بیشک رجعت کھاتا ہے اور بیمار اور مجنون ہو جاتا ہے۔

جاننا چاہیئے۔ بعض ولی اللہ ایسے ہیں کہ آدمی اُن کو خواب میں جانتے ہیں۔ اور ظاہر جسم ان کا مست الست پڑا ہوا ہے۔ اور باطن اللہ کے مشاہدہ اور حضور میں غرق ہوتا

ہے اور بعض ایسے ہیں کہ ظاہری آنکھ خواب میں اور دل بیدار مثل ذاکر دل کے اور مردہ دل کے ہے۔ خواب ظاہر باطن غفلت کے ساتھ خراب ہے ✤

شرح دعوت

اے طالب! جان کہ دعوت کے سات گنج ہیں۔ اول گنج الٰہی عرش اکبر کے نیچے ہے اور دوسرا گنج زمین کے نیچے ہے کہ نقدی خزانہ چاندی سونے کا ہے۔ اور تیسرا گنج دنیا پر ہے۔ اور چوتھا گنج عقبےٰ پر ہے جیسا کہ بہشت۔ اور پانچواں گنج ازل ہے اور چھٹا گنج ایمان ابدی ہے۔ اور ساتواں گنج اللہ تعالیٰ کی معرفت ✤ اور یہ ساتوں خزانے اولیاء اللہ کی قبر کے خزانہ کی کان سے کھولتے ہیں۔ چنانچہ دعوت کا پڑھنے والا اذکر کارگذار شہسوار ہو ✤

اے طالب صادق! جان کہ فقیر کو رجعت مولےٰ تعالےٰ کے چھوڑ دینے سے پیدا ہوتی ہے اور دوسرے کے پیچھے رجوع لانے سے اور علماء کی رجعت خلاف علم سے ہے اور اہل دنیا کی رجعت بخل سے اور جاہل کی رجعت شرک سے اور بادشاہ کی بیدلی سے اور بے انصافی سے، اور صاحب دعوت فقیر وہ ہے کہ نظر کے ساتھ ان تمام رجعتوں کو دفع کرے ✤

جان کہ قبر کی دعوت کا عمل وہ آدمی جانتا ہے کہ قبر کی دعوت کے مرتبوں کو پہنچا ہو۔ کیونکہ قبر مثل شیر کے ہے، قبر پر وہ سوار ہو سکتا ہے کہ جو شہسوار شیر نر ہو۔ اور قبر مثل کوہ طور کے ہے، اس پر وہ سوار ہو کہ مثل حضرت موسےٰ کلیم اللہ کے حضور جانے۔ اور قبر مثل آگ کے ہے، آتش میں وہ جاوے کہ مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہو ✤

جان کہ قبر کے ایک طرف آگ ہوتی ہے اور ایک طرف قبر۔ پس قبر پر قدم رکھنا آگ میں قدم مارنا ہے ✤

لیکن قبر کا عمل تین چیز کے واسطے درکار ہے۔ ایک یہ کہ جب بادشاہ کفار سے لڑائی لڑے۔ دوسرے یہ کہ جہاں ملحد ہوں۔ تیسرے یہ کہ جب اسلام کی عزت نہ ہو۔ ان تینوں وجہوں کے واسطے روا ہے کہ قبر پر سوار ہووے۔ اور قرآن شریف جو جانتا ہو پڑھے مگر یہ کام آسان نہیں ہے، جان فدا کرنا ہے، بہت دشوار ہے حل بیت اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ

لَایَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ یعنی اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں ایک گھر سے دوسرے کی طرف چلے جاتے ہیں ۞

یوصل الحبیب الی الحبیب

حدیث اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ موت ایک پل ہے کہ حبیب کو حبیب کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ اولیاء اللہ کی حیات مطلق فراق ہے اور ممات عین وصل۔ جناب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضور اور ملاقات اور اگر اولیاء اللہ اپنے مراتب باطنی کا احوال دنیا میں دیکھیں، بیشک اپنے ہاتھ سے پیٹ چیر کر اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں۔ اور اگر اہل دنیا اپنے حالات باطنی کو دیکھیں تمام عمر سوائے اللہ کے نام کے اور کچھ نہ کہیں اور دنیا سے ایسے سرد ہوں کہ موت اختیار کریں اور دنیا ہرگز اختیار نہ کریں اس واسطے کہ دنیا مغضوبہ اللہ کی دشمن خدا کی دوستوں کے گھر میں اگر کوئی لاوے تو خدا کے دوست اس کو دشمن جانتے ہیں اور ایک درم بھی نہ لیں۔ اللہ بس ماسوئے ہوس ؎

اسم باھُو یک نقط باھو شود   درد باھو روز و شب باھو شود

اسم ھُو سیف است باھو بر زباں   قتل کن این نفس کافر ہر زمان

اسم باھو گشت باھُو راہبر   پیشوائے شد محمد معتبر

دعوت باطنی کی ترتیب کہ ذکر اور فکر سے ہو۔ پاس انفاس مطلق، مطلق راہ باطنی خاص الخاص ہے۔ حق طلب زندہ دل دعوت میں غرق اور جذب اللہ کے نام کے ساتھ اور دعوت تجلی کہ اسم اللہ کے اسم ذات سے ہوں۔ اُن سے نور کی بوندیں مثل مینہ کی بوندوں کے اللہ کے حروف کے درمیان سے ٹپکتی ہیں۔ چنانچہ حرف الف اور حرف ل اور حرف دوسرا ل اور حرف ہ سے ٹپکتی ہے۔ اور اس کے دیکھنے سے دل کی آنکھ عین الیقین اور ظاہر آنکھ معرفت الٰہی کا سر علم الیقین کی طرف لیجاتا ہے اور جو اس یقین سے بے یقین ہو۔ بیشک کافر ہو ۞

ور تجلی کی تحقیق محمدی طریق سے کرنا چاہیئے کہ بوقت برسنے نور تجلی اللہ کے آس پاس ناری شیطان بہت آتے ہیں۔ آدمی کو بدعت اور شرک اور استدراج اس مقام میں ہے۔ باخبر رہ۔ اس مقام اور احوال میں مرشد دستگیر باخبر کھینچتا ہے۔ زیر وزبر ہونے

سے کہ گمراہی ہے۔ توفیق الٰہی یہ ہمراہی اسم اللہ رفیق ہو جاتی ہے۔ پس متاع مشک کو چھوڑ
اور شریعت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابتدا اور انتہا میں تمام و کمال ہاتھ میں
لے کہ یہی دین ہے اور دعوت ریاست دوسری ہے اور راز دوسرا ہے ؎

دعوت چوں تیر دم از دل بخیر
دم رواں باشد بمثل تیغ تیز

اس دعوت کو تیغ برہنہ کہتے ہیں اور بیان کی کیا حاجت ہے۔ کامل فقیر کو شروع
کرنا چاہیئے۔ اس میں کل مخلوقات اور انبیا اور اولیا کے ارواح اور تمام اہل اسلام کے
ارواح کہ لا الٰہ الا اللہ کے پڑھنے والے ہیں۔ اور حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم مع اصحاب کبار کہ ایک لاکھ تیرہ ہزار اصحاب صفہ اور بدر اور اہل عرب اور عجم ہیں۔ حاضر
ہوتے ہیں۔ اور مؤکل اور ملائک اور اٹھارہ ہزار عالم جنبش میں آتے ہیں۔ اور تمام طبقات
اُس کی قید میں ہو جاتے ہیں ❊

اس دعوت سے کوئی دعوت سخت نہیں ہے۔ اگر زیادہ روز متواتر پڑھے۔ تو حق
جل و علا کی قسم ہے اور اللہ تعالےٰ کی قسم ہے کہ فرشتے اُس ملک اور سرزمین کو ہلا کر
پشت پر ڈال لیں۔ اور زیر و زبر کر دیں ❊

اس دعوت کو کم از کم ایک روز اور اگر سخت کام ہو تو تین روز پڑھے۔ اگر زیادہ
پڑھے تو قیامت تک عمل باقی رہیگا۔ جو شخص اللہ کے کلام میں اور دعوت میں دعائے سیفی
کے شک لاوے کافر ہے اس واسطے کہ دعوت کلام ربانی کی برحق ہے۔ لیکن بشرطا اس کے
کہ بارہ کشتہ نہیں ہوتا اور بود سے نابود نہیں ہوتا اور قابل کیمیا کے نہیں ہوتا بجز کیمیا گر
کامل کے۔ لہذا یہ دعوت بجز ہمنشینی قبر اولیاء اللہ کے دستیاب نہیں ہوتی۔ اور نہ اس کی
رجعت ہو سوائے اجازت مرشد کامل کے ❊

جاننا چاہیئے کہ صاحب دعوت عامل کامل کو کچھ مشکل نہیں ہے کسی بات کا قید میں
لانا اور تابع کرنا علم اکسیر سے علم تکسیر زیادہ ہے اَلْعِلْمُ تَکْسِیْرٌ فَوْقَ الْاِکْسِیْرِ۔
جو اس طریق سے دعوت دیتا ہے ظاہر محتاج اور باطنی غنی ہو جاتا ہے ؎

برہر درے قدمے زند بہر از خدا
نفس را رسوا کند بہر از گدا

اے طالب صادق! جان کہ ہمنشینی قبر سے قرآن پڑھنا مشکل کھول دیتا ہے اور باطن
میں مجلس روحانی اور ہر انبیاء اولیا سے ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ اور مراتب عیسےٰ روح اللہ

تم باذن اللہ کے اور اسما غظم کے اولیاء اللہ کی قبر سے ملتے ہیں اور الہام غرق وحدانیت اور جاری ہونا ذکر اور فکر قرآن سے حاصل ہوجاتا ہے اور علم لدنی اور معرفت ہی اور علم کسبی اور رسمی قرآن کا اولیاء اللہ کی قبر سے حاصل ہوتا ہے۔ اور تمام ملک مثل سلیمان علیہ السلام کے قید میں لانا اور سرنفاذ ظاہری اور باطنی اور عالمگیر بادشاہی دنیاوی قرآن سے قبر اولیاء اللہ سے ظاہر اور حاصل ہوتی ہے اور آدمی عالم عارف ہوجاتا ہے لیکن بحکم اجازت مرشد کامل کے کہ مراتب باطنی اولیاء اللہ صاحب دعوت کے بہت ہیں۔ وہ ہمیشہ چہار لشکر باطنی اس کے گرد بگرد محافظت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھتا ۔

اور چار لشکر یہ ہیں اوّل لشکر ارواح سرور عالم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب کبار اور جمیع احباب۔ دوم لشکر شہدا اور جمیع اما مین شہیدین ابی محمد الحسن وابی عبداللہ الحسین۔ تیسرا لشکر فرشتوں کا جو موکل ہیں۔ چوتھا جنوں کا ۔

اور صاحب دعوت ولی اللہ ہتھیار تیغ اور تیر مع کمان اور سنان نیزہ اور کارد اور بندوق وغیرہ سے آراستہ ہوتا ہے غیب الغیب سے جس کسی پر جذب اور غضب اور قہر کرے اس کا دشمن غیب سے جان پر زخم کھاوے اور اسی درد سے مرجاوے۔ لیکن فقیر کو چاہئے کہ با خبر خدا ترس بردبار رہے اور کسی کو نہ ستاوے کیونکہ حدیث ہے۔ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِاَخِیْهِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْهِ جو شخص اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودتا ہے خود اس میں گرتا ہے ۔

الحبُّ للہ والبغض للہ

حدیث اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ اللہ کے واسطے دوستی اور دشمنی کرے، جو خدا کے دوست کو ستاویگا، دونوں جہان میں خراب ہوگا۔ اور یہ کہ بعض آدمی اہل دنیا پر دعوت پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ کوئی شخص سانپ پر منتر پڑھے۔ اور اپنے حکم میں لاوے۔ ایسے آدمیوں کو ولی اللہ نہ کہنا چاہئے۔ افسوس کرے اور جو کلام پاک کو خلق کے رجوع کے واسطے پڑھتے ہیں۔ اور یہ مطلب دل میں رکھیں کہ مسخر ہوں اور ان سے درم و دینار بطور نذر کے لیں۔ محض رزق اس طور پر رکھیں اور جانیں۔ اور خدائے عزوجل پر اعتبار اور یقین نہ رکھیں وہ شرک اور ریا میں مبتلا ہیں۔ نعوذ باللہ منہا، اللہ تعالےٰ اس فرقے سے نگاہ رکھے ۔

اللہ تعالٰی کا قول ہے وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیَاتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔ میری آیتوں کو تھوڑے سے دام میں مت بیچو ◆

اگر نصیب دنیا میں ہوتا۔ تو فرعون کا نصیبہ بہتر موسٰے علیہ السلام سے بہتر ہوتا۔ صاحب نصیبہ وہ ہے کہ تمام عمر آپ کو ظاہری اور باطنی عبادت میں تصرف کرے چنانچہ معرفت رازکی اور عبادت نماز کی ◆

قولہٗ تعالٰی قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ۔ کہدو (اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کہ دنیا کی پونجی بہت تھوڑی ہے، اور درم و دینار بخیل جمع کیا کرتے ہیں ؎

ہر کہ بر دینِ محمد شُد فدا ۔۔۔ میرسد در مرتبۂ اولیاء

حدیث مَنْ تَکَیٰ بِغَیْرِاللّٰہِ فَقَدْ ھَلَکَ۔ جس شخص نے اللہ کے غیر پر بھروسا کیا وہ ہلاک ہوا ◆

اور سمجھنا چاہیئے کہ صاحب دعوت کو جو کامل ہو، زکوٰۃ اور نصاب اور دور بدور اور بذل ختم کی حاجت نہیں ہے۔ اور پڑھنے کا وقت پہچاننا اور جائے قیام اور رجعت اور عدد اور حساب نیک و بد اور ترک حیوانات جمالی اور جلالی اور کمالی کہ یہ سب وسوسے اور خطرات رجعت کے ناقصوں کو پیدا ہوتے ہیں۔ اس واسطے کہ حاجت کے درمیان حسبتہً للہ اللہ کا نام نہیں لاتے اور مخلوق کے واسطے پڑھتے ہیں اور روپیہ پیسہ لیتے ہیں ؎

با موکل دائرہ عدد و حساب ۔۔۔ از بروج کوکبش شد اکتساب
بہتر آں باشد کہ باحق راز کن ۔۔۔ تا ترا حاصل شود آوازِ کن
کنہ حق دریاب دریا دل شوی ۔۔۔ در ہر قدم ہم چو جہالش میروی
ہر ز موجش دُر ترا زد ربا کشی ۔۔۔ موج دم دُر یک شود یکتا شوی

جان کہ ذکر اور فکر اور مراقبہ اور محاسبہ اور حجرۂ خلوت یہ سب مرتبہ خام اور ناتمام ہیں۔ اس واسطے کہ دل کا حجرہ اور خلوت مٹی کے حجرہ اور خلوت سے بہتر ہے۔ کیونکہ کیونکہ مٹی کا حجرہ کمتر ہے، جس نے پایا دل کے حجرہ سے پایا۔ اور جس نے دل سے پایا گل سے دور ہو گیا۔ بلکہ گل کے حجرہ میں چالیس روز بیٹھنا جہل ہے اور شرک اور کفر ہے کس واسطے کہ کہتے ہیں کہ یہ بات مجھ کو چلّہ سے حاصل ہوئی، خدا کو بھول جاتے ہیں۔ اس سبب سے حجرہ اور خلوت سب استدراج ہے۔ بہتر نہیں ہے کہ ظاہر شریعت کے ساتھ نماز سنت اور جماعت

اور باطنی قوت کے ساتھ طریقت اور حقیقت اور معرفت ظاہر بخلق اور باطن بخالق۔ ہاں چار مرشد ہونا چاہیئے۔ اول مرشد شریعت اور دوم مرشد طریقت اور سوم مرشد حقیقت اور چہارم مرشد معرفت۔ اور اگر ایک ہی مرشد سے ہر چہار مقام حاصل ہوں۔ اسی سے یکتائی کا سبق لے۔ اللہ بس ماسوئے اللہ ہوس ❖

تمام ہونا معرفت الٰہی کا یہ ہے، فقر محمدی وہ راہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے ؎

گر بسنگرم جاں میرو دگر جاں رود چوں ننگرم
حیران در کارے شدم یا بنگرم یا جاں دہم

جان کہ راہ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تماشا بینی ہے۔ خلق کے غوغا اور ہرزہ گردی میں نہیں ہے کہ فقر محمدی سے بہت بعید ہے۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے :-

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ‎ پھر تحقیق تم بعد اس کے البتہ مرو گے اور
ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ❖ ‎ پھر تم قیامت کے دن البتہ اُٹھو گے ❖

اللہ کے نام کے ساتھ مشغول رہ۔ کیونکہ قیامت کے دن ذاکر اور عارف قبر سے اللہ کا ذکر کرتے اُٹھینگے اور بلا حساب اور بلا عذاب بہشت میں داخل ہونگے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی برکت سے ❖

دوسری ترتیب دعوت یہ ہے کہ اول علم دعوت آدمی کو چاہیئے۔ اور علم دعوت علم تکثیر کو کہتے ہیں۔ اور جو علم تکثیر میں عامل ہو نہ اُس کو رجعت ہے نہ زوال۔ اور علم تکثیر چار علم کھولتی ہے۔ علم تفسیر اور علم اکسیر اور علم تاثیر اور علم کلمہ تزکیہ اور تصفیہ اور تخلیہ۔ یہ ہی روشن ضمیری اور مراتب کیمیا نظری کے ہیں کہ نظر کے ساتھ مردہ دل کو زندہ کرتے ہیں۔ کہ اُس کا دل آواز بلند کے ساتھ اللہ اللہ پڑھتا ہے۔ اور کیمیا نظر اُس کو کہتے ہیں کہ ایک نظر میں جاہل کو عالم بنا دے اور علم بخش دے کہ ہر علم سے کشف ہو ❖

مصنف کہتا ہے کہ یہ کیمیا نظری نہیں ہے۔ کیمیا نظری وہ ہے کہ دل کو زندہ کر دے کہ کبھی نہ مرے نور کے ذکر سے، جو کوئی ذکر نور کو پہنچتا ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے مشرف ہوتا ہے۔ یعنی تمام متابعت آنحضرت کو اُٹھا دے یعنی سُنّت کو زندہ کرے اور بدعت کو مارے۔ اُس کو سوائے متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے اور آپ کی راہ کے اور آپ کے راز کے کچھ خوش نہ آوے، اُس کو حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسندیدہ کہتے ہیں اور خدا کی معرفت کا رسیدہ۔ اور فقر بھی یہی ہے ۔

خلقت العلماء و الفقرا

حدیث ۔ خُلِقَتِ الْعُلَمَاءُ مِنْ صَدْرِیْ وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صُلْبِیْ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔

عالم میرے سینہ سے پیدا ہیں اور سادات میری پشت سے ۔ اور فقرا اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں ۔

اور حدیث اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ فقری میرا فخر ہے ۔ اور فقر مجھ سے ہے ۔ بموجب اس کے آیہ کریمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے :۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۔

یعنی صبر میں ڈال دے تو اپنے نفس کو اُن لوگوں کے ساتھ کہ بلاتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام خاص اُسی کے واسطے اور مت ملا آنکھ اپنی اُن سے کہ قصد کرتے ہیں زینت کا دنیا کی زندگی کے لئے ۔ اور مت تابعداری کر اُن لوگوں کی کہ جن کا دل ہمارے ذکر سے غافل ہے اور اپنی خواہشوں کے تابع ہیں اور رہا اُس کا امر ۔

مسکین کی تعریف

حدیث اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مَظْلُوْمًا وَلَا تَجْعَلْنِیْ ظَالِمًا اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْكِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْكِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِیْنِ ۔

اے اللہ مجھ کو مظلوم گردان اور ظالم مت گردان ! اے اللہ ! مجھ کو مسکین جلا اور مسکین مار اور میرا حشر مسکینوں کے زمرہ میں کر ۔

اور مسکین اُس کو کہتے ہیں کہ سوائے اللہ کے نام کے اپنے ملک میں کچھ نہ رکھے ۔ یا یہ کہ اُس کا ملک خاک ہے ۔ زمین پر جہاں بیٹھ جاوے ۔ پس مسکین فقیر عارف باللہ کو کہتے ہیں ۔

اور اولیا مفلس فی امان اللہ کو کہتے ہیں۔ چُنانچہ حَلَالُھَا حِسَابٌ وَ حَرَامُھَا عِقَابٌ مشہور ہے اور اولیاء اللہ مفلس ہے کہ وہ کسی کو شمار میں نہیں لاتا۔ اور نہ کچھ رکھتا ہے۔ اور نہ منہ حساب کے میدان میں لاتا ہے۔ چُنانچہ اللہ تعالےٰ کا قول ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور اولیاء اللہ ان احوال سے پہچانا جاتا ہے کہ ہمیشہ اللہ کے ساتھ غرق ہو اور سر واسطے سجدہ کے اور تن واسطے طاعت کے۔ اور زبان واسطے ثنا کے اور دل واسطے ذکر کے اور آنکھ واسطے دیکھنے معرفت کے اور روح واسطے فکر فیض کے جیسا کہ فیض آفتاب کا ہے اور قدم واسطے زیارت مومنین کے اور کمر واسطے باندھنے ہر امر معروف کے اور کان واسطے سننے کلام الہٰی کے رکھتا ہو۔ باقی اللہ بس ماسوئے اللہ ہوس +

پس اولیاء اللہ عارف باللہ کو سرود اور نغمہ مطرب اور حسن پرستی مطلق خلاف ہے کہ ان ناشائستہ امور کو وجود میں کہاں جگہ دے ؎

غیر مولےٰ نیست در دل جائے من ہر چہ بینی غیر مولےٰ راہ زن

؎ نغمہ سرودے ہست از نفس ہوا طالبانِ ایں ہوا دور از خدا

اور جو شخص کہ گناہوں سے باز نہ آوے اور رات دن پشیمان نہ ہووے اور تائب نہ ہووے معلوم ہوا کہ اُس پر نفس غالب ہے۔ پس اس کا علاج یہ ہے کہ ہر روز اسم اعظم پڑھے اور دِل میں فکر کے ساتھ ذکر کرے کہ اُس کی لذت سے اور ذکر کے غلبہ سے نفس مغلوب ہو اور تمام عمر پھر گناہ نہ کرے۔ اور جو معرفت کی راہ سے سلب ہوا ہو یا معرفت کی راہ اس کو نہ کھووے اور ہر ذکر اور ہر عبادت سے اُس کو حجاب ہووے۔ اُس کا علاج یہ ہے کہ اسم اللہ کا تصور زبان کے ورد کے ساتھ اور روح کے ورد کے ساتھ پکڑے اور پڑھے اس کا حال، حال پر اور کشائش پر ہو جائیگا۔ اور معرفت مولےٰ پر پہنچیگا کہ وہم اور فہم میں نہ سماویگا۔ اور جس کسی کی دعوت جاری نہ ہو اور جو پڑھے رجعت پیدا ہووے +

ذکر اللہ کی ترکیب

اُس کا علاج یہ ہے کہ آدمی رات کو جنگل میں جاوے اور دریا کے کنارہ پر پہنچے۔ اور دوگانہ بارواح پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پڑھے اور حرف اسم اعظم اللہ کا اسم محمدؐ کے ساتھ چند بار از تکرار کرے تاکہ سیاہی اُس کے دِل کی دور ہووے

اور موکلاں جنونیت اہل اسلام خاکیوں کے ارواح کے ساتھ باطن میں اُس کے ساتھ ملاقات کریں اور مقصد کو پہنچے اور اس کا نفس تابعدار ہووے ؎

نفس چوں غالب شود بردل کہ تعبیرش بپرس
شحنہ چوں ظالم شود دہ را خرابی اکبر است

جان کہ تین مقام سے نکلنا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ ایک دُنیا دار سے تارک اور فارغ ہونا مشکل ہے جیساکہ کافر کو کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنا مشکل ہے۔ دوسرے اہل کشف کو کہ ہر مرد کے ساتھ اخلاص کرے واسطے رجوعات خلق کے اور زیادتی دُنیا کے۔ چنانچہ یہ مقام طریقت کا ہے اور طریقت کے مقام میں بالکل نفس کی آسائش ہے نام اور ناموس کے ساتھ اور حقیقت اور معرفت کو پہنچنا مشکل ہے کہ اہل طریقت آپ کو حضور جانتے ہیں۔ لیکن بہت دُور ہیں سوائے دستگیری مرشد کامل کے کب حضور ہو سکتا ہے تیسرا مقام دعوت پڑھنے کا وجود خام کو مشکل ہے کہ بعض دعوت پڑھنے سے موکلان جنونیت دیوانے ہو جاتے ہیں۔ اور بعض پریشان اور سرگردان ہمیشہ سیر اور سفر میں اور بعض دعوت سے اہل بدعت اہل شرب تارک الصلوٰۃ مطلق جنونیت عالم غیب سے خراب اور بعض کو فقر مکب حدیث نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ فَقْرِ الْمُكِبِّ پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کے ساتھ فقر مکب سے حدیث اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِی الدَّارَیْنِ فقر دونوں جہان کی روسیاہی ہے۔ اور بعض کو تمام دنیا دعوت سے حاصل ہوتی ہے جیساکہ خزانہ ظاہر اور باطن۔ یہ بھی دعوت سے رجعت کھا کر ہوتا ہے کہ دنیا کا تمام و کمال ہونا بمرتب فرعون کے ہیں کہ انا اور شرک میں پڑجاوے کہ کسی مفلس نے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى میں تمہارا رب برتر ہوں نہ کہا اور دعوت دریائے عمیق ہے اور لائق پڑھنے صاحب توفیق کے ہے اور صاحب توفیق ولی اللہ کو چاہئے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے حرف کے تصور میں رہے۔ یہاں تک کہ بیہوش ہو جاوے۔ اور اس کے دریائے عمیق میں غرق ہو جائے اور مشاہدہ تجلیات کی تحقیقات کا دیکھے کہ باطن اُس کا ظاہر ہو اور پایہ کہ اُس کے حرف سے دل میں الہام ہووے۔ پس جب اس کیفیت پر پہنچے تو سمجھے کہ یہ حرف اعظم ہے ◆

پس اے طالب! جاننا چاہئے کہ تیس حرف عرش اعظم کے آس پاس جو لکھے ہوئے ہیں۔ پس انہیں تیس حروف سے تیس ہزار علم پیدا ہوئے ہیں۔ اور اُن علموں کو سوائے حضور

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی نہیں جانتا ہے +

پس علم کشف اور علم معرفت اور علم لدنی کسی کو بغیر اجازت حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل نہیں ہوتا۔ اور نہ بغیر مطالعہ حروف عرش کے کسی کو حاصل ہوتا ہے ۔

پس جو کوئی ان میں سے ایک حرف کو عرش کے حروف سے حاصل کرے تو اُس کو چاہیئے کہ حرف الف سے حاصل کرے۔ پس جو کوئی حرف الف سے حاصل نہ کریگا۔ وہ ہرگز کامیاب نہ ہوگا۔ اور نہ منزل مقصود پر پہنچیگا +

چونکہ صوفیہ کہتے ہیں کہ حرف الف کا تعلق ذات سے ہے اور باقی جو حروف ہیں وہ سب الف کی صفات ہیں، پس جب طالب کو ذات سے تعلق پیدا ہوجائیگا تو صفات خود بخود حاصل ہوجائینگے + اور سراپردۂ ظاہری اور باطنی آنکھ کا اس علم سے واضح اور روشن ہوتا ہے۔ لیکن اس شرط سے کہ اس علم کے تیس حرف سے ایک حرف مثل دائرہ حاضرات روحانیت کے کشف اور کرامات اور مقامات ذات اور صفات کل جزو کا تصور اور تصرف ہیں ہے۔ اور ان تیس حروف کی تیس کنجیاں ہیں، اُن کنجیوں کو صاحب خزانہ کا جانتا ہے اور کیا جانے اہل تقلید سے کہ یہ راہ ہے۔ اور اگر کسی کو نصیب نہ ہو۔ بے نصیب ہے۔ پس نصیب تیس حرف کے علم سے ہے۔ اور جو کوئی اس علم کو رات دن مطالعہ میں لاتا ہے تو یہ مطالعہ لوح پر لیجاتا ہے۔ اور لوح کے مطالعہ سے اللہ میں غرق ہوتا ہے۔ اور اللہ میں غرق ہوکر عارف باللہ ہوجاتا ہے۔ اور مرتبہ عارف باللہ کا بیحد اور بے شمار ہے جو وہم میں اور فہم میں نہیں سماتا ہے اور وہ مقام لی مع اللہ کا ہے +

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ
نہ گنجد در مقام لی مع اللہ

جیساکہ حدیث ہے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ اللہ کے ساتھ مجھ کو ایک ایسا وقت ملتا ہے۔ کہ اُس میں مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں سماتا اور علم منطق اور معانی اور جو علم کہ جانتا ہے۔ اور پڑھتا ہے، علم ظاہری اور باطنی اور معرفت ربانی سے ان تیس حرف میں سے پس کوئی چیز باہر نہیں ہے۔ لیکن مرشد اور اُستاد کامل چاہئے مثل پڑھنے والے سورہ المزمل کے، جو کوئی سورہ المزمل کو پڑھتا ہے وہ دونوں جہان میں

کامل ہوتا ہے اور مکمل بنتا ہے۔ اور وہ تیس حروف یہ ہیں :-

۱	۲	۳	۴	۵
تصور ا	تصور ب تصرف	تصور ت تصرف	تصور ث تصرف	تصور ج تصرف
۶	۷	۸	۹	۱۰
تصور ح تصرف	تصور خ تصرف	تصور د تصرف	تصور ذ تصرف	تصور ر تصرف
۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
تصور ز تصرف	تصور س تصرف	تصور ش تصرف	تصور ص تصرف	تصور ض تصرف
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
تصور ط تصرف	تصور ظ تصرف	تصور ع تصرف	تصور غ تصرف	تصور ف تصرف
۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵
تصور ق تصرف	تصور ك تصرف	تصور ل تصرف	تصور م تصرف	تصور ن تصرف
۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
تصور و تصرف	تصور ہ تصرف	تصور لا تصرف	تصور ء تصرف	تصور ی تصرف

اور یہ تیس ۳۰ حرف عرش کے آس پاس لکھے ہیں اور ہمیشہ اُس میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رہے ہیں۔ بغیر حکم اور اجازت حضرت پیمبر صاحب کے جاری نہیں ہوتے ہیں اور عمل میں نہیں آتے۔ اور تاثیر نہیں کرتے۔ لیکن یہ طریق سے رواں ہوتے ہیں ایک یہ کہ سات حرف واسطے شمشیر کے کہ واسطے قید میں لانے ملک بادشاہ کے کہ ظل الٰہی ہے اور سات حرف واسطے معرفت اور توحید الٰہی کے کہ مرتبہ اہل اللہ عارفان باللہ کا ہے۔ اور سات حرف مطلق کلید ہیں کہ خزانہ اللہ کے ظاہر اور باطن حوالہ فقیر صاحب نظیر ولی اللہ کے ہیں۔ اور سات حرف واسطے دعوت کے موکل اور جنوں اور ارواح خاکیوں اہل اسلام کے قید میں لانے کو اور ہر علم کی کشائش اور دنیا کے درجوں کی ترقی کو کہ مرتبہ بندوں کے ہیں۔ اور ان ہر ایک کو مرشد کامل عرش اکبر کے حضور میں خواب میں یا مراقبہ میں لیجا کر لوح سے اگر واقف نہ کراوے۔ اور حضرت پیمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ دلاوے اور طالب کو روز اوّل نصیب نہ کراوے اُس کو مرشد نہیں کہ سکتے کہ مرشد ہونا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ مرشدی اور طالبی میں اللہ کا عظیم اسرار ہے۔ اللہ بس اور ماسوے اللہ ہوس +

اے طالب صادق! جان کہ تیس حرف چار قسم کے ہیں۔ چنانچہ سات واسطے توحید الٰہی

مراتب باطنی کے، اور سات حرف واسطے کشائش علم ظاہری کے اور تفسیر کے اور سات حرف واسطے علم دعوت تکثیر کے اور نو حرف واسطے علم کیمیائے اکسیر کے جو ان حرفوں کو پڑھے موکل حاضر ہوں۔ اور آواز دیتے ہیں اور ترتیب کیمیائی درست کرتے ہیں کہ ہرگز اس میں خلاف نہیں ہوتا یہ سب آسان کام ہے اور دنیا فانی بے اعتبار ہے اور محنت ایک رات دن ہے۔ اور ہمیشہ حوس کیمیا کی طلب میں مرے ہیں۔ اور مطلب کو نہیں پہنچے اور ایمان اپنے ساتھ نہیں لیگئے ہیں۔ پس مولے کی طلب کر کہ کلیہ مقصود ہے۔ جو مولے کے سوائے طلب کرتا ہے مجنون مجحوب اور مجذوب ہے ❖

دیگر ترتیب دعوت کی کہ ویرانہ میں جائے کہ جہاں ریگ ہے۔ اور اس میں نقشہ روضہ مبارک آراستہ کرے اور قبر مبارک بناوے بطریق نمونہ کے کہ درج ذیل ہے اور جو کہ گرد روضہ شریف کے لکھا ہے پڑھے۔ انشاء اللہ بحرمت روح مقدس حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کام میسر ہوگا۔ جو شک لاوے کافر ہے، نعوذ باللہ منہا۔ اور وقت پڑھنے کے روح القدس پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم کی حاضر ہوتی ہے۔ بلکہ خوانندہ عارف باللہ مشرف بزیارت کرتا ہے اور جواب پاتا ہے ❖

نقشۂ روضۂ مقدس آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الٰہی بحرمت روضۂ مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]
محمد رسول اللہ
الٰہی بحرمت مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
مزار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ
مزار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
مزار شریف سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ وملٰئکتہ [illegible]
[illegible] امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً ۝

علم اکسیر کی بحث و طریق دعوت

اور اگر کوئی چاہے کہ کام دینی اور دنیوی مثل علم اکسیر کے اشارہ کے ساتھ جلد مقصود کو پہنچے۔ اور مہم اور کار بستہ اس طریق کے ساتھ دعوت پڑھنے سے ایک دم میں یا ایک لحظہ میں یا رات دن میں یا انتہا ایک ہفتہ تک حاصل ہو ۔

چاہئے کہ رات کے وقت یا دن میں جنگل میں ہووے جہاں ریگستان ہو۔ اس ریگ ریگ پر قبر بناوے اور قبر کے آس پاس پانچ نام لکھے۔ چنانچہ قبلہ کی طرف نام پاک حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لکھے۔ اور ہر چہار طرف نام حضرات اصحاب کے چنانچہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور بعد اُس کے دوگانہ نیاز نفل بارواح مبارک حضرت محمد رسول اللہ مع اصحاب کبار شروع کرے۔ رکعت اول میں چھٹے بار سورہ یٰس اور رکعت دوم میں پانچ بار پڑھے۔ اور شروع نماز میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مع اصحاب کبار حاضر جانے جس نیت سے پڑھیگا حاصل ہوگی ۔

اور اگر واسطے قہر اور غضب دشمن کے پڑھے، شہر اور مقام اور زمین وہاں کی قیامت تک ویران رہے۔ اور اگر واسطے آبادی کے پڑھے، قیامت تک آباد رہے۔ اس دوگانہ کو مستجاب کہتے ہیں ۔

نمونہ قبر مبارک کا یہ ہے

طریق دعوت

ط	ا	ل	ب
ط طالب طمع از جان بردارد واز حرف ط طاعت بسیار کند	ا طالب صادق صدق الاصفا با وفا واز حرف ا ارادہ صادق وارد۔	ل طالب لا یحتاج لاف زند از نفس انصاف دہد واز حرف ل لائق لقاء رب العالمین شود	ب طالب بد بخش از دانش بہرا یا مثل آئینہ بنماید واز حرف ب دایم باادب باشد
م مرشد از حرف م مرد میدان ازل ابد پہلوان دفع کند از خاک نفس شیطان محو معرفت عارف باللہ	ر واز حرف ر راز بخش رب العالمین . .	ش واز حرف ش شاہد حال در وصل حق لازوال .	د واز حرف د دوام غرق بحق باشد . .

تشریح جو مرشد کہ اللہ کے طالب کو حضور میں حضرت نبی اللہ کے نہ کرے مثل شیطان کے ہے اور مرشد صاحب نظر چار نظر سے ناظر ہوتا ہے۔ اللہ کے وصال کو حضوری حق کہتے ہیں۔ اور صاحب نظر متوجہ راز حقیقی ہے۔ اگر علماء کی جانب عامل نظر کرے۔ علم باطنی معرفت الٰہی کل اور جزو واضح ہووے۔ اور وہ عالم عارف باللہ کامل ہو جاویں اور بلا ریاضت اور محنت مشقت کے اور بلا ذکر اور فکر کے اور بلا مراقبہ اور محاسبہ اور بلا مکاشفہ کے صاحب خزانہ ہوں۔ اور علم معرفت کہ سینہ میں آوے۔ علم رسمی سینہ سے زبان کھل جاوے۔ اور اگر صاحب نظر توجہ سے راز الا اللہ کے جاہل کی طرف نظر کرے۔ تو علم ظاہری اُس کو ظاہر ہو جاوے مثل حضرت خضر علیہ السلام کے۔ اور اگر صاحب نظر اہلِ دنیا کی طرف نظر کرے تو اُس کے دِل پر خوف الٰہی اور ڈر قیامت کے حساب کا ایسا پیدا ہووے کہ یکبارگی دُنیا کو ترک کر دے اور فقیری میں قدم رکھے اور تمام عمر فقر محمدی کو اختیار کرے۔ اور واصلانِ حق سے ہو جاوے۔ اور اگر مفلس اور عاجز کی طرف نظر کرے، ایسا غنی ہووے۔ کہ تمام عمر دُنیا میں کسی کا محتاج نہ ہو۔ مگر ایسا ناظر خام ہے، کیونکہ بسیاری دُنیا خواری ہے ناظر وہ ہے کہ اُس سے تمام مطالب ناظر کے پیدا ہوں۔ ایک نظر میں اپنے طالبوں کو اسرار ربوبیت پہ پہنچا دے۔ مثل مجموعہ پانچ نظر کے کہ بالا لکھا گیا۔ اُس کی ایک نظر میں ہووے ؎

چوں پنج نظرش یک نظر شد یک وجود	از پنج پنجہ پنج گنج یافت زود

ہر را خود با داد نظرش با خدا   نظر اللہ می برد آنرا بحضرت مصطفٰے

جو یکتائی سے نظر کی یکتائی کے ساتھ حق کو پہنچا تو خودی اور بدخوئی اُس کے وجود سے اُٹھ جاتی ہے اور نیستی سے ہست ہوتا ہے کہ اس مقام میں ہستی مع اللہ ثواب اور نیستی مطلقاً عذاب ہے یعنی ہستی اسلام برحق ہے اور نیستی کفر باطل ❖

مرشد کامل وہ ہے کہ حق کی طرف لیجاوے اور مرشد ناقص شیطان ہے۔ کہ باطل کی طرف کھینچتا ہے یعنی حق اور باطل سے ❖

پس اے طالب حق! جان کہ حق کس کو کہتے ہیں۔ اور باطل کس کو، یعنی حق فقر محمدی ہے کہ فخر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور باطل دنیا مال فرعون کا ہے جس پر فرعون نے فخر کیا ہے۔ اور مجلس انسان اور شیطان کی راست نہیں آتی ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے:

شیخ کامل کی حقیقت

حدیث۔ جَعَلْنَا شَيْخَ الْكَامِلَ نَافِعَ الْإِنْسَانِ كَمَا جَعَلْنَا نَبِيَّ آخِرِ الزَّمَانِ وَجَعَلْنَا شَيْخَ النَّاقِصَ خَاسِرَ الْإِنْسَانِ كَمَا جَعَلْنَا رَجِيْمَ الشَّيْطَانِ ❖

یعنی پیدا کیا ہم نے شیخ کامل کو نفع پہنچانے والا انسان کا جیسا کہ نبی آخر الزمانے کے یعنی محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور پیدا کیا ہم نے ناقص پیر کو خسارہ میں ڈالنے والا انسان کا جیسا کہ شیطان سنگسار ❖

پس جاننا چاہیئے کہ ہفت سالہ خدمت مرشد کامل کی بہتر ہے تمام عمر کی عبادت سے جو عبادت کہ کثرت کے ساتھ ہو۔ خدمت مرشد سے انسان ہو جاتا ہے۔ پس اُس ایک ساعت کی ساعت دوام عبادت سے بہتر ہے کہ کسی وجہ سے نفس خلاف نہیں چلتا۔ اور آدمی کو نفس سے چھٹکارہ نہیں ہوتا ہے۔ سوائے خاص اخلاص حاصل ہونے کے، چنانچہ حدیث قدسی ہے:-

كُلُّ الْعَالَمِيْنَ اَمْوَاتٌ اِلَّا الْعَامِلِيْنَ وَكُلُّ الْعَامِلِيْنَ اَمْوَاتٌ اِلَّا الْخَائِفِيْنَ وَكُلُّ الْخَائِفِيْنَ اَمْوَاتٌ اِلَّا الْمُخْلِصِيْنَ ❖

یعنی تمام عالم مُردہ ہیں۔ مگر عمل کرنے والے اور تمام عمل کرنے والے مُردہ ہیں۔ مگر ڈرنے والے اور تمام ڈرنے والے مردہ ہیں۔ مگر خالص لوگ ❖

اور خالص خاص اُس کو کہتے ہیں کہ اُس کے وجود میں ذکر خفیہ بے قیاس ہو۔ جیسا کہ دریا آبِ رواں کا بلکہ اُس کی ہر رگ ایک دریا اور ہر رونگٹا ایک موج مارے اللہ اللہ اللہ اللہ کے کہ خود سُنے اور دوسروں کو سُنا دے ۔

شرح طالب کی کہ حرف ط۔ سے طیرِ وجود۔ اور جو کہ طیرِ وجود کے ساتھ ہے ۔ وہ ایک وجود واجب الوجود کے ساتھ ہے اور حرف الف سے امان اللہ اور حرف ل سے لااحتیاج اور حرف ب سے بہرہ نہ دے نفس کو، سوائے لذت اپنے گوشت کھانے کے اپنے وجود کے ۔

گوشت کی تعریف

(معنی لذت لحم)

دُنیا میں چار گوشت اور چار مزے ہیں۔ اُن چار گوشت سے جیسا کہ واقع ہوا ہے۔

لَحْمٌ بِاللَّحْمِ وَلَحْمٌ فِي اللَّحْمِ وَلَحْمٌ فَوْقَ اللَّحْمِ وَلَحْمٌ كُلُّ اللَّحْمِ ۔ ایک گوشت گوشت کے ساتھ، اور ایک گوشت گوشت میں، اور ایک گوشت گوشت پر اور ایک گوشت تمام گوشت ۔

ہر کہ بخورد گوشت جانِ خویش را　　صد ہزاراں لذت درویش را

اور جو کوئی وحدانیت کی تحقیق سے ظاہر اور باطن میں ہر چہار ذکر کے ساتھ ایک وجود نہیں ہوتا اُس کو ذاکر نہیں کہہ سکتے ۔ اور جو کوئی دنیا کی محبت سے سرگرداں ہو کر نہ نکلے تو رات دن اُس کو ملازمت حضرت پیغمبر صاحب کی میسر نہیں ہو سکتی۔ اور مرشد لائق ارشاد کے وہ ہے کہ اللہ کے طالب کو سات چیزوں سے نکال ڈالے ۔

چنانچہ اوّل گانے بجانے کے شوق سے اگرچہ آواز داودی لحن کی ہو۔ دوسرے غفلت سے اور غفلت ملک دُنیا سے ہے۔ اگرچہ دُنیا ملک سلیمان ہو۔ اور تیسرے بخل سے اگرچہ بخیل کے پاس قارون کا خزانہ ہو، سیر نہ ہو۔ اور چوتھے قیل و قال سے۔ اگرچہ قیل و قال علم اور فقہ کے مسائل کی ہو۔ اور پانچویں ہوا سے اگرچہ ہوا عرش کے سیر کی ہووے۔ اور چھٹے ترک صلوٰۃ سے اگرچہ تارک الصلوٰۃ مثل شیطان کے ہو اور صاحب شراب کو بھی نظر سے سیراب کر دے۔ اور ساتویں تحصیل علم سے اگرچہ علم بلعم باعور کا ہو ۔

معرفت الٰہی کے مرتبوں پر ایسا مستغرق ہو کہ ظاہر زبان بستہ ہو، اور اگر زبان کھولے تو اللہ کے نام سے کھولے۔ مرشدی اور طالبی میں بڑا اسرار ہے اور قلب کی حرکت آواز بلند کے ساتھ ذکر قلب نہیں ہے بلکہ یہ دل کی بیماری میں داخل ہے۔ یہاں تک کہ دل سے راز ربوبیت حقیقی کے مشاہدہ کا پیدا نہ ہو اور ذکر جاری نہ ہو کچھ نہیں ہے۔ اور اگر طالب مرشد سے مولےٰ کی حضوری کی طلب نہ کرے وہ مولےٰ کا طالب نہیں ہے۔ اور جو مرشد کہ طالب کو دوام حضور حاصل نہ کرا دے وہ مرشد نہیں ہے۔ اور اگر طالب، مرشد کو ظاہر اور باطن میں اپنی شہ رگ سے نزدیک نہ جانے مطلوب کو نہیں پہنچتا۔ مگر راہ حضوری کی اسم ذات کے تصور سے اور اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم سرور کائنات کے تصور سے ہو یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور جو کوئی راہ حق کے حضور سے منکر ہوتا ہے، کافر ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا ❖

اسم اعظم کی دعوت

اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آوے کہ کسی طرح آسان نہ ہو۔ چاہیئے کہ انگشت نر کے ناخن پر اسم اعظم لکھے اور اس پر نظر رکھے اور چند مرتبہ پڑھے اور سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر پڑھے۔ حقیقت معلوم ہو گی۔ اور اگر متواتر پڑھیگا کار بستہ کی کشائش ہو گی۔ اور ہر مقصد پورا ہو گا۔ اللہ تعالےٰ کے کرم سے۔ اس دعوت کو طرفۃ العین کہتے ہیں ❖

اور اگر کوئی شخص اللہ کا طالب اسم اللہ کے تصور سے اور یا عطائے فیض اللہ سے اور یا مرشد کامل کی نظر سے تزکیۂ نفس اور تزکیۂ قلب اور تجلیۂ روح اور مشاہدہ سر حاصل کرے۔ تو ان علم کی برکت سے طالب کا پردہ باطنی کھل جاوے۔ اور معرفت کی آنکھ ظاہر ہووے اور پردہ ظلمانی کی تاریکی سے اسم ذات کی برکت سے باہر آجاوے۔ اور مشاہدہ طبقات ارضی و سماوی کا عرش سے تحت الثرےٰ تک نمودار ہو۔ اور جو چیز کہ آدمیوں پر پوشیدہ ہے بشرح خاص کو دیکھے۔ چنانچہ باطن میں ظاہر ہووے۔ اور معرفت مولےٰ کی راہ سے ہر ایک کو شرح بتا دے اور اس کے احوال کو موافق قرآن اور حدیث کے بیان کرے۔ مگر راہ تحقیقات کی اسم ذات سے ایک مرتبہ ہاتھ میں لانا آسان نہیں ہے۔ لیکن توحید کی معرفت کا دریا ابتدا سے انتہا تک نگاہ رکھنا بہت مشکل اور دشوار ہے کہ اندر دریائے معرفت توحید الٰہی کے دل کے ساتھ موج مارے، اور طغیانی میں جوش اور خروش کے ساتھ ہے۔ اور عارف باللہ خاموش مرد عارف

وسیع حوصلہ ہم صحبت نبی علیہ السلام کا دریانوش ہے۔ مگر ان مقامات معرفت الٰہی کو کم حوصلہ خودفروش کیا جانے۔ اور عارف کا ہر رفتگشا شوق۔ کے لشکر کا فوج فوج ہے ؎

مرد آں باشد بپوشد خویش را	راہِ عرفاں ایں بود درویش را

جاننا چاہیئے۔ کہ ہر ایک مقام اس منزل کا پُر آفت ہے، کیونکہ طے کرنا راہِ فقر باطنی کا آسان نہیں ہے۔ بلکہ اس راہ میں ہزاراں ہزار اور بیشمار غار ہیں۔ پس یہاں مرشد کامل چاہیئے کہ صاحب صدق اور یک دل اور یک رنگ ہو۔ لیکن صدق اور یقین طالب کا ہمیشہ نفس کی نیکی اور بدی سے ہے۔ اور جو کہ نیکی اور بدی مرشد کا طالب اور جاسوس ہے۔ وہ مدعی سرکش جان مرشد کا دشمن ہے مرشد کے اختیار میں نہیں ہوتا ہے۔ ایسے طالب مردود اور بمقصود کو طالب نہیں کہہ سکتے۔ اور طالب حقیقی حق پرست خدا کی وحدانیت کا مست ہزاروں میں ایک ہوتا ہے ورنہ یوں تو بیشمار ہیں۔ طالب ہونا آسان کام نہیں ہے۔ مولےٰ کی طلب میں بڑا اسرار ہے ؎

طالباں را از طلب معلوم کن	زاں طلب معلوم کردن ہر سخن

طالب کی حقیقت

طالبوں کو طلب سے معلوم کر اور اس سے ہر بات معلوم کرلے۔ طالب مُردار دُنیا جیفہ کے بہت ہیں۔ اور باہوس بہت ہیں۔ طالب مولےٰ مثل خاک کے مُردہ نفس اور زندہ دل اور روح پاک ہوتا ہے مرشد کے پاؤں کی خاک پلکوں سے جھاڑتا ہے جس کا نفس مرشد کی نظر سے کھنچ جاتا ہے۔ اگر طالب جانفشاں نہ ہو تو وہ طالب اپنے مطلب کے ساتھ راہزن ہے ؛

اے باھُو باخبر رہ۔ طالب بدسنت مت ہو۔ بصورت شیطان کی فریب دینے والی ہے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ طالب بدکردار اور عورت قحبہ خوار سے دونوں جہان کی خرابی ہے۔ بلکہ دشمن ایمان اور دُوسرا شیطان ہے ؛

اے آدم کی اولاد شیطان کو مت پوجو، وہ تمہارا بیّن (ظاہر) دشمن ہے ؛	قولہٗ تعالیٰ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ؛

اور علم سے سب چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور علم جاننے کو کہتے ہیں۔ اور جس نے جانا دیکھا۔ اور جس نے دیکھا اعتقاد اور اعتبار لایا یعنی جاننے سے اور دیکھنے سے حق کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور وہ دیدہ اور چشم حق بیں ہو جاتی ہے۔ اور علم بھی دو قسم کا ہے۔ علم رسم یعنی زبان سے پڑھنا اور آنکھ سے دیکھنا، اس میں سراسر شور و فغاں ہے۔ اور علم معرفت باطنی توحید الٰہی بے زبان کے پڑھنا اور بے آنکھ کے دیکھنا مراقبہ میں غرق، مشاہدہ مطلق کے ساتھ خاموش *

جاننا چاہیئے کہ یہی راہ فقر کی ہے کہ ابتداء میں دعوت اور مجاہدہ کرے۔ اللہ کا طالب مجاہدہ اور دعوت سے عامل کامل ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی برکت سے اُس کی زبان سیف اللہ ہوتی ہے کہ جو زبان سے نکل جاتا ہے، ہو جاتا ہے *

اور جب اللہ کا طالب مقام ذکر اور فکر اور مراقبہ میں عامل کامل ہو جاتا ہے۔ بعد اس سے مقام توجہ میں آتا ہے۔ اور توجہ وہم سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وہم خیال سے اور خیال قرب وصال۔ اور قرب وصال مشاہدہ غرق فنا فی اللہ بقا باللہ سے تعلق رکھتا ہے اور جو اس مقام میں پہنچتا ہے۔ اُس کے وجود میں چون و چرا اور خودی اور غرور اور تمنی نہیں رہتی ہے *

مثل ہے کہ جو بادشاہ کا مصاحب بادشاہ سے ہمکلام ہو۔ وہ آدمی عام آدمیوں سے ہمکلام نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر زبان کھولتا ہے تو سوائے بادشاہ کی بات چیت کے اور کچھ اس کی زبان پر جاری نہیں ہوتا۔ پس عارف باللہ ہم سخن خدائے تعالےٰ سے ہوتا ہے دوسرے سے بات نہیں کرتا ہے۔ خدا سے بات کرتا ہے۔ خاموشی اور خلوت سے جگر کے خون کا نوش رکھتا ہے اور آپ سے بیہوش رہتا ہے۔ اور غیر سے فراموشی، بات بجز حق کے ادا نہیں ہوتی "فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ" "پس ذکر کرو تم میرا ذکر کروں گا میں تمہارا" دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنا نقصان ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهُ "جس شخص نے اپنے رب کو پہچان لیا اُس کی زبان بند ہوگئی" ان لوگوں کی شان میں ہے۔ اور ان کے مرتبہ احوال سے اہل دُنیا مردہ دل پریشان ہے *

جاننا چاہیئے کہ اکثر آدمی آپ کو ذاکر کہتے ہیں۔ حالانکہ پانچ آدمی خدائے تعالےٰ کے ذکر سے محروم ہیں (۱) صاحب شرب (۲) طالب دنیا، اگرچہ وجہ حلال سے ہو (۳) وہ کہ فقر سے

دوستی نہ رکھتا ہو۔ یعنی خدا کی راہ میں فدا نہ ہو (۴) وہ کہ خدائے تعالٰے اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دنیا کو بہتر جانے کہ راہ مولے میں تصرف نہ کرے (۵) وہ کہ منکر ہووے از امر و معروف ۰

دنیا کی محبت کی خرابی

قولہ مصنف اَلرِّیَاءُ وَالزِّنَاءُ وَشُرْبُ الْخَمْرِ وَحُبُّ الدُّنْیَا یَاْکُلُ الْاِیْمَانَ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ۰

ریا اور زنا اور شراب پینا اور دنیا کی محبت ایمان کو ایسا چاٹتی ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو ۔ اور ان سب سے بدتر دنیا کی محبت ہے ۰

قولہ تعالٰی یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلَی النَّارِ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیٰوتِكُمُ الدُّنْیَا ۰

فرمایا اللہ تعالٰے نے جس روز کہ پیش کئے جاوینگے۔ وہ لوگ کہ جنہوں نے کفر کیا ہے آگ کے سامنے کرلیجاؤ تم اپنے طیبات کو جو دنیا کی زندگی میں کئے تھے۔

یعنی حق تعالٰے فرماتا ہے قیامت کے دن بیگانوں کو کہ دنیا میں کوئی آرزو دل میں نہ چھوڑی ہو، نہ حلال سے اور نہ حرام سے اُن کو آگ میں جلا دیں اور کہو اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیٰوتِكُمُ الدُّنْیَا (کرلیجاؤ تم اپنے طیبات کو جو دنیا کی زندگی میں کئے تھے) کہ تمام خوشیاں اور آرزوئیں کہ دنیا میں تھیں تم نے دیکھیں آج قیامت کے دن تم کو بہ سبب کفران نعمت کے خوار کرنے والا عذاب ہے کہ تم کو ہم خوار کریں ۰

مصنف کہتا ہے کہ دنیا کا ترک کرنا مقام اعلٰے اور حق تعالٰے کی قربت کا ہے جو اس مقام میں پہنچتا ہے۔ وہ وہم اور خیال میں نہیں سماتا ہے ۰

پس اصل مرشد کامل وہ ہے کہ جو جو اللہ کے طالب کا اللہ کے نام سے ملا دے اور مع اللہ میں شامل اور مقامات جزو کل ابتدا اور انتہا طرفۃ العین میں ہر طریق سے کھادے اور صاحب احوال بنائے۔ یہ طریق مرشد کامل کا ہے۔ ورنہ مرشد خام ہے اور مرشد خام کو دست بیعت کرنا حرام ہے ۰

مرد مرشد فیض بخشد باعطا ۔ مرشد نامرد ناقص خودنما
طالباں را طلب باید سراز ۔ ایں چنیں طالب بود چوں شاہباز

چنانچہ سراپردہ صراط مستقیم ظاہری اور باطنی کا اسم ذات اللہ سے ہے اور ہر حقیقت آیتوں قرآن سے اور علوم سے اول روز ظاہر اور روشن نہ کرے ناقص ہے۔ معلوم ہوا کہ مرشد

ناقص ناسوتی عامی آدمی ناقص اور ناتمام ہے ے

نفس دانی چیست دیو بس بزرگ بر مسلماں تاختہ مانند گرگ
روح دانی چیست امر حق گزار مطلع دے نیست جز آں کردگار
قلب دانی چیست گنج معرفت از لطیفہ غیب شد در دے صفت
علم دانی چیست راہ دریافتن پس بداں راہ سوئے حق بشتافتن
عقل دانی چیست نور روشن است تیرگیٔ دل ازاں روشن تر است
جذب دانی چیست بودن سوئے دوست مشتغل بودن دراں در فکر اوست
قال دانی چیست دایم ذکر دوست مشتغل بودن دراں در فکر اوست
حال دانی چیست در حق گم شدن سر خود یکبار زیر عالم زدن
صحو دانی چیست راہ پیمودن است ہر زماں با سالکاں آسودن است
سکر دانی چیست مرگ معنوی ہر زماں سوئے عدم دریا روی
انس دانی چیست استغفار غیر فارغ آید از سودائے شر و خیر
کشف دانی چیست دیدن آں جمال محو گشتن در جمال ذوالجلال
سکر دانی چیست باشی مست وے نیست گردی بعد ازاں ہست وے
ذوق دانی چیست خود را سوختن شوق دانی چیست خود را در زدن
شکر دانی چیست عجز و شکر او بر خطا ہائے کہ بخشیدست او
سیر دانی چیست بار دار الامن بر سر کونین پشت پا زدن
جود دانی چیست [illegible] دادن بدو ترک غیرے اوست اندر جستجو

ترجمہ نظم فارسی بہ نظم اردو ے

جان لے تو نفس کو دیو بزرگ کرتا ہے حملے مسلماں پر جو گرگ
روح کیا ہے، ہے وہ امر حق گزار اس سے تو واقف نہیں جز کردگار
قلب کیا ہے، ہے وہ گنج معرفت غیب سے ہے اس میں پیدا اک صفت
علم کیا ہے راہ ہے دریافت کی حق کی جانب دوڑنے کی بات کی
عقل ہے اے مرد اک روشن چراغ چھوٹتا ہے تیرگی کا جس سے داغ
جذب کیا ہے دل کا کھنچنا اے عزیز مشتغل ہونا بہ آداب و تمیز

قال کیا ہے جان لے ہے ذکر دوست	مشتغل رہنا سدا اور فکر دوست
حال کیا ہے حق میں گم ہونا تیرا	عالم فانی سے صم ہونا تیرا
صحو کیا ہے نا پنا ہے راہ کا	سالکوں کے ساتھ لے مردِ خدا
سکر کو کہئے تو مرگ معنوی	ہر زماں سوئے عدم دریا روی
انس کیا ہے جانِ استغفارِ غیر	فارغ البالی سدا از شر و خیر
کشف کیا ہے دیکھنا حُسنِ جمال	محو ہونا در جمال ذوالجلال
ہے چلانا اپنا اسے مجذوبِ ذوق	مارنا اپنا ہے لے دلدار شوق
شکر کیا ہے اپنا عجز و انکسار	بخششوں پر حق کے کہنا بار بار
سر کیا ہے سن لے تو اے یار من	دونوں عالم پر ہے پشت پا زدن
جود کیا ہے دینا اپنی جان کا	غیر سے ہے باز رکھنا دھیان کا

جواب مصنف ؎

باھوؒ اکثرت بود سالک و شمار	تا نہ گردد مرد فی اللہ جاں نثار
ہر یکے را لے شناسم از نظر	عارفانِ حق نُبد ندیہ از خضر

اپنی شناخت

اللہ تعالےٰ و سبحانہ کی عارفوں سے کسی طرح راہِ معرفت مولےٰ کی اور مشاہدۂ تجلیات کا پوشیدہ نہیں ہے۔ کیونکہ عارف باللہ روشن ضمیر کیمیا تاثیر صاحب نظر بحق رسیدہ ہے، نادیدہ نہیں ہے۔ جس عارف نے خدائے تعالےٰ کو پہچان لیا۔ اُس نے اللہ کے نام میں آپ کو چھپا لیا اور توحید میں غرق کر لیا ؎

ہر کہ پوشد خویش را آں با خُدا	ہر کہ خود با خود فروشد سرہوا
تا توانی خویش را از خلق پوش	عارفانے کے پسند خود فروش

عارف باللہ ہمیشہ اللہ کے ساتھ ہم سخن ہے۔ اگر عارف باللہ کا کوئی سر گردن سے جدا کر دے دم نہیں مار یگا۔ اور کسی سے ہمکلام نہ ہوگا سوائے حکم خدا کے دست بیعت اور تلقین قبول کرنا مرشد کامل سے فرض اور واجب اور مستحب اس واسطے ہے کہ ذاکر زندہ دِل کے دِل پر شیطان غالب نہ ہووے۔ اور ذاکر اللہ کے وجود میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔

کیونکہ اللہ کا ذکر آگ کی مانند ہے اور شیطان کوڑے کی مانند ہے اور کوڑے کو آگ جلا دیتی ہے۔ شیطان ذاکر کے نزدیک نہیں آتا ہے۔ اور مُردہ دِل سے شیطان دفع نہیں ہوتا، خواہ عالم فاضل ہو۔ بے عمل رشوت خوار، خواہ جاہل ہو کہ شیطان سوتے وقت فرصت پاکر بعض کے مُنہ میں مُوت دیتا ہے اور بعض کی آنکھ میں اور بعض کے کان میں اور بعض کے مقعد میں اُس کے پیشاب کی تاثیر سے حواسِ خمسہ معصیت شیطانی کی طرف کھینچتے ہیں اور اُن کا مُنہ نیکی سے بند ہو جاتا ہے۔

پس مرشد لائق ارشاد وہ ہے کہ اگر اُس کے طالب بعضے تمامیّت کی طرف پہنچے۔ اور بعض طریقت اور شریعت میں خام رہیں۔ بعد مرنے کے مرشد صاحب ہدایت خام کو باطن میں معرفت الٰہی کی تلقین تمام بخشدے۔ اور نشان مرشد فقیر کامل کا یہ ہے کہ جو اُس کی قبر سے خاک لے اور آنکھ میں سُرمہ کی طرح لگاوے، عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک روشن ہو جاوے۔ اور زندہ دِل ہو جاوے اللہ کے ذکر سے۔ اور ہرگز اُس کا دل نہ مرے۔ اور جو وہ خاک اپنے سینہ پر ملے اُس کا سینہ صفا ہو جاوے۔ کہ کشف القلوب اور کشف القبور دونوں حاصل ہوں۔ اور اگر سخت بیماری والا اُس خاک کو اپنے بدن پر ملے صحت کلیہ حاصل ہووے تاکہ معلوم ہو کہ اُس کی قبر اور خاک اللہ کے نام کے ذکر سے پاک ہے۔

مرشد ناقص کا بیان

جاننا چاہیئے کہ مرشد ناقص کے طالب کہ خلق کی نظر میں مقبول ہیں۔ اور خالق کو نہیں پہنچتے ہیں۔ اگر کامل ہوں اور طالب مرشد کامل کے اگر ناقص اور مردود ہوں تو بہتر ہیں مرشد کامل کے طالبوں نارسیدہ سے، اس واسطے کہ قیامت کے دن مرشد کامل خدائے تعالیٰ کے حکم سے اپنے مردود طالبوں کو مقبولوں میں جمع کرلیگا۔ اور آگے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہنچا دیگا۔ اور مجلس میں داخل کرلیگا۔ جو مرشد ایسا نہ ہو اُس کو مرید کرنا اور تلقین حرام ہے کہ قیامت کے دن مرشد ناقص شرمندہ ہوگا اور روسیاہ ہوگا۔ اور اللہ کے طالب کو بھی چاہیئے کہ دستِ بیعت اور تلقین مرشد کامل سے لے اور ناقص کی صحبت سے بھاگے، جیسے تیر کمان سے۔ اور اگر طالب نے مرشد ناقص سے تلقین لی ہو اُس کو چھوڑ دے

اور مرشد کامل کی طرف منہ اخلاص کا لاوے۔ ناحق عمر ضائع نہ کرے کہ روا ہے اور جو طلب مولٰے نہ کرے ہوا ہیں ہے ٭

قولہ تعالیٰ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰۤىِٕكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَاۤىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ ٭ | گواہی دیتا ہے اللہ تعالےٰ کہ کوئی معبود سوائے اُس کے نہیں ہے اور فرشتے اور صاحب علم، عدل کے ساتھ قائم ہیں ٭

علم کی تعریف

(بحث علم)

اے طالب صادق! جان کہ علم بھی تین قسم پر ہے، چنانچہ اول علم الیقین اور متوسط عین الیقین اور آخر میں حق الیقین ٭

علم اول جاننا چاہئے کہ علماء کو علم پر یقین ہے اور درمیان میں علم دیکھنے کا ہے کہ وہ مقام مجذوب ہے۔ عین الیقین سے تجلیات اللہ کے نور کی دیکھتا ہے۔ مگر حوصلہ وسیع نہیں رکھتا ہے۔ اور طاقت برداشت معرفت ربانی کی نہیں لاتا۔ اور غلبوں کی زیادتی سے لذت عشق اور محبت کی آگ سے پریشاں اور دیوانہ اور مجنون اور مجذوب ہو جاتے ہیں۔ اور آخر میں حق الیقین ہے۔ جس نے حق الیقین پا لیا، حق کی طرف ہو گیا کہ سوائے حق کے اُس کے وجود میں باطل نہیں رہتا۔ بالکل حق ہو جاتا ہے ٭

پس علم کے تین مرتبے ہوئے۔ محجوب اور مجذوب اور محبوب۔ فقر محمدی سے بعید وہ ہے کہ مراتب محجوب میں پہلے روز طالب محجوب ہووے۔ اور مرشد مجذوب سے روز اول طالب مجذوب اور مرشد محبوب سے روز اول طالب عارف باللہ محبوب ہو ٭

اقسام درویش

اے طالب صادق! درویش بھی چار قسم پر ہیں۔ بعضے پسند خلق اور ناپسندیدہ خالق اور بعضے پسند خالق اور ناپسندیدہ خلق ہے

ہر کہ باشد پسند خالق پاک | ور نہ باشد پسند خلق چہ باک

ترجمہ ۔ جو کہ پسند حق تعالیٰ پاک — گرنہ ہووے پسند خلق چہ باک

اس حالت میں اگر طالب اللہ ہجر میں آتا ہے شورش کی آگ سے طاقت نہیں لاتا ہے ۔ اور اگر وصال میں آتا ہے کم حوصلگی سے بوجھ نہیں اٹھاتا ہے ۔

نزدیکاں را بیش بود حیرانی — اینها دانند سیاہی سلطانی

قولہ تعالیٰ ۔ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔	تحقیق میں نے متوجہ کیا اپنے منہ کو اس کے واسطے کہ پیدا کیا جس نے زمین اور آسمان اور نہیں ہوں میں مشرکین سے ۔

پس معلوم ہوا کہ ہجر اور وصال میں بے جمعیتی ہے ۔ اور بے جمعیتی میں زبان سے فریاد نکلتی ہے اور دم مارنا اس راہ میں کفر اور شرک ہے ۔

طالبِ وصل شدن غایت کوتہ نظری است

یار در دل چو مقیم است چہ ہجراں چہ وصال

جان کہ سالک ذکر اسم تصور کی غرق مع اللہ کے تصور کے ساتھ ستر کی راہ سے اسرار کھولتی ہے فقیر صاحب اسرار کو اللہ کے نور کے ساتھ ہمیشہ سرور رہتا ہے ۔

ستر دانی وحدت زنی فی اللہ فنا — واز توحیدش دور ماند سرہوا

اقسام حضوری

اے طالب مستغرق قرب اللہ کی حضوری کی تین قسمیں ہیں ۔ چنانچہ ابتدا وصال قرب اللہ کی حضوری کا وہ ہے کہ ایک حبس کے ساتھ اور ایک مراقبہ کے ساتھ اور ایک دم کے ساتھ چالیس برس استغراق میں گذار دیں ۔ اور درمیان اس کا یہ ہے کہ چپ چپ کر قیل و قال سے فنا فی اللہ میں غرق ہوں ۔ اور اس کا انتہا یہ ہے کہ ہمیشہ فنا فی اللہ میں غرق رہیں اور بقا باللہ حاصل ہووے اور مشاہدہ انوار الوہیت کا رہے ۔

میان ہجر و وصالش فقرا علےٰ — فنا فی اللہ شود با حق تعالےٰ

جاننا چاہیئے ۔ کہ جب اللہ کا طالب ابتدا ذکر اللہ کے شغل میں مشغول ہوتا ہے ۔ تو شیطان علیہ اللعنة ہنستا ہے اور سر حجت اور وسیل نفسانی اور زینت دنیا کی آگے لاتا ہے اور معرفت الٰہی کی ابتدا اور انتہا میں شیطان ہزاروں ہزار حجاب کرتا ہے ۔

اور مرشد کامل وہ ہے کہ اللہ کے طالب کی ابتداء اور انتہا ایک کردے۔ کہ وہ طالب مولیٰ کی طلب میں ایسا ہووے کہ سوائے مولیٰ کے نفس اور شیطان کو نہ جانے اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ٭

جاننا چاہیئے۔ کہ آدمی کو ریاضت ظاہری کے ساتھ خلق میں عزت اور عظمت اور کرامت اور شرف اور آداب اور غوغا، نام اور ناموس کا اشتہار ہوتا ہے۔ اس طریق سے نفس خوش وقت اور روح عاجز اور خوار ہوتی ہے ٭

جان کہ نفس امارہ چور اندرونی اور شیطان چور بیرونی ہے۔ دونوں دشمن ایمان کے چور ہیں۔ ایک ساتھ اتفاق محال ہے۔ اور جس کا نفس امارہ بند ہو جاتا ہے۔ اس کی یہ مثل ہے کہ چور کو گھر میں قید کر لیا۔ اور باہر کا چور شیطان اس سے بھاگتا ہے اور پاس نہیں آتا ہے اور دونوں میں مفارقت ہوتی ہے۔ اور نفس شیطان سے جدا نہیں ہوتا ہے۔ اور ہرگز تابع اور مسلمان نہیں ہوتا۔ تو جانتا ہے کہ شیطان آدمی کا ہمیشہ دشمن ہے جیساکہ دم جان کے ساتھ ہے ؎

قتل کن ابلیس با تیغ ادب — دشمن ابلیس با تو روز و شب

دشمن ابلیس ہے ہمراہ تیرے اے عزیز
قتل کر تیغ ادب سے اس کو اے والا تمیز

جاننا چاہیئے کہ آدمی کے وجود میں نفس امارہ بادشاہ اور شیطان اس کا وزیر ہے اور اعضا اس کی رعیت، جس وجود میں کہ گمراہی اور خلل قبول کرتا ہے، نفس امارہ باز رہتا ہے۔ اور روح کی چڑیا ایک گھر میں۔ اور اگر روح بادشاہ کے وجود میں اور دل اس کا وزیر اور رعیت اس کے اعضا ملک کی جمعیت کے ساتھ دارالامان میں اور نفس پریشان ہوتا ہے۔ جیساکہ وجود میں روح مثل شہباز کے ہوتی ہے۔ اور نفس کی چڑیا عظمت اور ہیبت سے دم نہیں مار سکتی، روح کے شہباز کے آگے نفس مردار کی چیل مردار ہے ؎

نفس را در یافتم باز از حق — کس نیابد نفس از تقوائے دلق

نفس گر سیراست سیرت سر ہوا — گر گرسنہ بشود دشمن خدا

باھو ادر داشتن یہ نفس را — تا نیابد بوئے از چون و چرا

حدیث الایمان بین الخوف والرجاء ایمان درمیان خوف اور رجا کے ہے

مردوہ ہے جو باطن صفا ہے اور جس کا باطن صفا ہے وہ ہمیشہ مجلس محمدی میں داخل ہوتا ہے ؎

مارا برائے نفس ستم گرچہ حاتم است ۔ دشمن اگر بفاقہ بمیرد کرم اغم است
تنہا نہ حاتم است کہ جودے کند بخلق ۔ ہر کس کہ از کسے نہ ستاند دو حاتم است

جواب مصنف علیہ الرحمۃ ؎

عالمے حاتم علم با جود بخش ۔ عارف حاتم بحق مقصود بخش

اور سخاوت اُس کو کہتے ہیں کہ آج ایک بار دیا اور کل دو بار اور ہر روز اسی طرح دونا دیتا ہے اور قیامت تک اُس کی بخشش نہ باز رہے۔ وہ پورا سخی ہے۔ اور اُس کی سخاوت مثل دریا کے جاری ہے رات دن ؎

سخاوت کہ ہرگز نہ ماند بساز ۔ یکے اسم اللہ دگر علم ساز

اور سخی اُس کو کہتے ہیں کہ جو چیز دل کو عزیز ہووے کہ اُس سے عزت پاوے، اُس کو بخش دے پس اللہ کا اسم اعظم عزیز ہے۔ اور دنیا اور آخرت میں فقیر عارف باللہ کے برابر کوئی سخی نہیں ہے کہ اللہ کا نام بخش دیتا ہے۔ اور اسم اللہ کا وجود میں جود اور کرم کے ساتھ تاثر کرتا ہے۔ اور علم تفسیر علم تاثر میں آتا ہے۔ اور ہر علم اور ہر سعادت علم میں تاثر کرتی ہے پس فقیر معرفت الٰہی کا علم اُس وجود میں ہے کہ اُس کے وجود میں کرم اور نعمت اور عظمت اور عزت ہے۔ اور ایمان کی ہیبت کے ساتھ حرمت اور حیا آتی ہے۔ سخاوت وہ ہے کہ فرقت میں ذوق الٰہی بخشے اور بخل درم دنیا کا اور ہوا و ہوس دُور کرے۔ بلکہ فقیر سر برہنہ سر تاج ہے کہ فقیر کو غرق مع اللہ ہمیشہ معراج ہے محبت الٰہی کی معرفت کے ساتھ ؎

مرد را ہے بود از راہ صفا ۔ ذکر و فکر معرفت با مصطفٰے

اللہ کے طالب کو کہ سوائے کی معرفت کے ذکر اور فکر سے جو اُس کو ہوتا ہے۔ وہ اُس کے نفس سے نہیں ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ جب فقر تمام ہوتا ہے وہی اللہ ہے۔ بقا باللہ پر پہنچ جاتا ہے ٭

اور فقیر پانچ خصلت سے پہچانا جاتا ہے ٭

اول علم کہ جہل اور ریا سے نکال دے اور خدا کی طرف لیجاوے ٭

دوم حلم کہ حلیمی ہو اور حلیم اللہ کا نام ہے ٭

سوم خلق کہ خلقت خدا کو فیض بخشے ٭

چہارم سخاوت کہ فی سبیل اللہ رات دن خرچ کرے ۔

پنجم فقر اختیاری کہ اس کی نظر میں خاک اور زر برابر ہووے ۔

اقسام فقیر

بیان کہ فقیر چند قسم کے ہیں چنانچہ فقیر تحقیقی اور فقیر حقیقی اور فقیر دریا عمیقی اور فقیر توفیقی اور فقیر رفیقی اور فقیر سطے طبقات طریقی اور فقیر اہل شرب تارک الصلوٰۃ اور بے عمل اور بے علم جاہل اور مخالف شرع یہ فقرا اہل بدعت سے اور زندیقی ہے ۔ پس کوئی فقر کے نام سے فقر کو پہنچا ہے ۔ اور کوئی فقر کے الہام سے فقر کو پہنچا ہے ۔ اور فقر کے مقام سے فقر کو پہنچا ہے ۔ اور کوئی فقر سے فقر اقتدام کو پہنچا ، ہزاروں مثل اس کے ہیں ۔ اور کوئی ایسا ہے کہ فقر سے فقر تام کو پہنچا ۔ پس جو فقیر کہ فقر سے تمام کو پہنچا ، خدائے تعالےٰ کے حکم سے تمام عالم دنیا اور عقبےٰ اُس کے حکم میں ہے ۔ دُنیا اور اہل دنیا اُس کے غلام اور نفس فرمانبردار قدم کے نیچے ہے اور رُوح اُس کی یار اور مصاحب ہے ۔ اور اُس کا دل ہمیشہ بیدار ہے اور شیطان اُس سے مطلق بیزار ہے ۔ نہ دعوے مدعی کا نہ مدعا علیہ اور شہوت اور ہوا اُس کے پاؤں کے نیچے ہے ۔ اور عقل اُس کی خدمتگار ہے اور طاعت اُس کی توفیق اور معرفت حق اُس کی رفیق ۔ عجب ہے اُس قوم سے کہ معرفت الٰہی اور فقر محمدی سے ایسا بھاگتے ہیں کہ تیر کمان سے ۔ اور خلق اللہ کی طرف درم و دینار کے لئے رجوع کرتا ہے ، اگرچہ ایمان جائے اور کافر ہو جائے ، مگر دُنیا سے فرعون کی طرح مُنہ نہ موڑے ۔ جو آدمی کہ دُنیا اور اہل دُنیا سے سیر نہ ہوئے اور فقر حاصل نہ کرے اور دعوٰے فقر کا کرے اور محتاج ہووے ۔ وہ فقیر کاذب اور بھیا اور خود فروش ہے ؎

جاودانی انتخابے ما فقر باشد تمام
احتیاج از کس نباشد فقر لا یحتاج نام

جاننا چاہئے کہ آدمی چار چیز سے خوار اور چار چیز سے ابرار ہوتا ہے ۔ چنانچہ چار چیز خوار اربعہ عناصر ہیں کہ ہر ایک کی تاثیر علیحدہ ہے ۔ پانی کی یہ تاثیر ہے کہ ایک دن میں سو بار اُس کا یقین پھر جائے اور دل قرار پر نہ رہے ۔ اور توقع اور جمع کرنے میں پیدا ہے اور ہوا کی یہ تاثیر ہے کہ بیہودہ بات بہت کہے ۔ اور آگ کی یہ تاثیر ہے کہ ظلم اور غضب

اُس میں بہت پیدا ہوا اور بہت کھانا کھائے۔ اور خاک کی یہ تاثیر ہے کہ بہت سو دے اور شہوت کا غلبہ روز بروز زیادہ ہووے اور قیامت کا غم اور خدا کا ڈر نہ رکھے۔

مصنف کہتا ہے کہ وجود مومنوں اور مسلمانوں اور صدیقوں اور صالحوں اور درویشوں اور عارفوں اور واصلوں اور عاشقوں کا اربعہ عناصر سے اللہ کے نور کے ساتھ مبدل ہو جاتا ہے کہ ان کا مقام لاھوت ہے اور مقام لاہوت کا یہ نشان ہے کہ جو اس مقام پر پہنچتا ہے اربعہ عناصر کے ناسوت سے بھاگتا ہے۔ اور دل اہل لاھوت کا پُر از نور معرفت ہوتا ہے اور دم ہمیشہ شوق اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ اور روح پاک اور مقدس اللہ کے ولی اور نفس مطمئنہ عارف باللہ۔

پس معلوم ہوا کہ ان کا لباس تقوٰے ہے۔ اور تقوٰے اس کو کہتے ہیں۔ کہ ظاہری حواس بند کرے اور سوائے حق کے غیر کو نہ لے اور لباس تقوٰے کا وہ آدمی پہنتا ہے۔ کہ معرفت الٰہی کا پیالہ نوش کر لیتا ہے۔ مرد کو ایسے تقوٰے سے تقویت ہوتی ہے۔ باطن کا تقوٰے حق کی حضوری ہے۔ اور ظاہر تقوٰے خلق کی مزدوری اور نفس امارہ کی مغروری ظاہر کرتا ہے۔ اور باطن کے تقوٰے سے خبر نہیں رکھتا۔

ظاہر کے تقوٰے سے خلق میں غلغلہ اور نام بلند اور خود پسند اور نفس امارہ زندہ اور فربہ ہوتا ہے۔ اور ریا اور کفر ہاتھ دیتا ہے اور شرک دامنگیر ہوتا ہے اور شیطان مصاحب بنتا ہے اور دنیا مہربان۔ اس سے روح پژمردہ اور نفس لوامہ اور ملہمہ اور مطمئنہ پریشان۔ اور جو باطنی ریاضت کرتا ہے۔ اُس کے وجود میں معرفت الٰہی کا آفتاب طلوع کرتا ہے۔ اور اُس کا نفس امارہ خراب ہوتا ہے اور مرجاتا ہے۔ اور روح زندہ ہوتی ہے۔ اور نفس ملہمہ صدق قبول کرتا ہے۔ اور لوامہ جمعیت بخشتا ہے۔ اور مطمئنہ قبول کرتا ہے۔ یہ مراتب تقوٰے کے ہیں۔ متقی صاحب معرفت عارف باللہ روشنضمیر ہوتا ہے۔ متقی فقیر کا نفس امارہ ھوا سے فنا اور روح اللہ کے ساتھ بقا پاتا ہے۔ اللہ بس ماسوائے ہوس۔

اے طالب! جو ان مراتب پر پہنچے۔ اس کو مجموعہ فقر جان اور اس پر دونوں جہان قربان ہیں۔ اور ان مراتب کو فنا فی النور محمد مصطفٰے کہتے ہیں۔ اور فنا فی النور محمد مصطفٰے کو فنا فی النور اللہ کہتے ہیں۔ اور جو کہ فنا فی النور اللہ کو پہنچتا ہے، مثل مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ہو جاتا ہے۔ مراتب اولیاء اللہ کے مولٰے کے ساتھ یکتا ہونا ہے۔ وہ شخص عیب اور گناہ

اور دونوں جہان سے فارغ ہوتا ہے ٭
جاننا چاہیئے کہ اللہ کے طالب کو مرشد پانچ نظر اور پانچ علم کے ساتھ حضوری کر دیتا ہے ٭
اول نظر یہ ہے۔ کہ مقام شریعت میں توجہ کرے کہ طالب کو علم شریعت کھل جائے کہ طالب علماء پر غالب ہو ٭
دوم نظر۔ سے علم طریقت کھولے کہ کشف القلوب حاصل ہو ٭
سوم نظر سے علم حقیقت۔ کہ کشف الارواح منہ دکھا دے ٭
چہارم نظر سے پچاس ہزار ظلمانی حجاب اور پچاس ہزار شیطانی حجاب کہ باطن میں ہیں اور پچاس ہزار نفسانی خناس کے سونڈ کے حجاب سے۔ بلکہ سبھی کے سب حجاب کل اور جزو مرشد کامل سے ایسے جل جاویں جیسے لکڑی آگ سے اور ہر علم روشن ہو اور صاحب نظر ہو جاوے ؎

علمے کہ راہ بدوست حرف زاں بخواں
آں در کتاب نیست زاسرار دل بداں

جو علم کہ دوست کی طرف راہ لیجاوے اُس کا حرف پڑھ وہ کتاب میں نہیں ہے دل کے اسرار سے ہے۔ اگر مرشد صاحب نظر ہزار دل اس طریق سے زندہ اور بیدار کر دے۔ تو یہ نظریں نظر خاص پروردگار سے نہیں لانا چاہیئے۔ نظریں کرنا کام مبتدی ناقص ناتمام کا ہے۔ مرشد وہ ہے کہ صاحب نظر چشم دل کے ساتھ توجہ کرے کہ دل کی توجہ سے اللہ کے طالب کو ہر ایک مقام سے کھینچتا ہے اور مقام نور اللہ میں غرق کر دیتا ہے۔ یہ نظریں مشکل نہیں ہیں۔ اور نظر توجہ دل کی بھی عام ہے۔ وہ مرشد صاحب نظر ہے کہ دیدۂ دل کی نظر سے سر کا امین کر دے اور طالب کو مقام حق الیقین پر پہنچا دے۔ کہ ایک بار میں صاحب یقین ہو جاوے اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ مرید نہیں قصد کرتا ہے ٭

قسمت کی تعریف

اور قسمت بھی چار قسم ہے۔ فقیر جو قسمت کا کھاتے ہیں اُس سے نور معرفت الٰہی کا اُن کے وجود میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اُن کا رزق توکل پر ہے۔ اور توکل اس کو کہتے ہیں۔ کہ ہر طریق سے کہ خدا لئے تعالےٰ اُن کو رزق پہنچا دے۔ اُس کو وہ خدا کی طرف سے جانیں

بعضے رزق کو کسب سے جانتے ہیں۔ اور بعضے رزق کے واسطے علم پڑھتے ہیں۔ اور بعضے رزق کو غریبوں سے ظلم اور تعدی سے لیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ فقر ایک دولت ہے اور سعادت اور عزت ہے۔ اور فقر مراتب عظمٰے ہیں۔ خدائے تعالے نے فقر صاحب عظمت اور اپنے یگانہ کو عطا کرتا ہے اور بیگانے فقر کا منہ نہیں دیکھتے ۔

با تو گویم بشنو اے جان عزیز ۔ از خدا بہتر نباشد ہیچ چیز

خلق رزق چاہتی ہے اور فقیر رازق کو چاہتے ہیں۔ خلق کی نظر سیم وزر پر ہے اور فقیروں کی قادر اکبر پر۔ حدیث مَنْ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ فَقَدْ مَاتَ شَهِیْدًا ۔ جو اللہ تعالے کی محبت میں مرا وہ شہید مرا ۔

دنیا کے طالب مولے کی طلب سے بے نصیب ہیں۔ اور مولے کی طلب کے برابر دونوں جہان میں ادنےٰ اور اعلےٰ کوئی چیز نہیں ہے ۔

قولہ تعالیٰ اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۔ اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو ہم نے تم پر وحی کی ہے اس کو تم پڑھو اور نماز قائم کرو تحقیق نماز وہ چیز ہے کہ منع کرتی ہے بری اور خراب باتوں سے، اور البتہ اللہ تعالے کا ذکر بہت بڑا ہے ۔

زبان کا ذکر عادت ہے اور قلب کا ذکر ارادت ہے اور روح کا ذکر عبادت ہے۔ اور سر کا ذکر سعادت ہے اور سعادت سے سراپردہ خدا کی معرفت کا کھلجاتا ہے ۔

ہر کہ را باطن بود با دل صفا ۔ باطن آں را مے برد با مصطفٰے
ہر کہ باطن مے برد حاضر رسول ۔ آں ترا مرشد شود وحدت وصول

جان کہ آدمی کی لڑکوں کی سی خصلت ہے۔ کہ اُس کے وجود سے مجموعہ حرص اور حسد اور طمع اور بغض کا ہرگز نہیں نکلتا۔ اور جو عالم لڑکپن میں علم پڑھتے ہیں یا بچوں کو پڑھاتے ہیں صحبت کی تاثیر ہوتی ہے کیونکہ بچوں کی رسم ہے کہ جو مانگتے ہیں رو پیٹ کر لے لیتے ہیں۔ پس عالم بھی لڑکپن کے مرتبوں سے ہرگز نہیں نکلتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تک عارف باللہ کی مجلس میں نہ جاویگا بزرگی کو نہ پہنچیگا۔ اور عارف باللہ کی بزرگی اللہ تعالے کے بزرگ نام سے ہے ہاں اگرچہ بمصداق اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ کے علم کے درجوں کو تم دیئے گئے ہو

لیکن مراتب فنا فی اللہ کو نہیں دئے گئے۔ جیسا کہ امام غزالی علیہ الرحمت فرماتے ہیں ؎

چوں بعقل و علم در کار شدم گفتم کہ مگر محرم اسرار شدم
ہم عقل و عقلیہ بود ہم علم حجاب چوں دانستم از ہر دو بیزار شدم

عمل کو رب نہیں دیکھتا جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے :۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ ۔	تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا ہے تمہاری صورتوں کو اور تمہارے کاموں کو لیکن دیکھتا ہے تمہارے دلوں کو اور نیتوں کو ۔

پس اگر علم سے رفیق اور عمل سے تحقیق تو نہ حاصل کرے ۔ اور ذات احدیت کی طرف نہ آئے۔ لیکن اگر علم کو چھوڑ دے اور شریعت سے نکل جاوے ۔ اور طریقت میں قدم مارے اور ہوا و ہوس کے ساتھ کوشش کرے، آثار شیطان کی پیروی کے ہیں یعنی مثل شیطان کے آدمیوں کا رہزن ہو جاوے ۔

مصنف کہتا ہے ۔ باطن کی شریعت میں خدا کی نزدیکی اور قرب وصال اللہ کی معرفت کا عارف کو درستی اور ہوشیاری اور تمام بندگی ہے ۔ اور بے شریعت کو خدا کی دوری اور قہر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا۔ استدراج تمام گندگی ہے ۔ جو خلق اللہ کو دکھلاتا ہے صرف دعوے ہے ۔

عشق کی صفت

چنانچہ حضرت غوث الاعظم پیر دستگیر نے خدائے تعالےٰ سے سوال کیا کہ خداوندا عشق کیا ہے ۔ جواب آیا کہ عشق وہ ہے کہ جو غیر حق کے ہو سب دل سے جل جاوے۔ اور ناچیز کر دے ۔ جیسا کہ فرمایا ہے :۔

اَلْعِشْقُ نَارٌ فِی الْقُلُوْبِ یُحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبِ ۔	عشق دلوں میں ایک آگ ہے کہ محبوب کے غیر کو جلا دیتی ہے ۔

اور عارف باللہ کو صاحب معراج دوام کہتے ہیں۔ اس طریق سے کسی وقت حال سے آپ کو فارغ نہیں رکھتا۔ چنانچہ نماز معراج اور تلاوت قرآن ذکر و فکر معراج اور غرق نور اللہ معراج ۔ اور اصل میں معراج دو قسم کی ہے۔ ایک معراج خدا کی معرفت کی ۔ کہ

وہ دل کی حضور سے مطلع ہے۔ دوسری معراج عرش پر کہ اُس سے حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف اور سرفراز اور ممتاز ہوئے۔ پس معراج محمدی خواب میں اور یا مراقبہ میں، محمدی رفاقت سے ہوتی ہے۔ اور اللہ کا طالب اُس کو پہنچتا ہے۔ نشانِ معراج خدا کا یہ ہے کہ صاحب معراج کو چون وچرا نہیں رہتی۔ اور یہ بھی مرشد کامل کی بخشش سے ہے۔

عالمم ہم عارفم ہم عالِمم باطن صفا عاشقم معشوق ہم واصل بحضرت مصطفا

مرشد کامل وہ ہے جس کے حکم میں کُل اور جُزو مقاماتِ ذاتی اور صفاتی خدائے تعالٰے کے حکم سے ہوں۔ اور جو مقام طالب اُس سے طلب کرے بیرنج اور بے مشقت اُس کو عطا کرے اور بخش دے۔ ایسے مرشد کو اللہ کا خزانہ کہتے ہیں۔ ہاں جس وجود میں کہ تاثر اسم ذات اللہ کی آتی ہے اُس میں کوئی اثر نفسانیت دُنیا کا نہیں رہتا ہے۔ جو وجود کہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اُس کو خلق اللہ میں کشف وکرامات دکھانے کی حاجت نہیں رہتی +

طریقہ قادری

جاننا چاہئے کہ قادری طریقہ دو قسم کا ہے۔ ایک زاہدی، صاحب مجاہدہ اور ریاضت عوام الناس اور ذکر جہر ضرب اور فکر کے ساتھ اور محاسبہ نفس کے ساتھ اور ورد وظائف کے ساتھ کہ رات کو جاگیں اور دن کو روزہ رکھیں باطن کے مشاہدہ سے بے خبر صاحب حال قال کے ساتھ۔ اور دوسرا طریقہ قادری سروری خراب حال قرب وصال کے ساتھ صاحب مشاہدہ ایک نظر بس طالب کو پہنچا دیں اللہ کے ساتھ۔ پروردگار کے ساتھ حق الیقین اس پر اعتبار لانا چاہیئے۔ کہ نفس کے قتل کرنے والے پیش رواں سالار کارزار ہیں +

اَلتَّوحید وَالتَّوکّل

حدیث اَلتَّوَکُّلُ وَالتَّوْحِیْدُ تَوْاَمَانِ صِدْقُ الْمَقَالِ وَاَکْلُ الْحَلَالِ +	توکل اور توحید ملی ہوئی ہے۔ سچ بولنا اور حلال کھانا +

معرفت حق کو ایسا آدمی پہنچتا ہے جو حلال کھانے والا اور سچ بولنے والا ہو۔ اور نیز سروری اُس کو کہتے ہیں کہ جس کو دست بیعت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو اور اُس کے وجود میں خُو اور بُو فرشتوں کی سی، شرع محمدی کے ساتھ رفیق ہو۔ اور شریعت

مثل شہر (دارالامان) کے ہے - اور جو راہ اس شہر میں آتی ہے - وہ فقر اور شریعت محمدی ہے جس کو علم طریقت اور مقامات توحید سے آگاہی ہو، وہ بادشاہ ہے - اور جو خلاف شرع کرتا ہے - وہ مردود اور گمراہ ہے - اس میں نظر کرنا سو گناہ کے برابر ہے ۔

حدیث لَا تُجَالِسُوا مَعَ اَهْلِ الْهَوَاءِ وَالْبِدْعَتِ فَاِنَّ فِيهِمْ عِزَّةً كَفَارَةِ الْحَرَابِ ۔
اہل ہوا اور اہل بدعت کے ساتھ مت بیٹھو، کیونکہ بہ تحقیق اُن میں غالب کفار حربیا کا ہے ۔

پس مومن اہل علم کو ہمیشہ سکوت اور درستی چاہیئے جیسا کہ حدیث ہے :-

مَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَ مَنْ سَلِمَ نَجَا ۔
جو خاموش رہا سلامت رہا اور جو سلامت رہا اُس نے نجات پائی ۔

حدیث اَلْمُؤْمِنُ لَا يَكْذِبُ ۔
مسلمان جو ہے وہ جھوٹ نہیں بولتا ۔

حدیث عَلَيْكَ بِالصِّدْقِ وَتَرَى الْعَجَائِبَ ۔
تو سچ کو لازم پکڑ اور عجائب کو دیکھ ۔

ہر حدیث و آیتے تو بشنوی مرد عارف آں بود بیدار قوی

نیز قادری سروری اُس کو کہتے ہیں کہ شیر نر پر شہسوار ہو اور غوث و قطب اُس کے زیر پا ہوں یہ مراتب قادری مریدوں کو روز اول ہوتے ہیں ۔ ماہ سے ماہی تک اُس پر روشن ہوتا ہے - اور نیز حقیقت اور ماہیت سروری قادری کی وہ ہے - کہ ہر طریقہ کے طالب کو عامل کامل بنا دے اور تکمیل کر دے کیونکہ اسم اللہ کے تصور سے اس طریقہ میں تاثیر تمام ہو جاتی ہے - اور حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم سے یہ افتخار پاتا ہے ۔

غوث الاعظم کی تعریف

جاننا چاہیئے کہ حضرت مادر زاد ولی اللہ اور فقیر فنا فی اللہ اور بوزیر حضرت محمد رسول اللہ کے عارف اللہ کے اور معشوق احد کے پیر دستگیر شاہ محی الدین قطب بقا باللہ اور غوث الاعظم خطاب، اس سبب سے کہ طالبان اور مریدان سروری قادری کو اول روز اسم اعظم نصیب اور مجلس حضور محمد مصطفیٰ میں حبیب غالب الاولیا بنا دیتے ہیں ۔ اس طریق سے مرید اور طالب باطن صفا ہمیشہ حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

میں مجالس میں سروری قادری صاحب ہدایت اور رازداں عنایت بنعایت ہیں۔ اور دُنیا و عقبےٰ سے بے غم ہیں۔ دونوں جہان کا تماشا کرتے ہیں۔ ہر ایک دم میں صاحب جود و کرم ہیں۔ کشف و کرامات سے ننگ رکھتے ہیں۔ اُن کی نظر ہمیشہ خدا کی وحدانیت پر رہے یہی بادشاہ ہیں کہ اسرار معرفت الٰہی سے آگاہ ہیں ؎

غوث و قطب پیر باشد زیر پیر | پیر را ایں چنیں مالک امیر
آں وزیر مصطفیٰ داں با خدا | ہر مقامے زیر گامش کردہ پا
غوث و قطبے شد مریدش سر بپا | ہر کہ منکر شد ازیں مطلق بداں او را یزید
بندہ باہو ہیچو گوید پیر من میراں شد غلام | ہم جلیسش شد محمد شد برو دوزخ حرام

اور یہ مراتب بھی سروری قادری کے ہیں۔ جس شخص کو اول خاتم النبی رسول رب العالمین نواز ہوتے ہیں۔ پھر باطن میں جو الحضرت شاہ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کرتے ہیں اور حضرت پیر اُس کو نوازتے ہیں اور آپ سے دُور نہیں کرتے ؛

اور سروری قادری کے چار خطاب ہیں۔ چنانچہ سروری قادری کو صدیق باطن صفا ہمیشہ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں رہنے والا کہتے ہیں۔ اور صاحب توجہ حاضر فی الدارین غرق مع اللہ کہتے ہیں۔ اور مشاہدہ بین حق الیقین قوت القوی بھی کہتے ہیں اور صاحب سر اسرار اور نظر نظارہ بر تسخیر شہسوار بھی کہتے ہیں ؛

اور سروری قادری اللہ کے طالب کو ایک نظر میں مطلب پر پہنچا دیتا ہے۔ اور مجلس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں موجود کر دیتا ہے۔ اور نظر سے توحید میں غرق کر دیتا ہے ؛

مرشد لائق ارشاد وہ ہے جس کسی کو کہ حکم خدا سے اور اجازت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور رخصت حضرت پیر دستگیر سے ہو۔ اس کی تلقین سے طالب صاحب یقین مشاہدہ میں ہے۔ اور کہ بے حکم خدا اور بلا اجازت حضرت محمد مصطفیٰ کے اور بے رخصت پیر دستگیر کے آپ سے تلقین کرے۔ اُس کا طالب اہل بدعت صاحب سرود، حسن پرست اور ہوائے نفس میں غرق اور خود پرست اور مغرور ذلت اور شرمندگی اور روسیاہی قیامت کے دن اُٹھاوے گا نعوذ باللہ منہا ؛

اقسام درویشی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے رسالہ کی شرح میں لکھا ہے کہ درویش پانچ قسم کے ہیں۔ اول درویش کشف القلوب کہ دل کے تمام حالات اور ارادہ سے خبردار ہو دوسرے درویش کشف القبور کہ باطنی راہ سے اہل قبور کے ساتھ ہم سخن ہو تیسرے درویش اوتاد ہے کہ مشرق سے مغرب تک خبردار ہو چنانچہ درمیان مشرق اور مغرب کے ایک بیضہ مرغ اس کی نظر سے پوشیدہ نہ ہو۔ چوتھے درویش قطب کہ ہر طبقات زمین اور آسمان سے خبر دیتا ہے۔ پانچواں درویش غوث کہ ایک سو ساٹھ قطب کے برابر ایک غوث مراتب رکھتا ہے۔ اور غوث وہ ہے۔ کہ عرش پر جو ستر ہزار حجاب ہیں اور غوث اس سے فوق کی خبر دیتا ہے۔ اور ایک سو ساٹھ آدمی کی سب عبادت خدا میں مشغول ہوں، اوتاد کے مرتبہ کو نہیں پہنچتے۔ اور اوتاد پیر نہیں ہے۔ اور غوث پیر ہے۔ پس جو کہ دعوے پیری کا غیر غوث اور قطب کے کرتا ہے، اس کا دعوے جھوٹ اور لغو ہے اور قیامت کے دن روسیاہ اور شرمندہ ہوگا ۔

مصنف کہتا ہے کہ مراتب غوث اور قطب اور اوتاد کے عرش کے اوپر سے زمین کے نیچے تک جتنے طبقات ہیں اس کی سیرگاہ ہیں پس لائق مرشدی اور پیری کے وہ ہے کہ طالب اور مرید کو آگے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیجاوے اور حضرت پیغمبر صاحب اس کو تلقین دیں اور ہدایت کریں اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت پائے ؎

پیر ہمچو پیر من نائب رسول ہر مریدے راکند باحق وصول

پیر کہنے سننے اور پیغام میں نہیں ہے بلکہ تلقین میں ہے پیر سرا سرار معرفت الٰہی کا تمام ہے نہیں نہیں میں نے غلط کہا۔ پیر وہ ہے کہ دنیا کے لباس کو پارہ پارہ کرڈے اور دامن دنیا کا چاک کردے اور نظر پاک رکھے کہ وجود کا مس ایک نظر میں زر خالص بنادے نہیں نہیں غلط کہا میں نے ۔ یہ مراتب بھی ادنٰے ہیں۔ پیر مرشد لائق ارشاد کے وہ ہے کہ اپنے طالبوں اور مریدوں کو اول روز مرتبہ خضر باطنی کا بخش دے کہ خضر ظاہری کو بینائی باطن سے اُن کے مرتبہ کی صفائی کو نہ پہنچے۔ پس خضر ظاہری سے کیا حاصل ہووے، اور خضر باطنی کس کو کہتے ہیں +

جان کہ نظر سے خضر ظاہری کے علم ظاہری رسمی اور کسبی اور حضر ان ظاہری کہ سیم اور زر ہے اور مجلس حضرت خضر علیہ السلام کی حاصل ہوتی ہے۔ اور جو خضر باطنی سے ملتا ہے۔ اور خضر باطنی سلطان الفقر کو کہتے ہیں۔ اگر خضر باطنی کسی کے ساتھ ملاقات کرے علم ظاہری فراموش ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ علم باطنی سے معرفت اور توحید الٰہی نور کی تجلّے کے ساتھ ایسا باطنی معمور قُرب وصال میں حضور ہوتا ہے کہ خبر خضر ظاہری سے نہیں رکھتا ہے۔ اور نہ خبر سیم وزر سے اور نہ نفس سے نہ شیطان سے نہ دنیا سے نہ خلق سے اس کو ایک وجود کہتے ہیں۔ ظاہر شریعت ہمیشہ اور باطن میں معرفت الٰہی تمام۔ پس پیر اور مرشد کہ خضر باطنی کے مراتب پر پہنچا دے۔ مرشد اور پیر مرد ہے مذکر۔ ورنہ اُس کو پیر نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ راہزن ہے کہ قیامت کے دن شرمندہ اور خوار ہوگا ۔

مرشد کی شناخت

جاننا چاہیئے کہ مرشد صراف اور زرگر کے مثل ہو کہ ہر ایک سچ اور جھوٹ کو نظر سے پرکھ لے۔ جان کہ دل ریاضت سے اور معدہ خالی رکھنے سے پاک ہوتا ہے اور ریاضت سے طیر اور سیر اور مشاہدہ زمین اور آسمان کے طبقات ماہ سے ماہی تک۔ اُڑنا مکھی کا مرتبہ ہے اور پانی پر چلنا خس و خاشاک کا مرتبہ ہے۔ اور یہ دونوں مرتبہ حبس دم سے پیدا ہوتے ہیں اور حبس کفار کی رسم سے عبث ہے۔ اور سیر اور طیر اور مشاہدہ آسمانی کے مراتب زندیق اور کفار بھی رکھتے ہیں۔ اُن کو مراتب ہدایت اور غوثیت اور قطبیت کے نہیں کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ مطلق استدراج ہے۔ اور غوث اور قطب بھی دو قسم ہے۔ غوث اور قطب کہ ریاضت کے ساتھ ہو۔ یہ مراتب اسم ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ پس جو راہ کہ کفار کی ہو اُس سے خلاف چاہیئے۔ وہی مرد ہے جو خلاف کفار کے کرے۔ اور قدم شریعت میں مضبوط مارے اور باطن میں حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ہو۔ اور جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماویں اُس پر عمل کرے اور بال بھر خلاف نہ کرے اور خدا کو حاضر و ناظر جانے اور خدا کے خوف سے کانپے ۔

میں اُس قوم سے عجب رکھتا ہوں کہ سیم وزر کے طالب اور خدا ورسول سے غافل ہیں علم میں فضیلت تمام اور علم میں جاہلوں کی مانند ہیں۔ ان کے باب میں کیا فرماتے ہیں۔ کہ سیاہ دل باطن بے صفا دنیا کا طالب دونوں جہان میں پریشان ہے۔ اللہ بس ما سوے ہوس ۔

قولہٗ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا | خداوند تعالیٰ نے فرماتا ہے کہ اے مومنو!

لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۔ میرے دشمن کو دوست مت بناؤ کہ جو میری بندگی کے لائق نہیں ہیں تمہاری دوستی کے قابل نہیں ہیں، کہ دنیا اور اُس کے اہل اور نفس اور شیطان اور کافر خدائے تعالےٰ کے دشمن ہیں۔ پس خدا کے دوستوں کو اُن سے ترک چاہئے کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ میں نیک کردار اور پرہیز گار ہوں اور اُمت صاحب تکلیف سے بیزار ہوں اور دنیا سراسر تکلیف ہے ۔

رَوٰی مَعْقِلُ بْنُ یَسَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فُقَرَاءَ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِیَائِهِمْ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ ۔ روایت کی معقل بن یسار نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بتحقیق میری اُمت کے فقیر البتہ داخل ہونگے امیروں سے پانسو برس قبل جنت میں ۔

شرح جان کہ غوث اور قطب صاحب طبقات مقامات اور ہے اور صاحب درجات دنیا اور: موس صفات اور ہے۔غوث اور قطب غرق ذات اللہ اور ہے۔ اور غوث قطب تجرید اور تفرید اور ہے اور غوث اور قطب پیر دستگیر اور امیر اور ہے۔ اور فنا فی اللہ فقر اور ہے۔ اور جو غوث اور قطب خدا کی وحدت اور مقام فردانیت میں غرق اللہ کے ساتھ اور مجلس محمد رسول اللہ میں حاضر کہ اس کو مخلص سر دفتر اولیا کرتے ہیں اور ہے ۔

اولیا کی تعریف

اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ ۔ یعنی میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہیں اُن کو غیر نہیں جان سکتا، ان کی شان ہے ۔

شرح درمیان پیر اور مرشد کے کیا فرق ہے۔ اور طالب کس کو کہتے ہیں۔ مرشد مراد بخش اللہ کی محبت کا طالب کے وجود میں اللہ کے نور سے روشن۔ مرشد کی نظر سے غرق مع اللہ آتا ہے کہ جو تا او ہمیں سے سب نکل جاتی ہے۔ اور باطن کی راہ میں اوّل پیر کو چاہئے کہ مرید کے سر سے سات بال گن کر ہاتھ میں لے اور مقراض سے تراشے اور سات مرتبوں پر پہنچا دے۔ چنانچہ اول بال کے تراشنے سے مرید کے وجود میں جمعیت بخشے کہ دل غنی ہو اور صبر میں رہے۔ اور دوسرے بال تراشنے سے ذکر حاصل ہو اور خستہ نہ رہے۔ اور

تیسرے بال کے تراشنے میں معرفت الٰہی نہ دکھاوے اور غرور نہ رہے۔ اور چوتھے سے اللہ کے نور کی تجلیات اور روشن ضمیری ہو اور بغض نہ رہے۔ اور پانچویں بال کے تراشنے سے مشاہدہ ظاہر ہو اور عجب نہ رہے۔ اور چھٹے سے مجلس انبیا اور اولیا کی حاصل ہووے اور غصہ نہ رہے اور ساتویں سے مشاہدہ حقیقی اور لذت تحقیقی حاصل ہو۔ اور پردہ اٹھ جاوے اللہ کے اور اس کے درمیان کا ❊

پیر مرشد کامل کی نظر سے حاصل ہوتا ہے۔ جو مرشد کہ خود طالب دنیا مردار کا ہے وہ خوار ہے اور مثل گاؤ عصار کے ہے ❊

جان کہ اول پیر مرید کو ظاہر اور باطن مردار کو کھانے نہ دے۔ اگر اتفاقاً کھالے اس کے وجود میں قرار نہ پکڑے بلکہ قے یا دستوں سے نکل جاوے۔ پیر کے شان کا یہ نشان ہے نہ پیر دنیا کے واسطے پریشان ❊

پیر کو چاہیئے کہ اول مرید کو سات طبق زمین اور سات طبق آسمان کے ظاہر کر دے اور لوح محفوظ اس کے مطالعہ میں کر دے۔ جو پیر، مرید کے سات بال تراشنے سے ان مراتب پر پہنچا دے، پورا پیر ہے! ورنہ حجام ہے ❊

مصنف کہتا ہے کہ نہیں نہیں! میں نے غلط کہا۔ یہ پیر بھی ناسوتی ناقص اور ناتمام، نذر نیاز مرید سے اس کو لینا حرام ہے۔ اس طریق سے بے توفیق مرید کو بہت پیر ہیں۔ اور دنیا میں پیر کے کیا مراتب ہیں یعنی اہل دنیا کو مرید کرنا حرام ہے۔ دل سیاہ روز و شب گناہ کی طلب میں ہے۔ اور پیر کو دنیا کی ترقی مرید سے اور رجوعات اور اس کے آداب کا نگاہ رکھنا گویا شیطنت ہے۔ اس واسطے کہ جب اہل دنیا پیر سے گرداں ہووے تو خواب میں شیطان پیر کی صورت بن کر آتا ہے۔ اور اہل دنیا کو چارپائی سے لوٹ دیتا ہے پس جب بیدار ہوتا ہے پیر کی ملازمت میں ادب کے ساتھ مشرف ہوتا ہے۔ اور اپنی حقیقت اور احوال ظاہر کرتا ہے کہ پیر میرا بڑا زبردست ہے۔ اور وہ حالت نہیں جانتا ہے۔ پیر جنی باطن سے محروم ہے اور معرفت حق سے خلاف ہے اور اس کے مرید اس کی کرامات کی شیخیاں مارتے ہیں۔ جو اس طریق سے مرتبہ نہ رکھے خلق اس کو پیر نہیں کہتی ہے اگرچہ پیر پیغمبر ہووے ❊

جاننا چاہیئے کہ مرتبہ فقیر کا یہ ہے کہ اگر اہل دنیا کی طرف نظر کرے۔ اور وہ اہل دنیا اگرچہ مثل حضرت ابراہیم کے ہو کہ بادشاہ تھے اور شاہی ترک کر دی اور خاک پر سوئے اور

عمرہ اوڑھے اور رات دن ظاہر باطن اللہ کے ذکر اور طاعت میں کوشش کرے اور گھر چھوڑ دے اور خلق سے دور پڑے اور صبح و شام اللہ کی طلب میں رہے۔ اور شغل اللہ میں غرق ہو۔ اور دم مع اللہ کو غنیمت جانے اور دنیا اور اہل دنیا کی طرف مُنہ نہ کرے۔ اور لباس شریعت کا پہنے۔ اور خاموشی میں کوشش کرے ؂

مصنف کہتا ہے کہ خاموشی میں ستر ہزار فائدے ہیں۔ اور وہ ستر ہزار فائدے سات کلموں میں جمع کئے گئے ہیں کہ ہر کلمہ میں ہزارہا فائدے ہیں۔ چنانچہ اول خاموشی کا راحت کراماً کاتبین سے۔ اور دوسری خاموشی عادت بے رنج۔ تیسری زینت ہے بے لباس چوتھی بادشاہی ہے بے سلطنت۔ پانچویں قلعہ ہے بے عمارت۔ چھٹی بے نیازی ہے معذرت چاہنے سے۔ ساتویں عیب چھپاتی ہے ؂

مصنف کہتا ہے کہ خاموشی سب میں فریب اور سب میں خود فروشی ہے۔ یہاں تک کہ دل اللہ کے ذکر سے شور میں، اور غرق مع اللہ ہرگز بیہوش نہ ہو۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ جس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اُس کی زبان بند ہو گئی۔ عارف باللہ کا یہ نشان ہے۔ جو یہ مکان نہ رکھے پریشان ہے کہ مطلب خاموشی کا یہ ہے کہ جب دل کی زبان کھولے مُنہ بند ہو جاتا ہے ہرگز بات نہیں کرتا۔ اس واسطے کہ صاحب خاموشی خدا کو حاضر جانتا ہے۔ گویا بموجب اس آیہ کے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ وہ خدا تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔ اور جب تو جان لے کہ خدا تیرے ساتھ ہے۔ پھر کسی سے ڈر نہیں اور نہ اندیشہ۔ اور اگر تو جانے کہ خدا تیرے ساتھ نہیں ہے، مشرک اور خراب ہوگا نعوذ باللہ منہا ؎

ملک و فلک بہ یک ھُو زدہ نا چیز کنم
ماکہ در قلزم توحید نہنگ آمدہ ام

جب ھُو کے مطالعہ کے ساتھ دل کا ورق غرق ہو اُس کو کوئی چیز خوش نہیں آتی۔ خلق میں بے شعور اور خالق کے ساتھ حضور ہے ؎

باھُو ابر دار دل نائی ناپسند	جز خدا با دیگرے دل را مبند

جب ذکر ہو کا وجود پر غالب آتا ہے قید کر لیتا ہے سوائے ھُو کے اور کچھ نہیں رہتا ؎

دمے بے یاد حق مطلق گنہ دان	بخود مشغول بودن کفر راہ است
ترا ہر دم کشد پندار ہستی	سوئے ظلمت سرائے بت پرستی

خودی کفر است نفی خویش کن زود — کہ جز حق در حقیقت نیست مقصود

سونے کی طلب پیشوائے پیر راہ ہے اور دنیا کی طلب پیر گمراہ ہے۔ جو پیر مریدوں کو معرفت خدا کی طرف لیجاتا ہے وہ ہوشیار ہے اور اس کے مرید لائق دیدار پروردگار کے ہیں جیسا کہ پیرا پیر حضرت شاہ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کہ ہر روز ہزار مرید پیغمبر صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں شرف کراتے ہیں۔ اور سات منصب دلاتے ہیں۔ اور توحید میں غرق کر دیتے ہیں اور مرید سبقت غوث اور قطب سے لیجاتے ہیں اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں۔ اور ہرگز دنیا کی طرف منہ نہیں کرتے ؎

سگے درگاہ میراں شو چو خواہی قرب ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

جس کسی نے مرتبے غوثیت اور قطبیت کے اور سعادت اور نعمت اور ولایت پائی ہے یہیں سے پائی ہے۔ دونوں جہان کی کنجی ان کے ہاتھ میں ہے جو ان سے منکر ہے وہ مردود ہے اور ابلیس ہے۔ اور جو اللہ کا بندہ مومن اور مسلم امت پیغمبر صاحب کی ہے۔ وہ غلام حضرت کا ہے کوئی ان کی مریدی سے باہر نہیں ہے اور جو باہر ہے اس کی معرفت کی راہ حاصل نہیں ہے۔ اور وہ سلب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان کا خطاب غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ غَوْثُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْمَلٰئِکَۃِ ہے۔ عقلمند کو اتنا ہی اشارہ کافی ہے +

قدمی علیٰ رقاب کل ولی اللہ کی بحث

اس واسطے کہ قدم مبارک حضرت پیغمبر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کی گردن پر رکھا ہے اور ان کا قدم گردن پر تمام اولیاء اللہ کے شاہِ مُحْیُ الدِّیْن بَقَا بِاللّٰہِ سَیْفُ اللّٰہِ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ غَوْثُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَمَلٰئِکَۃِ الْاَرْضِ الَّذِیْ وَصَلَ فِیْہِ +

آپ کے فرزند نے عرض کی کہ آپ مجھ کو کچھ وصیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے تقوے کو لازم پکڑ اور سوائے خدا عزوجل کے ہرگز کسی سے مت ڈر۔ اور مت کسی کو سوائے اللہ تعالےٰ کے جان۔ اور اپنی حاجتیں سب خدا کے سپرد کر کوئی نعمت اس سے علیحدہ نہیں ہے۔ پس سب اسی سے مانگ اور سوائے خدائے تعالیٰ کے

کسی پر وثوق مت کر توحید لازم پکڑ ۔

فرمایا آنحضرت رضی اللہ عنہ نے میرے اور تمہارے اور تمام خلق کے درمیان میں اتنا بُعد ہے ۔ جیسا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہیں ۔ پس مجھ کو کسی پہ مت قیاس کرو اور نہ کسی کو مجھ پہ ۔

فتوح الغیب اور اسی طرح مفتاح الفتوح اور بهجتہ الاسرار میں ہے فرمایا حضرت نے میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے ۔

جیسا کہ حضور عالم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں ۔ اسی طرح حضرت پیر دستگیر زندہ جان روشن دین عارف باللہ حق الیقین شاہ محی الدین قدس اللہ اسرارہم ختم الاولیا ہیں ۔ اور ختم الفقرا اور ختم المعرفت اور ختم الولایت اور ختم الهدایت ور ختم العنایت ہیں ۔ بقا باللہ کے برکات کے پہنچانے والے غرق ذات ، وزیر حضرت پیغمبر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ، دوام حضور کہ دونوں جہان کی کنجی ظاہر اور باطن اُن کا مرتبہ ہے ۔ جو ان کے مراتب کا زندگی اور موت میں دعوے کرے کاذب اور دروغ ہے کہ شاہ محی الدین میرا پیر دنیا اور دین زندہ جان ہے ۔ میری جان اور جان سے نزدیک ہے ۔ جو کوئی شہ دستگیر پیر کو جان سے نہ سمجھے اس کو مرید نہیں کہ سکتے پریشان ہے ۔ اور قدم حضرت پیر کا شریعت پر ہے کہ شریعت میں ایک حرف ہے ۔ اور اُس حرف سے حضرت پیر کو تمام شرف ہے ۔ وہ حرف ب ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی ۔ اور ب سے بنائے اسلام ہے اور بنائے اسلام میں مسلمانی تمام ہے ۔ آپ کی کنجی ہمیشہ تک گم نہ ہوگی ۔ اور آپ کے مرید عارف باللہ اور صاحب کلید ہیں ۔ اور توحید میں غرق ۔ اور طریقہ قادری میں کوئی تقلید نہیں ہے ۔ مع اللہ عارف باللہ ہیں ۔ کوئی خانوادہ اور طریقہ ابتدائے قادری کو نہیں پہنچتا ہے اور کوئی کہے کہ پہنچا ہے دروغ ہے اور لاف ہے ۔

شرح حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین قطب الاقطاب کے طالبوں کو ہر دم خدائے تعالےٰ کے ساتھ جواب باصواب ہے ۔

آپ اپنے طالبوں سے گناہ صغیرہ اور کبیرہ نہیں ہونے دیتے ۔ آپ کے طالب ہمیشہ اپنے حال پہ ہیں اس واسطے کہ آپ کے طالب جو گناہ کرتے ہیں آپ پوشیدہ اور ظاہر اس کو معاف کرا لیتے ہیں ۔ اور مجلس حضوری محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دیتے ہیں ۔ سب کے سب پیر آپ کے مراتب کے آگے مردہ اور آپ زندہ تر قدرت

سبحان ہیں۔ عالم اور فقیر اور امیر مثل آپ کے مریدوں کے ہیں۔ مگروہ جو عالم عامل اور فقیر کامل اور امیر عادل صاحب انصاف ہیں۔ اور یہی تین انسان ہیں اور سب حیوان کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ مثل چوپایوں کے ہیں بلکہ وہ بھی بہت گمراہ ✦

اور حضرت پیر مریدوں کے ساتھ ایسے ہیں جیسے جان جسم کے ساتھ اور آفتاب ذرہ کے ساتھ اور درخت پتوں کے ساتھ اور مہر نگینہ کے ساتھ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کے ساتھ، جب ایسی صفت کا پیر نہ ہووے اُس کے مرید خراب اور وہ عذاب میں ہوگا نعوذ باللہ منہا ✦

پیر مست الست خدا پرست وحدت کا پیالہ پینے والا چاہیے ۔ نہ آبائی و اجدائی استخوان فروش ✦

میرا پیر نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شاہ محی الدین ہے ✦

آپ نے فرمایا کہ میرا مرید ایمان پر مریگا ۔ اور آپ نے فرمایا ہے، اے میرے مرید مت ڈر! اللہ میرا رب ہے ✦

جان کہ جب حشر کو سب پیغمبر نفسی نفسی کہینگے ۔ سیدنا وشفیعنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمتی اُمتی فرمائینگے ۔ اور ہمارے پیر حضرت محی الدین مریدی مریدی کہینگے۔ اور جس وقت حضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے فرمایا کہ قدم میرا تیری گردن پر ہے اور تیرا قدم اے محی الدین ہر ولی اللہ کی گردن پر ✦

اس حالت میں سب ولی اللہ، حضرت علی ولی اللہ کے آگے التجا لائے کہ پیغمبر صاحب نے یوں فرمایا ہے توجہ فرمائیے ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے عرض لائے ۔ حضرت نے فرمایا۔ اے علی حضرت شاہ محی الدین میری آل اور تمہاری اولاد سے ہے جو لائق فرزند کے قدم کو اُٹھا کر اور کاندھوں پر بیٹھا کر گردن پر رکھے تو عیب نہیں ہے پس اول حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عزت دی ۔ بعد اُس کے حضرت پیر نے قدم گردن پر تمام اولیاء کے رکھا ۔ اور ہر ولی اللہ سعادتمند ہوا ۔ اور ہر ایک نے مرتبہ ولایت اور ہدایت کا پایا۔

آپ کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہے یا رفضی ہے یا خارجی یا غیر شرع راندۂ درگاہ گمراہ ہے ۔ اور جس کو آپ نوازتے ہیں ۔ ایک نظر میں اولیاء اللہ بناتے ہیں ۔ اور جس کو ڈالتے ہیں اُس کو کوئی نہیں اُٹھا سکتا ✦

سماع کا بیان

جان کہ عارف غرق مع اللہ باخبر کو آواز سرود کی مثل آواز گدھے کے معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ آواز سرود کی شیطان کھینچتا ہے اور لذت دیتا ہے حسن پرست زناکار کو نہ خدا کے پہنچنے والے کو ؎

عارفاں بے نغمہ مطرب مست حال　　　مستے ایشاں خاص از وحدت وصال

جان کہ بارہ برس سے ریاضت اور سماع سرود کا طریق اگر کسی کو روشن ہوا ہو۔ زیر و زبر اس سے بہتر ہے پیر مرشد قادری ایک نظر کے ساتھ فیضیاب کرتا ہے جیسا کہ آفتاب کی نظر ذرہ کو ؎

بیقراری ذرہ دانی از کجا　　　بیقرار از شوق گردد در ہوا

ہمچو فانوس است خیال سوز او　　　درمیان پردہ بیند رو برو

مقام خواب تو بین جانبین ہے اور ہر طریقہ قادری سے لیٹے دنیا آتی ہے۔ قادری سروری انشاء اللہ الصمد فارغ ہے۔ ان کا خواب مشاہدہ اور کھانا مجاہدہ اور مستی ہوشیاری اور دل بیداری میں ہے۔ عاشقوں کی ریاضت خون جگر کھانا اور باطن میں ان کا حال مت پوچھ ؎

توحید چو آفتاب تابان شدن است　　　ارچہ شیر طبعاں ہراساں شدن است

گر خلق اذیت است حاجت عزلت نیست　　　از کوہ چہ احتیاج پنہاں شدن است

حضرت سلطان ابراہیم ادہم قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ ایک بزرگ نے ایک بزرگ کو لکھا کہ تعجب ہے اس قوم سے کہ جو رات دن خواب میں رہیں اور قافلہ چلا جاوے اور جانتے ہیں کہ منزل اور مقام پر پہنچ گئے ؛

بزرگ نے جواب میں لکھا کہ اے برادر اس راہ میں مردان خدا جاتے ہیں کہ رات دن خواب میں رہیں، جب قافلہ منزل کے نزدیک اور مقام پر پہنچے ان کو زیادہ دیکھے۔ کہ ہزار برس کی راہ نیم قدم کے برابر بھی نہ ہو۔ یہ وہ طائفہ ہے کہ ان کو خواب اور بیداری ایک ہے اور مستی اور ہوشیاری ایک اور اکل اور شرب اور بھوکا ایک ہے۔ ان کے مرتبے ایسے ہیں کہ ہمیشہ ان کو سیر اور مشاہدہ ہے۔ اگرچہ ان کا جسم دنیا میں ہے۔ لیکن دل آخرت میں ہے ؛

مصنف حضرت باھو کہتا ہے کہ جو دنیا اور آخرت سے اٹھ گیا۔ اور راہ مولیٰ میں غرق ہو گیا مقام علیین میں ہے کہ باطن سے ادنیٰ ہے۔ سیر ربانی اور مشاہدہ اسرار

نگہبانی کرتا ہے۔ آنکھ اُس کی دل سے ہے، وصل اُس کا راز پر ہے۔ اس کو صاحب منتہی کامل غالب برنفس کہتے ہیں یعنی نفس اُس کا غلام ہے۔ ان مراتب کو حق الیقین کہتے ہیں۔ ظاہر اُس کا اگرچہ حال درست اور باطن صحیح ہے۔ بہر حال احوال معرفت الٰہی سے متفرق نہ ہووے۔ اگرچہ صغیرہ اور کبیرہ گناہ اُس سے واقع ہووے۔ اُس کے وجود میں گناہ تاثیر نہ پکڑے۔ اس واسطے کہ ہر دم توبہ کرنے والا ہے کہ ایسے حال کو شدت اور رضا اور منع اور عطا اور جفا اور فنا اور قدر اور قضا برابر ہے۔ کھانا اُس کا دوام ریاضت ہے اور خواب اس کی بیداری مشاہدہ نور سے اللہ کے نور کے ساتھ ہمیشہ بیدار ہے۔ اور اُسکی لذت فنائے نفس اور حقیقت معرفت الٰہی کی اس کو ہمیشہ وحدانیت کے مراتب کی ترقی میں ظاہر خلق میں اور باطن خالق میں۔ ان معنی سے اکھاڑنا نفس کی جڑ کا ہوا۔ ئے دنیا سے اور رہنا ہمیشہ خدا کے ساتھ ایسا دائم میسر ہے +

مصنف کہتا ہے کہ مرشد کامل کے نزدیک مبتدی اور منتہی برابر ہے۔ کہ معرفت اور شریعت ایک ہے جو معرفت کا دریا نوش کرے عارف باللہ لباس شریعت کا پہنے چنانچہ مقام علم الیقین آفتاب دکھلاوے۔ اور تاریکی ظلمات شب کی آفتاب کے نکلنے سے نابود ہو جاتی ہے۔ اور مقام عین الیقین پر جب پہنچا۔ حق الیقین کا امیدوار ہوا۔ اس کے وجود سے باطل اُٹھ جاتا ہے علم الیقین اور عین الیقین، حق الیقین کو پہنچتا ہے۔ اُس کے یقین سے یقین حق ہوا۔ اور حق پہچانا اور حق مانا۔ اس کو مطلق عارف ختم الفقرا کہتے ہیں۔ کہ مقام رضا اور قضا سے برابر ہے۔ فنا فی اللہ بقا باللہ۔ اور مرشد کامل کے طالب کو ریاضت درکار نہیں ہے اس واسطے کہ وہ مثل دریا کے ہے اور وجود کشتی اور طالب مشاہدہ بین ہر دوسرا کا، ایسا مرید اور طالب راہ خدا میں چاہیے۔ اور مردہ دل کو ریاضت لازم ہے۔ اور یہ سب مراتب دولت اور برکت شریعت شریف سے لوازمہ ضروری ہے۔ اور زندہ دل صاحب راز کو کوئی ریاضت درکار نہیں ہے کہ ہمیشہ باحضور ہے

پاک روشن راکمن از فاقہ عجیب | گنج الٰہی نگہ کن اورا بحبیب

ہاں آدمی کو وہ احوال چاہیے کہ وصال کے ساتھ ہو ؎

شیخ کجا داند ذوق کباب | شیشہ چہ آگاہ ز بوئے گلاب

ذکر قلبی کے جلنے سے اور ذکر غیر سے کچھ فائدہ نہیں ہے، سوائے مشاہدہ اُس شخص کے

کہ آپ غرق مشاہدہ میں ہو جیسا کہ شیشہ گلاب کی خوشبو سے کچھ فائدہ نہیں کھاتا ہے یہاں تک کہ دوسرے کو بلا کسب اور بلا محنت کے خوشبو سے معطر کر دے۔ اور عارف کامل اور علمائے عامل کو دو نوں آنکھ ایک چشمہ ہیں۔ ایک آزل کی دوسری ابدی کی۔ دونوں کے درمیان میں دنیا کیا دیکھتا ہے کہ سوائے ماسوائے اللہ کے اور نہ دیکھے معصیت میں بند ہو جاوے ورنہ یقین ہو جاوے ۔

جان کہ راز سُنّت انبیا کی ہے۔ اور صاحب راز مجلس میں انبیا کے پہنچتا ہے اور ریاضت سُنّت اولیا کی ہے اور صاحب ریاضت ریاضت کے ساتھ مجلس میں اولیاء کے پہنچتا ہے ؎

گویا ایں داوراں با درسے دا ندوے
کیں ہمہ قالب و دغل در کار و اد رسے کند

اہل دل کی صفت

جواب مصنف ؎

اہل باطل کے شوہ باحق شناس	گر دلائل صد بسیاری باقیاس
دل دغا تر مردہ افسانہ پسند	حرف است حیرت بخش اللہ سو مند

جان کہ خواب اور صاحب خواب تین قسم کے ہیں۔ اوّل، دل مردہ ہیں اہلِ دنیا اور اہل ظلم اور اہل جہل، ان کو خواب خیال ہے یعنی غلبات سیاہی دل اور گمراہی سے اور سیاہ دل اللہ کی نظر رحمت سے محروم ہے۔ دوم خواب صاحب خواب عالم علم تفسیر اور احادیث کا خواب۔ علم سے خواب احوال قال اعمال کمال ہے۔ سوم خواب صاحب خواب کو بھی شرح خواب کی جو کہ مجلس جسم کے ساتھ صورت جوان لباس سفید دیکھے مراتب ابتدا کی ہے۔ اور جو کہ مجلس روحانی لباس سُرخ اور صورت دو موے دیکھے مراتب متوسط ہیں۔ اور جو کہ مجلس صورت نورریش سفید اور لباس سُرخ شہادت دیکھے منتہا ہے ۔

اور ذکر جہر دو قسم ہے۔ بعض ذاکر کو جلالیت پیدا ہوتی ہے۔ اور اُس کی جلالیت خالی داغ سے ہے کہ اُس جلالیت سے اُس کے منہ سے کلمہ جہل اور کفر اور شرک کا نکلتا ہے حکمت یہ ہے کہ ذاکر جہر سرود کے ساتھ جو نام اللہ کو سرود کے ساتھ کہے اپنے آپ کو رسوا کرنا

ہے اور سبب شرک اور کفر کا ہے نعوذ باللہ منہا +

اور بعض کو ذکر جہر سے جو ہر جمعیت کا پیدا ہوتا ہے اور جو ہر محبت ہو یدا ہے کہ وہ جھاڑو دل اور زبان کی ہے +

ذکر خفیہ خلوت رحمان ہے۔ اور ذاکر خفیہ کا مکان لامکان ہے۔ یہ ذاکر نہیں ہے کہ ذکر کے ساتھ واسطے دُنیا کے پریشان ہو۔ شاکر ہیں اور شعور نہیں رکھتے ہیں ذکر حضور سے +

اور نیز شرح خواب اس شخص کی کہ واسطے زیارت بزرگ کے اور تحقیقات مراتب کے یا واسطے اپنے نصیب کے یا واسطے اجازت رُخصت کے یا واسطے کار دینی اور دنیوی کے نماز استخارہ پڑھے اور خواب میں جاوے۔ اور خواب میں کوئی شخص خوبصورت دیکھے کہ اس کو کسی کام کے واسطے حکم رخصت کا کرتا ہے اور یا کسی کام سے مانع ہووے پس کس طور سے معلوم ہووے کہ وہ شخص شیطان ہے یا بزرگ ولی اللہ۔ اس سے تحقیق کرنا چاہیئے کہ اگر جس وقت اجازت اور رخصت کرے یا مانع ہووے، اُس وقت فاتح خیر پڑھے یا اُس وقت اللہ کا نام انشاء اللہ کہے یا درود حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر پڑھے یا ذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے یا دُعا کو ہاتھ اُٹھاوے اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ دُعَاءَ الْخَيْرِ جاننا چاہیئے کہ اشارہ بشارت کے ساتھ انبیا اور اولیا سے ہے۔ عین مجلس خاص حقیقی سے ہے اور جو بشارت اس صفت سے موصوف نہ ہو۔ خواب اور خیال ہے یا اشارہ شیطان سے ہے پریشان۔ اور ذاکر فقیر کی خواب نہیں ہے، واسطے کہ غفلت نہ کی، بلکہ الہام حق سے اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے رکھتا ہے کہ جواب با صواب ہے اور خواب اُس فقیر کا کہ جو برابر باطن سے بے خبر ہے۔ اور درویش زندہ دل روشن ضمیر کو خواب اللہ کے ذکر اور اللہ کے نام سے وصال لازوال مشاہدہ کے ساتھ غرق جمال اللہ کے نور کے ساتھ عین بعین ہے +

مطلب یہ ہے کہ شرح خواب کی موافق صاحب خواب کے تعبیر طلب کرے عالم صاحب تفسیر سے یا طلب کرے فقیر درویش صاحب معرفت الٰہی روشن دل سے +

خواب طالب دُنیا کا اور طالب عقبٰے کا اور طالب مولے کا، جو کہ خواب میں حیوانات طیر اور وحوش مثل سانپ اور بچھو کے دیکھے، دل اس کا سیاہ حب دنیا سے بھرا ہوا ہے اور جو کہ خواب میں باغ اور بوستان اور بام بلند خانہ مثل قصور اور حور اور میوہ درخت وغیرہ دیکھے

جان کہ مرشد مبتدی سے مقام مبتدی حاصل ہوتا ہے کہ خام ہے اور متوسط سے مقام متوسط حاصل ہوتا ہے کہ ناقص نا تمام ہے۔ اور منتہی سے مقام منتہی پر مشرف ہوتا ہے کہ عارم تمام ہے۔

جان کہ طالب صاحب دانش وہ ہے کہ مرشد سے کوئی مقام مبتدی اور متوسط اور منتہی طلب نہ کرے، سوائے کنہ کن کے، جو وحدانیت کی کنہ کو پہنچتا ہے۔ اُس کی زبان پر کُن کامل ہوتا ہے ؎

کُن مرا زاں کُن شود زاں روز کُن
جا ودانی در رہ کُن از کُن سخن

جان کہ تفکر دو جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ جب عارف باللہ تفکر میں آتا ہے تماشا اٹھارہ ہزار عالم کا دیکھتا ہے۔ اُس وقت فکر میں آوے کہ اللہ تعالےٰ بہتر ہے، دونوں جہان کے مشاہدہ سے جو دونوں جہان کو چھوڑتا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کو بہتر جانتا ہے اُس فکر میں۔ اللہ تعالےٰ اُس کو ثواب دونوں جہان کی عبادت سے زیادہ بخشتا ہے جیسا کہ حدیث ہے ؛۔

اَلتَّفَکُّرُ سَاعَۃً خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ ۔ فکر ایک ساعت کی بہتر ہے دونوں جہان کی عبادت سے ۔

جس کسی کو کہ سرِّ نہاں ہے ہمیشہ ہر زماں میں حاضر ہے اور اُس کو اُس سے حیرت ہے۔ اور حیرت میں ترکِ دُنیا پیدا ہوتی ہے۔ ترکِ دُنیا سراسر عبادت ہے ؎

زبہر زر چرا کردی خموشی   زبہر زر چرا تو دلق پوشی
زبہر زر چرا درویش خوانی   زبہر زر چرا عرفاں بکانی
زبہر زر چرا گریہ کشائی   زبہر زر چرا صورت نمائی
زبہر زر چرا تسبیح خوانی   زبہر زر چرا اسمے بدانی
زبہر زر چرا خلوت نشینی   زبہر زر چرا مردم گزینی
زبہر زر چرا غوغا فروشی   زبہر زر چرا اللہ فروشی
زبہر زر چرا تو شاہ طلبی   زبہر زر چرا تو ذکر قلبی
زبہر زر چرا تو انتظاری   زبہر زر چرا ہر در بخواری

زہر زر چیرا علم و فضیلت زہر زر چیرا دنیا وسیلت

جاننا چاہیئے کہ پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج قاب قوسین کو پہنچے۔ کس راہ سے اور اُس راہ کا کون گواہ ہے۔ راہ ورسم اللہ فنا فی اللہ کی ہے۔ کہ پیغمبر صاحب کو ظاہر و باطن نور کی صورت تھی ابتدا اور انتہا حضور۔ اور حضرت پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم کو جلد معراج حاصل ہوئی، چشم زدن میں دونوں جہان سے مثل برق کے دل کو اُٹھایا اور طرفۃ العین میں وہاں تک پہنچایا گیا تھا کہ ایک وجود واجب الوجود کا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پس ذکر اللہ کا معراج ہے۔ جو اللہ کے ذکر سے منکر ہووے کافر ہووے ٭

طالب دنیا صاحب استدراج۔ اور ذکر موت دل پر۔ اس سے زیادہ ترکون ریاضت اور عبادت ہے کہ متوجہ ہو صدق اور خوف سے۔ اور ریاضت محبت داغ مولا کا دل پر۔ کہ اُس کی محبت اصل سے دِل چاک چاک اور تن پژمردہ خاک خاک۔ اور ظاہری ریاضت کچھ کام نہیں دیتی۔ جو خلق کی رجوعات کے لئے ہووے نعوذ باللہ منہا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ الْاَرْبَعِ ٭

رات دن جانسوزی کرے اور پُر درد رہے اس سے کوئی ریاضت بہتر نہیں ہے اور ریاضت دو چیز ہے ایک عاجزی دوسری محتاجی۔ فقر محمدی سے بعید ہے کہ اصل راہ فقر کی جمعیت سے تعلق رکھتی ہے پس جمعیت کیا ہے اور اس سے کیا حاصل ہوتا ہے ٭

جان کہ جمعیت چار چیز سے تعلق رکھتی ہے۔ ذکر اور فکر کی تمامیت اور باطن کی صفائی اور تمامیت تصور کے ساتھ۔ اور تصرف کہ نتیجہ انبیاء اور اولیاء کا ہے۔ جو یہ چار مرتبہ ہیں۔ اور اس فرقہ سے باخبر رہ کہ ظاہر آراستہ صاحب طریق اور باطن زندیق۔ چنانچہ وہ یہ ہیں جبیہ، اولیائیہ، شمراخیہ، اباحیہ، حلولیہ، متجالیہ، متکاسلیہ، الہامیہ، حوریہ، واقفیہ، وجود میں موجود ہوتے ہیں ٭

جان کہ قلب قالب کا سبحانی اسرار ربانی خزائن اللہ کو کہتے ہیں۔ ذکر قلب چار تاثیر رکھتا ہے جس کسی کو کہ ذکر قلب جاری ہے۔ اُس کی جان رات دن سوز و گداز میں ہے مثل کباب کے بریاں اور اُس کی آنکھ دوام گریاں اور تن عریاں۔ پس معلوم ہوا کہ خدائے تعالے کی رحمت دِل میں نہیں سماتی۔ اور دل رحمت سے وسیع ہے۔ اور خدائے تعالے دل کی رحمت

دل میں نہیں سماتی۔ کہ رحمت کو خدائے تعالےٰ نے نور دل سے پیدا کیا اور نہ دل نور رحمت سے چنانچہ حدیث قدسی ہے :۔

لَا یَسَعُنِیْ سَمَآئِیْ وَ لَا اَرْضِیْ آسمان اور زمین میری وسعت نہیں رکھتے

وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ۔ لیکن مومن بندہ کا دل رکھتا ہے ۔

جب نور دل اور نور روح اور نور سر اللہ تعالےٰ کے نور ذات سے ایک وجود ہوئے اُس دل اور روح اور سر کو رب کے ساتھ جلیس کہنا چاہئے۔ اور جو ذاکر اس مقام پر نہ پہنچے ہنوز ابلیس کی قید میں ہے۔ ذاکر کا دل ہمیشہ مراتب وصال میں ہے۔ اور صاحب قلب کا ایک ساعت کا وصال سالہا سال کی ریاضت سے بہتر ہے ۔ چنانچہ باب تفکر میں حضرت سلطان الفقر فرماتے ہیں ؎

تفکر باوہام وحدت دہد رساند بوصلے کہ از خود وہد

کہ وہم است سلطان تفکر وزیر تذکر بود لشکرت دلپذیر

تجرد تفکر بکس زاد راہ بدیں توشہ ہمت بود ملک شاہ

چو وہمت رساند بعالم وصال تنت عین گردو زصحبت کمال

چو اوہام گردد یقین گیر من جہاں جملہ آید بہ بند بیر من

چو سلطان وہمت نیابد کمال بہر ساعت آید بدل صد وصال

بدیں وہم خود را چو آراستی وصالی حقیقت بخود یافتی

اوہام اور تجرّد و تفکر کی تعریف

جو اس مقام یعنی اوہام پر پہنچے اُس کو قرار اور آرام نہیں ہوتا۔ کبھی خوف اور کبھی رجا اور کبھی صحو اور کبھی سُکر کبھی حضور کبھی غیب کبھی جمال کبھی جلال کبھی استغفار کبھی افتقار کبھی مشاہدہ کبھی مجاہدہ اور حلاوت عشق اور محبت کے ابداً آباد تک منقلب ہے اور اس کا شمار محال ہے ؎

باوہام حالش بر آور تو سیر

اگر وصل خواہی برون شوز غیر

جو اس مقام پر پہنچتا ہے۔ تجلی غیبی کہ احدیت کا نور ذات جس کی صفت غناعن العالمین ہے بقدر استعداد کے تجلی کرتی ہے۔ اور دل میں نہیں پاتا۔ خواہ ذاتی ہو یا اسمائی

تجلّی ذاتی اور ہے اور اسمائی اور ہے۔ تجلّی ذاتی کی تین وجہ پر ہے۔ کہ اس کو عطائے ذاتی کہتے
ہیں۔ اہل فنا ہر وقت پاتے ہیں جب چاہتے ہیں۔ ایک تجلّی وصل دوسری بے مثل تیسری
تجلّی غرق مشاہدہ جمال۔ جب جمال تجلّی نور کا سالک کے دل میں چمکتا ہے۔ دل کو پکڑ لیتا
ہے کہ غیر کی مجال دل میں نہیں چھوڑتا۔ سب لذات پر آپ قابض ہو جاتا ہے۔ اور دل بمقابلہ
گنجائش کے وسعت پاتا ہے۔ اور کوئی دم اور ساعت تجلّی کے مشاہدہ سے خالی نہیں رہتا
اور ظاہر اور باطن حق غالب ہو جاتا ہے۔ درمیان میں کثرت لاوے ؎

تجلّی لئے تو ہر سو کہ نظر می کنم — پیش چشمم در و دیوار مصور باشد

جب یہ نظر سالک کی نظر میں نہیں پہنچاتی ہے۔ اور آپ میں ہمیشہ پاتی ہے نور حق کی صحبت
ثابت ہوتی ہے اور جس وقت چاہے تجلّی اُس پر نازل ہوتی ہے۔ اور مشاہدات کے ساتھ
دل میں ظاہر آتی ہے۔ اس کو ابو الوقت کہتے ہیں۔ اور دل کی تجلّی کے نظارہ سے ایک
دم خالی نہیں رہتا۔ لذت بہت اور شوق بے شمار اور قوت پائدار اُس کے دل میں ظاہر آتی ہے
ہر گھڑی دوسری حلاوت پاتا ہے۔ اور دوسری علامت تجلّی اوّل کی یہ ہے۔ کہ صورت وحد
ایک ساتھ دو بار منہ دکھاتی ہے۔ اور اُس میں آئینہ ایک صورت کا پیدا ہووے ۔

جواب۔ جان کر بیت کی کیا حاجت عارف فقط ایک کافی ہے۔ مقام یقین سے
جس کو کہ یقین حاصل ہوتا ہے منتہی اول روز مرشد صاحب یقین سے با نظر صاحب نظار کے
اُس کو کیا حاجت ذکر فکر تجلّی اشتہار کی۔ جس نے فنا پائی بقا کو پہنچا اور جو بقا کو پہنچا نور
کے ساتھ نور ہوا۔ کہ اپنے درمیان آپ کو نہ دیکھا کہ اپنے برابر کوئی گیاہ بزرگ نہیں جس کو سر
سے خبر ہے ہمیشہ ورق دل کے مطالعہ کے ساتھ اور ہر مقام پر نگاہ ہے اسی طرح
اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰه شہباز شاہراہ کا ہے ۔

جب صاحب جمعیت ذکر فکر کی نہایت کو پہنچتا ہے، اُس کی نظر کیمیا، اکسیر مطلق ہو جاتی
ہے۔ اس کو بھی جمعیت لا یحتاج فقیر کہتے ہیں۔ اور دوسرے جو کہ جمعیت کے ساتھ
دعوت پہنچے، صاحب تکثیر یعنی ہر کار دینی اور دنیوی کے لئے پڑھنا آتا ہے۔ ایک دم
میں اور ایک قدم اٹھانے میں۔ یہ بھی لا یحتاج اور جمعیت ہے۔ اور جو کہ جمعیت کے
ساتھ تصور اور تصرف کو اللہ کے نام کے پہنچے اُس کو ختم الفقر کہتے ہیں۔ جس چیز کو اللہ کے
کرم سے کہے اُسی وقت ہوتی ہے۔ اور یہ مرتبہ کُن کا ہے یعنی کُن فیکون۔ اور کُن

تعلق قسم سے رکھتا ہے۔ اور قسم بھی دو قسم کا ہے۔ ایک قسم باذن اللہ بفقر تام دوسرے قسم باذنی سلق کفر اور ناقص خام ❖

اس مقام میں باخبر رہ کہ منصور نے انا لحق کہا۔ فقر کے تمامیت کو نہ پہنچا۔ اور اس کو دار پر کھینچا۔ صاحب کن کو جمعیت اور لا یحتاج جمعیت سے حاصل ہوتا ہے۔ ہر دم درد اور سوز میں اور بے خبر گناہ سے ہے۔ یہی جمعیت کی راہ ہے۔ اور نظر خدا پر رہتی ہے اور خبردار رہ جو بہ چار جوہر وجود میں جمع کرے۔ مجموعہ جمعیت کل اور جزو ہو صدقاً و عدلاً جو فقیر اس مقام میں پہنچے ❖

اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی تعریف

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ❖ جو صاحب تمامیت ہو یعنی آج میں نے تمہارا دین تمہارے واسطے کامل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور دین اسلام سے تمہارے راضی ہوا۔ نفس پر غالب ہو۔ اور نفس اس کا قیدی ہو۔ اور جب نفس قیدی ہو۔ کہ دونوں جہان پر امیر ہو۔ یہی جمعیت ہے۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللہُ ❖

جان کا ابتدا فقر کی علم ہے۔ اور علم کی تمامیت بیس جزو سے ہے۔ اور متوسط جمعیت علم اور حلم کی ایک جزو ہے۔ پس جب بیس جزو علم کی ایک جزو حلم میں آجاویں۔ حلم تعلق حلیم سے رکھتا ہے۔ اور حلیم اللہ کا نام ہے۔ علماء کلام سننے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور صاحب شنید ہیں۔ اور فقیر معرفت کے دیکھنے سے کہ دل کے دیدہ سے صاحب دید ہیں علماء کی امید طاعت اور ثواب پر اور فقرا کی فضل اور دیدار پروردگار پر اگرچہ بہشت گل و گلزار مگر عارفوں کی نظر میں خار ہے۔ جو عارف مولا کی نظر کا منظور ہے۔ اس کو دوام حضور ہے۔ اس کو نہ دوزخ یاد ہے نہ بہشت نہ حور نہ قصور جس گروہ میں حسد نہیں ہے مطلق بہشت ہے۔ اور حاسدوں کا طالع دوزخ سے بدتر ہے۔ جو شخص علم کو تحصیل کرتا ہے۔ یعنی فنا فی اللہ مطلق توحید اور معرفت لیتا ہے۔ اس کو جزو کی حاجت نہیں ہے۔ جو اس مرتب پر پہنچتا ہے اس کو صاحب حقیقت کہتے ہیں ؎

ہر دو چشمے ما بہ بیں بابیں یک نظر ہر دو چشمے داشتہ ہم گاو خر

چشم باطن دل بود از جاں صفا | تا ترا حاصل شود رُو مصطفٰے
علم دیں فقہ است تفسیر و حدیث | ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث
پردہ را بر دار عین از عین بیں | راہِ عرفاں ایں بود حق الیقیں

جاننا چاہئے۔ کہ مراقبہ کس کو کہتے ہیں۔ اور غرق کس کو بولتے ہیں۔ اور فقر کس کو جانتے ہیں مراقبہ اور غرق اور فقر مطلق عین العیاں ہیں جو ایک کو تحقیق کرے۔ محققان صاحب بیان سے ہے۔ ابتدا مراقبہ کی یہ ہے کہ نفس کو ہوا سے باز رکھے۔ اسی کو غرق بوحدانیت کہتے ہیں ؛

جان کہ مراقبہ مطلوب کو کہتے ہیں، جس سے مطلب ہو باطن ہیں اُس سے ملاقات کرے اور جواب باصواب لے اور مراقبہ مثل برق کے تیز رَو ہے۔ اور صاحب مراقبہ اُس پر سوار ہوتا ہے۔ یہ مراقبہ لائق دیدار کے ہے۔ یہ مراقبہ نہیں ہے۔ کہ موش مردار کے مارنے کو متوجہ ہونا ؛

صاحب مراقبہ کی حیات ممات ایک ہے۔ خواہ ہمیشہ مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ خواہ مجلس انبیاء اور اولیاء میں، خواہ ہمیشہ غرق وحدانیت میں رہ کر رب العالمین کا وصال کرتا ہے ؛

سکوت کی تعریف

جب اُس حضوری سے صاحب مشاہدہ کو احوال ظاہر ہوں تو بعضے سکوت میں آجاتے ہیں شرح مراقبہ کی حدیث ہے :۔

ح مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ ح اَصْلُ الْاٰيٰتِ مِنَ السُّكُوْتِ ح اَلسُّكُوْتُ تَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ السُّكُوْتِ رَضَاءُ الرَّبِّ ؛

شرح مراقبہ کی یہ ہے۔ مراقبہ میں چار چیزیں ہیں۔ کہ اُس سے صاحب مراقبہ کے چار وجود ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ظاہر اور باطن انبیاء کی مجلس میں حاضر رہتا ہے۔ حضور مظاہر ظاہر کون ہے اور باطن کون ہے ؛

جو صاحب مراقبہ اول اول مراقبہ میں بیٹھے، مربعہ بیٹھے۔ اور اپنے سر کو زانو پر لیجا کر گویا مردہ ہے، فکر میں مولا کے ہووے۔ مراقبہ اس کو اعلےٰ مرتبہ پر لیجا دے گا۔ اس مراقبہ سے انبیاء اور اولیاء کی ملاقات ہوتی ہے۔ اور یہ مرتبہ مردانِ خدا کا ہے ؛

اور مراقبہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ بعض کو دل کی آنکھ درد سے ہے اور بعض کو جسم ظاہر سے۔ چنانچہ خواب اور نماز ہیں۔ اہلِ مراقبہ کے مراتب لائق دیدار کے ہیں۔ اور یہ مراقبہ نہیں ہے۔ جس میں وسوسہ شیطان کا ہووے۔ عالم کو مراقبہ رحمان کی راہ پر پہنچاتا ہے۔ اور جاہل کو شیطان کی طرف کھینچتا ہے ؎

جاننا چاہیئے کہ علم ظاہر اور باطن وسیلہ خدا کی معرفت کا ایمان اور دین کے ساتھ ہے پس عالم علم سے طلب کرے۔ دو چیز ایک شرف مجلس حضور محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا دوسری معرفت وحدانیت میں کی نماز کے ساتھ اور روزہ نیاز سے اسلام تمام ہے۔ اور ذکر فکر تسبیح۔ جو عالم کہ ان دونوں مراتب کو پہنچے، ایک مجلس صحیح دوسری معرفت الٰہی۔ عالم کو علم ظاہر اور باطن اور نیک کردار ہونا چاہیئے۔ نہ یہ کہ علم بیشمار پڑھ لیا۔ شیطان نے پچاس ہزار سال علم پڑھا اور عالم ہوا۔ اور پچاس ہزار برس فرشتوں کو تعلیم کرتا رہا۔ اگرچہ علم اس کو کمال مراتب پر لے گیا۔ لیکن آخر کو زوال تھا کہ أنا لایا ؎

معرفت کی تعریف

سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ تسبیح کرتا ہوں میں تیری اے خدا کے پاک کہ پہچانا میں نے تم کو حق پہچاننے کے ساتھ وَسُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ اور تسبیح کرتا ہوں میں تیری اے پروردگار کہ نہ عبادت کی میں نے تیری حق عبادت کے ساتھ جس نے علم کو دنیا کا وسیلہ گردانا۔ اور امرا اور بادشاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اُس کو علم فرعون کے مراتب پر پہنچاتا ہے۔ اور دُنیا اس کو قارون کا مرتبہ دیتی ہے۔ پس عالم بے عمل کو کیا قدرت ہے کہ دم مارے۔ اُس کے دل پر شیطان غالب ہے۔ چنانچہ شیطان کا قول ہے کہ جو کوئی پچپن روپیہ نقد اپنے ملک میں رکھتا ہے۔ وہ میری متاع ہے۔ اور وہ میرا مرید اور غلام ہے۔ کہ اس کا دل خدا سے میں نے پھیر دیا۔ اور دُنیا کے خطرات کو اس کے قریب پہنچا دیا ہے۔ وہ مجھ سے خلاص نہیں ہو سکتا۔ دُنیا مزرعہ آخرت ہے۔ کہ رات دن اللہ کی راہ میں صرف کرے۔ جیسے کہ دُنیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہے۔ کہ جس قدر مال جمع کیا خدا کی راہ میں دے دیا۔ جو ایسا نہ کرے شیطان ہے ؎

اور جس کسی کو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں علم دین کی تعلیم فرماتے ہیں۔ وہ عالم عامل

ہوتا ہے۔ اور تارک دُنیا ہو جاتا ہے۔ اور صاحب توکل وہ جانے یا نہ جانے۔ پس اہل مراقبہ کو ورد وظائف کی کیا حاجت ہے۔ صاحب استغراق کی خواب اور بیداری برابر ہے۔ اِن تینوں مرتبوں کو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کہتے ہیں۔ اور غرق توحید اُس کو کہتے ہیں۔ کہ اسم اللہ اور مسمّٰی اسم اللہ کا اُس پر غالب ہووے اور غرق ہو وحدانیت میں۔ اور اُس کے وجود میں غضب اور غصہ دنیا کا نہ سماوے اور غرور نہ آوے۔ اس واسطے کہ وہ کسی حال میں حضوری حق سے غافل نہیں ہوتا ہے۔ یہی فقر محمدی ہے +

جاننا چاہئے کہ فقر کے ۳ حرف ہیں ف ق ر۔ ف سے نفس کو فربہ نہ کرے کبر کے ساتھ کہ مقام کبریا سے محروم ہوتا ہے نفس کو فنا کرے اور حرف ر سے سائل کو رد نہ کرے۔ چنانچہ فرمایا ہے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ سائل کو مت جھڑک +

درمیان درویش اور فقر کے کیا فرق ہے۔ درویش راہ پیش پا ناہے۔ نہ مریدوں کی طلب نہ زر کی طلب ہے

درویش باید رست دائم دردناک ۔۔۔ یک خود چیزے ندارد عزیز پاک

فقر وانی صیبت فی اللہ با خدا ۔۔۔ پوشیدہ چشم، راز محرم کبریا

نیز فقر کے ۳ حرف ہیں، ف، ق، ر حرف ف سے فیض قضا فیاض حق سے اور حرف ق سے قیامت دل سے فراموش نہ کرے۔ اللہ کے قرب کے ساتھ اور قناعت کے ساتھ اور نفس پر قوی اور قادر ہووے۔ اور حرف ر سے رتبہ کو اختیار نہ کرے سوائے حق کی رضا کے، اس طریقہ سے فقیر کو محقق صاحب حقیقت کہتے ہیں۔ جو اولیاء اللہ کہ اُن کے سِرِّ پنہاں کو خلق نہیں جانتی اور نہ خود جانتے ہیں وہ ہمیشہ خدا کے ڈر میں اور مولیٰ کی طلب میں خاص مومن اور مسلمان نفس سے فارغ البال ہوتے ہیں۔ اور بعض اولیاء اللہ کہ تحقیق حق کو پہنچے ہیں۔ آپ کو جانتے ہیں اور خلق نہیں جانتے +

جان کہ چار چیز خزانہ ہے۔ ہزاروں میں سے ایک ہوتا ہے۔ کہ اُس کی انتہا کو پہنچتا ہے اور صاحب خزانہ ہوتا ہے +

اوّل خزانہ قرآن ہے اور قرآن میں گنج بادشاہ اسم اعظم ہے۔ جو اسم اعظم کو قرآن میں پا جاتا ہے۔ دونوں جہان کا بادشاہ ہو جاتا ہے۔ اور جو نہ پاوے اُس کا عالم فاضل

نہیں کہہ سکتے۔ علم رسم رسوم میں مُردہ دل اور معدوم ہے ۔

دوسرا خزانہ دل کا ہے بے انتہا جو اس کی انتہا کو پہنچے مقرب حق ہوتے اور عارف باللہ۔

تیسرا خزانہ مجلس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو ہمیشہ ہم صحبت ہوتے ہے وہ بھی صاحب گنج ہے ۔

چوتھا خزانہ قبر اولیاء کا جس کو قبر کی دعوت عمل میں ہو وہ بھی صاحب گنج ہے۔ لیکن ہر ایک سو اللہ کی تہیں سے پہنچا سچ ہے کتاب اور قرآن کی جو نہ کھولے اور ورق ورق مطالعہ نہ کرے۔ راز کلام سے محروم ہے ۔

فقر کی دوستی کا بیان

ح اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَاءَ الْغَنِیَّ اللہ دوست رکھتا ہے بے پرواہ فقیروں کو۔ پس ایک طائفہ اہل ریاضت کا اہل سوال ہیں حدیث نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ فَقْرِ الْمُکِبِّ پناہ مانگتا ہوں فقر مکب سے اللہ کے ساتھ۔ اللہ تعالٰے کا قول ہے :-

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ۔ میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ کی طرف تحقیق اللہ دیکھنے والا ہے بندوں کو ۔

عاشقان اہل نے اپنا کام خدا کے سپرد کیا ہے۔ اور اپنا قدم وحدت کی طرف لے گئے ہیں۔ طلب مولے وصال ہے اور طلب دنیا سوال۔ پس مجلس اہل وصال اور اہل سوال کی درست نہیں آتی ہے۔ طالب مولے مسرور اور طالب دنیا رنجور رہتا ہے۔ اور طالب عقبیٰ دور ہے ۔

حدیث :- مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مَرَّۃً لَمْ یَبْقَ مِنْ ذَنْبِہٖ ذَرَّۃٌ ۔ جس نے ایک بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا۔ اس کے گناہوں سے ایک ذرہ باقی نہیں رہتا ۔

کلمہ طیبہ کا لَا اشارہ ہے کہ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ کہ فانی ہونے والی شے کو میں دوست نہیں رکھتا۔ اور سالہا سال کی ریاضت سے ایک دم کا وصال بہتر ہے۔ اور ہزار چلوں سے ایک روزہ راز۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے اور اگر نہ آئے تو خدائے تعالٰے بے نیاز ہے۔ اگر اللہ کے ذکر کی گرمی سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے دل چاک چاک

نہ ہو، تو مجاہدہ سے اور ظاہری ریاضت سے کب پاک ہوتا ہے ؎

جان مرشد لائق ارشاد وہ ہے کہ اللہ کے طالب کو ہر روز خدائے تعالےٰ سے قوت باطنی نصیب کرائے۔ تاکہ اللہ کا طالب بے جمعیت اور پریشان نہ ہووے۔ اگرچہ طالب بہت کھائے اور نوش کرے اور خوب لباس پہنے۔ ہرگز معرفت حق تعالےٰ اس سے سلب نہ ہو ؎

طالب دو قسم کے ہیں ایک مثل حضرت موسےٰ کلیم اللہ کے ظاہری عالم ہے۔ اور اُس کو ظاہر علم کی طلب ہوتی ہے کہ کلیم ہے اور اس کی نظر گناہ پر ہے۔ دوسرے مانند حضرت خضر علیہ السلام کے کہ علم باطنی رکھتے تھے، اور طلب باطن اور نظر راہ پر ہے۔ پس جو علم ظاہر مثل حضرت موسےٰ کے اور باطن مثل حضرت خضر کے نہ رکھے۔ ہرگز معرفت الٰہی کو نہ لے۔ اور جس نے نصیب جاودانی پایا فقر سے پایا ؎

مرشد ایک ہو اور ایک مرشد سے ایک طالب ہو ؎

مرد مرشد مے برد با مصطفےٰ

باز دارد از گناہ واز ہوا

مَنْ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ فَقَدْ مَاتَ شَہِیْدًا جو اللہ کی محبت میں مرتا ہے۔ شہید ہوتا ہے ؎

جان اے طالب صادق! کہ دُنیا میں کون چیز مشکل ہے۔ کافر کو کلمہ طیبہ کہنا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ایسے ہی اہل دنیا کو مشکل ہے ترک اور توکل اور توحید کہ جان مال اور فرزند خدا کی راہ میں تصرف کرے۔ اور جاہل کو علماء کی صحبت مشکل ہے اور جہل سے نکالنا اور علما کو علم کا چھوڑنا اور معرفت میں محو کرنا آپ کو۔ لہٰذا اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَر مشہور ہے۔ اور کون مشکل ہے۔ ہر مشکل کا مشکلکشا ہے۔ جب زبان دل کی گویا اور ذکر جاری ہو۔ اور اللہ کا نام دل کو قید میں پکڑلے زبان گویائی سے مرجاتی ہے۔ موافق اس حدیث کے مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ جیسا کہ گذرا۔ اور جب زبان دل کی اللہ کے ذکر کی طرف مشغول ہوتی ہے۔ اور آنکھ معرفت کا مشاہدہ کرتی ہے۔ اور دل کے کان میں یگانگت کی آواز پہنچتی ہے اور کلام اللہ کا حجاب اُٹھ جاتا ہے ؎

حقیقت کشف

اے طالبِ صادق! جان کہ کشف بھی دس قسم کا ہے (۱) کشف زمینی (۲) کشف آسمانی (۳) کشف نفسانی (۴) کشف شیطانی (۵) کشف حیرانی (۶) کشف روحانی (۷) کشف مراتب مطلق خوانی (۸) کشف خاص الخاص رحمانی (۹) کشف القلوب (۱۰) کشف القبور۔ کشف غرق مع اللہ حضور۔ وذکر کشف مجموعہ مراتب کشاف رجعات خلق لاف ولاف کشف مع اللہ حضوری بنفس خلاف از باطن معرفت الٰہی دل صاف مطلق زخاف۔ اور حقیقت کشف کی علم تصوّف سے تلاش کرے۔ جس نے علم تصوّف نہ پڑھا۔ خراب ہوا ۔

تصوّف کے معنی توحید کے ہیں اور توحید کے معنی ہو اللہ جو ھو اللہ کے مرتبہ پر پہنچا ماسوی اللہ سے نکلا۔ سوائے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے اس کے وجود میں غیر نہیں آتا۔ یہی مراتب مسکین مفلس فقیر کے ہیں۔ اور کشف حضوری دل کی حرارت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ذکر لازوال مشاہدہ غرق وصال سے تعلق رکھتا ہے ۔

جان اے طالب! جب دیکھے کہ کوئی طاعت اور بندگی میں یا ذکر معرفت سے حق کے نزدیک پہنچا، خواب میں آواز دیتا ہے۔ کہ اے فلاں کعبہ کی طرف جا اور حاجی ہو۔ اور طواف کر اور زیارت حرم مدینہ سے مشرف ہو اور روضہ اقدس کی زیارت کر۔ جو آدمی حج کو جاتا ہے اور حاجی ہوتا ہے اور روضہ پاک کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔ وہاں بھی خواب میں آتا ہے۔ اور ابلیس لعین کہتا ہے کہ اے فلاں تجھ کو اجازت ہے۔ کہ فلاں جگہ ہندوستان یا دوسرے ملک میں فلاں فقیر سے تعلیم اور تلقین لے کہ تیرا حصہ وہاں ہے۔ کہ فلاں جگہ ہے وہ فقیر پریشان ہوتا ہے اور شیطان خواب میں آکر کہتا ہے۔ کہ اگر فلاں آدمی فلاں جگہ سے اجازت لیکر تیرے آگے آتا ہے۔ اس کو تعلیم تلقین گمراہی کی دے اور عبادت اور معرفت سے باز رکھ اور بدعت اور معصیت میں ڈال ۔

اے طالب باخبر رہ کہ اس راہ میں مدد خدا اور رسول علیہ السلام اور مرشد کامل قوی چاہیئے ورنہ شیطان بہت قوی ہے۔ اور حرم کعبۃ اللہ کے پہنچنے اور طواف کرنے اور عرفات کے حج سے حجاب ہوتا ہے ۔

مطلب یہ ہے کہ آدمی حرم کے داخل ہونے اور طواف کرنے اور زیارت

کرنے سے سیاہی پیدا ہوتی ہے۔ اور اللہ کے نور کی تجلّے دُور ہو جاتی ہے۔ اور طمع و حرص پیدا ہوتی ہے ❖

حاجی وہ ہے کہ جس کی قید اور تصوّر میں اسمین شریفین اور نفس ہو اور شیطان زیر حکم ہو ایسا حاجی بے حجاب اللہ کو پاتا ہے ❖

جب اِن مراتب کو پہنچے تو چار کشف کھلتے ہیں کشف دُنیا اور کشف عقبیٰ اور کشف ازل اور کشف مولا۔ ہر سہ کشف کو چھوڑتا ہے اور کشف مولا یکتا کرتا ہے پس مرشد وہ ہے کہ بے محنت اور بے رنج ہاتھ میں لاوے۔ اور ایسا دل مولا کے ساتھ بہتر ہے اور اس کو مجموعہ ذات اسم اللہ بین حق الیقین کہتے ہیں۔ جب اس مقام پر پہنچے تو اس کا قال قال محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور قال محمدی اللہ کا کلام ہے۔ اور حدیث اور اعمال یا اعمال محمدی ہووے۔ اور اعمال محمدی نماز بے نیاز کے ساتھ۔ اور حال اس کا حال محمدی ہے اور حال خُلق محمدی ہے خلق کے ساتھ۔ اور احوال یا احوال محمدی ہو۔ اور احوال محمدی اللہ کے نور میں غرق ہے اور علم حجاب اکبر ہے ❖

اے طالب جان کہ علم تین قسم کا ہے۔ علم دُنیا اور علم عقبےٰ اور علم مولےٰ پس علم دنیا وہ ہے کہ دُنیا کے مرتبہ کو پہنچے کہ بادشاہ دنیا کا ہو جائے کہ اُس سے عدل کی طرف پہنچے۔ اور علم عقبےٰ علما کا علم ہے۔ کہ اُس سے موافق علم کے عمل کی طرف پہنچ جاوے۔ اور علم مولا سب سے بہتر ہے ❖

چُنانچہ علم دُنیا زینت دُنیا کی۔ اور علم عقبےٰ زینت حور اور قصور کی۔ دونوں آنحضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو لائے گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرگز دونوں کی طرف نگاہ نہ کی۔ جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنی آنکھ نہ ٹیڑھی ہوئی اور نہ اُس نے سرکشی کی۔ وَالْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَر اور علم بڑا بھاری حجاب ہے ❖

جان کہ درمیان بندہ اور خدا کے پردہ مثل پردوں پیاز کے ہے۔ اور اُس کا چیرنا کیا مشکل ہے۔ لیکن مرشد کی نظر سے، اسی واسطے فقیر بے نیاز ہے کہ اُس کی آنکھ ہر مرتبہ سے باز ہے۔ فقیر ہونا آسان نہیں ہے۔ فقیری میں عجب اسرار ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ❖

با بداں کم نشیں کہ صحبت بد ― گرچہ پاکی ترا پلید کند
آفتابے بدیں چناں بلند ― قطرۂ ابر ناپدید کند

ہیچ نفسے نیست کز آئینہ رُو پنہاں کند
دل چو روشن شد کتاب و دفترے درکار نیست

مصنف کہتا ہے

ہر کتابے نقطۂ از دل کتاب ― دل کتاب دفتر حق بے حساب
ہر کہ حق را بے حساب یاد کند ― بے حساب در جنت مولےٰ رود

مراد یہ ہے کہ اللہ کا ذکر بے حساب کرے۔ جیسا کہ حدیث ہے جس شخص نے لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا، بلا حساب جنت میں داخل ہوگا۔ اور بلا عذاب۔ لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ اگر زنا اور چوری کی ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں

ہر کہ فارغ میشود ذکر خدا ― ہست شیطاں کافر و پیر ہوا
ذکر دانی چیست سر با حبیب ― ذکر و فکر و معرفت راہ مستقیم

اے طالب جان! کہ توریت اور انجیل اور زبور کا ختم قرآن ہے۔ اور ایسے ہی عبادت کا ختم اللہ کا ذکر یعنی لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ جیسے ختم پیغمبروں کا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، اور ختم وحدانیت فضل اللہ کا اور اللہ کا ذکر لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ پس جو اللہ کے ذکر سے دوستی نہیں رکھتا۔ ذاکر اور مسلمان نہیں ہے کہ خاتمہ بالخیر ذکر لاالٰہ الا اللہ پر ہے۔ جیسا کہ قرآن میں واقع ہے :-

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ

تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور نمازی مرد اور نمازی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنیوالی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور نگاہ رکھنے والے اپنے خاص مقاموں کو مرد اور عورتیں اور ذکر

مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ٭ | کرنے والے کثرت کے ساتھ مرد اور عورتیں

مقرر کر دی ہے اُن کے واسطے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور اجر عظیم ٭ اور جو اولیاء اللہ کہ نفس پر آمیر ہے۔ تمام مخلوقات پر قدیر ہے۔ اس طریق سے اولیاء اللہ کو مالک الملک کہتے ہیں ٭۔

قولہ تعالیٰ وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ٭ | تحقیق آئے تم ایک ایک جیسا کہ پیدا کیا ہم نے تم کو اول مرتبہ ٭

جاننا چاہئے کہ سب آدمی تنہا اور خالی ہاتھ ماں کے شکم سے آئے اور تنہا اور خالی ہاتھ جاوینگے۔ مگر اللہ کے عارف کہ معرفت کے ساتھ شکم مادر سے آئے اور ذکر کے ساتھ قبر میں جاوینگے ٭

علما ہمیشہ کتاب کے حروف کے مطالعہ میں ہیں اور فقیر ہمیشہ معرفت الٰہی میں غرق ہے۔ جو کہ ورق سے مشاہدہ معرفت الٰہی کا نہیں کرتا اُس کو ورق نسیان ہو جاتا ہے اور جو معرفت الٰہی سے نکلکر ورق کے مطالعہ میں آتا ہے۔ اُس کو پھر معرفت الٰہی سے غرق نہیں کھولتا ٭

مرد غالب الاولیا وہ ہے کہ ہمیشہ ظاہر اور باطن معرفت الٰہی میں غرق ہے۔ غرق ظاہر ورق کیا ہے۔ اور باطن غرق کس کو کہتے ہیں۔ ظاہر ورق پڑھنا اور ایک دوسرے سے گفت و شنود رسم رسوم ہے۔ اور باطن غرق مشاہدہ میں حق الیقین حیّ وقیوم ہے پس صاحب خواندن اور صاحب دیدان میں فرق ہے صاحب ورق مطالعہ میں فریاد کے ہے اور صاحب معرفت آزاد ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ؎

علم رسمی سینہ صافاں را نمے آید بکار
چوں شود آئینہ روشن بے نیاز از جوہرات

علم معرفت دو جہان کا رہبر ہے ؎

گر ترا سرمے زند سر پیش نہ | خدمت از بہر خدا درویش بہ

حدیث حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ ابرار کی نیکیاں مقربین کے گناہ ہیں ٭

مرید کی تعریف

مرید صادق وہ ہے جیساکہ حدیث ہے اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ جو آدمی کہ مطلب کو پہنچا مشاہدہ ظاہر اور باطن کا دیکھا ؛

جان کہ ابتدا سلوک کی یہ ہے کہ طالب اللہ اپنے حقائق التماس کرے ۔ اور طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیغام دے ۔ جیساکہ طالب اللہ مراقبہ کے ساتھ اسم اللہ کے تصور سے یا اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تصور سے یا ذکر اللہ کی تجلیت سے متوجہ مجلس نبی اللہ کا ہووے ۔ اور آپ سے بیخود ہووے ۔ اور حضور ہیں ہو ۔ مشرو گا جواب باصواب پیغام پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آوے ۔ اور مراقبہ بیہوشی سے پھر ہوش میں آوے ۔ اور صاحب مقام کو پیغمبر علیہ السلام خدائے تعالےٰ کی طرف درستی سے پہنچاوے اور پیغام باطنی سے مقصود کی طرف ظاہر ظہور پہنچے مطلب کامیہ ہووے ۔ جو اس طریق سے پیغامبر ہو ، اُس کو طالب پیغام کہتے ہیں کہ اُس کا ظاہر اور باطن ایک ہے ؛

دوسرے یہ کہ طالب اللہ کو مرشد باطنی راہ سے اسم اللہ کے ساتھ یا اسم محمد رسول اللہ کے ساتھ یا اللہ کے ذکر کی تجلیات کے ساتھ نبی اللہ کا حضور ہووے ۔ اور جو نبی اللہ سے باطن میں جواب باصواب پاوے ، خلاف ظاہر معلوم ہوا کہ باطن میں بیشک حضوری ہے لیکن طالب اللہ کے وجود کو ظاہر نہیں ہے ؛

جان اے طالب اگر کسی کا نفس سرکش ہو کہ نماز روزہ اور ذکر فکر اور شب بیداری سے ہرگز تابعدار نہ ہو ۔ چاہیئے کہ اُس کو سر سے پکڑے یعنی تصور اسم اللہ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دماغ میں رکھے تاکہ ایسی آگ مغز کی جنبش سے پیدا ہو کہ خلاف نفس اور خلاف ظن اور خلاف دُنیا اور خلاف شیطان ہو ۔ جب ان چاروں خلاف سے وجود آراستہ ہو تزکیہ نفس کا تصفیہ قلب کے ساتھ اور رُوح کے اور سر کے ساتھ پیدا ہووے جو اس مقام پر پہنچے لائق ارشاد کے ہووے ۔ اور اُس کی آنکھ بند کر کے شغل اور مشاہدہ ربوبیت کے لائق ہے اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ؛

جس کسی کو دوام نظر مشاہدہ کے ساتھ ہووے نیاز ہے ۔ اور طالب کے دل میں کدورت حب دُنیا کی گمراہی ہے یا یہ کہ اللہ کے نام اور محمد کے نام پر اعتقاد صادق ہو ؂

پیر با پیغمبر از پیغمبری　　پیغمبری پیغام اُمت رہبری

بعضے طالب اللہ صاحب پیغام ہیں اور بعضے صاحب الہام، بعضے صاحب وہم اور صاحب وہم وہ ہے کہ جس کو درد ابنیت کا ذوق نہیں ہے۔ اُن کا وہم قائل ہے۔ اور صاحب خیال کہ جس کا نور خالص ہے۔ اور حال قدیست الازرال بہر حال یا افعال سے تعلق نہیں رکھتا قیل و قال سے جو اس مرتبہ پر پہنچا مرہیا لا یریبد ہے ۞

الہام بھی چار قسم ہے (۱) الہام شہ رگ سے بہت نزدیک ہے۔ اور ہر چیز و اور حقیقت کے ساتھ مشروح (۲) الہام شیطانی انسانی مطلب دنیا کی راہ کا استدراج خام ناتمام ہے (۳) الہام روحانی (۴) صفائی قلب اور ستر پنہاں قدرت سبحانی ہے ۞ اس طریق سے صاحب الہام استدراج سے فارغ ہے۔ اور یہ راہ باطنی اسم اللہ کے تصور اور اسم محمد رسول اللہ کے تصور سے ہے ۞

اے طالب علم بھی چار قسم ہے (۱) علم عاری (۲) علم قاری (۳) علم اختیاری (۴) علم افتخاری ۞

علم عاری وہ ہے کہ دین کو دُنیا سے بدل کرے، جیسا کہ رشوت اور ریا اور کبر و ہوا، دور کرتا ہے خدا سے ۞

علم قاری قرأت اور حفظ پڑھنا قرآن کا خدا کے واسطے اور ارواح حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ۞

علم اختیاری فقہ اور تفسیر اور حدیث ۞

علم افتخاری تصوف اور معرفت اور توحید اور تقوےٰ اور پرہیزگاری اور ہدایت اور ولایت فقر محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ۵

علم باید از عنایت خلق را　　ہر کیے پرساں کردن طمع را
ہر چہ خوانی حق بخواں بہر از خدا　　جہل را جائے نماند چوں چرا

جہل کی بُرائی

حدیث مَنْ لَمْ یَتَوَرَّعْ مَالَتْ الْعِلْمِ ابْتَلَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِثَلٰثَۃِ بَلِیَّاتٍ

یعنی جو علم پڑھ کر پرہیزگاری نہ کرے اُس کو تین بلاؤں میں اللہ تعالے نے پھانستا ہے

اِمَّا اَنْ یَّمُوْتَ شَابًّا اَوْ اَنْ یَّقَعَ فِی الرُّسْتَاقِ اَوْ فِیْ بَابِ الْاُمَرَاءِ ۞	یا جوان مریگا یا محتاج ہوگا یا امیروں کے دروازہ پر بھیک مانگیگا ۞

مصنف کہتا ہے کہ جو عالم دوام اللہ کی طلب میں ہے وہ عارف باللہ ہوتا ہے اور جو دُنیا کی طلب میں ہے وہ دُنیا کے درجہ کو پہنچتا ہے۔ لیکن جلد زوال پاتا ہے اور واسطے رزق کے مت غم کھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌ بَصِیْرٌ ۞	اگر اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے واسطے رزق کی کشائش کرتا تو یقیناً بغاوت کرتے زمین میں، لیکن اللہ تعالےٰ بقدر اُس کے نازل

کرتا ہے کہ چاہتا ہے تحقیق وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور دیکھتا ہے ۞

اور خلقت کے طعنہ سے اے تمام عارف عاجز مت ہو۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے :۔

وَیَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَةِ ۞	اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم بیشک پہلی خلقت کی طرف لوٹائے جائینگے ۞
قولہ تعالیٰ وَیَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۞	فرمایا اللہ تعالےٰ نے اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم بیشک اپنے معبدوں کو ایک شاعر

مجنون کے کہنے سے چھوڑ دینگے ۞

اے عالم عارف اللہ کے ذکر سے مشغول ہو :۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَیَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ۞	اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یعنی وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں کا ذکر ہوتا تو ہم بیشک اللہ کے خالص بندوں میں سے ہوتے ۞

پس اے عالم عارف شیطان دشمن سے خبردار رہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۞	تحقیق شیطان تمہارا دشمن بین ہے پس اس کو دشمن جانو اُس کا گروہ تم کو بلاتا ہے کہ تم دوزخی ہو جاؤ ۞
حدیث مَنِ ازْدَادَ عِلْمًا وَّلَمْ یَزْدَدْ وَرَعًا لَّمْ یَزْدَدْ مِنَ اللّٰهِ	جس شخص نے زیادہ علم پڑھا اور پرہیزگاری نہ کی تو اُس کو اللہ تعالےٰ سے دُوری

الا لعلماء دمقیت فی الشرعۃ ؛	زیادہ ہوتی ہے شرع میں ؛
حدیث اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ لَّمْ یَنْفَعْہُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ ؛	تحقیق زیادہ عذاب قیامت کے دن اُس شخص کو ہے کہ جس کو اللہ تعالےٰ علم سے نفع نہ دے ؛

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سوال کئے گئے کہ عالم کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا جو علم پر عمل کرے ۔ پس علم سیکھنا چاہیئے تاکہ کام میں آوے اور اُس سے سُنّت کی راہ پاوے۔ اور جاننا چاہئے کہ جب علم حاصل ہوتا ہے۔ تو اُس کو چاہئے کہ خدائے تعالیٰ سے زیادہ ڈرے۔ اور جس کو علم زیادہ ہو اور بیخوف ہو تو اُس کا جہل زیادہ ہوتا ہے۔ اور وہ جہل ظاہر سے باطن کی طرف پلٹ جائے۔ عالم وہ ہے کہ خوف والا ہو۔ اور اگر سو ہزار مسئلہ جانے اور خوف والا نہ ہو۔ اور بقول خدائے تعالےٰ کے عالم نہیں ہے علم کا حمّال ہے اور جو مسئلہ ایک جانے اور خوف والا ہووے۔ اُس کا حشر علما کے ساتھ ہوگا ؛

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا۔ کہ فقیہہ کون ہے ؟ آپ نے فرمایا جو اللہ تعالےٰ سے ڈرے اور اس کا خوف کرے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کا قول ہے :-

وَیَخْشَی اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ؛	جو خدائے تعالےٰ سے ڈرتے ہیں وہی کامیاب ہونگے ؛

اور اکثر آدمی کہتے ہیں کہ درمیان عالم اور جاہل اور کفر اور اسلام کے رب العالمین کے نزدیک فرق نہیں ہے غلط کہتے ہیں چنانچہ اللہ تعالےٰ کا قول ہے :-

قولہ تعالیٰ وَسِیْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی جَھَنَّمَ زُمَرًا ط حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْھَا فُتِحَتْ اَبْوَابُھَا وَقَالَ لَھُمْ خَزَنَتُھَآ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ رَبِّکُمْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا ط قَالُوْا بَلٰی وَلٰکِنْ حَقَّتْ کَلِمَۃُ الْعَذَابِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ۔ قِیْلَ ادْخُلُوْٓا	اور جو لوگ کفر کرتے رہے ہیں جہنم کی طرف ٹولیاں بناکر ہانکے جائینگے یہاں تک کہ جب جہنم کے پاس پہنچینگے تو اُن کیلئے اُس کے دروازے کھول دئے جائینگے اور دوزخ کے موکل اُن سے کہینگے کہ کیا تم ہی میں کے رسُول تمہارے پاس نہیں آئے کہ وہ تمہارے پروردگار کی آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سُناتے اور تمہارے اس روز بد کے پیش آنے سے

اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

تم کو ڈرلاتے یہ جواب دینگے کہ ہاں رسول تو آئے اور انہوں نے ڈرایا بھی، مگر (ہم نے اُن کی ایک نسنی اور) عذاب کا وعدہ (ہم) کافروں کے حق میں پورا ہو کر رہا (پھر ان سے) کہا جائیگا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو (اور ہمیشہ ہمیشہ اس (جہنم) میں رہو غرض (خدا سے) اکڑنے والوں کا (بھی کیا ہی) بُرا ٹھکانہ ہے اور جو لوگ (دُنیا میں) اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے اُن کو (بھی) ٹولیاں بنا بنا کر بہشت کی طرف لیجا وینگے یہاں تک کہ جب (یہ لوگ) بہشت کے پاس پہنچینگے اور (اُن کے دروازے (تو اُن کے لئے پہلے ہی سے) کھلے ہونگے (تاکہ ان کو کھلنے کا انتظار نہ کرنا پڑے تو اُن کی بڑی آؤ بھگت ہوگی) تو بہشت کے نوکر انکو سلام علیک کر کے کہینگے کہ تم (بڑے) مزے میں رہے تو بہشت میں ہمیشہ (ہمیشہ) کے لئے داخل ہو اور (یہ لوگ) کہینگے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ ہم کو سچ کر دکھایا۔ اور ہم کو بہشت کی سرزمین کا مالک بنایا کہ ہم بہشت میں جہاں چاہیں رہیں۔ تو (نیک) عمل کرنے والوں کا (کیا ہی) اچھا اجر ہے اور (اے پیغمبر اُس دن تم) فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے (کھڑے ہیں اور) اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ (اُس کی) تسبیح (و تقدیس) کر رہے ہیں اور لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائیگا اور (سب کچھ ہو ہوا کر آخر کار ہر طرف سے یہی) صدا (بلند) ہوگی کہ سب تعریفیں خدا کو سزاوار ہیں جو تمام جہان کا پروردگار ہے ÷

کہا (فقیہہ) نے کہ خدائے تعالےٰ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے خدا واسطے کو اور جب نہ ڈریگا تو نص پر تاویلات میں مشغول ہوگا۔ اور حرام اور شبہات سے نہ بچیگا۔ اور جب دُنیا میں کہ سرگنا ہوں کا ہے داخل ہوگا ÷

حدیث لَوْ كَانَ الْعِلْمُ دُوْنَ التَّقْوٰى شَرَفًا لَكَانَ الْاِبْلِيْسُ اَشْرَفَ خَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى ÷

اگر علم کو بلا تقوے کے شرف ہوتا، تو اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں ابلیس زیادہ بزرگ ہوتا ÷

مصنف کہتا ہے کہ جب علم اور عمل اور تقوے اور خدا سے تعالے کا ڈر چاروں وجود میں جمع ہوں، دِل صفا معرفت کے ساتھ ہوگا۔ اور اس صفت والے کو عالم عارف باللہ کہتے ہیں ؛

طبقات علم

جاننا چاہیئے۔ کہ طبقہ اوّل وثانی تو زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اجمعین کا تھا؛ تیسرے طبقہ میں بعد اصحاب کبار کے ایک وقت ایسا ہوگا۔ کہ علم بہت ہوگا اور عمل نہ ہوگا۔ اور چوتھے طبقہ میں نہ علم ہوگا نہ عمل۔ اور پانچویں طبقہ میں حضرت عیسیٰ رُوح اللہ چہارم آسمان سے بیت المقدس میں اُتریںگے۔ اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر عمل کرینگے۔ چنانچہ علم اور عمل بہت ہوگا ؛

جاننا چاہیئے کہ علم توحید اور علم شریعت اور علم فقہ۔ مسائل فرض واجب سنت مستحب اور علم معرفت الٰہی مجموعہ علم کو جمع کر۔ الغرض علم مثل دریا عمیق کے ہے۔ اور عالم مثل کشتی کے اور کشتی سوائے دریا کے دوسری جگہ جاری نہیں ہوتی۔ اور عالم عامل مثل ملاح کے ہے۔ اور فقیر عارف باللہ مثل غواص کے اور غواص جب دریا میں غوطہ لگاتا ہے، موتی ملتا ہے، اور اُس کو نکالتا ہے لیکن غواصی مشکل ہے ؎

غواص را چہار ہنر مے باید ۔۔۔ غواصی کن گرت گوہر مے باید
دم نازدن و پائے سرمے باید ۔۔۔ سر رشتہ بدست جاں بر کند ست

جان کہ اصل علم اور معرفت اور عبادت کا لقمہ ہے۔ اور وہ لقمہ دو قسم کا ہے۔ ایک مثل دوزخ کی آگ کے کہ حرام اور شبہ دار ہو کہ اُس سے حرص اور غیبت اور بغض اور عناد اور نفاق اور ریا اور بے حمیت اور شیطنت اور نفس پیدا ہوتا ہے ؛

دوسرا لقمہ حلال ہے مثل بہشت کے پانی کے جب وہ وجود میں آتا ہے۔ دوزخ کی آگ فرو ہوتی ہے اور تائب ہوتا ہے ؛

اور توبہ تین قسم کی ہے اور اُس کے تین نشان ہیں کہ اُس سے تین آثار پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو جہل سے توبہ کرے اور اخلاص کے ساتھ علم پڑھے اُس کا علم ایکبارگی روشن ہو کر ابتداء اور انتہا سے عالِم ہووے۔ اور اگر غفلت سے توبہ کرے اور اخلاص کے ساتھ

زبانی عبادت میں مشغول ہووے۔ چنانچہ ذکر اور فکر اور دنیا اور اہل دنیا سے طالب ہو۔ بلکہ توبہ کرے فوراً اس کو معرفت الٰہی روشن ہو۔ بلکہ مجلس محمدی میں حاضر ہووے۔ اور جو اخلاص کے ساتھ فسق اور فجور سے تائب ہو، وہ خاک میں جس نیت سے ہاتھ ڈالے اسی قدر اس کو زر حاصل ہووے۔ اس طریق سے توبہ قبول ہوتا ہے اور محتاج نہیں ہوتا۔

اے بھائی! یہ سب برکت لقمہ حلال کی ہے۔ علمائے عامل اور فقیر کامل حرام لقمہ کو اوّل نظر سے پہچان لیتا ہے۔ اور حلال کو معلوم کر لیتا ہے۔ یہ ہے غذائے نفس اور شہوت اور رجوعات خلق اور ناموس مخلوق ہے۔ اور دوسرے بزرگوں کو حرام لقمہ سے سستی بندگی اور بے لذتی ذکر میں اور بے مزگی فکر میں پیدا ہوتی ہے، یہ بھی خام مراتب ہیں۔ مرد وہ ہے۔ کہ اگر قضاراً لقمہ حرام وجود میں آوے اور معلوم کیا کہ آیا تو اللہ کے ذکر سے ایسا جلاوے اور خاکستر کرے کہ نابود ہو جاوے۔ اور تاثیر نہ کرے۔ لیکن اصل حرام پانا یہ ہے جس نے لقمہ حرام کھایا وہ اللہ کا نور نہیں دیکھتا۔ اور جو حلال کھاتا ہے۔ ترقی تجلی اور مشاہدہ کی زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ہر ایک حقیقت علم کمال سے حاصل ہوتی ہے۔

اور علم دو قسم ہے۔ ایک واسطے دین کے جیسا کہ عمل پرہیزگاروں کا ہے۔ اور خوف خدا کا اور نکلنا حرص اور حسد سے اور مشغول ہونا عبادت میں اور سعادت اور پرہیزگاری اور صفائی دل کی یہ سب خاصیت علم رحمان کی ہے۔ ان علما کو عبدالرحمٰن کہتے ہیں یعنی تابع المسلمین قوی دین۔ دوسرے علم دنیا کہ جمع اور بخل اور رشوت اور ریا ہے کہ بموجب حدیث کفر سے اشد ہے اَلرِّیَاءُ اَشَدُّ مِنَ الْکُفْرِ یہ علم شیطان کا ہے۔ کہ علماء کو حرص اور نادانی کی طرف لیجاتا ہے۔

ریا کی مذمت

جان کہ فقر کی ابتدا علما کی انتہا ہے۔ اور فقر کی ابتدا کیا ہے۔ اور علماء کی انتہا کس کو کہتے ہیں یعنی ابتدا فقر کی اللہ کا ذکر ہے۔ کہ اس کی تاثیر سے کہ اسم اعظم ہے اور قرآن مجید میں ہے، کشف ہوتا ہے۔ اور اسم اعظم کی تاثیر سے تفسیر واضح ہوتی ہے۔ حکمت یہ ہے کہ علم ظاہری اور باطنی اور جزو کل ہر چہار کتاب توریت، انجیل، زبور، فرقان، اور حدیث نبوی اور حدیث قدسی اور علم معرفت اور مشاہدہ اٹھارہ

ہزار عالم کا اور رطب اور سیر سفلی اور علوی کلمہ طیب کی طے (لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) میں ہے جو اس سے منکر ہو مرتد اور کافر ہے۔ آمنا وصدقنا۔ اور کلمہ دونوں جہان کی کنجی ہے جب طالب باترتیب اس کو پڑھے اُس سے کوئی علم پوشیدہ نہیں رہتا۔ اور کلمہ طیبہ طے میں اسم اللہ کے ہے۔ اور اسم اللہ طے میں اسم اعظم کے ہے۔ اور اسم اللہ اور اسم اعظم نفع اور تاثر نہیں دیتا سوائے وجود معظم کے اور دِل سلیم مکرّم۔ پس پیر روشن ضمیر ہاتھ میں لاوے جو علم وعمل کے ساتھ دونوں جہان پر امیر کرتا ہے۔ یہ نہ عالم ہیں نہ فاضل ہیں معاش کی طلب میں محتاج ہیں اور خوار ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ نام کو ہیں اور علم کتاب ہیں۔ اس واسطے کہ علم اکسیر توریت۔ انجیل۔ زبور قرآن میں مرقوم ہے۔ آیات میں مشہور ہے۔ جو عالم کہ آیات قرآنی سے اسم اللہ کا اسم اعظم اور علم اکسیر نہ پاوے اور عمل میں نہ لاوے اور غنی نہ ہووے۔ پس موافق اعداد آیات کے وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى اور پایا میں نے تجھ کو عائل۔ پس غنی کر دیا۔ کیمیا درست نہ کرے معلوم ہوا کہ اس کو حقیقت میں تفسیر نہیں معلوم ہے۔ ہنوز محروم ہے۔ اگرچہ خلق کے نزدیک عالم فاضل ہے۔ اور مخدوم ہے۔ زیدوست سیاہ دل اور بے ترس ہے ؎

علم بہر دیں بود دیں از خدا نیست عالم آنکہ بارشوت ریا

جو علم کہ مولا کے ڈر سے اور آخرت کے ڈر سے دنیا کو نہ کھینچے اور جس علم سے کہ نفس درست نہ ہو، وہ علم نہیں ◆

دنیا کی مذمت

مخمس

وارا برفت حشمت جاہ از جہاں نبرد کاؤس ہم فروشد کام از جہاں نبرد

جمشید جز حکایت جام از جہاں نبرد حال ست ایں چنیں کہ کسے از جہاں نبرد

زنہار دل مبند بر اسباب دنیوی

اور جس علم سے کہ دنیا کی محبت اور جہل اور شرک اور کفر نہ نکلے اور جس علم سے کہ دل کے دیدہ کی صفائی نہ ہو اور حق کی معرفت نہ کھولے وہ علم وبال اور اُس کا عالم حمال جاہل ہے ◆

شکر کی تعریف

تو جانتا ہے کہ علم نیک اعمال کے واسطے ہے۔ چنانچہ قول اللہ تعالےٰ کا ہے اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا عمل کرو تم اے آل داؤد کی شکر کا خطا اُمت کی گناہ ہے اور شفاعت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عطا اور فضل اللہ کا ہے۔ علم خاصکر قرآن اور حدیث ہے۔ اور زاہد بے علم ابلیس ہے اور خبیث۔ علم مونس جان ہے۔ اور زاہد بے علم شیطان ہے علم ہادی رہبر ہے اور زاہد بے علم گمراہ۔ علم فقہ اور علم فقر فیض الٰہی ہے۔ دونوں ایک ہیں۔ اور رہبر ہیں۔ جانتے ہو کہ خدا کی طرف سے دو گواہ ہیں اور باطل سے نگاہ رکھتے ہیں اور علیم اللہ کا نام ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ تعلیم علم اور تلقین معرفت اور فقر کے کئے۔ اوّل نور کو آپ کی تعلیم کیا، دوسری بار روح مقدس کو کہ اُس وقت میں کوئی مخلوق نہ تھی تیسری بار جسم اطہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو علم اولین اور آخرین تعلیم اور تلقین کیا پس مرشد کامل تعلیم میں نور اور روح اور جسم کے چاہیئے۔ نظر میں اور معرفت الٰہی میں اور ذکر فکر میں اور علم لدنی میں اور کشف و کرامات میں اور عقل میں سب میں کامل ہو۔ اور غرق باللہ ہو مرشد کامل وہ ہے کہ اللہ کے طالب کو تین مراتب پر پہنچا وے۔ اول نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم دوم روح محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ سوم جسم مقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ چنانچہ قول ہے کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ ہر چیز اپنی اصلیت پر رجوع کرتی ہے۔ جب اصل پر نہ پہنچے وصل پر نہ پہنچے مطلق حیوان ہے ؎

علم سہ حرف است سہ از بہر سہ	ب و با برکت توکل ترک ت
ہر کہ خواند غیر ازیں دنیا طلب	طالب دنیا بود اہل از کلب

چنانچہ حدیث ہے اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ دنیا ایک مُردار چیز ہے اور اُس کا طالب کتا ہے ؛

نور محمدی کی تعریف

شرح نور و روح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ جب خدائے تعالےٰ نے اپنی خداوندی کا اظہار چاہا۔ تو اپنے نور خاص سے نور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جدا کیا۔

اور وہ نور مقدس آئینۂ محبت میں اور معرفت میں اپنا مشاہدہ کرتا رہا۔ اور اُس نور پاک کا نام نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا۔ اور حبیب اس واسطے نام ہوا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے زبانِ قدرت سے فرمایا کہ اے میرے حبیب مجھ سے ہمکلام ہو۔ اُس وقت وہ نور پاک جُنبش میں آیا اور کہا یا اللہ۔ پس نام اللہ تعالےٰ کا نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوا اور اللہ تعالےٰ نے اُس نور پاک کو دو لاکھ اور ستر ہزار اور تیس سال نگاہ رکھا۔ بعد اُس کے حق سبحانہ وتعالےٰ نے ازروئے لطف اور کرم کے فرمایا کہ اے نور محمد، روح محمد ہو جا۔ پس وہ نور روح کی طرف منتقل ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ نے زبانِ قدرت سے ارشاد فرمایا۔ کہ اے رُوح محمد مجھ سے ہم سخن ہو، پس روح مقدس نے عرض کیا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ حق تعالےٰ نے بزبانِ قدرت جواب دیا وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اور کلمہ توحید کے نور سے نور فقر وحدت اور معرفت پیدا ہوا ایک صورت پر پس اُس صورت نے روح محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ السلام علیک یا روح محمد روح مطہر نے جواب دیا وعلیکم السلام یا فقر پس صورت فقر نے دل میں رُوح پاک کے سکونت قبول کی تصدیق قلب وجود محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مبدل ہوئی۔ پھر حق سُبحانہ وتعالےٰ نے زبانِ قدرت سے ارشاد فرمایا کہ رُوح محمد نجیب مجھ سے ہم سے ہم سخن ہو۔ رُوح نے عرض کی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ حق سبحانہ تعالےٰ نے زبانِ قدرت سے فرمایا محمد رسول اللہ چنانچہ کلمہ طیبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے نور سے صورت اسلام اور ذکر اللہ اور کلام اللہ پیدا ہوا۔ اور صورت علم اور اسلام نے روح محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی السلام علیکم یا رُوح محمد، روح پاک نے جواب دیا وعلیکم السلام یا علم کلام اللہ۔ اور روح محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے علم کو تعظیم دی اور علم کے رو برو کھڑے ہوئے۔ اور بوسہ دیا اور آنکھ پر رکھا علم نے قرار اور سکونت زبان پر پکڑا اور آنکھ سے مطالعہ کیا اور تین لاکھ تینتیس ہزار سال خدائے تعالےٰ نے روح محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تعلیم علم کی دی اور حافظ کیا کہ ہنوز وحی پیدا نہ تھی ۞

تعلیم انسان و تمام فقر

اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ هنوز

جیسا کہ تھا تعلیم کیا انسان کو کہ وہ نہ جانتا تھا جس وقت فقر تمام ہوا پس وہی اللہ ہے ؎
صاحب معرفت اور نہایت فقر پہنچی سرافرازی اور فخر یگانہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ محمد مصطفےٰ وہ ہے کہ یگانہ ہو۔ اور یاد رکھے حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشاہدہ کے ساتھ اور واقف ہو اس احوال پر بھی کہ فقر لازوال نعمت ہے۔ چنانچہ یہ قال میر امیرے احوال پر شاہد ہے۔ کہ اس مقام پر نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ آدمی پہنچے کہ دست بیعت کرکے طالب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو۔ اور مقام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر کھولے۔ اور حقیقت ابتدا اور انتہا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ دکھلاوے۔ اِنَّ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قِبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ تحقیق میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں، سوائے میرے اُن کو کوئی نہیں پہچانتا۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ جس نے اپنے رب کو پہچانا وہ گونگا ہو جاتا ہے۔ پھر خدائے تعالےٰ نے نظر جمالیت دست راست سے طرف روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کی اور زبان قدرت سے فرمایا کُن فیکون۔ پس کل مخلوقات جن اور انس اور ملائکہ اور اٹھارہ ہزار عالم موجود ہوئے۔ پھر طرف دست چپ کے کی، اُس نے نار شیطان اور دُنیا اور نفس امارہ پیدا ہوا۔ اور تیسری مرتبہ تعلیم جسد اور جسم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ چنانچہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے اور مہتر جبرائیل علیہ السلام آگے پا پیادہ جلو دار تھے۔ اور جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ گئے اور آپ بالائے عرش گذرے۔ اور قاب قوسین اَوْ اَدْنیٰ کے مرتبہ پر پہنچے اور دیکھا جو دیکھا اور سنا جو سنا ؎

دید محمد بہ چشم دگر بلکہ بداں چشم کہ دارد بہ سر

اور مرشد کامل وہ ہے کہ طالب کو مجلس میں نور محمدی کے پہنچا وے۔ اور طالب کے روح کو مجلس میں روح محمدی کے پہنچاوے۔ اور جسم کو مجلس میں پہنچاوے۔ چنانچہ موافق حلیہ شریف کے ہو۔ اور جو مرشد یہ توفیق نہ رکھے اُس سے تلقین حرام ہے ؎

یا تو گویم بشنوی سنے ہوشمند ذکر و فکر عقل آنجا ناپسند
جسم و روح کے بود آں خاص نور تا نہ گردد نور کے باشد حضور
نور پیدا میشود از حق نظر در سطالو علم از حق بے خبر
مے شناسد نور حق آں زندہ دل کے شناسد مردہ دل دیوار گل

باھوا بہراز خدا نورش نما　　　　نور حاصل مے شود از مصطفٰے

اللہ تعالٰے کا قول ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ نور آسمانوں اور زمین کا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ اُس مقام میں نور مذکور ہے کہ قرآن میں ہے۔ چنانچہ قول اللہ تعالٰی کا ہے لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ البتہ بخش دے اللہ تعالٰے نے اگلے اور پچھلے گناہ سب تیرے ✤

جاننا چاہئے کہ ذکر فکر عقل مذکور الہام اور تعلق جسم اور روح سے رکھتا ہے۔ اور غرق نورحضور تعلق سر سے رکھتا ہے ✤

اقسام فقیر

اے طالب صادق! فقیر دو قسم کے ہیں۔ بعض صاحب حال اور بعض صاحب جمال۔ مستی حال کا وصال اگرچہ کمال ہے۔ مگر اس کو زوال ہے۔ جیساکہ کشف وکرامات اور رجوعات خلق اور حاضری جنوں کی۔ چنانچہ ذکر اور فکر اور سکر اور صحو اور قبض اور بسط اور سیر اور طیر اور طے زمین دو نیم قدم مشرق سے مغرب تک۔ فقر محمدی کے نزدیک یہ سب حال کی بازیگری خام خیال ہے۔ اور بعض فقیر صاحب احوال کہ اپنے پر لباس شریعت کا پہن کر سوائے نور اللہ اور تجلیات معرفت کے اور قدم بر قدم محمدؐی کے دوسری راہ نہ دیکھے، اس کو صاحب جمال وصال کہتے ہیں مقام نور رستگاری ہے اور ماسوے اللہ سب خواری ہے ✤

جان کہ صاحب ریاست مجاہدہ خدا سے جدا ہیں۔ اور صاحب غرق نور اللہ با خدا ہیں مجاہدہ واسطے مشاہدہ کے ہیں اور مشاہدہ شاہد حال کے ساتھ ہے۔ نہ قبیل قیل و قال سے اور نہ مستی حال سے جدا ہے ہوا پر ہے۔ اور ریاضت کے ساتھ شور میں ہے اور جو خدا کے ساتھ باطن معمور ہے خموش ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ حدیث ہے۔ مرشد عارف سے اللہ کا طالب اول روز عارف ہوتا ہے۔ ذکر فکر مرشد عارف باللہ! اللہ کے طالب کو تعلیم نہیں دیتا ہے۔ مرشد نہیں ہے اور جو مشاہدہ عینینیہ بخشے یعنی اسم اللہ کے تصور سے وہ صاحب کمال ہے ✤

یقین کا مرتبہ

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم، عبادت کر اپنے پروردگار کی یہاں تک کہ تجھ کو یقین پہنچے۔ مراتب ذکر اور فکر سے آدمی صاحب یقین ہوتا ہے اور مراتب دنیا کے تمامیت سے بیدین ہے اور دم آخر خاتمہ بالخیر ہے وقت نزع کے تصدیق دل کے ساتھ زبان پر صدق کے غلبے سے نکلے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پس موت کے وقت قبر میں لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٭

حضور قلب کی تعریف

معلوم ہو کہ عبادت رسم رسوم اور یقین جز کا کل میں آوے۔ بعض کو وقت موت کے اول کہ مومن اور مسلم ہووں اور جو ایمان کے ساتھ مشاہدہ میں معاینہ کرے۔ جو یقین حاصل ہو اور موت پر راغب ہووے۔ اور باوجود اس کے جو کوئی عبادت مثل ابلیس کے کرے۔ اور یقین معرفت کا نہ لاوے۔ عبادت وہ ہے کہ یقین کو پہنچاوے۔ یعنی عبادت رکوع اور سجود میں اللہ اکبر کا جواب باصواب لبیک عبدی پاوے۔ کہ یہ جواب اور الہام اور بے ندرت زبان یعنی حاصل نہیں ہوتا ہے لَا يَجُوْزُ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ حدیث ہے یعنی نہیں جائز ہے نماز مگر حضور دل کے ساتھ۔ اکثر آدمی کہتے ہیں کہ دِل بیار دوست بکار غلط کہتے ہیں۔ بلکہ دِل بیار دوست بکار صحیح ہے۔ چونکہ دِل تعلق اللہ کے ساتھ رکھتا ہے۔ پس جو اللہ کے ساتھ ہے وہ صاحب یقین ہے اور جو اللہ سے پھرا دنیا کے ساتھ، یقین سے پھرا اور بیدین لعین ہوا یعنی بے ادب۔ اور اللہ طلب کرتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ طلب ادب کرتا ہے۔ اور قرآن اور علما ادب طلب کرتا ہے اور فقر اور اسم اللہ ادب چاہتا ہے ؎

ادب تاجیست از لطف الٰہی   بنہ برسر برو ہر جا کہ خواہی

اور شیطان بے ادبی اور دنیا بے ادبی اور نفس امارہ اور کفر اور نفاق بے ادبی کی طلب چاہتا ہے۔ اور ادب کیا معنی رکھتا ہے اور بے ادبی کیا ہے۔ ادب حق بایقین اور یقین راہ راستی ہے اور بے ادبی باطل دروغ تابع شیاطین ہے پس مجلس ادب کے

ساتھ اور بے ادب کے راست نہ آئے۔ دین کی اصل اور فقر کی اصل ادب ہے اور دنیا اور کفر کی اصل بے ادبی ہے کوئی بے ادب خدا کو نہیں پہنچا ہے

ہر کہ در افتاد بسیلاب بیم ۔ بر قدم خویش نزد مستقیم
ہر عبادت دور گرداند ترا ۔ شد یقینش زانکہ حق خواند ترا

لَا اِلٰہَ عبادت ہے نقش نفی اور اِلَّا اللہُ اثبات اللہ کے نور کے مشاہدہ سے ذات کی تجلی حاصل ہوتی ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کہنے سے اسلام کی درستی سلامتی کے ساتھ۔ اسلام دین اور ایمان ہے۔ جو جزو کی عبادت کل کی طرف پہنچادے۔ اور جزو کل میں آ جاوے۔ اور کل سے ہر مقامات اللہ کے نور کے کھلتے ہیں۔ یقین حاصل ہوتا ہے۔ اور اہل یقین مطلق ہوتا ہے۔ اور یقین ہی حق کی یگانگی کے مقام اور باطل کا دور کرنے والا ہے اور حق الیقین کے مقام کو لیجاتا ہے۔ جیسا کہ عبادت توفیق ہے۔ اور یقین رفیق ہے۔ اور یقین جاننا ہے۔ اور عبادت بے یقین کار شیطان ہے۔ عبادت علم ہے اور یقین اسرار اور امر ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ سے حاصل ہوتا ہے ؎

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب سے مروی ہے۔ فرمایا آپ نے قَالَ رَسُوْلُ اللہِ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اِتِّبَاعُ الْھَوٰی وَ طُوْلُ الْاَمَلِ اَمَّا اِتِّبَاعُ الْھَوٰی فَیُضِلُّ عَنِ الْحَقِّ وَ اَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَیُنْسِی الْاٰخِرَۃَ ؎

فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی چیز میری امت پر دو چیز سے زیادہ خوفدار نہیں ہے ایک خواہش نفس کہ اُن کو راہ حق سے باز رکھتی ہے۔ اور دوسرے اندیشہ دراز کہ قیامت کو اُن سے فراموش کرتی ہے ؎

جان کہ کلمہ طیبہ معرفت کا سر اسرار اور یقین معراج ہے۔ سوتے ہیں اور بیہوشی میں نور اللہ میں غرق کرتا ہے۔ جس کے وجود میں ذکر تمام تاثر کرتا ہے۔ اور اللہ کا نام نقش ہو کر قرار پکڑتا ہے اور زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی تلوار ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کی طرف قہر اور غضب سے نظر کرے اور کہے یا اللہ! اُسی وقت جان سے بیجان ہووے۔ کیونکہ اللہ کا نام اسم اعظم کے ساتھ ایسے ہی تاثر رکھتا ہے یہی مراتب یقین کے ہیں۔ کہ اللہ کے نام سے حاصل ہوتے ہیں ؎

حدیث ذِکْرُ اللہِ فَرْضٌ

اللہ کا ذکر ہر ذکر کے پہلے فرض ہے کہ

مِنْ قَبْلِ كُلِّ قَرْمٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؁ — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رسول اللہ ہے ؁

چنانچہ حدیث ہے :-

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَالِصًا مُّخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ قِيْلَ وَمَا اِخْلَاصُهَا قَالَ اَنْ يَّحْجُرَ عَنِ الْمَحَارِمِ ؁

جس شخص نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رسول اللہ خالصًا مخلصًا کہا وہ بلا حساب جنّت میں داخل ہو گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ اخلاص کیا ہے۔ فرمایا آپ نے کہ حرام باتوں سے علیحدہ گی قبول کرے ؁

ایک اور حدیث ہے :-

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَثِيْرٌ وَّ مُخْلِصُوْنَ قَلِيْلٌ ؁

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کثیر ہے۔ اور مخلص کم ہیں ؁

جاننا چاہیئے کہ کلمہ خاصانِ صاحب ذکر بارہ ضرب ہے کہ دل پر مارتے ہیں۔ اور اُس کی برکت سے ہر مقام کو پاتے ہیں۔ چنانچہ جو شخص کہ پہلی ضرب دل پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی مارے اور تفکر کرے اُس وقت اس کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ میری جان کندنی کا وقت ہے۔ اور اور معنی كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے حاصل ہوتے ہیں

اور جب دوسری ضرب اِلَّا اللہُ کی مارتا ہے۔ اور فکر میں آتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ستر ہزار سوال بندہ سے پوچھتا ہے اور بندہ بے زبان جواب دیتا ہے کہ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ اے اللہ میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھ ؁

اور جب تیسری ضرب دل پر مارتا ہے اور فکر میں آتا ہے اُس وقت ستر ہزار سوال فرشتہ قبر میں داخل ہونے سے اول پوچھتے ہیں اللہ تعالےٰ کا قول ہے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔ اور ہر احوال پر واقف ہے اور موت زندگی میں بندہ کے ہمراہ ہے ؁

اور جب چوتھی ضرب دل پر مارتا ہے اور فکر میں آتا ہے اُس وقت معلوم ہوتا ہے۔ کہ قبر میں فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ میرے مُنہ کو دوات اور اُنگلی کو قلم اور تھوک کو سیاہی کر کر مجھ سے لکھواتا ہے کہ جو نیکی اور بدی میں نے کی ہے اور تعویذ بنا کر میرے گلو میں ڈال کر غائب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قول اللہ تعالےٰ کا ہے :-

اَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَ — ہم نے اُس کا ورق اُس کی گردن میں چپکا دیا

يُخْرِجُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝

اور وہ اُٹھیگا قیامت کے دن کتاب لیکر کہ اُس کو وہ اپنی دستاویز کریگا۔ پڑھ تو اپنی کتاب کہ آج کے دن از روئے حساب کے وہ تیرے لئے کافی ہے ۝

اور جب چھٹی ضرب دل پہ مارتا ہے اور فکر میں آتا ہے اُس وقت ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عذاب قبر ہے، ہر طرف سے زمین مجھ پر غلبہ کرتی ہے۔ اور سوائے خدا کے کوئی فریاد کو نہیں پہنچتا ۝

اور جب ساتویں ضرب دل پر مارتا ہے۔ اُس وقت معلوم ہوتا ہے۔ کہ قیامت قائم ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم استادہ ہے۔ اور ہر شخص اپنے اپنے میں غرق ہے اور نفسی نفسی کی پکار ہے۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے :-

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝

جس دن کہ بھاگینگے آدمی اپنے بھائی اور ماں اور جورو اور اولاد سے ہر مرد نے واسطے اُن میں سے آج ایک شان ہے۔ کہ وہ اُس کو بے پرواکرتی ہے ۝

جب آٹھویں ضرب مارتا ہے۔ اور فکر میں آتا ہے۔ اُس وقت معلوم ہوتا ہے۔ کہ میرے ہاتھ میں اعمالنامہ دیتے ہیں۔ چنانچہ قول اللہ تعالےٰ نے کہا ہے :-

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝

یعنی جس شخص کی سیدھی طرف سے کتاب دی جاویگی اس کا عنقریب آسان حساب ہوگا اور خوشی خوشی اپنے اہل کی طرف لوٹیگا۔ اور جس کی پشت کے پیچھے کتاب دی جاویگی پس عنقریب وہ بلایا جائیگا ثبور اور دوزخ کی طرف پہنچایا جاویگا ۝

وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

اور ہم سے اُن کے ہاتھ باتیں کرینگے۔ اور اُنکے پاؤں گواہی دینگے اُن کے اعمال کی جو وہ کرتے تھے ۝

وَفَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

اور جو شخص کہ خیر کا عمل ایک ذرہ برابر کرتا ہے اُس کا اجر اُس کو ملیگا اور جو شخص کہ شر کا عمل ذرہ برابر کرتا ہے اُس کا

اجر پاویگا ✤

اور جب نویں ضرب دل پر مارتا ہے۔ اور فکر میں آتا ہے۔ اُس وقت جانتا ہے کہ نیکی اور بدی ترازو میں تولی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے :۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۣالْحَقُّ ✤ وَ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَا اَدْرٰكَ مَاهِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ✤

اور وزن آج کے دن حق ہے ✤ پس جس شخص کا وزن بھاری ہوگا وہ عیش پسندیدہ کریگا۔ اور جس کا ہلکا ہوگا اُس کو دوزخ نصیب ہوگا کہ جس کی ماہیت تو نہیں جانتا ہے وہ آگ ہے بھڑکنے وارِ ✤

قوله تعالٰى تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ✤

ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ اپنے رب کو خوف اور طمع سے پکارتے ہیں اور اُس رزق سے جو ہم نے دیا ہے خرچ کرتے ہیں ✤

قوله تعالٰى وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ✤

اور نہیں بڑھائی جاتی کسی کی اور نہ گھٹائی جاتی ہے مگر وہ کتاب میں درج ہے ✤

اور جب دسویں ضرب مارتا ہے اور فکر کرتا ہے اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ مومن سلامتی کے ساتھ پلصراط سے گذرتے ہیں اور جنت میں آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے :۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ✤

اے نفس مطمئنہ تو اپنے رب کی طرف راضی مرضی کے ساتھ ہو جا میرے بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں رہ ✤

اور جب گیارھویں ضرب دل پر مارتا ہے اور فکر میں آتا ہے۔ اُس وقت معلوم کرتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے اللہ کے نور کا پیالہ اور حوض کوثر سے شراب طہور مومنوں اور مسلمانوں اور عارفوں اور عاشقوں کو دیتے ہیں۔ اور وہ شوق سے نوش کرتے ہیں۔ اور حق تعالےٰ کی حضور میں تمام اُمت کے ساتھ دیدار الٰہی کے واسطے جاتے ہیں اور مشرف بہ دیدار ہوتے ہیں ✤

جب بارھویں ضرب مارتا ہے اور فکر کرتا ہے کہ اس مقام منتہٰی کو پہنچا اور کلمہ طیبہ ✤

ختم کیا۔ وہ آدمی صاحب زبان اور سیف الرحمٰن ہوتا ہے۔ اور یہ مقام قبولیت کا ہے۔ جس کو منظوری ہوئی اور نور اللہ میں غرق ہوا۔ تو اُن میں سے بعض کو ذکر ہوتا ہے بعض تو یہیں آتے ہیں کہ ہر دم تو بہ توبہ جاری ہو جاتی ہے۔ اور بعض ظاہری عبادت ہیں کہ کسی وقت اور کسی حال میں سر سجدہ سے نہیں اُٹھاتے ؛

فوائدِ کلمہ طیبہ

جان کہ کلمہ طیبہ کے چار گواہ ہیں۔ اول اقرار زبان سے۔ دوم تصدیق دل سے سوم لام نفی کہ ہر گناہ کو اُس کی تلوار سے قتل کرے مثل ذوالفقار سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ چہارم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ؛

پس جو کلمہ طیبہ کو ان گواہوں کے ساتھ پڑھے اُمید قوی ہے۔ کہ وقت جان کندنی کے اسی طرح پڑھیگا۔ اور وقت حشر کے جب قبر سے اُٹھیگا اور کہیگا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو اس کے دو بازو پیدا ہونگے۔ کہ ان سے اُڑ کر بہشت میں داخل ہوگا اور یا یہ کہ جب قبر میں سے اُٹھیگا اور کہیگا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو نور کی شمع اُس کے آگے ظاہر ہوگی۔ کہ وہ اُس پر عاشق ہوگا۔ اور اس کے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا ؛

اور کلمہ چار چیز سے تعلق رکھتا ہے۔ کہ وہ فرض ہیں چنانچہ اوّل کلمہ کہنا فرض ہے دوسرے جو کوئی کلمہ کہنے کو کہے اُس سے منکر نہ ہو بلکہ کہے اور فرصت نہ دے۔ تیسرے معنی تحقیق کرنا اُس کے فرض ہیں۔ چوتھے ہمیشہ کلمہ پڑھنا فرض ہے ؛

جاننا چاہیئے کہ کلمہ چار چیز سے قرابت رکھتا ہے۔ جیسا کہ اسلام کی بنیاد چار چیز سے ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کہ بغیر ان کے کلمہ نفع نہیں دیتا۔ اور تاثیر نہیں کرتا اگرچہ تمام عمر پڑھو، جو اس ترتیب سے کلمہ پڑھے اور بیخود ہووے بیشک مجلس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں جاوے۔ اور باطن اور جو حکم ہو وہ ظاہر ہے آیت ہے وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ پس اللہ کی نعمت سے مشرف ہونا اور حضرت رب العالمین کے دیدار سے خواب میں مشرف ہونا اس سے کیا بہتر ہے ؎

علم را آموز اوّل آنگہ اینجا بیا جاہلاں را نیز حضرت تعالےٰ نیست جا

~ علم حق نور است روشن مثل او انوار نیست
علم باید با عمل علمے کہ بر خر بار نیست

قولہ تعالیٰ مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ اور حدیث ہے لِکُلِّ شَیْءٍ اٰفَةٌ وَّاٰفَةُ الْعِلْمِ الطَّمَعُ ؕ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ توریت کے عالموں کی مثال کہ عمل نہیں کرتے مثل گدھے بار بردار کی ہے ؕ ہر ایک شے کی آفت ہے اور علم کی آفت طمع ہے ؕ

~ گر بخوانی صرف و نحو فقہ خوانی با اصول
از وصال قرب وحدت دو بانی لے جہول

تو جانتا ہے کہ شیطان کو آدم علیہ السلام کے سجدہ سے علم نے باز رکھا۔ کہ وہ حجاب ہو گیا۔ اور فرمان خدائے تعالیٰ کا بجا نہ لایا۔ چنانچہ حدیث اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرِ موجود ہے۔ یعنی جس علم سے کبر پیدا ہو۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کبر کے ۳ حرف ہیں ک، ب، ر۔ حرف ک سے کرامت دور ہوتی ہے۔ اور ب سے برکت، اور ر سے رحمت ؕ

قولہ تعالیٰ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ؕ

فرمایا خدائے تعالیٰ نے کہ مجھ سے دعا مانگو میں قبول کرونگا تحقیق جو لوگ غرور کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں داخل ہونگے ؕ

اور حدیث ہے وَمَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ ذَرَّةٌ مِّنَ الْکِبْرِ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ ؕ

جس کے دل میں ایک ذرہ بھی کبر ہے وہ بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ وہ مصاحب شیطان ہے جیسا کہ شیطان علم میں افضل جہان کا ہے ؕ

جان لے کہ علم کوئی نسبت ہوئے گئے ہیں۔ وعدہ وعید، انبیا کے قصے اور آیات کتب حق کے پانے کے اور ترک دنیا سے اور اہل دنیا سے درج ہیں۔ چنانچہ حدیث ہے اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَّمَا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰهِ دنیا ... سب چیزیں ملعون ہیں سوائے ذکر اللہ کے ؕ

قولہ تعالیٰ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ؕ

ہم نے ان پر لعنت کا اتباع کر دیا ہے دنیا میں اور قیامت کے دن وہ خراب ہوں گے ؕ

وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ؕ

اور اس دُنیا میں بھی لعنت اُن کے پیچھے لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی دیکھو (قوم) عاد نے اپنے پروردگار کی ناشکری کی (جس کی اُن کو سزا ملی) دیکھو عاد جو ہود کی قوم کے لوگ تھے دیکھو، خدا کے ہاں سے) دھتکارے گئے ٭ سورہ ھود

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ٭

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو کسی طرح کی ایذا دیتے ہیں۔ اُن پر دُنیا اور آخرت (دونوں) میں خدا کی پھٹکار ہے۔ اور خدا نے اُن کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ٭ سورہ احزاب رکوع ۷ ٭

پس معلوم ہوا کہ دنیا پر یقین کرنا بہت بُرا یار ہے۔ اور اُس کی یاری سے حرص پیدا ہوتی ہے۔ اور حرص مطلق معصیت کا رشیطان ہے۔ اور نفس کی تازگی کہ دوزخ میں لے جاویگی۔ اور مولےٰ پر یقین کرنا، وہ یار ہے کہ عقبےٰ پر یاری دیتا ہے۔ اور تقوےٰ پیدا کرتا ہے۔ اور محبت خدائے تعالےٰ کی حاصل ہوتی ہے۔ اور حب عالم نے دُنیا کا لباس لیا دین دُور ہوا کیونکہ دنیا مثل زہر قاتل ہے۔ تھوڑا ہو یا بہت دُنیا شیطان کی متاع ہے۔ جو اِس پر مبتلا ہو وہ دِل شیطان کا گھر ہے اُس کو علم سے کچھ نفع نہیں ہوتا کہ اُس میں لذت ہوائے نفسانی کی ہے۔ اور کلمہ طیبہ دل کی صیقل ہے اور روشنی کرنے والا ہے۔ اور اللہ کا ذکر وہ ہے کہ شروع ذکر سے دِل پر ضرب مارے اور اُس کے مُنہ سے دھواں نکلے اور اُس کے بعد دوسری ضرب لگاوے اور اُس کے غلبہ سے مُنہ سے آگ نکلے۔ بعدہٗ تیسری ضرب لگاوے اور مُنہ سے چنگاریاں نکلیں تو یہ صحیح ذکر ہے ٭

بعدہٗ کے خفی ذکر میں آوے۔ اس سے گوشت پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اور خون آنکھ سے نکلتا ہے ٭

مصنّف کہتا ہے کہ میری والدہ کو ایسا ذکر خفی حاصل تھا کہ آنکھوں سے خون نکلتا تھا۔ اور مجھ کو بھی ایسا ہی ہوا۔ اس کو حضور حق کہتے ہیں۔ جس کا ایسا ذکر جہر اور خفی نہ ہو، اُس کو ذاکر نہیں کہہ سکتے۔ معلوم ہوا کہ ذکر رسم رسوم نہ ذکر حیّ اور قیوم ؎

ذاکراں را ذکر باشد از اِلٰہ ذکر دانی چیست حدت خاص راہ

اور جس وجود سے حجاب کی مثل بُو نکلتی ہے، یہ بھی ذکر خفیہ کی تاثیر ہے جیسا کہ تلوار کے روشن

کرنے والی صیقل ہے۔ ایسے ہی دل کا روشن کرنے والا کلمہ طیبہ ہے۔ اور جیسا کہ نجاست کو پانی اور اندھیرے کو آفتاب ماہتاب روشن کرتا ہے، ایسا ہی دل کو ذکر۔ جو چاہے کہ میرا دِل مثل آئینہ کے صاف ہو اور دونوں جہان روشن ہوں۔ اوّل محبت اور طلب پیدا کرے اور مکر فریب ریا سے دِل کو پاک کرے۔ وہ رات دن، سوتے جاگتے ذکر کرے جیسا کہ ظاہر کپڑے کی پاکی نماز کو شرط ہے، ایسے ہی دل کو کلمہ طیبہ سے ہے اور تاثیر ذاکر اور قاب کی کلمہ سے یہ ہے کہ خراب وسوسے اور توہمات اور خطرات دِل سے دور ہوں اور خرابی نہ رہے اور بہ طاعت منشا بدن ہالیجدہ علیحدہ دیکھے۔ جب یوں دل پاک و صاف ہو جاوے اُس کو ذاکر دوام کہتے ہیں ؏

جان کہ آدمی کا وجود مثل چاہ کے ہے اور دل مثل پانی کے اور غفلت اور خطرات اور بے ذکر ہونا، اُس میں مُردہ چوہا۔ پس اول مُردار چاہ سے نکالا جاتا ہے۔ بعد اُس کے بیس یا تیس ڈول باقی کے نکالے اور وہ ڈول ذکر غیر سوئے اللہ کی ہے پھر پاک پانی کو محاسبہ سے کیا خوف ہے۔ جب فوا در روشن ہو گیا اور رنگ اور سیاہی دور ہو گئی۔ تو مثل زر کے قیمت دار ہو گیا، حالانکہ جو کام فولاد سے نکلتا ہے زر سے نہیں نکلتا۔ مثل زر کے علم ہے اور تیغ فولادی اللہ کا ذکر کہ ایک بار میں نفس کو قتل کر دے۔ ہاں علم کا پڑھنا ثواب ہے۔ بغیر ذکر اللہ کے نفس کا مارنا دُشوار ہے ؏

جان کہ جب کلمہ عمل میں آتا ہے دل کو پاک کرتا ہے۔ حالانکہ خلق اُس کو احمق کہتی ہے اور گھر والے دیوانہ اور مجنوں جانتے ہیں کہ اس قدر یہ کلمہ طیبہ کیوں پڑھتا ہے، حالانکہ بہت پڑھنا کلمہ طیبہ کا سنت ہے ؏

جاننا چاہیئے کہ آدمی کے وجود میں خطرات مثل درخت کے اور کلمہ طیبہ مانند تبر کے ہے جس طرح تبر سے خار و خس دور کرتے ہیں اور زمین قابل تخم ریزی کے ہوتی ہے اسی طرح کلمہ طیبہ سے دِل پاک صاف اور قابل تخم معرفت کے ہوتا ہے۔ ورنہ عمر برباد ہے آدمی اگر تمام علم نماز، روزہ جانے ہرگز مسلمان نہیں ہوتا، سوائے ذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے۔ جو اس تک پہنچتا ہے کسی سے نہیں ڈرتا ہے ؏

در عشق چوں پروانہ شو از جان خود بیگانہ شو
شادی کناں مردانہ شو۔ گر سر رود رفتن بدہ

مذہب اہلسنت والجماعت

اے برادر! مذہب اہلسنت والجماعت، مولا کی راہ ہے اور غافل اُس سے گمراہ ہے۔ راہ پر کون ہے اور گمراہ کون ہے جس راہ پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گئے۔ وہ سُنّت والجماعت کی راہ ہے اور خلاف اُس کے گمراہ ہے جس سے حق ملا وہ راہ پر ہے۔ اور باطل گمراہ ہے اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَّ الْکُفْرُ بَاطِلٌ یَں نے دین اسلام کو قبول کیا۔ اور جو اُس میں ہے اور کفر سے بیزار رہوا، اور جو اُس میں ہے ے

زسر ہوس تافتن پیشۂ دیں پروری است
ترک ہوا یافتن قوت پیغمبری است

قولہ تعالیٰ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ✦	جس نے نفس کو خواہش سے رد کا اُس کا مقام جنت ہے ✦

علم واسطے ترک دُنیا کے ہے اور معصیت سے نکلنے کے واسطے اور رہوائے نفس سے باز رہنے کو ے

گر بخواہی خوش حیاتی نفس را گردن بزن
یا رضائے دوست بگزیں یا ہوائے خویشتن

جو شخص کہ حرف لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ✦	یعنی البتہ کفر کیا اُن لوگوں نے کہ کہا اللہ تو تیسرا تین کا ہے، کا پڑھے۔ اور حقیقت وَمَا

مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے حق تعالےٰ کے نہ جانے بمصداق

اس حدیث کے اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ لَّمْ يَنْفَعْهُ اللّٰهُ بِعِلْمِهٖ	تحقیق اشد آدمیوں کا قیامت کے دن وہ ہے جس کو اللہ تعالےٰ اُس کے علم سے نفع نہ دے ✦

سوال کئے گئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم، عالم سے، یعنی عالم کون ہے۔ آپ نے فرمایا اَلَّذِیْ عَمِلَ بِعِلْمِہٖ یعنی وہ شخص جو اپنے علم پر عمل کرے۔ کہ حدیث میں وارد ہے۔

مَنِ ازْدَادَ عِلْمًا وَّلَمْ یَزْدَدْ وَرَعًا لَّمْ یَزْدَدْ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا وَّمَقْتًا ✦	یعنی جو شخص کہ علم زیادہ پڑھے اور پرہیزگاری زیادہ نہ کرے وہ نہیں بڑھتا اللہ تعالےٰ سے مگر دوری ✦

مصداق حدیث اَلْعُلَمَاءُ وَارِثُ الْاَنْبِیَاءِ کا وہ ہے کہ دوستی امر بالمعروف کی جس کو دل وجان سے ہے۔ نہ وہ شخص مثل قاضی اور مفتی کے یا حاکم ظالم اہل خانوادہ کے روادار بدعت کا کہ شرع محمدی سے برگشتہ ہووے یا روادار نہی اور منکر کا کہ اہل شرب سے ہو اور جو کوئی شرع شریف سے پھرا وہ دین محمدی سے پھر گیا۔ اور دین سے وہ شخص چور ہے۔ اور بیدین لعین ہے ۔

جان کہ وارث پیغمبروں کی دو چیزیں ہیں، ایک جہاد نفس کے ساتھ، دوسرا جہاد دارالحرب کے ساتھ۔ چنانچہ حدیث ہے:-

اَلْفَقْرُ عَظِیْمُ الْغَزْوِ لِاَنَّ الْفَقْرَ جِهَادُ النَّفْسِ وَالْجِهَادُ مَعَ الْکُفَّارِ جِهَادُ صُغْرٰی رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ ۔	فقر بڑا غزوہ ہے اس واسطے کہ نفس کا جہاد ہے، اور جہاد کفار کے ساتھ جہاد صغریٰ ہے رجوع کیا ہم نے جہاد صغریٰ سے طرف جہاد اکبر کے ۔

اور حدیث ہے :-

لِکُلِّ اَحَدٍ حِرْفَةٌ وَحِرْفَتِیْ اِثْنَانِ اَلْفَقْرُ وَالْجِهَادُ مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ ۔	واسطے ہر ایک کے ایک پیشہ ہے اور میرے دو پیشے ہیں، فقر اور جہاد، جس نے ان دونوں کو دوست رکھا مجھ کو دوست رکھا اور جس نے

ان دونوں سے بغض کیا پس تحقیق مجھ سے غضب کیا ۔

رات کا جاگنا عبادت ہے

قولہ تعالیٰ لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۔	نہیں تکلیف دیتا ہے اللہ کسی نفس کو مگر اس کی گنجائش کے موافق ۔
اور یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۔	اے میرے پیارے کملی پوش رات کو اٹھ مگر تھوڑا اس کا نصف یا اس سے کم یا اس پر زیادہ کر اور قرآن کو عمدہ پڑھ ۔

طالب مولیٰ فقیر کا وجود با جمعیت ہے اور طالب دنیا فقیر کا وجود جہل کے ساتھ یعنی طمع اور حرص۔ ع ہے علم کی عاقبت بالخیر طلب سے اور جہ سے جہل کی جلال خدا کا اور

غضب ہے۔ اور طالب حقیقی کہ اگر مرشد سے ایک ہفتہ میں باطن کلیہ کے ساتھ طلب مولے کا مقصود نہ پہنچے، چاہیئے کہ اُس سے رخصت ہو۔ کیونکہ عمر ضائع نہ کرے اور برباد نہ ہو اس واسطے کہا ہے کہ ایک ہفتہ خدمت کامل فقیر کی بہتر ہے عبادت ستر برس سے ؎

مُرشد آں باشد کہ در راہ خدا طالباں را باز دارد از ہوا

اور طالب وہ ہے کہ اول روز خدمت میں مرشد کے جان و مال تصرف کر دے اور مرشد وہ ہے کہ اس کا اجورہ مال اور مُلک دوام کا دے اور ولایت جاودانی بخشے۔ اور اجورہ جان کا جمعیت دل کی عطا کرے۔ اگر اس صفت کا مرشد ہو، جان و مال طالب تصرف کرے ورنہ تو جانتا ہے کہ آدمی کو آواز کہاں سے چاہیئے اور آواز آدمی کی کیا ہے۔ آواز زندہ دل کی اور صاحب شغل کی رحمان کی حضور سے ہے۔ اور مردہ دل کی شیطان سے ہے عارفوں کی آواز اسرار سے ہے اور مردہ دلوں کی خوار۔ فقر نعمت ہے اور یہ نعمت ہر کسی کو نہیں ملتی، سوائے دوستان خدا مثل انبیاء اور اولیاء کے۔ جو سوائے انبیاء اور اولیائے کے دعوئے فقر کا کرے کاذب ہے۔

فقر کی تعریف

فقر سِری راز وحدت با خدا زیر پائے فقر باشد سرِ ہوا

فقر را مسلوم کن از گو سخن نے گدایاں اہل بدعت راہزن

فقر گنجے اکسیر و کان کرم از دلش طواف کعبہ در حرم

باھوؒ از گرانی فقر بس گریاں کند باعشق آتش سوز جاں بریاں کند

ظاہر علم سے ظاہر عمل اور باطن سے جنگ نفس قاہرہ درست ہوتا ہے۔ جو علم ظاہر سے عمل ظاہر اور باطن سے نفس پاک کرے اور خدا اور رسول اس سے رضامند ہوں اور جھوٹ سے بیزار اور حق پسند ہو۔ انہیں کو علمائے عامل اور فقیر کامل اور درویش صابر اور بادشاہ عادل اور جوان تائب زبان باحیا اور مومن باصفا اور اہل سخاوت اور طالب خدا اور صاحب خوف اور تقوٰے اور سعادت مند صاحب شرع محمدی اور پرہیزگار درویش کہ خدا کی محبت کا داغ درویش کے دل پہ ہو۔ اور دوسری حقیقت اُمت کی یہ ہے کہ بحر المعانی سے نقل ہے

اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِیْقَاتًا تحقیق قیامت کے روز کہ حق باطل ہے

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۔ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۔ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۔ سورہ عم

جدا ہوئے اور نیک بد سے یعنی قیامت کے دن ہے اولین و آخرین کے وعدہ کا، واسطے ثواب اور عذاب اُس دن کے کہ پھونکا جاوے صور میں پس تم آؤ حساب گاہ میں فوج فوج اور گروہ گروہ ۔

حضرت معاذ رضی اللہ نے عنہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آدمی قیامت کے روز کیونکر اُٹھینگے ۔

آپ نے فرمایا اے معاذ تو نے بڑا کام پوچھا ۔ بعد کہ دونوں آنکھیں آپ کی جاری ہوگئیں ۔ اور فرمایا اے معاذ قیامت کے دن میری اُمت دس گروہ اُٹھائی جاویگی ۔ بعض بندر کی صورت اور بعض سؤر کی صورت اور بعض اس طرح کہ اُن کے پاؤں اوپر اور سر نیچے اور بعض اندھے اور بعض بہرے اور گونگے اور بعض اس صفت سے کہ اُن کی زبانوں سے خون جاری ہوگا ۔ اور پیپ اُن کے سینہ پر گرتا ہوگا ۔ اور بعض ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے اور بعض آگ کی سُولی پر کھینچے ہوئے اور بعض سخت گندہ بودار مُردار سے زیادہ اور بعض آگ کی چادریں اوڑھے ہوئے کہ اُن کا پوست ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہونگی ۔ بس جو بصورت بندر کے ہونگے ۔ وہ وہ شخص ہونگے ۔ کہ آدمیوں میں سخن چینی کرتے ہیں ۔ اور جو بصورت سؤر کے ہونگے وہ رشوت خوار ہیں اور جو اوندھے ہونگے وہ سود خوار ہیں ۔ اور جو اندھے ہونگے ۔ وہ ظالم ہیں ۔ اور بہرے اور گونگے وہ لوگ ہونگے کہ جو عُجب میں مُبتلا ہیں ۔ اور جن کے زبان اور مُنہ سے ریم جاری ہوگی وہ عالم اور فاضل ہیں کہ عمل ان کا خلاف ہے ۔ اُن کی گفتار کے ۔ اور ہاتھ پاؤں بریدہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے پڑوسیوں کو ستاتے ہیں ۔ اور سُولی پر کھینچے وہ لوگ ہونگے کہ بادشاہوں کے آگے شکایت کرتے رہتے ہیں ۔ اور جو بُودار مُردار سے زیادہ وہ لوگ ہونگے کہ نفع اور لذاتِ دنیاوی اٹھاتے رہتے ہیں ۔ اپنے مال سے اور دُنیا میں خدا کی راہ میں نہیں دیتے ۔ اور آگ کی چادر والے وہ ہونگے کہ غرور اور فخر کرتے ہیں ۔

فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میری اُمت وہ ہے کہ جس کا عمل نص اور حدیث ہے ۔ اس واسطے کہ اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پارسا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور سے اللہ کی رحمت سر سے تا قدم ہیں ۔ اور جو اُمت کہ صاحب شرک اور

صاحب تکلیف اور صاحب نفاق ہے۔ اُس سے حضرت پیغمبر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں پس اُمت ہونا آسان نہیں ہے، دشوار ہے۔ اُمت مومن مسلمان ہے۔ نہ حریص صاحب بغض او نفاق اور تابع شیطان ؛

اُمت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلّم کی کیا علامت ہے۔ کہ جس پر ستر نظر اللہ تعالےٰ کی ہے۔ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بھی نظر رحمت کی جدا نہیں کرتے مثل آفتاب کے ذرہ سے ؛ خدا اور رسول خدا سے ایک ساعت غافل مت رہ معصیت سے تائب ہونا اور طاعت سے بے نیازی نہ کرنا اور آپ کو بندوں میں شمار کرنا یہ بہتر اُمت ہے۔ یعنی هذا اخیار امتی ؎

نیست اُمت ظلم و دنیا سیم و زر ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ حق پرستی اُمتی بر حق نظر
ہر کہ از خود باز گردد بر ہوا ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ کے شود اُمت بفرمانِ خدا

دوسرے سمجھنا چاہئے ؎

دم ازل دم دنیا و دم پیش رو ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ ہر دم قدم ثابت بود درویش گو
راہ این و آن جہان دم درمیاں ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ درمیان دیگر مبیں جز عین آں

حدیث مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ جس نے اپنے آپ کو پہچانا پس اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اُمت۔ تمہاری کے یہی خطاب ہیں اور یہی حالات ہر ایک بشر دیکھتا ہے کہ نفس ہوا سے اور دل گناہ سے سرد ہو جاتا ہے۔ پناہ بندگی کے واسطے ہے۔ اور بے بندگی شرمندگی ہے جیساکہ وصیت حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے وقت آپ نے فرمایا کہ اے میرے فرزندو! پانچ چیزیں مجھ سے سیکھو کہ تمہارے کام آوینگی۔ اوّل یہ کہ سوائے خدائے تعالےٰ کے کسی پر دل مت ڈالو، کیونکہ میں نے بہشت پر دل لگایا آخر اس سے خوار رہا۔ دوم عورتوں کے کہنے پر کام مت کرو کہ میں نے حوّا کا کہنا کیا راس نہ آیا۔ سوم جس کو تمہارا دل چاہے اُس کو نہ دو۔ کیونکہ میں نے اُس درخت سے کھایا کہ جس کو دل نے چاہا۔ پس بہتر نہ ہوا۔ چہارم ہر کام کرو اُس میں مشورہ بندوں سے کر لو۔ کیونکہ میں اگر فرشتوں سے مشورہ کر لیتا میرا یہ حال نہ ہوتا۔ پنجم اگر کوئی نادادہ قسم کھائے اُس پر اعتبار مت کرو۔ اس واسطے کہ ابلیس لعین نے میرے آگے خود قسم کھائی: ور میں نے اُس پر اعتبار کیا، پس جو مجھ کو پہنچا معلوم ہے ؛

مُصنف کہتا ہے کہ فقیر کو اللہ کافی ہے باقی ہوس ہے۔ اور نہ دُنیا میں شیطان کی طرف مُنہ لاوے اور نہ کسی سے اُمید رکھے اور نہ کسی کو شمار میں لاوے ۔

حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ بہشت کے بادشاہ کون ہونگے۔ آپ نے فرمایا مطلق مسکین۔ چنانچہ اگر اُن کے سر کے بال دراز ہو جائیں۔ اور اُن کے پاس ایک درم تک نہ ہو کہ حجام کو دیکر منڈوائیں۔ اور اگر بیمار ہوں کوئی نہ اُن کو پوچھے اور اگر نکاح کرنا چاہیں کوئی اُن کو لڑکی نہ دے۔ اور اگر بات کریں کوئی اخلاص سے اُنکی بات نہ سُنے۔ جہاں بیٹھیں فرش اُن کا خاک ہو۔ اور اللہ کے شغل میں اُن کی روح فرحت کے ساتھ پاک ہو اور نفس اُس کا ہلاک۔ اللہ کے نزدیک ہوں صاحب بہشت۔ بلکہ یہ مرتبہ اہلِ سُکر فنا فی اللہ کا ہے۔ اگر تہِ ستو تلواریں مارے دم نہ ماریں۔ گو سر تن سے جدا ہو۔ اس واسطے کہ ازل کے روز سے اُن کی تعیین اور تعلیم رضا کے ساتھ ہے ؎

بہتر زہزار صوف و اطلس نمدم غیر از نمدم بہر دو عالم نمدم
روزے کہ حساب این و آن مطلبند غیر از نمدم بہر دو عالم نمدم

جو علم ظاہری سے ظاہر پر عمل کرے اور علم باطنی سے نفس کے ساتھ جنگ کرے اور دل کا پاک ہو۔ جان کہ وہ موافق العلماء ورثۃ الانبیاء کے نبی علیہ السلام کا وارث ہے انہوں نے کافروں سے رشوت نہ لی اور نہ مال اور اپنا دین کثرت روپیہ کے ساتھ نہ بیچا جانتا ہے کہ پیغمبروں نے اپنے سر کو زر کی بیماری سے نہ بیچا ہے اور فی سبیل اللہ صرف کیا ہے۔ اور اصحاب کرام نے دین محمدی پر شہادت پائی اور دنیا اور اہل دنیا کو نہ اٹھایا اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ علمائے عامل اور فقیر کامل تو دین اور نامرون ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور عالم بے عمل طامع دنیا۔ اور فقیر اہل بدعت یہ اہل دونوں جہان میں خوار ہے اور بیدین ۔

اے طالب جان کہ مومن کو تین قسم کی چیزیں ہیں۔ تن اور مال اور دین پس اگر مومن دیکھے کہ دین ہاتھ سے جاتا ہے تن اور مال دین پر تصدق کر دے اور دین ہاتھ سے نہ دے۔ علم اور تعلیم اور تصدق واسطے دین کے ہے اور جو دین کی پیروی نہ کرے لعین اور بے یقین ہے ۔

حدیث: اِنِّیْ اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ ضُعْفَ الْیَقِیْنِ آپ نے فرمایا کہ میں اپنی

اُمت پر ضعف یقین کا خوف کرتا ہوں۔ اور منافق تن اور دین، مال پر فدا کرتا ہے اور دین سے بیدین ہو کر مرجاتا ہے۔ اور مال دوسرے کھاتے ہیں اور منافق خوار درک اسفل میں دوزخ کے خوار ہوتا ہے۔

جان کہ دین حسبنا للہ حب مولٰی علم علوم سے اولیٰ ہے اور دوستی حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم اور روح اور جہادی اور عقل کلی اور صبر اور شکر اور توکل اور فقر اور ہدایت اور معرفت اور قرب خدا اور فنا فی اللہ اور قلب صفا اور روشن ضمیری یہ پندرہ علم خاص الخاص رحمانی مجموعہ متابعت شریعت محمدی ایک طرف۔ اور نفس اور شیطان اور بخل اور طمع اور دُنیا اور حرص اور کذب اور کینہ اور حسد اور ریا یہ بھی علم مجموعہ شیطانی ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی آدمی کے وجود میں قرار پکڑ جائے، علم رحمانی اُس کو نفع نہیں دیتا اور دل اس کا سیاہ ہو جاتا ہے اور مرجاتا ہے۔

حیوان اور انسان کا فرق

اور عالم عامل اُس کو کہتے ہیں کہ ان علوم شیطانی کو پس پشت ڈالے اور علم کلام اللہ اور تلاوتِ قرآن کو آگے کرے اور جو سر پر آوے قضاؤ قدر سے۔ راضی اور صابر ہووے اور اس کو صاحب رضا عالم انسان کہتے ہیں حدیث لَا فَرْقَ بَیْنَ الْحَیَوَانِ وَالْاِنْسَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ نہیں فرق ہے درمیان حیوان اور انسان کے مگر علم سے۔ قولہ تعالیٰ وَعَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ اور اللہ تعالےٰ کا قول ہے سکھائی انسان کو وہ چیز کہ نہیں جانتا تھا۔ علم وہ ہے جس سے حق معلوم اور باطل معدوم ہو اور وہ علم با عمل ہے ؎

حامئے ناداں پریشاں روزگار　　　بہ زدانشمند ناپرہیزگار

قیامت کے روز شیطان عالم بے عمل اور فقیر اہل بدعت اور سرود سُننے والے کو اپنے ہمراہ دوزخ میں لیجاویگا ؎

علم کز تو نزانہ بستانند　　　جہل زاں علم بہ بود بسیار

جو شخص کہ اللہ کے پاک کلام کو جہل پلید کی طرف کھینچے سمجھنا چاہیئے کہ وہ کیسا ہی عالم ہو، علم کو پلیدی میں ڈالتا ہے۔ اور علم پاک عالم عامل کو حق کی جانب پہنچاتا ہے۔ عالم بے عمل کے علم سے اگرچہ صاحب تفسیر ہو تعلیم نہ لینا چاہیئے۔ کیونکہ بے عمل بے تاثیر ہے خدا سے نہیں ڈرتا

ہے۔ مردہ دِل دنیا کی حرص میں پڑا ہے۔ صاحب نذیر علم روح پر مارتا ہے یار ہوتا ہے اور نفس پر مارتا ہے مار ہوتا ہے ؎

علم گر برتن زنی مارے بود علم گر بردل زنی یارے بود

کہ رُوح اور علم اور حلم اور معرفت اور توکل اور توحید اور توفیق ترک تولا باللہ ایک اتفاق کے ساتھ۔ اس طریق سے روح اور دل دلالت موتے کی طرف کرتا ہے۔ کہ موت کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ آج کا کام کل پر مت چھوڑ دنیا دا موت جان لے۔ پس فقیر ہونا اس واسطے ہے کہ مصلحت روح سے پہنچتا ہے اور دُنیا زشت کو فانی دیکھتا ہے۔ دِل سرد ہوتا ہے دُنیا سے ایک مرتبہ میں فارغ ہو جاتا ہے کہ یہی راہ خاص حضرت محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے لیکن عالم۔ فاضل۔ غوث۔ قطب درویش کو ترک دُنیا سے بہت دشوار ہے کہ یہ متفق نفس سے ہیں۔ اور نفس اتفاق شیطان سے رکھتا ہے اور شیطان دُنیا سے پس نفس اور شیطان اور دُنیا ہر سہ کو فقر محمدی سے شرم نہیں آتی ہے کہ خدا کی طرف رجوع نہیں لانے دیتے اور مانع ہوتے ہیں یعنی کہاں سے پہنے اور کہاں سے کھائے، حیلہ اور حجت سے رزق لانے ہیں ؎

ترک دُنیا کے تواند ہر خسے یا بوالہوس شیر مردے بائدت در بادیہ مردانہ

جان کہ عارف پانچ قسم کے ہیں (۱) عارف ازل (۲) عارف ابد (۳) عارف دنیا۔ (۴) عارف عقبےٰ، یہ چاروں خام ہیں اور (۵) عارف باللہ کہ فقر تمام ہے ؎

اے عالم نادان کہ تو در علم مغروری نزدیک تو معبود نہ بلکہ تو دُوری

کشاف ہدایہ اگرچہ تو مے خوانی تا خدمت خاں نکنی ہیچ ندانی

سیّد القوم خادمہم

حدیث۔ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ الْفُقَرَاءِ ۔	فقیروں کا خادم قوم کا سردار ہے ۔

دوسری حدیث ہے :۔

مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِلْجِدَالِ فَهُوَ جَاهِلٌ وَمَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ خَاصًا لِلّٰهِ تَعَالٰی فَهُوَ مُؤْمِنٌ ۔	جس نے علم مناظرہ کے واسطے سیکھا وہ جاہل ہے اور جس نے خاص خدا کے واسطے وہ مومن ہے ۔

اور حدیث ہے :-

اَلصُّحْبَۃُ مُؤَثِّرَۃٌ +	یعنی صحبت اثر کرتی ہے +
اَلتَّقْدِیْرُ یُضْحِکُ عَلَی التَّدَابِیْرِ +	یعنی تقدیر تدبیر پر ہنستی ہے +

تمام وجود آدمی کا جہل کی ظلمت سے سیاہ ہے +
اگر علم رحمانی نہ ہو کہ مثل آفتاب کے طلوع کرے اور روشنی جاودانی دکھلاوے۔ اور کوئی تاریکی نہ ہے۔ یعنی نیک اعمال سے نفسانیت اور معصیت شیطانی دل سے اُٹھ جاتی ہے۔ اور یہ کہ عمل کرنے والوں عالموں اور عارفوں اور واصلوں حق کو ہوتی ہے۔ جو علمائے عامل منتہی ہوتا ہے، فقیر کامل ہوتا ہے۔ دل سلیم بھی ہے۔ اور راہ مستقیم پر موافق اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ (یعنی جن پر تو نے نعمت کی کہ غیر اُن لوگوں کے ہیں جن پر غضب کیا گیا ہے اور بغیر گمراہوں کے) کے مقام صمدیت کو پہنچتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ کہدے (تو اے محمدؐ) کہ اللہ ایک ہے اور اللہ پاک ہے، اللہ بس ماسوے اللہ ہوس +

شرح معراج

حضرت سرور کائنات کہ معراج کی رات براق پر سوار اور حضرت جبرائیل پیادہ یا جلودار تھے۔ چونکہ حضرت جبریل پیچھے رہ گئے اور عرش سے فرش تک دونوں جہان اٹھارہ ہزار عالم آراستہ و پیراستہ آگے آئے۔ آنجناب عالی حضرت نے چشم مبارک حق سے سے نہ اُٹھائی مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اور مُنہ توجہ کا عالم اشیا وغیرہ کی طرف نہ کیا جب بمقام سدرہ پہنچے فقر کی صورت دیکھی اور لذت سلطان الفقر کی چکھی کہ فقر سے اللہ کا نور اور نور باطنی معمور تھا۔ قربت میں حضرت کلیم اللہ گذر گئے اور فنا فی اللہ میں آئے۔ اور فقر کے ساتھ ملاقات اور فنا فی اللہ میں غرق ہوئے۔ اور فقر کو اپنا رفیق کیا۔ محبت اور معرفت اور عشق اور شوق اور ذوق اور علم اور حلم اور کرم اور جود اور خلق تمامیت فقر وجود محمدی میں آیا اور زبان دُر نثار سے اظہار فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ جب صحابہ کرام کی مجلس میں آئے فخر کی حقیقت نے فقر کے دریا سے موج ماری فقر کے احوال سُننے سے معرفت الٰہی کی آواز آئی۔ حق سُبحانہ وتعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) رات دن فقر کا

دیدار دیکھ اور نظر حدامت کر، وہ فقیر جو رات دن خدا کے ساتھ غرق رہتے ہیں۔ شکر خدا بجا لائے کہ الحمد للہ کہ ہم کو کام کے ساتھ ہوا کہ خدمت سے باہر نہیں ہے ۔

اے طالب صادق جان کہ ایک روز حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر دستک دی۔ اندر سے اشارہ ہوا کہ کون ہے۔ حضرت نے فرمایا، میں محمدؐ ہوں اے فاطمہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ باہر رہیں، میں ننگی بیٹھی ہوں اور میرے پاس پہننے کو کپڑا نہیں ہے۔ آپ نے ردائے مبارک تن سے جدا کر کے اور حضرت بی بی فاطمہ رضؓ کی طرف پھینکی۔ اور آپ کے پاس کپڑا ستر عورت کا اس قدر باقی رہ گیا کہ اگر سر کی جانب کھینچتے نو زانو کھل جاتے اور اگر زانو کی طرف کھینچے تو سر کھل جاتا۔ پس حضرت اسی پارچہ میں آکر سکڑے ہوئے آکر بیٹھے۔ اور حضرت بی بی صاحبہ کے فقر اور فاقہ کا احوال دیکھ استغراق میں ہوئے اور فرمایا اے خاتون جنت! مجھ کو خدائے تعالےٰ نے اپنی قدرت سے اس قدر قوت بخشی ہے۔ کہ اگر ایک نظر کروں تو تمام در و دیوار سونے اور چاندی کے ہو جائیں اور ڈھیلے لعل اور موتی اور یاقوت بنجاویں۔ اگر کہو تو نظر کروں۔ اور تم ان دنیا کی چیزوں کو لے لو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے قبول نہ کیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! فقر محمدی اور فاقہ سے ہم کو مزا ملتا ہے۔ یہ فقر فیض اور خزانہ خدائے تعالےٰ کا ہے، کسی کو نہیں ملتا۔ سوائے مقربوں اور دوستوں خدائے تعالےٰ کے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ توجہ کی نظر سے حضرت خاتون جنت سے فرمایا کہ اے خاتون جنت تو فقیر ہے، اور فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے ۔

انتہائے معرفت کی ور اسرار کی اللہ کے نور ذات سے دیکھے۔ اور جب نور ذات سے مشاہدہ اور دل کی صفا آنکھ سے دیکھا، پوشیدہ راز کان سے سنا۔ اور جب ستر نہاں کان سے سنا، لامکان پہنچے اور معرفت میں محو ہوئے۔ اور وجود اللہ کے ذکر کے جوش سے اللہ کے شغل میں مغز اور پوست ہو گیا۔ جو اس لامکان پر پہنچے اس کے وجود میں کوئی حب دنیا اور شرک اور بدعت نہیں رہتا، سوائے مشاہدہ ذات کے اور ذوق و شوق وحدانیت کے ماسوے اللہ کی طرف متوجہ اور مشغول نہیں ہوتا۔ قید فی اللہ میں آجاتا ہے اور خدا سے جدا نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ مشاہدہ اللہ کے نور کا اور حق کی تجلیات جانگیر ہیں ؎

گر بنگرم جاں میرود گر جاں رود چوں بنگرم حیران درین کارے شدم یا بنگرم یا جاں دہم

ہاں یہ مقام انا الحق کا ہے منصور حوصلہ وسیع نہیں رکھتا تھا، اقرار تصدیق قلب انا الحق
کا زبان پر لایا۔ اور انا الحق سر ہے۔ اور سر کے فاش کرنے سے سر اس کا دار پر کھینچا۔ اسی
واسطے انتہائے فقر کو نہ پہنچا تا کہ انا الحق زبان پر لانا مقام فنا فی الشیخ میں شہرت پذیر ہے
اور انا الحق دل سے کہنا روشن ضمیر، یہ مقام فنا فی اللہ بقا باللہ کا ہے ؎

اگر بگوید انا الحق دلم عجب نبود　　　کہ روح خویش و میداست درون قالب ما

انا الحق دل سے کہنا اسرار ہے اور زبان سے کہنا سر بردار ہے۔ دقائق باطنی کا مولے
تعالےٰ کے پہچاننا بہت مشکل ہے۔ عالم اس راہ کو کب جانتا ہے، معرفت سے بے خبر
ہے اگرچہ تمام عمر پڑھائے مگر بے عملی سے مثل بیل اور گدھوں کے ہیں ۔
جاننا چاہیئے۔ کہ مراقبہ فنا فی اللہ میں غرق ہونا۔ اور ذکر فکر اور تصور اسم اللہ کا مشاہدہ کرنا
اور معرفت الٰہی بہت مشکل ہے ۔

شرح مراقبہ

مراقبہ چند قسم ہے۔ مراقبہ مبتدی اور متوسط اور منتہی۔ پس مراقبہ مبتدی ذکر اور فکر
کے ساتھ ایسا غرق ہو کہ اگر کوئی تلوار مارے حرکت نہ کرے اور نہ ہلے۔ ایسا غرق اللہ کے
شغل کا مقام ابتدا کا خام ہے ۔
دوسرا متوسط، جب صاحب مراقبہ کو ذکر اور فکر کے ساتھ مشاہدہ الٰہی میں بارہ برس
ایک مراقبہ کے ساتھ گذریں کہ نہ گرمی کی خبر نہ جاڑے کی۔ اور بعد بارہ برس کے جب اُٹھے
تو لحظہ طرفۃ العین بھی نہ گذرا۔ ایسا مراقبہ متوسط بھی عوام ہے ۔
تیسرا منتہی جب بے ذکر اور فکر کے اسم اللہ کے تصور سے اور اسم اللہ کا ہر حرف
مثل آب نور اللہ کے وحدت کا دریا ہووے۔ اور اُس میں توحید کا دریا اُس میں اللہ کا نور
اللہ کے نور میں صاحب مراقبہ غوطہ کھائے اور غرق ہووے۔ اگر کوئی اس طریق سے غرق
ہووے۔ تو اُس کے تن پر سوئیں لگیں کوئی زخم نہ ہو اور جسم سے خون نہ نکلے۔ اور اپنے حال پر سلامت
ہے۔ اور باوجود اس کے کہ صاحب مراقبہ منتہی مراقبہ کے مانند غرق ہو جسم نفسانیت سے نکلے
اور انبیاء اور اولیا کی مجلس میں ہم مجلس ہووے۔ اور ذکر قلبی وجود میں جاری ہووے خلق
کے نزدیک مُردہ اور قبر میں دفن ہو۔ اور خدا کے نزدیک زندہ حدیث اَلْمَوْتُ جَسْرٌ

يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ موت ایک پل ہے کہ حبیب کو حبیب تک پہنچاتا ہے۔ قبر میں پوست اور عرش پر روح، اس موت کو حیات ابدی کہتے ہیں مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا اور اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَى الدَّارِ +

مراقبۂ اوّل

مراقبہ کی انتہا ہے جو اس مرتبہ میں آئے موت کو اختیار کرے اور قرب الٰہی میں داخل ہووے۔ اور جسم نفسانیت سے نکلے +

صاحب مراقبہ کی چار چیزیں دشمن ہیں۔ ایک کشف دوسرے کرامات۔ تیسرے خلق کی رجوعات چوتھے سیر طبقات، جو ان چاروں سے نکلے۔ اسم اللہ کے مراقبہ میں فنا فی اللہ ہووے۔ اور مراقبہ مرتبہ انبیا اور اولیا کا ہے۔ مراقبہ اور مراقبہ کو مردہ دِل محروم۔ فت کیا جان سکتا ہے! اللہ بس ماسوے اللہ ہوس +

جاننا چاہیئے کہ فقر کی راہ اور معرفت کی راہ اور تمامیت علم کی راہ تصور اسم اللہ سے کھلتی ہے۔ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرات دن اسم اللہ پر تھی۔ اس میں نہ ریاضت نہ ذکر نہ فکر۔ دونوں جہان کی نعمت قرآن مجید میں ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اوّل حافظ قرآن ہو کر پڑھتا ہے۔ اور مغز حقیقت کا تفسیر جانتا ہے۔ اور صاحب تفسیر وہ ہے۔ کہ علم اس کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے ذکر سے کھولے، بیشک جو شک لائے کافر ہووے۔ اور مردود اور مرتد نعوذ باللہ منہا +

ابتدا اس طریقہ کی حق کی رضا۔ اور متوسط نفس کی فنا۔ اور انتہا روح کی بقا اُس کو قادریوں نے طے کیا ہے۔ گویا حق تعالےٰ کا وصل لے گئے ہیں۔ اور جو تم سے ہمیشہ تعلیم اور تعلم رکھے اور مطالعہ کتاب کا درپیش رکھے تاکہ تصور اسم اللہ سے غرق ہو۔ اور لحظہ بلحظہ درد کے ساتھ دِل کو زخمی رکھے، وہ صفا کیش ہے۔ درویش کامل کے مراتب جاننا چاہیئے +

اے عزیز! طالب حق درویش کے پانچ حرف ہیں د، ر، و، ی، ش۔ دال دل کے ذکر پر اور دم کے حبس پر دلالت کرتی ہے۔ اور ر روح کے ذکر پر کہ جس سے پردہ سر اسرار کا کھولتا ہے۔ اُس کو مطلق صاحب لحد یعنی نفس مُردہ قبر میں پہنچا ہُوا کہتے ہیں ایسا فقیر ماسوے اللہ کے دیدار سے بیزار ہے۔ اور حرف واو سے وحدانیت حق

واضح ہو۔ محقق حق پرست ہو۔ اور حرف ی سے یگانہ یار اللہ کے ساتھ۔ اور حرف ش سے شرم رکھے دُنیا اور اہلِ دنیا سے، ایسا درویش درویش ہے۔ ورنہ گداگر اور خوار اور تن ریش ہے۔ خدا سے دُور مثل دھوبی کے بیل کے ۔

درویش را دل ریش باید با خدا　　کے بود درویش کشف سر ہوا

جاننا چاہیئے کہ حقیقت ماضی اور مستقبل کا کشف اُس سے ہے درویش کے ساتھ کہ ہمیشہ لوح دل کے مطالعہ میں حجاب درمیان ہے۔ اللہ کا قول ہے:۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ؕ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ؕ	سوائے خدا کے ہر سے فنا ہونیوالی ہے ؕ اور خدائے ذوالجلال و الاکرام باقی رہیگا ؕ

اور اسم اللہ کا تصور اُس کی باطن میں جاتا ہے۔ کہ طلب دُنیا نہ ہو۔ طلب دنیا بدعت کا سر اور حب مولا ہدایت اور ولایت کا سر ہے ؕ

شرح اسم اللہ

جاننا چاہیئے کہ اسم اللہ کا جس کی زبان پکڑتا ہے۔ اُس کی زبان بند ہو جاتی ہے کلام لا نفی سے۔ اور علم کتاب اور مسائل اور تلاوت قرآن اور نماز اور ذکر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ میں زبان دراز ہو جاتی ہے کہ سوائے اس کے لب نہیں کھولتا۔ چاہے اُس کی کوئی گردن مار دے۔ چنانچہ حدیث ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ طَالَ لِسَانُهُ جس نے اپنے رب کو پہچانا، اُس کی زبان دراز ہوئی۔ اور جس کا دِل پکڑتا ہے۔ اُس کو ذکر اور فکر دوام اور روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے۔ اور اپنے نفس پر امیر ہوتا ہے، یہ مرتبہ فقیر کا ہے۔ اور زبان بند ہو جاتی ہے چنانچہ حدیث ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهُ۔ اور جس کو روح سے پکڑتا ہے زندہ جان ہو جاتا ہے اور ہرگز نہیں مرتا چنانچہ إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ ہے۔ اگرچہ اس جہان میں زندہ ہو۔ مگر اس کا کام اُسی جہان سے ہے۔ اور جس کو اسم اللہ سے پکڑتا ہے اس کو حاجت خلوت کی نہیں رہتی کیونکہ وہ خلعت اسرار الٰہی کا پہن لیتا ہے یعنی اسم اللہ سر سے قدم تک اور ظاہر باطن میں لپٹ جاتا ہے۔ جیسا کہ گھاس درخت کو حدیث قدسی ہے۔ إِنَّ أَوْلِيَائِيْ تَحْتَ قَبَائِيْ ان مراتب پر وہ پہنچتا ہے کہ جس کو اسم اللہ سے فیض ہو اور

اللہ کا فضل ہو۔ اور دست بیعت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرے اور
جو قبائے اللہ کے نیچے آتا ہے مرتبہ فقیری پر تمام اور کمال پہنچتا ہے اور اُس کا وجود تمام نور
ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ہمیشہ آدمیوں کی مجلس میں رہے مثل حضرت خضر علیہ السلام کے اور وہ بھوکا
ہوتا ہے اور درخت سے میوہ طلب کرے۔ اُسی وقت درخت اُس کو میوہ دیتا ہے۔ اور جو اسم
اللہ سے دیکھے کرامت کے ساتھ ہے۔ اس میں استدراج نہیں ہے۔ یہ راہ رحمت سے
معراج ہے جو شخص اس صفت سے موصوف ہو، اُس کی نظر میں پانی دودھ ہوتا ہے اور شہد
اور شکر اور پانی روغن ہوتا ہے۔ اس صفت کے آدمی کی نماز سنت جماعت کے ساتھ باشرائط
تمام ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روحانیوں کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اور ملائک اور جن آکر نماز
میں شریک ہوتے ہیں۔ اور دو قدم میں تمام زمین سطے کر لیتا ہے۔ اور خانہ کعبہ میں جماعت
کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔ اور دوام مدینہ طیبہ میں مجلس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر
ہوتا ہے إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ مصداق ہو جاتا ہے۔ اور اُس کا سیر مثل حضرت خضر ع
کے ابد الآباد مشاہدے کے ساتھ ہے اور مرتبہ حق الیقین کا حاصل ہوتا ہے۔ اور ایسی جگہ اُس کو
استغراق ہوتا ہے۔ جہاں کوئی نہ پہنچے یا پہاڑوں یا سمندروں کے کنارہ پر وہ صاحب
توفیق شغل اللہ میں مشغول اور مستغرق ہوتا ہے۔ اور ایک دم اُس کا ایسا گذریگا کہ صور
اسرافیل اُس کو باخبر اور بیدار کریگا۔ یہ مراتب صاحب دم اور ثابت قدم کے ہیں اسی کو خلوت کہتے
ہیں۔ یہ نو خلوتیں ہیں کہ اُس میں خلل شیطان کا خلق کے رجوعات سے بہتر نہیں ہے جب
عالم اور فقیر اور خانوادہ دنیا طلب کرتا ہے، شیطان بہت خوش ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ
اب میرا مطلب کلیہ ہو گا کہ اس کو بہت دنیا دونگا۔ اور یہ بہت سے آدمیوں کو گمراہ کرے گا۔
اور جو دنیا اور مراتب دُنیا پر فخر کرے، اُس سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رنجیدہ ہوتے ہیں اور
بیزار اور فرماتے ہیں کہ دنیا سے فرعونی سے آدمی فخر کرتے ہیں اور میرے علم اور میرے فقر اور دین
سے بیزار ہوتے ہیں۔ میں اُن سے بیزار ہوں۔ افسوس اُس قوم پر تعجب کہ شیطان کو خوش کریں
اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنجیدہ۔ یہ کیسے لوگ ہیں، اے عالم باعمل فقیر! خود منصف
بن اور اپنے نفس کو انصاف دے۔ اگر کوئی کہے کہ پیغمبر اور اصحاب رکھتے تھے، کیوں رکھتے
تھے۔ کہا جائے کہ محض فی سبیل اللہ رات دن کفار کی لڑائی اور مساکین کے صرف میں دیتے تھے
اور اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ کے مصداق بنتے تھے۔ اور دوسرے لوگ لذت نفس کے لئے

رکھتے ہیں۔ چونکہ دُنیا کلّیہ یاست اور ہوا ہے۔ اور حضرت پیغمبر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم دُنیا نہ رکھتے تھے اور نہ دُنیا جمع کرنے کا اشارہ فرمایا۔ اور خدائے تعالےٰ نے دنیا جمع کرنے سے منع کیا۔ پس جو دنیا سے دوستی رکھے ؛ خلاف پیغمبر اور قرآن مجید کے کرتا ہے۔ دُنیا کی بنیاد فتنہ اور فساد ہے اور معصیت ہے اور دِل سیاہ کرتی ہے یعنی نیکی اور بدی برابر جانتا ہے اور حلال اور حرام میں فرق نہیں کھتا۔ اور غضب کے وقت باخبر نہیں ہوتا۔ اور کلمہ شرک اور کفر سے غافل رہتا ہے۔ یہ سب آثار دُنیائے اظلم کے ہیں ؎

ناظراں را نظر باشد برالہ ۔۔۔ لعنتی بر مال دُنیا عز و جاہ

اب جاننا چاہیئے کہ نظر کیا ہے اور نظر کس کو کہتے ہیں۔ پس جان کہ نظریں سات ہیں۔ نظر اللہ اور نظر محمد رسول اللہ، اور نظر اصحاب نبی اللہ، اور نظر فقیر فنا فی اللہ، اور نظر اولیاء اللہ، اور نظر فرشتگاں، اور نظر نفس و شیطان اور دیو اور جن لعین اور ہر ایک نظر کو تاثیر وجود سے معلوم کرنا چاہیئے ؛

جان کہ نظر کیمیا کے اگرچہ قسم کے ہیں۔ چنانچہ بعضے صاحب نظر پتھر اور کلوخ کو زر کر دیتے ہیں۔ اور بعضے نظر سے بیمار کو صحت بخشتے ہیں۔ اور بعض کشف و کرامات سے نظر کرتے ہیں، اُس کو نہ طبق آسمان اور سات طبق زمین کے روشن ہو جاتے ہیں۔ اور بعضے عالم کی طرف نظر کرتے ہیں اُس کا دِل زندہ ہو جاتا ہے اور علم کسبی اور رسمی اُس سے اُٹھ جاتا ہے اور علم معرفت کھلجاتا ہے۔ ان سب کو کیمیا نظر کہتے ہیں۔ مگر سب ناتمام اور خام ہیں۔ مرد صاحب نظر وہ ہے کہ ایک نظر میں غرق توحید مع اللہ اور حاضر مجلس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کر دے کہ خلق کے نزدیک وہ بیگانہ فقیر اور خالق کے دو جہان کا امیر ہو یہ نظر کیمیا مردانِ خدا فنا فی اللہ کی ہے ؎

نظر مولےٰ روز و شب ناظر کند ۔۔۔ با شریعت مصطفٰے حاضر کند

حدیث اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ ۔	اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھنے کا۔ اور نہ اعمال کی طرف بلکہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھیگا ۔
اِنَّ اللّٰہَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِکَثْرَتِ الصَّوْمِ وَبِکَثْرَتِ الصَّلٰوۃِ	بندہ روزہ اور نماز کی کثرت سے جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ بلکہ چار خصلتوں سے

اَلْاَ بِاَرْبَعِ خِصَالٍ اَوَّلُهَا بِسَخَاوَتِ الْبَدَنِ وَثَانِيْهَا بِاِصْلَاحِ الْقَلْبِ وَثَالِثُهَا بِتَعْظِيْمِ اَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَابِعُهَا بِالشَّفْقَتِ عَلٰى خَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى ٭

کہ اول سخاوت دوسری صلاح دل اور تیسری اللہ کے حکم کی تعظیم۔ اور چوتھی اللہ کی مخلوق پر مہربانی کرنا ہے ٭

اَنِيْنُ الْمُذْنِبِيْنَ مِنَ النَّدَمِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ تَسْبِيْحِ الْكَرُّوْبِيِّيْنَ ٭

گنہگاروں کا ندامت سے رونا کروبیوں کی تسبیح سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے ٭

جاننا چاہیئے کہ علم تعلق اعمال سے رکھتا ہے نہ قیل و قال سے۔ اور فقر وصال سے نہ کہ دو مال سے۔ اور علم کے تین حروف ہیں ع، ل، م عین سے علم اعلیٰ عین بخشے کہ سرِ علم کا عین ہے جس نے علم کو سر سے نہ بخشا عین نہ پایا۔ بے دانش اندھا ہے۔ اور حرف ل سے لائق انسان نکلے جہل اور پریشانی سے، اور حرف م سے عارف باللہ اور ل سے لایحتاج، اور حرف م سے محوِ معرفت ہو۔ جو فرمودہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا عمل نہ کرے۔ علم اس کو باطل میں ڈالتا ہے اور حرف ع سے عاق اور حرف ل سے لادین، ریاکار اور م سے مُردار دنیا کا طالب، مردود، منافق، اور ہوا و حرص میں مبتلا ٭

جاننا چاہیئے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر قیامت تک سات قرن ہیں۔ اول قرن صدیقوں کا، جب وہ اس جہان سے گئے، صدق کو ساتھ لے گئے۔ دوسرا اصحاب شفقت کا، وہ شفقت کو لے گئے۔ تیسرا اصحاب مروت کا، وہ مروت کو لے گئے۔ چوتھا صاحب کرم کا، وہ کرم کو ساتھ لے گئے۔ پانچواں قرن صاحب حیا کا، وہ حیا لے گئے۔ چھٹا صاحب قناعت کا، وہ قناعت لے گئے۔ ساتواں قرن اہل گفتگو کا جس میں اسرافیل کا صور پھونکیگا اور قیامت قائم ہوگی۔ اس واسطے عارفوں کو گفتگو دلِ سلیم اور دہان بستہ سے ہوتی ہے۔ صدق اور شفقت اور مروت اور کرم اور حیا اور قناعت معرفت الٰہی ہے۔ اور معرفت الٰہی خموشی ہے۔ اور خموشی اللہ کے شغل میں غرق وحدت سے ہے ٭

حدیث۔ مَنْ اَغْبَرَّ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى النَّارَ فِيْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ عَلٰى جَسَدِهٖ ٭

فقیر گنگ زبان صاحب تصرف کامل نظر وہ ہے کہ بے زبان بانظر ذکر و فکر مراتب جلال مشاہدۂ وصال جمعیت بخشے۔ اور نظر کے ساتھ مراتب قضا اور قدر کے اور مطالعہ لوح محفوظ کا اور صبر و رضا راز الٰہی بخشے اور نظر سے مراتب صاحب لفظ اور صاحب راز اور فقر بے نیاز لایحتاج کرے۔ اور اگر نظر کے ساتھ صاحب نظر توجہ باطنی جناب کے ساتھ اپنی قید میں کرے تمام عالم فقیر کرے ؂

معراج الفقر

جان کہ فقر کے تین حرف ہیں ف، ق، ر۔ حرف فؔ سے فنائے نفس اور فاقہ، چنانچہ حدیث ہے مِعْرَاجُ الْفَقِيْرِ لَيْلَةُ الْفَاقَةِ فقیر کی معراج فاقہ کی رات ہے یعنی اپنی روزی دوسرے سلمان کو دیدے اور فاقہ کو ذائقہ جانے۔ اور حرف قؔ سے قوی ہو دین میں۔ اور حرف رؔ سے رنج کو گنج جانے۔ اور گنج نہ لے۔ جس نے فقر میں قدم رکھا۔ اور پھر اُس سے مُنہ پھیرا اور دُنیا میں متوجہ ہوا۔ از حرف فؔ فضیحت واز قؔ قہر خدا اور حرف رؔ سے رُو دونوں سرا سے پھیرا ؂

شرح علم حدیث اَلْاِيْمَانُ عُرْيَانٌ وَلِبَاسُهُ التَّقْوٰى وَزِيْنَتُهُ الْحَيَاءُ وَ ثَمَرَتُهُ الْعِلْمُ ایمان ننگا ہے اُس کا لباس تقوے ہے اور زینت حیا اور ثمرہ علم ہے آدمی کو پارسائی اور علم بہت پڑھنا فرض نہیں ہے۔ علم باعمل اور گناہوں سے باز آنا، فرض عین ہے ؂

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہ ایک شخص نے بنی اسرائیل سے اسّی تابوت علم کے جمع کئے اور ہر تابوت ستر گز کا تھا۔ اور نفع نہ اٹھایا اپنے علم سے۔ پس وحی کی خدائے تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کی جانب کہ اس سے کہ اگرچہ تو نے بہت علم جمع کئے، لیکن بیفائدہ۔ ہاں اگر تو تین بات پر عمل کرے، ایک یہ کہ دنیا کو دوست نہ رکھے کیونکہ دُنیا مومن کا گھر نہیں ہے۔ اور شیطان کا مصاحب مت ہو، کیونکہ وہ مومنوں کا یار نہیں ہے اور کسی کو آزار مت دے کیونکہ آزار مومن کا پیشہ نہیں ہے ؎

درمیان با دو قبلہ بیتواں توحید رفت
یار ضائے دوست گزیں یا ہوائے خویشتن

حدیث ہے حَیَاۃُ النَّاسِ بِالرُّوْحِ وَحَیَاۃُ الرُّوْحِ بِالْعَقْلِ وَحَیَاۃُ الْعَقْلِ بِالْعِلْمِ وَحَیَاۃُ الْعِلْمِ بِالْعَمَلِ آدمی کی حیات روح سے ہے اور روح کی عقل سے اور عقل کی علم سے اور علم کی عمل سے ۔ اور علم کے پانچ طبقے ہیں :-

طبقۂ اوّل میں حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے علم بہت تھا اور عمل بھی بشیار تھا ۔

طبقۂ دوم میں بعد حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے صحابہ کے وقت میں بھی علم بہت تھا اور عمل بھی تھا ۔

طبقۂ سوم میں بعد صحابہ اور چاروں امام مجتہدین کے علم تھا اور عمل نہ تھا ۔

طبقۂ چہارم میں نہ علم رہا اور نہ عمل ۔

طبقۂ پنجم میں حضرت عیسے علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائینگے ۔ اور علم اور عمل کو زندہ کرینگے ۔

اور بندہ کو اول علم توحید اور معرفت چاہیئے ۔ جب اُس کو پایا مضبوط کیا ۔ اُس وقت علم شریعت کی طلب میں نکلے ۔ اس واسطے کہ علم توحید اور معرفت اصل ہے ۔ اور علم شریعت اُس کی فرع ہے ۔ اور فرع کو اصل پر بنا کرتے ہیں ۔ چنانچہ انبیا علیہم السلام نے اوّل خلقت کو توحید کی دعوت کی ۔

رسالہ ابو اللیث میں ہے کہ کسی نے شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا ۔ اور معرفت اور توحید اور شریعت اور دین کا ، پس فرمایا ، ایمان زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا ہے اور معرفت بلا کیفیت اور تشبیہ ہے ۔ اور توحید لیس اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کا اقرار ہے ۔ اور شریعت اللہ تعالےٰ کے امر کی تابعداری ہے اور منہیات سے بچنا اور لیکن دین پس وہ دوام اور ثبات ہے ، ان چاروں پر موت آنے تک اور یہ چاروں اللہ کے نام تابع ہیں ؎

دادہ خود سپہر بستاند اسم اللہ جاوداں ماند

اور جو علم اس کو پڑھنے اور سُننے سے معلوم ہوئے ہیں ، پھر پڑھنے اور پوچھنے کی حاجت نہیں ہے ۔ اس کو علم کے ساتھ نزدیک کرے ۔

انجیل میں لکھا ہے اُس چیز کا علم تم مت طلب کرو جس کو نہیں جانتے ہو یہاں تک

کہ جانو تم اُس چیز کے ساتھ کہ تحقیق تم نے جانا جس کو یعنی ہونے کے عمل سے ۔

حدیث ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اس سے مراد علم مکاشفہ اور معرفت ہے۔ اس واسطے کہ علم توحید ہر کوئی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک اور لاشریک ہمیشہ رہنے والا ہے اور ہمیشہ سے ہے۔ اگر بہت علم پڑھنے سے فضیلت ہوتی تو مرتبہ عالموں اور فاضلوں کا صحابہ کرام سے زیادہ ہوتا۔ اس واسطے کہ بعض اصحاب علم نہیں رکھتے تھے اور عمل کرتے تھے۔ جو کوئی بہت سا علم سیکھے اور پرہیزگاری کرے کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ کہ علم اور قرآن سیکھا ہے جیسا کہ تنزیل میں یاد کیا ہے اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا اگر تم پرہیزگار رہوتے تو ہم تم کو ایسا کر دیتے کہ حق باطل سے جدا کرتے یعنی نیک اور بد حلال اور حرام میں فرق کرتے اور تم کو شاگردی کرنے کو نہ کہا اور زیادہ علم سیکھنے کو ۔

جان کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار علم ہیں۔ چنانچہ ایک لاکھ اور چوبیس ہزار پیغمبر ہیں۔ کہ ہر ایک پیغمبر کو علیحدہ علم تھا۔ کسی کو علم کتاب، کسی کو علم صحیفہ، کسی کو علم خواب، کسی کو علم الہام اور سب اللہ کے نام سے ہیں ۔

ہر کہ خواند اسم اللہ را مدام در فضیلت گشت او فاضل تمام

عالم انبیا کے وارث ہیں کہ ہر ایک علم انبیا کا پڑھتا ہے اور جانتا ہے اور ختم علم کا عمل قرآن کا ہے اور قرآن نے ہر علم کو انبیا کے منسوخ کر دیا ہے۔ اور قرآن میں بھی آیات ناسخ و منسوخ ہیں۔ جو قرآن کے خلاف اور احادیث قدسی اور نبوی کے خلاف اور اقوال اصحاب کے خلاف کرے اُس کو وارث انبیا کا نہیں کہنا چاہیئے ۔

ہر علم روشن شود نظر از فقرا نظر فقر کشش ناظر و زیر و زبر

قَوْلُہٗ تَعَالٰی ۔ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اے محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اپنے پروردگار کی عبادت اُس وقت تک کر کہ عبادت سے تجھ کو یقین آجائے ۔

عبادت ربانی عفو مغفور اور یقین نور فنا فی اللہ فی النور ۔

از عبادت نور گردد نور شد
شد یقینش زانکہ آں حضور شد

بنیاد عبادت کی یقین ہے اور علم یقین چار طریق کا ہے۔ علم تفسیر اور وہ وہ ہے کہ اُس علم تفسیر سے تین علم تحصیل کرے اور معنوی مغز اُس کو معلوم ہووے، جیساکہ حساب اعداد سے نقش پُر کرکے دائرہ معلوم کرتا ہے۔ ایسے ہی ہر آیت کی تفسیر سے چاہیئے۔ اور اس آیت سے تفسیر علم اکسیر کی اور علم تاثیر اور علم روشن ضمیر سے معرفت مولا عالم فاضل اولے یک بہ یک معلوم کرے۔ کہ اُس کے آگے کوئی علم ظاہری اور باطنی سے دم نہ مارے۔ کہ ہم صحبت بادشاہ اور امراء اور قاضی اور مفتی کا جس چاندی اور زر سے کہ تومول لے اگرچہ بوجہ علم کا پُشت پر لیجائیے، مردوں کا کام نہیں ہے۔ علم دل میں جاننا چاہیئے اور سینہ سے کھولے۔ کہ ہدایت اور مکانِ صفا علم کا دُنیا سے بدل کرنا اور درم ہاتھ میں لانا، کام مطلق کبر اور ہوا کا ہے۔ ہر قدم اور ہر عمل نص اور حدیث پر چاہیئے۔ تو جانتا ہے کہ انبیاء اور اولیا کو کیا فخر معرفت اللہ تعالےٰ میں ہے۔ کہ ہر وقت غرق توحید رہنا، پس ان سے بہتر کسی کا مرتبہ نہیں ہے کہ سردار ہیں اور سب سے بہتر ہیں، چھوٹا بڑے کو نہیں پہنچتا، کہ شیوہ بڑے کا لڑائی دارالحرب میں اور نفس کے ساتھ۔ اور مرتبہ چھوٹے کا لڑائی بھائی مسلمانوں کے ساتھ یعنی نفاق مطلق ودام ناموس کے ساتھ۔ تو جانتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں ہزار آدمی ہیں، کہ بے ریا، حق کے ساتھ یگانہ کہ معاملہ جہان کا جھوٹ سے ملا اور جو شخص جھوٹا ہے اُس پر اعتبار نہ لانا چاہیئے کہ دروغ قیامت سے نہیں ہے۔ حدیث ہے اَلْکَذَّابُ لَا اُمَّتِیْ ⁂

پس کذاب دو قسم ہیں۔ ایک وہ کہ کلمہ پڑھیں اور مثل منافقوں کے اُس پر تصدیق نہ لاویں ⁂

دوسرے مطلق منکر کفار دوزخی۔ بس اس راہ میں سند محمدی چاہیئے۔ کہ شرع شریف ہے جیساکہ حجت قرآن اور حدیث کی۔ اور حدیث کیا ہے۔ راستی اور حجت راستی کیا ہے۔ تقوےٰ اور حجت تقوےٰ کیا ہے، ہوا سے نکلنا، اور ہوا سے نکلنا کس طور سے معلوم ہو یعنی بے کبر اور بے ریا ہووے۔ اور یہ دل کی صفائی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور صفائی اللہ کے ذکر سے۔ اور ذکر قلبی تین چیز سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک مراقبہ دوسرا فکر۔ تیسرا محاسبہ نفس کا ⁂

پس مراقبہ کس کو کہتے ہیں۔ اور محاسبہ نفس کا کیا ہے ⁂

جان کہ مراقبہ سے اور نا بغیر مراقبہ سے مردود نفس تابع اور مسلمان حقیقی اور تحقیقی مولےٰ کو پہنچتا ہے۔ اور فکر سے نفس کی فنا ہوتی ہے۔ اور فیض اور فضل اللہ کا ازلی لازوال اور قرب وصال ہاتھ دیتا ہے اور محاسبہ نفس کا حساب کرنا نفس کا ہے روز ازل سے، چنانچہ اللہ تعالےٰ کا قول ہے اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ يُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ہر دم اور ہر ساعت طاعت اور بندگی کی طلب میں ظاہر اور باطن نہایت در نہایت خلاف نفس کے ایک لحظہ نفس کے حساب سے رُوح کے صواب کے ساتھ فارغ نہ ہو۔ یہ نہ راہ ہے کہ آدمیوں کو نصیحت اور آپ کو نصیحت۔ یہ نہ راہ ہے کہ بے راہبر گمراہ ہے۔ اور رہبر رفیق مرشد کامل ہے۔ اگرچہ معرفت میں کمال باطن دیکھنا چاہیے ؎

تا نہ بینی تو بچشم خویش را　　　　اعتبارے نیست کس درویش را

راہ کسب کی دوسری ہے اور راہ کثرت کی دوسری اور راہ کرامات کی دوسری اور راہ نجات کی دوسری اور راہ صفات کی دوسری اور غرق وحدانیت ذات کی دوسری ہے یار فروشی کے ساتھ اسلام یعنی حق اور خود فروشی کفر تمام۔ اگر کوئی آتے در کھلا ہے۔ تنہا باز سوختہ جان۔ عاشق محبت معرفت کے ساتھ اہل راز اور اگر نہ آوے حق بے نیاز ہے۔ خدا بندہ کے ساتھ ہے۔ اگر بندگی کرے۔ فقر اور بندگی اور دنیا نجس گندگی۔ پس مجلس اہل فقر کی بندگی اور اہل دُنیا کی نجس اور گندگی ہے، وہ نہ چاہیئے ؎

باھوا برخیز از خود شو جدا　　　　تا ترا حاصل شود وحدت خدا

حدیث تَجَوَّعْ تَرَانِيْ تَجَرَّدْ تَصِلْ بھوکا رہ تاکہ مجھ کو دیکھے اور تنہا ہو سب سے قطع کر۔

معرفت الٰہی کا طریقہ

کسے از معرفت محرم نماند　　　　بود جاہل اگر صد سالہ خواند

حدیث ہے اَلْجُوْعُ زِيْنَةُ الْاَنْبِيَاءِ نبیوں کی زینت بھوک ہے چنانچہ قول اللہ تعالےٰ کا ہے اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ جس نے اُن کو بھوک میں کھانے کو دیا۔ یہ بھوک بھوک نہیں ہے، قلب کی تصدیق حق کے ساتھ رجوع ہے۔ فقر اختیاری نہ اضطراری حدیث عَذَابُ الْجُوْعِ اَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ بھوک قبر کے عذاب سے

زیادہ سخت ہے ؎
بھُونک تین قسم ہے ۔ ایک مولیٰ کے واسطے کہ محبت اور مشاہدہ ربوبیت کا
دل سے اٹھتا ہے ۔ دوسری عقبےٰ کی اُس شخص کے واسطے کہ پریشان خاطر دو جہان کا ہے
مولےٰ کی طلب کرے کہ مجھ کو کُن کی کُنہ حاصل ہووے اور جب کُن کی کُنہ کو پہنچیگا لا یحتاج ہوگا۔
تیسری بھُونک دوام روزہ دار، خلق میں اشتہار دنیا ۔ دُنیا مردار کے واسطے معاذاللہ ؎
جان کہ عارف باللہ کو دنیا اور عقبےٰ دونوں خواب میں یا مراقبہ میں زینت تمام کے ساتھ آگے
آویں ۔ فقیر ۔ نا کیش دُنیا کے سر پر پاپوش مارتے ہیں اور عقبےٰ پر نگاہ نہیں کرتے ۔ کہ یہ دیدار کے
مشتاق ہیں اور سوائے اللہ کے دوسرے پر نظر نہیں لاتے ۔ کیونکہ مستغرق وحدانیت کے ساتھ
جان سونپتے ہیں ؎

نیست مشکل دیدنش ہمراز را | بے حجاب اللہ چشم و راز را
در حقیقت معرفت ہمراز شد | چشم را کے او بپوشد واز شد
؎ غرق راغم نیست اندر غار دل | در غار دل گنج بود اسرار دل
دِل کہ با م غرق گردد بردوام | عارفاں را معرفت زاں شد تمام
قلب دل سرّی بود ہم چوں برق | آں نباشد برق باشد دل درق
برق غرق درق دِل راحق حضور | در مطالعہ ورق غرقش گشت نور
؎ دل ولایت ملک عظیم لامکان | کے تواند کرد وصف دل بیان

جو اس مقام پر پہنچے اُس کو ہمیشہ انبیا اور اولیا کی ملاقات ہوتی ہے ۔ اگر چہ خلق میں شہرت
پذیر صاحب تاثیر نہ مراتب فنا فی اللہ کے ساتھ فقیر انبیا کے وارث ہیں ۔ کہ انبیا کے ساتھ
مُلاقات رکھتے ہیں ۔ اور ہر مشکل اور علم کے دقائق انبیاء سے معلوم کرتے ہیں ۔ اور ہر مشکل کھولتے
ہیں یہی اولیاء اللہ وارث حق ہیں ۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے علم دین کے
زندہ کرنے والے حق الیقین کے مخزن اسرار ۔ اور علماء وارث انبیاء کے ہیں کہ متقی ہیں اور
اُن سے جھُوٹ اور بھُونک اُٹھ گئی ہے ؎
جان کہ طاعت عقبےٰ خواب میں دیکھے بہشت اور اُس سے اکل و شرب کرے ۔ دُنیا کی
بھُونک سے اور شرب نعمت دُنیا کا ایک روز تمام گذارے ۔ اور جان کہ فقیر بے باطن حرص
اور طمع اور رجوعات خلق اور شہرت نام ناموس کے ساتھ اپنی چاہتا ہے ۔ اور خدا اسے

دُور ہے اور نفیر ہے باطن مردہ دل جو خواب میں دیکھے سب خواب اور خیال ہے۔ اور صاحب کی خواب وصال ہے ٭

قولہ تعالیٰ - وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَحِيمًا ٭

اور جو شخص خدا کی راہ میں ہجرت کرے وہ زمین میں بہت سے فائدے میں رہیگا۔ اور جو اپنے گھر سے خدا اور رسول کی طرف ہجرت کرنے کے ارادہ سے نکلے پھر اس کو موت آجائے تو خدا سے اجر پانے کا مستحق ہوگا اور اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے ٭

نفیر اہل ہجرت سے ہے کہ جان و مال اور تن اور زن و فرزند فی سبیل اللہ اور براہِ محمد رسول اللہ نذر کرتے تھے اور دوسرا یہ کہ اکثر کافر اور منافق اور کاذب اور حاسد اور ساحر از راہِ دشمنی کہتے تھے کہ یہ محمد رسلے اللہ علیہ وسلم فقیر ہے - یہ سُن کر آپ فرماتے تھے کہ فقر محمد فخر محمد ہے ٭

شرح الفقر فخری

یہ ہے حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الفقر فخری فرمایا ہے بموجب اس آیہ کریمہ کے فرمایا ہے:-

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ٭

اور صبر کرو تم اُن لوگوں کے ساتھ کہ بُلاتے ہیں رب اپنے کو صبح اور شام اور خاص اُسی کا قصد رکھتے ہیں اور مت ملا تو آنکھیں اپنی اُن سے کہ ارادہ دُنیا کی زندگی کی زینت کا رکھتے ہیں اور مت اطاعت کر اُن لوگوں کی کہ جن کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے۔ اور نہ اُن کی خواہش کے تابع ہو اور ہے اسراف کا ٭

اور فقیر اولیاء اللہ کو کہتے ہیں۔ اولیاء تین قسم کے ہیں۔ ایک صاحب وصال۔ دوسرے غرق فنا اہل بشارت کمال تیسرے اہل سوال۔ اور جو اولیاء اللہ صاحب وصال اور غرق فی نور جمال اپنے

کو خود نہیں جانتے ہیں کیونکہ وہ اپنے وجود میں نہیں رہتے۔ مولانا کے ساتھ یہی سر دفتر فقیر اولیاء اللہ بہتر ہے۔ اور بعض اہل سوال آپ کو اپنے ہیں جانتے ہیں کہ رجوعات سے خلق کے اُن کو اولیاء کہتے ہیں، خلق میں مشہور ہیں اور باطن میں وصل اور جمال سے دُور تر ہیں، تو جاننا چاہیئے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے الفقر فخری سادات اور اہل قریش اور علما اور امام اور پیغمبروں کو نہ فرمایا۔ اور الفقر منی مقام لی مع اللہ میں کہا۔ کیونکہ اس مقام میں فقر فنا فی اللہ کسی نے نہیں دیکھا اور بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُس مقام میں کوئی نہ پہنچا۔

شرح فقر محمدی

اور شرح فقر محمدی کی یہ ہے کہ فقر کے سر پر اللہ کا نام ہے یعنی فقر کو اس سے فخر ہے اور نام اللہ کا فخر محمد ہے کہ اللہ کا نام محمد کے نام کے ساتھ مبدل ہوئے چنانچہ حدیث قدسی ہے یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ اَنَا وَ اَنَا اَنْتَ یعنی مَیں اور تو ایک ہوں یعنی دونوں نام برابر ہیں۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَ اَلْفَقْرُ مِنِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

جاننا چاہیئے کہ سب آدمی ملک ملک دار اور اہل فقر کا ملک ملک نہیں ہے۔ اور ملک اللہ کا نام ہے کہ ملک ملک دنیا کو چھوڑتا ہے اور مُنہ اللہ کی جانب رکھتا ہے۔ کیونکہ ملک ملک شرک ہے۔ اللہ کا قول ہے لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ملک ملک سے جُدا، فقیر کو جو دے وہ خدا ہے۔

فقر را تحقیق کردہ از فقر	فقر طالب نیست دنیا سیم و زر
حدیث ہے اَلدُّنْیَا لِلسَّلَاطِیْنَ وَالْکَافِرِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَ الْمَسَاکِیْنَ ۔	دُنیا بادشاہوں اور کافروں کے واسطے ہے اور آخرت متقیوں کے واسطے اور مسکینوں کے واسطے ۔

اللہ تعالےٰ کا قول ہے :۔

| وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ | جو اللہ اور رسول کی تابعداری کریگا۔ پس وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے کہ جن پر اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمت ڈالی ہے۔ کہ وہ نبیؐ اور صدیق |

وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۞	اور شہید اور صالحین ہیں اور یہ اچھے رفیق ہیں ۞

یہ رفیق حق کی توفیق ہے۔ اور طاعت توفیق فقر محمدی کو کہتے ہیں۔ اور وہ محض عطا ہے، جس کو چاہے اللہ تعالیٰ بخشے۔ اور مہربانی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہے وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؎

فقر فخرے انبیاء اولیا　　فقر فخری را چہ داند بو ہوا

ترجمہ شعر بہ شعر ؎

فخر نبیوں اور ولیوں کا ہے فقر　　بُو ہوا کیا جانتا ہے اس کی قدر

جب تک تو اپنا قدم ہوس سے اٹھا ویگا ہوا پر نہ رکھیگا ؎

اے طالب ترا گر بہشت از زو بست　　مرو در پے آرزوئے ہوا

ترجمہ شعر بہ شعر ؎

اگر جنت کی تجھ کو آرزو ہے　　نہ چل ہرگز تو اب پیچھے ہوا کے

اے مرد فہیم! جاننا چاہیئے ترک دنیا سنت عظیم ہے خدا سے ڈر! اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۞ وَاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۞	کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کو مت پوجیو، اے اولادِ آدم تحقیق وہ تمہارا دشمن ہے، اور مجھ کو پوجیو کہ یہ سیدھا راستہ ہے ۞

ہاں جو شخص اللہ پاک کو اعتقاد سے جانتا ہے۔ اُس پر شیطان غالب نہیں ہے۔ اللہ کے طالب اللہ کے ساتھ ہیں۔ فقیر کو یہ مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ بعضے فقیر صاحب توفیق اور بعضے حق کے رفیق اور بعضے خاص الخاص طریق اور بعضے ہردم موج مارتے ہیں جیسا کہ دریائے عمیق اور بعضے اللہ میں مشغول ہمیشہ غریق اور بعضے خلق سے دور اور بعضے شفقت رکھتے ہیں۔ وہ اہل زندیق ہیں اور بعضے محقق حقیقت اور معرفت الٰہی میں بالتحقیق۔ فقیر تحقیق علیہ لعینہ عفو عیاذاً باللہ ۞

اور فقیر عین پانچ عین سے ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اول ع عبادت اللہ سے

دوسرے ع عنایت اللہ سے تیسرے ع عفو عیاذاً باللہ سے چوتھے ع عارف باللہ پانچویں ع عاقبت بالخیر حق میں ڈوبا ہوا ہے

مراد از چہار یار کبار ۱۲

شد تجلی از حقیقت بر دلم انوار شد — ہم جلیس با محمد وہم مجالس چار شد
جلوۂ زاں نور ذاتی عارفاں راشد نصیب — جاودانی گشت روشن معرفت اظہار شد
کور چشمے اہل ظلمت منکر از نور خدا — نور حق را کے ببیند اہل ناری خوار شد
مردہ نفسے زندہ دل در خواب بیند مستدام — مردہ دل زاں بیخبر زندہ دل بیدار شد
باھو آں را کے تواند بست صورت بمثال — عارف غواص وحدت طالب دیدار شد

ترجمہ اشعار

دل میرا نور تجلی سے پُر انوار ہوا — ساتھ احمد کے میں اور چار کے دوچار ہوا
جلوۂ نور ہوا مجھ کو جو قسمت سے نصیب — نور عرفان کا دل سے میرے اظہار ہوا
کور باطن ہے ہوا نور سے حق کے جو جدا — عاقبت ہو گئی برباد کہ فی النار ہوا
مردہ دل وہ ہے جسے زندہ نفس ہے ہمدم — زندہ دل وہ ہے کہ جو نفس سے بے خوار ہوا

باھو اس کو ملے صورت جاناں کا مزہ
جو کہ وحدت میں ہو غرق اُسے دیدار ہوا

طالب دیدار صدق ارادہ سے ہوتا ہے اور طالب دنیا، دنیا مردار کی طلب کرتا ہے۔ اور مردار ہے پس مجلس اہل دیدار اور اہل مردار کی درست نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔

حق کے خاص ہمیشہ حافظ حقیقی کی حفاظت میں رہتے ہیں اور دوام ہم صحبت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ہمیشہ حق سے ہم سخن اور ہم مجلس، نفس امارہ اور شیطان سے بے خبر۔ الحدیث حدیث قدسی ہے :-

أَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ — میں جلیس ہوں اس کا جو میرا ذکر کرتا ہے۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ

کمال فقر محمدی کی راہ صحابہ کبار کو عطا ہوئی اور مرتبہ صحابگی اور فقر کا صحابہ سے معلوم ہونا چاہیئے۔ چار پیر یہ ہیں :-

صدیق صدق و عدل عمر پیر حیا عثماں بود — گوئے فقر شاہ از محمد شاہ مرداں یافت زود

ترجمہ شعر ؎ صدیق صدق عدل عمر پر حیا عثمان تھے
فقر محمد کے مالک حضرت شاہ مرداں تھے

جاننا چاہیئے کہ اصحاب کے بعد ولایت فقر محمدی کی دو کو پہنچی۔ ایک حضرت شاہ محی الدین غوث الثقلین۔ دوسرے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کہ دنیا سے فارغ تھے چنانچہ امام صاحب نے ستر سال نماز قضا نہ کی اور ہوا کو پاؤں کے نیچے ڈال دیا اور خدا کی رضا پر ہے۔ حدیث ہے:-

سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً اِثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ مِنْهَا هَالِكَةٌ وَّوَاحِدَةٌ مِّنْهَا نَاجِيَةٌ۔ عنقریب میری اُمت میرے بعد تہتّر فرقہ پر ہوگی، بہتر ناری اور ایک ناجی ہوگا۔

اور تمامیت فقر محمدی کی حضرت خاتون جنت اور صالحہ ساجدہ ولیہ اور بی بی رابعہ بصری کو پہنچی۔ اور سوائے آپ کے دوسرے کو نہ ملی۔ اور فقر کی بُو سے فقیر مست اور حیران اور بیقرار اور بے جمعیت ہوتے ہیں۔ اور اہل فقر کی بیقراری سے خلق کی جمعیت اور آرام ہے۔ اور زمین اُن کے قدم کی برکت سے قائم ہے۔ اور جس کو فقیر باطن میں صورت دکھاتا ہے۔ دو جہان اس پر مبتلا ہوتے ہیں۔ اور جس پر فقیر باطن میں سایہ ڈالے اس کی برکت سے بادشاہ کو تخت ملتا ہے۔ اور جس سے فقیر باطن میں ملاقات کرے وہ اللہ کی ذات میں غرق ہو جاتا ہے۔ فقیر کی نظر میں خاک اور زر برابر ہے۔ اور جس کا نصیب فقر کا ہو، وہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پایا جاتا ہے اور برکت شرع محمدی کی پاتا ہے اور طالب دنیا پیغمبر کے خلاف ہے ؎

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

یعنی اگر کوئی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے علیحدہ ہو کر خدا کے وصل ہونے کی راہ پر چلے تو اُس کو خدا نہیں ملسکتا ہے۔

حدیث اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَبِهٖ اَفْتَخِرُ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ۔ فقر میرا فخر اور اسی سے میں تمام نبیوں پر بزرگی رکھتا ہوں۔

فقیر دریا نوش کے دل کے اندر کا دریا جوش مارے لیکن دل کے باہر اس کا شور نہ جاویگا۔

اور جو جوش میں حوصلہ وسیع نہ رکھے وہ خود فروش ہے ٭

حدیث نو لَا الْفُقَرَاءُ لَهَلَكَ الْاَغْنِيَاءُ اگر فقیر نہ ہوتے تو غنی ہلاک ہو جاتے اور جو فقیر خلاف شرع کرے استدراج ہے اور لاف اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ اس کے معنی یوں ہوتے ہیں نہ علم ہے نہ عقل ہے نہ تقوےٰ ہے نہ دین ہے مثل کافر فقیر کے کہ نہ دنیا ہے نہ دین ٭

حدیث مَنْ تَزَهَّدَ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَهُوَ يُجَنُّ فِي اٰخِرِ عُمْرِهٖ اَوْ مَاتَ كَافِرًا ؕ جو بغیر علم کے زہد کرے پس وہ آخر عمر میں مجنون ہوگا یا کافر مریگا ٭

جان کہ جب وجود میں اللہ کا نام بہ سبب ذکر کے قیام کریگا کبر اور علم ظاہر اور باطن اسم اللہ کی برکت سے واضح ہوتا ہے۔ اور وجود میں روح قاضی صاحب کی تلاش کرے اور دل یعنی مفتی صاحب فتوےٰ اور نفس چور کو قید میں کریں اور توفیق الٰہی نفس کے ساتھ مدعا علیہ ہو۔ اور اعضا ایک دوسرے کے ساتھ واسطے محاسبہ کے بلکہ گواہ ہمراہ نفس کے وجود سے پیدا ہوں۔ چنانچہ دو آنکھیں عَيْنَانِ تَزْنِيَانِ اور دو کان لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا نہیں سنتے لغو اور جھوٹ، اور ایک زبان لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا۔ بجز حکم خدا کے وہ بات نہیں کرتے اور کہتے ہیں صواب، اور دو ہاتھ اور دو پاؤں وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اور کلام کرینگے دونوں ہاتھ اور گواہی دینگے پاؤں جو وہ کرتے تھے۔ اس حساب میں نفس امارہ مسلمان ہوتا ہے۔ اور گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور باز آتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اے ایمان والو اللہ کی طرف دل سے سچی توبہ کرو ۵

علم باطن مثل مسکہ علم ظاہر مثل شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

دنیا اور اہل دنیا اظلم الناس ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے :۔

قولہ تعالےٰ وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ٭ ظالموں کی طرف مت جاؤ پس آ چھو لیگی تم کو آگ ٭

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا پس جبکہ بھول جائینگے وہ اس چیز کو کہ یاد دلائی جاویگی کھولینگے ہم ان پر دروازے

بِمَآ اُوْتُوْآ اَخَذْنٰھُمْ بَغْتَةً فَاِذَا ھُمْ مُّبْلِسُوْنَ ٭	ہر شئے۔ کے یہاں تک کہ خوش ہوں گے وہ اُس چیز سے کہ دیئے گئے وہ ٭

اور نعمت دُنیا کے کھانے سے وہ پوچھے جاوینگے۔ چنانچہ قول ہے۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ البتہ سوال کئے جاوینگے وہ آج کے دن نعمتوں سے۔ چنانچہ زمین سے مغز تخم سے درخت نکلتا ہے اور پتّا بھی جان درخت سے نکلتا ہے اور شاخ بھی نکلتی ہے اور پھل بھی نکلتا ہے۔ ایسے ہی ولی اللہ کو ہر علم اور ہر معرفت اور ہر مقام اور کشف کرامات ذاتی صفاتی اسم اللہ کی برکت سے اور ذکر اللہ سے دِل کھُلتا ہے ٭

اور ولی بھی دو قسم کے ہیں ایک نادر زاد، چنانچہ حدیث ہے :۔

اَلسَّعِیْدُ مَنْ سَعِدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ وَالشَّقِیُّ مَنْ شَقِیَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ ٭	شقی ماں کے پیٹ میں شقی ہوتا ہے اور نیک بخت ماں کے پیٹ ہی میں نیک بخت ہوتا ہے ٭

اس واسطے کسی ولی اللہ کو جاہل نہیں کہہ سکتے مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلِیًّا جَاھِلًا نہیں قبول کرتا از روئے ولایت کے جاہل کو ٭

دوسرا۔ ولی دست بیعت کو سکھایا پڑھایا جائے۔ مجاہدہ اور مشاہدہ کے ساتھ۔ اور طالب کی تین قسمیں ہیں۔ طالب دنیا، طالب عقبےٰ، طالب مولےٰ، ہر ایک کو مرشد طریقت سے پہچانتا ہے۔ جو مرشد اول روز اللہ کے طالب کو اللہ کے ذکر میں اللہ کے نام کے ساتھ مشغول کرے ٭

اگر طالب اللہ خواب یا مراقبہ میں حیوانات دیکھے معلوم کرنا چاہئے کہ اُس کے نصیب میں مراتب دُنیا کے ہیں کہ حیوانات مطلق ناسوت ہے۔ اور جو باغ و بہار اور صورت حور قصور دیکھے اور مُلاقات کرے، یہ طالب مولےٰ ہے۔ اس کے نصیب میں مولا ہے۔ آخر اُس کے نصیب میں مولا کی طلب دُنیا اور عقبےٰ سے ہوگی، اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ٭

جان کہ عارف باللہ اگرچہ فقر اور فاقہ سے جاں بلب ہوں، اور جان سے بیجان ہوں، مرد ہیں۔ مگر قدم اہل دنیا کے دروازہ پر نہیں لیجاتے حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اگر اہل دنیا کے دروازہ پر بھی گئے ہیں تو اُس کو اللہ کی طرف لائے ہیں۔ جس نے اولیاء اللہ کو پہچانا لَا تُحِبُّ الدُّنْیَا کو پہچانا۔ اور جس نے شیطان کو پہچانا حب دنیا کے ساتھ۔ جیسا کہ دُنیا کی بادشاہی حضرت ابراہیم ادھم نے ترک کی اور اللہ کی طرف آئے عنایت اللہ سے

اور ولایت مرشد سے کامل ہدایت پائی۔ یہ ولایت نہ محتاج درویش فقیر کی۔ ہے کہ نذر بطور طمع اور رشوت لے سے

زمین نار خن است در چشم درویش ۔ ببیند ہر خزائن در نظر خویش

اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اللّٰہَ فقیر سوائے اللہ کے کسی کا محتاج نہیں ہے۔ رنج کو فقیر گنج عزیز جانتے ہیں۔ اور گنج دنیا نہیں لیتے ٭

شرح علم الہام وپیغام

جان کہ علم ایک لفظ ہے جیسا کہ جانا گیا، اے جدائی حرف دال۔ وحی حق سبحانہٗ تعالےٰ ندا دال سنی۔ اور سرور کائنات کو پیغام دال پہنچایا ہے۔ اور دال کلام اللہ کی دلالت کرنیوالی ہے۔ اور کلام اللہ غیر مخلوق اور بے صورت اور بے آواز ہے۔ اور نیز دال دلالت کرنے والی وعدہ وعید اور قصص الانبیاء امر معروف۔ اور نیز دال دلالت کرنے والی علم کی۔ بہر قال اور بہر بال اور بہر حال اور بہر احوال پوشیدہ اور ظاہر اور رات اور دن معرفت الٰہی کے مراتب انبیاء اور اولیاء سے کیفیت اللہ کے وصال کی۔ پس علم دال بخال اور پیغام وحی پیغمبروں مرسل پر لیجاتا ہے۔ اور اولیاء اللہ کا الہام ہے۔ اور الہام چھ قسم ہے یعنی آگے پیچھے، سیدھے، اُلٹے، اوپر، نیچے۔ پس جو الہام پس پشت سے ہوتی ہے پس وہ الہام نفس کی بدخصلتی سے ہے کہ جانی چور ہے۔ اور جو اُلٹی طرف سے آواز آتی ہے وہ عالم غیب جنونیت سے ہے یعنی جن اور دیو اور پری۔ اور جو سیدھے ہاتھ سے آوے اور نیچے سے پیدا ہو، یہ موکل فرشتہ ہے یا اولیاء اللہ کی ارواح۔ اور جو رُو برُو سے ہو یہ انبیاء اور اصفیا اور اصحاب نبی اللہ سے ہے۔ اور جو دونوں کتف پر سے آئے دل سے ہے مثل وہم یا خیال کے یا دلیل بے آواز اور بے صورت دل سے چپکتی ہے۔ اور صورت کی صورت البتہ نہیں ہوتی اور بات ہاتھ میں دل تحقیق سے پاتا ہے۔ اور یاد رہے جیسا کہ باطن میں معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہو۔ یہ الہام معرفت قدرت علم اور ارادہ غیبی اور فتوحات لاریبی عطا ہوئے حق سبحانہٗ تعالےٰ سے۔ اور اس راہ باطنی سے ناقص اہل حجاب بے معرفت الٰہی کو آگاہی نہیں ہے کہ ظاہر کے ساتھ آدمیوں کو وعظ نصیحت ہے اور اپنے نفس کے ساتھ خطرات اور فضیحت میں ہے پس مجلس اہل فیض فضل اللہ فضیلت اور اہل حیض فضیحت راست آوے۔ اور یہ مراتب

مقام فقیری کا ہے۔ اس پر معرفت ہو کہ مقام اللہ کے قرب وصال کا آگے ہے۔ حضور خاص الخاص نور جو کہ انانیت سے جدا ہے۔ اس کا مقام ہر دم زیادہ ہے اس واسطے کہ جس نے مقام الہام میں اور کشف کرامات میں سکون اور قرار پکڑا اور رجوعات خلق میں جمعیت پکڑی اس کو خلق صاحب عزت اور عظمت اور حرمت اور کرامت جانتے ہیں اور مخدوم کہتے ہیں۔ وہ خلق کی قید میں کشف و کرامات کے ساتھ بند ہو گیا۔ صاحب مخدوم معرفت مولٰی سے باز رہا کہ درمیان کشف اور کرامات اور معرفت مقام فنا فی اللہ کے ایک لاکھ ستر ہزار مراتب ہیں سوائے تصرف دل کے اور کشف و کرامات اور خلق کی قید سے ان مقامات کو طے نہیں کر سکتا اس واسطے کہ مقامات محبت اور طلب مطلوب معرفت الٰہی نا متناہی بے پایاں ہے کہ حیات اور ممات میں ہزاروں مقامات ایک دم میں طے کرتا ہے اور ہر مشاہدہ کے ساتھ مقامات ترقی درجات حی القیوم ہوتے ہیں۔ محبت اور طلب مطلوب کے ساتھ خاص دلیل دوام ارباب رب جلیل کے ساتھ مثل خلق خلیل کے قربان جان اور فرزند قربانی دیتا ہے اور محبت کی آگ کی گلزار میں جلتا ہے اور وہ برکت سے کلمہ طیبہ کے گلزار ہوتی ہے۔ جو اس صفت سے موصوف نہ ہووے اس کی محبت اور طلب کا دعوٰے نہ کرے کہ کاذب ہے اور یہ مراتب خاصوں کے ہیں :۔

چنانچہ حدیث ہے قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ قِيْلَ وَمَا اِخْلَاصُهَا قَالَ اَنْ تَحْجُزُهٗ عَنِ الْمَحَارِمِ ❊

جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سچے اخلاص کے ساتھ کہیگا وہ جنت میں بلا حساب وعذاب داخل ہوگا۔ پوچھا کہ اخلاص کیا ہے فرمایا کہ محرمات کو چھوڑ دینا ❊

نقل تفسیر چرخی سے ہے جملہ دنیا کے خطرات رنج جاتا ہے۔ اسی واسطے دنیا کو فقیر نہیں لیتے ہیں ❊

قولہ تعالٰے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ

تحقیق اللہ تعالٰے کے نزدیک ہر ایک علم قیامت کا ہے اور بارش کا اور رحم میں جو ہوتا ہے وہ جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کیا کریگا وہ کل، اور نہ یہ کہ کہاں مرے گا

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ؏	سوائے اللہ کے کہ وہ خبردار ہے ؏
حدیث اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُکَاشِفَةِ وَعِلْمُ الْمُعَامِلَةِ ؏	علم دو علم ہیں ، علم مکاشفہ اور علم معاملہ ؏

لیکن بہتر یہ ہے کہ مکاشفہ کو چھپاویں اور شریعت میں کوشش کریں کہ یہ بھی مراتب ابتدا کے خام ہیں نہ کشف، فقر تمام کہ واسطے مکاشفہ باطنی کے اس آیت مذکور کو با ترتیب اسم اللہ شامل کر کر تصور میں پڑھے۔ اور نظر اللہ کے اسم پر رکھے کہ کشف کلیہ ظاہر ہووے اور ظاہر و باطن کی آنکھ ایک ہووے یا الہام پیدا ہووے یا حقیقت ماضی اور مستقبل کی خواب یا مراقبہ میں مشروحاً پاوے۔ یہ غیب نہیں ہے اور نہ اس غیب پر یہ کہ طالب مولیٰ جو دیکھے کہے یہ حصہ خدائے تعالےٰ کا ہے کہ دل کا آئینہ صفا ہے پس جو خدا کے حصہ پر بخیل ہووے اور باز رکھے وہ مشرک ہے اور کافر اور دشمن اللہ کا بے ہدایت ہے ؎

ہر کہ را مرشد نباشد پیشوا	ایں کتابے بس بود رہبر خدا
مد مطالعہ باش دائم صبح و شام	عارف باللہ شو با حق مدام

اگر باطن کی راہ میں ذکر اور فکر اور اللہ کے نور حضور اور مراقبہ اور محاسبہ اور محبت اور معرفت مثل الہام اور دلیل اور وہم اور مکاشفہ روشن ضمیر، کشف القلوب، کشف القبور، اور کعبہ فرشتوں بیت المعمور، اور قرب خدا اور وصال حضرت محمد رسول اللہ اور تجلیات اسم الٰہی اور برکت قرآن مجید اور آیات یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی ایمان۔ جو کوئی غیب پر ایمان نہ لاوے۔ اور اس کے خلاف کرے مطلقاً کافر ہووے۔ اللہ کا قول ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا ہم نے آدم کو تمام علوم تعلیم کر دئے ؎

گر نبودے وجود وصل خدا	کے رسیدے بنام وصل خدا

ہر انبیاء اور اولیاء کو ابتدائے علم لدنی ظاہر باطن روشن بے تعلیم و تعلم بحکم فعل الحکیم و ضح ہوتا ہے ہمارے نبی اُمّی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی برکت سے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ جو کوئی دونوں جہان کا مشاہدہ کرے اس کو لکھنے پڑھنے کی کیا حاجت ہے ؏

قولہ تعالےٰ وَاٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ؏	فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہم نے اُن کو علم دیا اپنے پاس سے ؏

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ؕ	وہ بہت مہربان ہے کہ قرآن کو تعلیم کیا انسان کو پیدا کیا اور بیان سکھایا ؕ
اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ؕ	جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں غیب کے ساتھ اُن کو مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے ؕ

اگر اللہ کی راہ میں باطنی حجت قرآن اور حدیث اور قول مشائخ اور مشاہدہ اور الہام نہ ہوتا۔ سب اس راہ کے آدمی کافر ہو جاتے ؕ

۷ مَنْ نَظَرَ اِلَى الْفَقِيْرِ يَسْمَعُ كَلَامَهُ يَحْشُرُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَعَ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ؕ	جس نے فقر کی طرف نظر کی اور اُس کا کلام سنا اُس کا حشر اللہ تعالےٰ انبیاء اور مرسلین کے ساتھ کرے گا ؕ

ے آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند | آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

نظر کیمیا اس کو کہتے ہیں کہ نظر کے ساتھ طالب کو کھینچ لے، کشف و کرامات اور سُکر اور مستی میں سرود کی طرف اللہ کا طالب میل نہ کرے۔ اور حُسن اور خط و خال پر نہ دیکھے اور علم کسبی اور رسمی سے گذر جاوے اور تجلیات وصال میں ڈوب جاوے ؕ

شرح الہام اور الہام کی تعریف

الہام کیا ہے اور اُس کی کیا حقیقت ہے اور الہام کس کو کہتے ہیں حدیث اَلْاِلْهَامُ اِلْقَاءُ الْخَيْرِ فِيْ قَلْبِ الْغَيْرِ بِلَا كَسْبٍ الہام دوسرے کے دل میں خبر ڈالتا ہے بلا محنت کے، اور الہام چند قسم ہے۔ الہام از خدا، و الہام از پیغمبر مصطفےٰ، و الہام از اصحاب کرام، و الہام از ارواح انبیاء و اولیا، و الہام از صفائی دل۔ جیسا کہ الہام نفس کا اور الہام روح و الہام سراز ذکر خفیہ اور الہام شیطان اور الہام اجنہ اور الہام ملائک ؕ

اب ہر ایک تاثیر اور رغبت وجود میں معلوم کرنا چاہیئے۔ الہام وحدت الٰہی کا نشان ہے کہ اول الہام سے روز بروز اس کا دل محبت مولےٰ کی زیادہ کرتا ہے۔ اور دین میں قوی ہوتا ہے خلق سے انس نہیں پکڑتا اور صحبت غیر ترک کرتا ہے ے

ہر کہ را از حق بدل الہام شد | راز رحمت معرفت پیغام شد

الہام کو ارحاق کہتے ہیں کہ نبوت سے پہلے پیغمبروں کو ہوتا ہے اور ارحاق ربوبیت

کا مقام ہے کہ حق سے نزول رحمت ہوتا ہے اور صاحب الہام کو اہل غنائے اکبر کہتے ہیں ؎

ہر دل کہ بامید ہوئیت جمال یافت | عنقائے ہمتش دو جہان زیر بال یافت
ہر جان کہ با بتلا و آلائش گرفت انس | از نعمت نعیم دو عالم ملال یافت

یہ مراتب بھی دل کی صفائی کے ہیں ۔

جان کہ شخص کو نظر بری آنکھ سے بحاجت نکلتی ہوئی غیرت کھاتا ہے ۔ اور کہا کہ تو جھ سے ہے یا میں ۔ تو جسہ لطیف نے جسہ کثیف سے جواب دیا کہ میں تیرا نفس ہوں پھر یہ آدمی چاہتا ہے کہ نفس کو کھینچوں یا ماروں ۔ نفس کہتا ہے کہ تو مجھ کو مار نہیں سکتا ۔ بلکہ میرا مارنا میرے خلاف ہے ، اخلاص مع اللہ کے ساتھ ۔

جب فقیر صاحب الہام ، اس مقام پر پہنچتا ہے ۔ تو اس کا خطاب قتال ہوتا ہے ۔ یعنی قاتل نفس تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ اس مقام پر صاحب کشف ہوتا ہے ۔ اور کشف چار قسم ہے ۔ ایک قلبی دل سے تعلق رکھتا ہے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ اے اللہ میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھ ۔

دوم روحانی غرق اور فنا سے تعلق رکھتا ہے یعنی مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی مرنے سے پہلے مرو ۔

سوم کشف نفسانی ذائقہ اور خواہشات سے تعلق رکھتا ہے یعنی بہت یافت ہے ۔

چہارم کشف شیطانی معصیت اور طمع سے تعلق رکھتا ہے ۔ اور زیادتی عزت اور جاہ کی ۔ آگاہ رہو کہ اگر تو آوے تو دروازہ کھلا ہے ورنہ حق بے نیاز ہے ؎

معشوق و عشق و عاشق ہر سہ یکیست اینجا
چوں وصل در نگنجد ہجراں چہ شئے است اینجا

ہاں راز کی راہ صاحب راز اختیار کرتا ہے ۔ اور جس کو راز قبول کرتا ہے ۔ صاحب راز ہوتا ہے ؎

بے رہبر بہ جائے رساند خوش را
شوق در ہر دل کہ باشد رہبر در کار نیست

جو خلق کی نظر میں دیوانہ ہے حق کے ساتھ یگانہ ہے ؎

ہر چہ از دیوانہ آمد در وجود | عفو فرما یداز اں دیوانہ زود

حقیقت حضرت موسیٰ کی یہ ہے کہ تین مرتبہ انا کہا خدائے تعالیٰ نے عفو فرمایا اور شیطان

ایک انا سے مردود ہوا۔ عارف باللہ اہل کلید ہیں۔ اہل تقلید۔ اے صاحب حال مردہ دل غافل سب جہالے بے باطن اور صاحب نفس امارہ بد خصال۔ اور کیمیا نظر جس کو ناتے ایک نظر میں اس کا مرتبہ اپنے برابر کرے ۔

آن ست نظر زر کہ بحق غرق میکند　　دل بحر ہیچو دریا در موج میزند

اُس کو ریاضت اور چلہ کشی کی کیا حاجت ہے۔ اور برسوں کی خلوت نشینی سے ایک ساعت کا غرق مع اللہ بہتر ہے۔ ریاضت راز کے واسطے ہے اور طالب اللہ باطن معمور قرب مع اللہ کے ساتھ غرق حضور ہے ۔

صاحب راز وہ ہے کہ اُس سے کسی وقت قضا اور فوت نہیں ہوتا۔ ہر وقت نماز باراز اور راز با نماز ہے۔ صاحب سوا بے نیاز ہے۔ جب اُس کو وقت یا نماز آتا ہے حضور باطن سے رخصت ہوتا ہے کہ جا نماز پڑھ ورنہ حق کی معرفت سے سلب ہو گا پس صاحب راز نماز با جماعت پڑھتا ہے۔ اور مرشد کامل صاحب راز وہ ہے کہ اللہ کے طالب کو بے ذکر اور فکر اور بے مجاہدہ اور ریاضت یا تصور اسم اللہ کا برزخ یا توجہ باطنی سے عارف باللہ اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ میں شامل کر دے۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دست بیعت کرا دے اور مرتبہ دلاوے۔ جو مرشد صاحب حضور اللہ کے طالب کو حضور میں سرور عالم کے پہنچا دے کیا مشکل ہے ۔

شرح مجلس صحیح اور ذکر اللہ اور تسبیح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

جان کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وصحابہٖ وسلم دونوں جہان کے ہادی اور رہبر ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت خوش وقتی اور شادی ایمان ہے ۔

جاننا چاہئے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے واسطے ہدایت کے پیدا کیا پس شیطان کی قدرت ہے کہ اپنے آپ کو ہادی کہے۔ اور ہادی کی صورت میں متمثل ہو۔ شیطان سے کسی مسلمان کو ہدایت نہیں ہوتی۔ اور وہ اللہ کی ہدایت اور اللہ کے نام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام سے ایسا ڈرتا ہے جیسا کافر کلمہ طیبہ سے ۔

بیشک حضوری حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سات نشان ہیں۔ اوّل یہ کہ

خوشبوؤ وجود مُبارک کی اُس سے ہے کہ حضرت بی بی آمنہ کو فرشتوں نے آدمی کی صورت میں ہو کر میوہ شجرۃ النور کے بہشت سے لا کر کھلائے۔ اور اصل وجود مُبارک حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسی شجرہ کی خوشبو سے ہے۔ پیغمبر صاحب منی سے نہیں پیدا ہوئے اسی سبب سے حرص اور حسد آپ میں نہیں ہے۔ پس جو آپ کو خاص خلاص سے دیکھے وہ آدمی خاص الخاص ہے ؎

دُوسرا نشان یہ ہے کہ آپ کی مجلس میں ذکر سُبحان ہے کہ اُس سے شیطان بھاگتا ہے اور نیز شرح وجود مبارک کی اور صورت مجلس کی شمائل نبی سے تحقیق کرنا چاہیئے نقل شمائل نبی صلے اللہ علیہ وسلم یہ ہے :۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گندم گوں تھے۔ اور کشادہ پیشانی اور کُشادہ دندان اور اونچی بینی اور آنکھیں حضور کی سیاہ تھیں نیکیں۔ ریش مبارک کے بال بہت سے تھے۔ دست مبارک لمبے تھے۔ انگلیاں آپ کی باریک تھیں۔ اور میانہ قد تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تن مبارک پر بال نہ تھے۔ مگر ایک خط سینہ سے ناف تک کھنچا ہوا تھا۔ مہر نبوت یہ ہے :۔
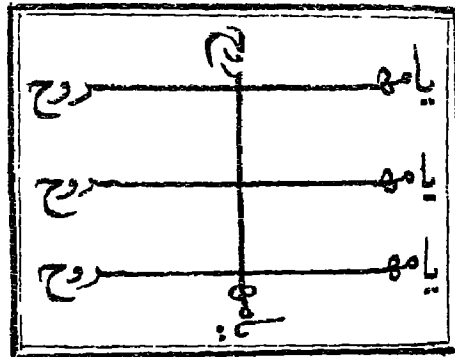
۵ ہر کہ بیند مُہرِ وحی بر پشت ما	بہ زہے مُہرِ نبی مُصطفےٰ
دیدن مُہرِ وحی نبوی شد ظفر	ہر کہ آرد شکست آں کافر شمر

جاننا چاہیئے کہ آدمی کے وجود میں دل ہے اور دِل میں قلب اور قلب میں سِرّ ہے اور سِرّ میں اللہ کا نام قدرت سے لکھا ہے کہ اس سِرّ سے محروم اور بے خبر فرشتہ ہے

پس مرشد کامل وہ ہے کہ اُس سے اللہ کا طالب اللہ کے نام کو دل پر درست لکھا ہُوا دیکھے اور بچشم ظاہری معائنہ کرے۔ اور اسم اللہ کے درمیان میں پردہ خناس اور وسوسہ اور توہمات اور خطرات شیطانی اور نفسانی تجلیات کے غلبہ سے جل جاویں۔ اور ذات الٰہی اور مجلس محمدیؐ جلد صورت دکھاوے ٭

جاننا چاہیئے کہ علما ہرگز عامل نہیں ہوتے۔ جب تک حضور صلے اللہ علیہ وسلم باطن میں سبق نہ دیں اور نہ وہ منتہی ہوتا ہے۔ تمام عمر اگرچہ ریاضت کرے اور نہ فقیر کامل ہو۔ جب تک حضور دست بیعت نہ کریں اور اسم ذات تلقین نہ فرماویں اگرچہ تمام عمر ذکر کرے اور علمائے عامل اور فقرائے کامل کو حصّہ حضور سے ہی ہوتا ہے۔ اور شاہد اس حضوری کا وہ ہے جو حضور میں پہنچا دے۔ اور جس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم دریائے وحدت میں غوطہ دیں کہ غوث اور قطب اُس سے دست بیعت کرتے ہیں اور اس کو فقیر عارف باللہ کہتے ہیں ٭

جان کہ اگر کوئی باطن میں از روئے مشاہدہ کے عرش پر نماز پڑھے یا لوح محفوظ اس کی چشم ظاہر سے مطالعہ میں رہتی ہو یا حقیقت ماضی اور حال اور مستقبل کی شرح کاکے اور ارواح انبیا اور اولیا سے دست مصافحہ کرے۔ اور ہر ایک کا نام جاننے اور پہچانے یا ایک جُثہ سے ہزاروں جُثہ نکلیں۔ اور روئے زمین کے سجدوں میں پانچوں وقت جماعت سے نماز ادا کرے اور پھر ایک جُثہ میں آوے یا وقت بارش کے ہر قطرہ باینہ کا مع فرشتے کے کہ جو زمین پر لاتے ہیں اُس کی شمار میں ہو، ہرگز معرفت کو نہیں پہنچتا اور عارف باللہ نہیں ہوتا اس واسطے کہ عارف باللہ دوام مجلس محمدی میں غرق نور ہے۔ اور ان کرامات سے غیور ہے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ٭

جان کہ ہر مقام شریعت سے کھلتا ہے اور ہر طریقت شریعت میں آتی ہے۔ پس فقیر عارف باللہ صاحب شریعت کو کوئی مقام اللہ کے نام سے بہتر نہیں ہوتا اگر تمام زمین اور برگ اور ریگ بیابان اور تمام آسمان کاغذ بن جاویں اور آب دریا اور چاہ سیاہی بن جاویں۔ ثواب یا اللہ ایک بار کہنے کا نہیں لکھ سکتا۔ اگرچہ قلم سرگرداں ہوں پس اللہ کے نام کو تو کیا جانتا ہے کہ مُردے قبر میں ہمیشہ کہتے ہیں۔ اے اللہ! ہم کو زندہ کر تاکہ دُنیا میں جاکر پھر ایک بار یا اللہ کہیں ٭

جان کہ قدر نام اللہ کا ہے اور قدر تلاوت کلام اللہ اور فقیر عارف باللہ اور مجلس محمد رسول اللہ

کی مرنے کے بعد معلوم ہوگی ؎

مَنْ رَاٰنِی گفت آخر مصطفےٰ ۔۔۔ چند باشی در حجاب اے پُر ہوا
سر کشف گفت است آخر پاک دیں ۔۔۔ ایں سخن لعل است امید انی یقیں

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ کو اُس کی نیک خو اور بد خصلت سے پہچانا جاتا ہے فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ رب پہچانا جاتا ہے، محبت محرمیت معرفت اور اُس کے وصال سے، جس نے اپنے نفس کو پہچانا، منظور نظر مجلس حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہوا۔ پس اپنے رب کو پہچانا۔ اور جس نے رب کو پہچانا وحدانیت میں غرق ہوا ٭

حدیث مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ لِاَنَّ الشَّیْطَانَ لَایَتَمَثَّلُ بِیْ وَلَا بِالْکَعْبَۃِ اَیْ مُؤْمِنٍ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ تَحْقِیْقًا لِاَنَّ الشَّیْطَانَ لَایَقْدِرُ عَلٰی صُوْرَۃِ النَّبِیِّ بِعَیْنِہٖ وَاِنْ تَصَوَّرَ عَلٰی ھَیْئَۃِ شَیْخٍ کَامِلٍ وَلَا یَصِیْرُ عَلٰی صُوْرَتِ کَعْبَۃِ اللّٰہِ فَمَنْ اَنْکَرَ رُؤْیَۃَ النَّبِیِّ بِمُوَافِقِ الْھَیْئَۃِ فَقَدْ اَنْکَرَ حَدِیْثَ النَّبِیِّ عَنْ وَجْہِ الْاِنْکَارِ فَقَدْ اَنْکَرَ النَّبِیَّ وَمَنْ اَنْکَرَ النَّبِیَّ فَقَدْ کَفَرَ ٭

جس نے مجھ کو دیکھا پس تحقیق حق کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان میرے ساتھ متمثل نہیں ہوتا ہے اور نہ کعبہ کے ساتھ۔ اے مومن (جس نے) مجھ کو خواب میں دیکھا پس گویا حق تعالےٰ کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان بعینہ صورت نبی پر بننے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اور اگرچہ صورت شیخ کامل پر متصور ہو جاوے اور نہ کعبہ کی صورت پر۔ پس جس نے رویت نبی کا انکار کیا حدیث کا انکار کیا۔ پس نبی کا انکار کیا اور جس نے نبی کا انکار کیا کافر ہوا ٭

مجلس نبی میں داخل ہونا آسان کام ہے۔ لیکن خلق محمدی یہ ہے۔ کہ اُس کے بغیر مجلس محمدی میں پہنچنا دشوار ٭

تیسرا نشان مجلس محمدی میں تلاوت قرآن ہے ٭

چوتھے یہ نشان ہے کہ مہر نبوت دیکھے ٭

پانچویں حرم کعبۃ اللہ میں ہووے ٭

چھٹے ملازمت حرم مدینہ میں کرے ٭

ساتویں جس پر حضور مہربان ہوں خدبیدی فرماتے ہیں۔ جیسا کہ اس فقیر پر عنایت ہوئی اور پھر فرماتے ہیں کہ تم کو اجازت ہے، امداد کرو خلق خدا کے سامنے جیسا کہ اس غریب کو اجازت ہوئی

پس جو کوئی ان سات مجلس میں نوازش نبی کریم سے شک لاوے اور پریشان ہو کر شک میں پڑے۔ کافر ہووے نعوذ باللہ منہا ؎

ہر کہ بیند باطنے روِ مصطفٰے — واقف اسرار گردد از الٰہ
اعتقاد صدق باید بر نبی — آں کریم و آں شفیع و آں سخی
انبیا را کے شناسد جز خدا — یا شناسد آنکہ باشد اولیا
اولیا را کے شناسد جز رسول — یا شناسد آنکہ باشد حق قبول
اولیا را مے شناسد اولیاء — کور چشمے کے شناسد پُر ہوا

ترجمہ اشعار ؎

جو دیکھے باطناً مُنہ مصطفٰے کا — وہ واقف ہووے اسرار خدا کا
نبی پر چاہیئے تم کو عقیدہ — سخاوت اور کرامت پر رسیدہ
بجز حق کون پہچانے نبی کو — مگر قدرت ہے یہ بیشک ولی کو
ولی کا جز نبی کب ہے شناسا — مگر جو ہو پذیرا اُس خدا کا
اولیا کو اولیا پہچان لے — جو کہ اندھا ہے پہچانے کب اُسے

اور سات آدمی مجلس حضرت پیغمبر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے محروم ہیں۔ اوّل تارک الصلوٰۃ وجماعت دوم فقیر اہل بدعت سوم اہل شرب چہارم علمائے بے باطن پنجم اہل دنیا اور دوستدار اہل دنیا اگرچہ خلق کی نظر میں مثل غوث اور قطب کے ہوں ششم اہل سرود حُسن پرست ہفتم اہل غیبت اور کافر، اور جس کو یہ مجلس نصیب اس کی بد خصلت نیک خصلت سے بدلجاتی ہے اور اُس کی خلق خلق محمدی سے موافق ہوجاتی ہے۔ حدیث ہے اَلْخُلْقُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ خلق آدھا ایمان ہے ۔

اسم اللہ مثل آئینہ کے ہے اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا اُس میں دیکھ اور ہر مقام کو تحقیق کر۔ اسم اللہ کا معاینہ ایک راہ ہے لازوال اُس سے وصال ہوتا ہے مرشد کامل مکمل صاحب کمال سے ؎

نگاہِ جلوۂ ذاتی بجز زباں مکشا — کہ در مشاہدہ دوست دم زدن غلط است

اور اللہ کا نام پاک ہے جو وجود میں قرار پکڑتا ہے اُس کی تاثیر ہوتی ہے اور اُس کے بھی وجود کو پاک کردیتی ہے اور معظم ہوتا ہے اور اس کی برکت سے اولیاء ہوجاتا ہے ؎

حیف است صورت آدم را | معنے شیطاں شدہ ہمدم ترا
دامن جاں بکش از آلودگی | نیست در آلودگی آسودگی

حدیث مَنْ عَرَفَ اللّٰهُ لَمْ يَكُنْ لَهُ لَذَّاتٌ مَعَ الْخَلْقِ ۔ جس نے اللہ کو پہچانا اُس کو مزہ خلق کے ساتھ نہیں ہے ۔

قَالَ مُحْيِ الدِّيْنِ اَلْاُنْسُ بِاللّٰهِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَيْرِ اللّٰهِ ۔ جس کو اللہ کے ساتھ محبت ہوتی ہے وہ خلق سے بھاگتا ہے ۔

قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِخْوَانُ هٰذِهِ الزَّمَانِ جَاسُوْسُ الْعُيُوْبِ ۔ اس زمانہ کے آدمی عیبوں کے تلاش کرنے والے ہیں ۔

حدیث اَلدُّنْيَا قَوْسٌ وَ حَوَادِثُهَا سِهَامٌ ۔ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ حَتّٰى تَنْجُوْا مِنَ النَّاسِ ۔ دُنیا کمان ہے اور اُس کے حوادث تیر ہیں ۔ اللہ کی طرف بھاگو آدمیوں سے نجات ہوگی ۔

بیت ہر کہ باشد پسند خالق پاک | ورنہ باشد پسند خلق چہ باک

ق وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهُ لَفِسْقٌ ۔ جو بلا اللہ کے نام ذبح کیا گیا اُس کو مت کھاؤ البتہ وہ فسق ہے ۔

ح لَا يَشْغَلُهُمْ شَيْءٌ عَنْ غَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ طُرْفَةَ الْعَيْنِ ۔ نہیں مشغول کرتی اُن کو کوئی شے سوائے اللہ کے ذکر کے آنکھ مارنے ہیں ۔

یہ ذکر غیر مخلوق خفیہ ذکر سلطانی مستغرق نور اللہ کے ساتھ وصال ہے۔ یہ ذکر خفیہ نہ زبان سے تعلق رکھتی ہے نہ دل نہ روح نہ سر سے یہ ذکر اللہ تعالےٰ کا نور ہے اور حضرت رسول اللہ کے طالب اس سے سرور ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۔ اللہ کو رو کر اور خفیہ پکارو ۔ بیت

قلب رفت و روح رفت و نفس رفت و باہوا
در وجود ذکر وحدت غرق ۔ فے اللہ باخدا

اس مقام کو عارف باللہ غرق کہتے ہیں ۔ بیت

معرفت حق را بود با ہفت کام | ہر یکے بگذار و بگذر از مقام

مقام طالب موصل اور مرشد واصل کا دونوں بے حاصل چونکہ فی اللہ سے جُدا ہے حقیقت

معرفت خدا ہے۔حدیث ہے اَلسَّلَامَتُ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَاتُ فِی الْاِثْنَیْنِ
وحدت میں سلامتی ہے اور دوئی میں آفتیں ہیں ؂

پیغمبر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے، سلامتی لازوال اللہ کی وحدت میں ہے۔اور سوائے اللہ کے جو دیکھے تو آسمان سات زمین اور رجوعات خلق کی اور طلب طالب مرید کی واسطے طمع دُنیا کی ہے، یہ سب راہزن اور آفات ہیں۔اور کشف وکرامات ندامت ہے۔اور اولیاء کی کرامت برحق ہے۔کہ حق کی طرف لیجاتی ہے اور باطل سے کھینچتی ہے اے مردک کوشش کر کہ مرتبہ مُردگی سے گذرے اور مرتبہ مرد کو پہنچے۔مردک وہ ہے کہ رات دن لڑائی کرے اللہ کے دشمن نفس شیطان کے ساتھ۔اور مرد غازی وہ ہے۔کہ ایک بار میں سر اغیار کا مع محبت سے کاٹ ڈالے اور پریشانی سے نڈر ہو، یعنی استقامت کرامت سے بہتر ہے ؂

شرح فقر محمدیؐ

فقر اللہ کے نام سے ہست ہیں۔اگر فقر میں ثابت قدم ہے۔صاحب راز ہووے اور جو فقر سے اور اللہ کے نام سے پھرا اور استقامت کی طاقت نہ لایا۔اور دنیا کی طرف رجوع کیا، مرتبہ راز سے پھر گیا۔گویا مثل چیل کے مردار پر نظر رکھتا ہے۔اور دونوں جہان میں خوار ہے۔اُس کی آنکھ مرتبہ فقر اور سلطان الفقر پر نہیں پہنچتی کہ وہ دُنیا کا طالب ہے بلکہ زندیق ہے ؂

قَوْلُہٗ تَعَالٰی فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ ؂	جب صُور پھونکا جاویگا اُس کو نسب نفع نہ کرے گا ؂
وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ؂	بُرے لقب نہ رکھو ایمان کے بعد فاسق نام بُرا ہے ؂
حدیث من ابطاء عملہ بنفعہ نسبہ ؂	جس نے اپنے عمل کو گرا دیا اُس کو نسب فائدہ نہ دیگا ؂
حدیث لیس فخر المال انما الفخر بالعلم والادب ؂	فخر مال کے ساتھ نہیں ہے۔علم اور ادب کے ساتھ ہے ؂

در کیش جانفروشان فضل و ادب بزند نیست
اینجا نسب نگنجد و آنجا حسب نباشد

مصنف کہتا ہے، آدمیوں میں وہ بزرگ ہے جس کو خدا اور رسول نے عزت دی ہے پس صاحب عزت وہ ہیں کہ مولا کی طرف مُنہ لائے ہیں اور معرفت کے دریا میں غوطے کھاتے ہیں اور اپنے آپ کو خدا کو سونپا ہے۔ یہ گروہ اہل ایمان کا عزت اور جاہ اور نان کی طلب میں نہیں ہے۔

قٰ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ۔ دُنیا میں مومنوں کے لئے خواری ہے اور کافروں کے لئے عزت ۔

حدیث اَلْمُؤْمِنُ تَمَامُ الْعَقْلِ دَائِمُ الْفِكْرِ قَلِيْلُ الضِّحْكِ كَثِيْرُ الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ تَعَالٰى قَلِيْلُ الْاَكْلِ حَسَنُ الْخُلْقِ لَطِيْفُ اللِّسَانِ تَارِكُ الشَّهْوَاتِ قَاتِلُ الْهَوَاءِ مُخَالِفُ الشَّيْطَانِ مُوَافِقُ الرَّحْمٰنِ كَالِبُ الْعِلْمِ زَاهِدٌ فِي الدُّنْيَا رَاغِبٌ فِي الْعُقْبٰى نَاظِرُ الْغَرَائِبِ ۔ مومن پوری عقل کا دائم الفکر کم ہنسنے والا زیادہ رونے والا اللہ تعالےٰ کے ڈر سے تھوڑا کھانے والا۔ نیک عادت ۔ پاک زبان چھوڑنے والا خواہشوں نفس کا قتل کرنے والا ہوا و ہوس کا مخالف شیطان کا۔ موافق رحمان کا طالب علم کا پرہیزگار دُنیا میں رغبت رکھنے والا عقبےٰ کا۔ دیکھنے والا نادرات کا ہے ۔

جان کہ حضرت شیخ ابراہیم ادہم فرماتے ہیں۔ کہ جب تک اپنے عیال کو مثل بیوہ‌وں کے تو نہ کریگا۔ اور اپنے فرزندوں کو مثل یتیموں کے اور رات کو مثل کتوں کے خاک پر نہ سوئیگا اُمید مت کر کہ تجھ کو مَردوں کی صف میں راہ دیں ۔

اے فسق و فجور کار سر روزۂ ما
مے پُر ز حرام کاسہ و کوزۂ ما
مے خندد روزگار میگرید عمر
بر طاعت دیر نماز و روزۂ ما

حدیث اشغل قلبك بالله بالكلمة ولولا تشغل قلبك بالله لاَتُشْتَغَلَ بِالْغُمُوْمِ وَالْهُمُوْمِ الدُّنْيَا ۔ یعنی اپنے دِل کو مشغول رکھ خدا تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اور اگر خدائے تعالےٰ کی طرف دل اپنا مشغول نہ کریگا۔ تیرا دل دُنیا کے غموں اور اندیشوں سے مشغول ہوگا۔ اور جو دل دُنیا کے غموں کی طرف مشغول ہوا، حق تعالےٰ سے

دُور ہو گیا۔ اور جس کو غم زن، فرزند اور کھانے اور پینے کا دِل میں ہو اُسے شغلِ باطن نہیں ہوتا کہ وہ خراب ہے اور خراب دِل سے شغلِ باطن نہیں ہوتا:۔

قولہٗ تعالیٰ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا ؕ جو میرے ذکر سے پہلوتہی کرتا ہے اس کا عیش تنگ ہوتا ہے ؕ

اور عیش تنگ کیا ہے کہ دِل ہمیشہ مشغول دُنیا کے ساتھ ہووے۔ جب دل میں غم و اندوہ دنیا کا ہو، دیو کا گھر بن گیا ؕ

مصنّف کہتا ہے اللہ کے ذکر میں وہ غرق ہوتا ہے کہ سوائے مولا کے دُنیا کے کسی مراتب پر خوش نہ ہووے۔ اور ذکر دل، ہر گناہ سے باز رکھتا ہے۔ جیسا کہ ناشائستہ اور خدا کا نافرمودہ۔ پس مُردہ دل اللہ کے ذکر کو کیا جانے، تو نے نہیں سُنا ہے کہ فرشتے ہر رات کو ندا کرتے ہیں سے

لَهٗ مَلَكٌ يُنَادِيْ كُلَّ يَوْمٍ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

اور ذکر اور زندگی دل کی بغیر حضوری سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ثابت نہیں ہوتی ؕ

جان کہ ایک شخص کو اللہ تعالٰے نے ہدایت اور توفیق کی راہ سے اُس کے دِل میں محبت اور اخلاص اور توحید اور اپنی یگانگی ڈالی اور اپنی طرف کھینچا جَذْبَةٌ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِيْ عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ ایک جذبہ اللہ کے جذبوں سے ایسا ہوتا ہے کہ دونوں جہان کے عمل کے برابر ہوتا ہے وہ آدمی رحمٰن کا شاکر ہوا۔ اور جو کچھ کہ ظاہراں دنیا کا اور جنس رکھتا تھا، سب اللہ کی راہ میں صرف کیا اور گھر ویرانہ کر دیا اور سنّتِ عظیم اور فرضِ مستقیم بجا لایا ؕ

حدیث تَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ دُنیا کا چھوڑنا سر ہر عبادت کا ہے اور دُنیا کی محبت سر ہر خطا کا ؕ

جان کہ ایک لاکھ ۲۴ ہزار یا کم و زیادہ پیغمبر حضرت آدم سے خاتم النّبیین صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تک ہوئے ہیں، سب نے دُنیا ترک فرمائی ہے۔ پس تو ان کے خلاف کیوں کرتا ہے ؕ

دُنیا کے چار حرف ہیں د، ن، ی، ا حرف دال سے دنیا دین نہیں رکھتے اور حرف ن سے نافرمان فرعون کر دیتی ہے۔ اور حرف ی سے شیطان کا یار اور حرف الف سے ظلم اور آدم کُش بناتی ہے۔ اے احمق دُنیا کے وہ شخص علیحدہ ہوتا ہے

کہ دین ہاتھ میں لاوے۔ اور دین کے تین حرف ہیں د، ی، ن حرف د سے معرفت الٰہی کا دیدہ کھلتا ہے۔ اور مولا پر دیوانہ ہوتا ہے۔ اور طالب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا ہوتا ہے۔ اور حرف ی سے اللہ تعالےٰ کی یاری طلب کرتا ہے۔ مومن بھائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ۔ اور حرف ن سے نیت صفا خیر اندیش ہر امیر اور فقیر کا جو دین کو ہاتھ میں لایا دنیا کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور دُنیا کے خطرات سے فارغ ہوتا ہے۔ اور مُنہ مولا کی طرف لا کر فقر کا لباس اپنے تن پر پہن کر اور بصدق اعتقاد خدا پر رکھ کر علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اُسی روز حق سُبحانہٗ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو کہ ایک شخص میری دوستی کی غرض سے دنیا پلید اور مردار سے علیحدہ ہوا۔ اور ارواح انبیاء اور اولیا اور اٹھارہ ہزار عالم کو حکم ہوتا ہے کہ سب میرے دوست کی زیارت کو آویں اور سب آفرین کہیں اور آج جو دلق اور کپڑا خاکساری کا اُس نے پہنا ہے سب اُس کا لباس پہنو، یہ مراتب اول روز اُس کو بخشتے ہیں ؎

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

؎ خاکسارم جان سپارم جاں نثار حق نگارم غرق وحدت اعتبار

حدیث اَلْعَقْلُ لَا يَنَامُ فِي الْإِنْسَانِ (ترجمہ) آدمی کی عقل نہیں سوتی ۔ جاننا چاہیئے کہ خلق کی رجوعات اور خلق میں غوغا اور مرید ہونا۔ یہ مرتبہ مگس اور مور ہے اس پر مغرور مست ہو کہ قرب وصال اُس سے دُور ہے ؎

از خلق حق حاصل نہ وصل کجا خلق دنیا رہزن است یا سرہوا

فقیر کو چہار چیز چاہیئے اول تلاوت قرآن دوم غرق بتوحید سوم رات دن محاسبہ نفس کا چہارم ہم سخن حق کے ساتھ اور مرشد لائق ارشاد وہ ہے کہ اُس کے آگے قرآن تفسیر اور حدیث کے ساتھ ہو۔ اور فقیر کامل اور فیض بخش خاص و عام ہو۔ اور اُس کے سیدھے ہاتھ میں علم فقہ اور کتب فقہ ہوں اور اُلٹے میں حفاظ کلام ربانی اور عارف باللہ جمیع فقرا باطن صفا مشغول اللہ صاحب استغراق ہوں اور پس پشت اہل دنیا ہوں جو اس ضعیف کے ساتھ ہوں۔ تو اول طالب جب نظر کرتا ہے تمام راہ دیکھتا ہے اور ایسے مرشد صاحب نظر کرتے ہیں اور وجود میں اثر تمام ہوتا ہے اور طالب باطل سے نکل کر حق کی طرف

آتا ہے۔ پھر چاہئے کہ طالب بایقین مرشد سے تلقین طلب کرے جب یقین حاصل ہو بعد اُس کے تسلی مجموعہ بخاطر ہو بعدہ تعلیم تعلم دل سلیم با حلم ہمہ حق تسلیم ہو، بعد مرشد دست بیعت کرے۔ اور تلقین کرے اور تلقین سے چھ مرتبت حاصل ہوں۔ اول مرتبت ترک دوم مرتبت توکل سوم مرتبت توحید چہارم مرتبت ترحم پنجم مرتبت تواضع ششم تولا بر خدا۔ تمامیت فقر اور معرفت الٰہی اُس کو فقر مطلق کہتے ہیں ؎

حدیث اَلْفَقِیْرُ قُوْتُہٗ مَا وَجَدَ وَلِبَاسُہٗ مَا سَتَرَ وَسُکْنُہٗ مَا جَلَسَ ۔ فقیر کا رزق وہ ہے جو ملجائے اور لباس وہ ہے جو ڈھانک لے اور مسکن اس کا وہ ہے جہاں بیٹھ جائے، جو ان مراتب پر پہنچے انسان حکیم ہو ۔

اِنسان حکمت الٰہی ہے

حدیث اَلْاِنْسَانُ حِکْمَۃُ الْبَیَانِ حدیث اَلْاِنْسَانُ حِکْمَۃُ الْحَقِیْقَۃِ

تلقین بے یقین کچھ کام نہیں آتی۔ اور یقین بے تلقین سے پردہ باطنی نہیں کھلتا ہے ؎

ہیچ علمے بہتر از تفسیر نیست ہیچ تفسیرے بہ از تفسیر نیست

مرشد صاحب تفسیر اور تاثیر روشن ضمیر کیمیا نظر کامل فقیر صاحب شرع مکمل انسان صاحب احسان ہے

ح اَلْاِحْسَانُ عَبْدُ الْاِنْسَانِ ۔ انسان احسان کا بندہ ہے ۔

قولہ تعالیٰ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی احسان کا بدلا احسان ہے ۔

اور جب تو دیکھے کہ دست راست میں مطربان با نغمہ و سرود اور دست چپ میں شراب، ام الخبائث اہل دنیا کی مجلس کے ساتھ اور حسن پرستی کے واسطے مرد اور عورت اور پس پشت فقر ہے تو وہ شیطان ہے۔ اور جو تم کو دکھا وے استدراج ہے ایسے فقیر سے طالب خاص دو ٹکڑے ہوتا ہے۔ نیمہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا فنائے نفس اور نیمہ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بقا باللہ بر دوش۔ اور دو نیمہ سے طالب اللہ کے ساتھ الگ ہوتا ہے۔ جاہل کو اس حال سے خبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِیْنَ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے کہ جاہل ہوں۔ جاہل مثل ابوجہل کے ہے۔ اُس سے بات مت کہو ؎

آنچہ از حق باز دارد جہل زشت　　　　دانکہ باحق مے برد علمے بہشت

طالب علم سوائے امتحان کے نہیں ہوتا۔ جو طالب مولےٰ کا ذاکر ہے سب سے بہتر ہے۔ طالب فضیلت آثار قید میں لانا بہت دشوار ہے، ورنہ ہزاروں جاہل ایک نظر میں دیوانہ کرنا کیا مشکل کام ہے۔ آدمی کو تزکیہ روح اور تصفیہ قلب علم سے نہیں ہوتا کوئی راہ وسیلہ کی طلب کرنا چاہئے ؎

مرد مرشد را طلب کن راہبر　　　　تا دہد از حق ترا کلی خبر

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ ؞

حدیث طَلَبُ الْخَيْرِ طَلَبُ اللّٰهِ ؞ ترجمہ۔ عمدہ جستجو خدا کی جستجو ہے ؞

حدیث ذِكْرُ الْخَيْرِ ذِكْرُ اللّٰهِ ؞ ترجمہ۔ عمدہ ذکر خدا کا ذکر ہے ؞

قول مصنف کا ہے ذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ ذِكْرٍ ؞ ترجمہ۔ خدا کا ذکر سب سے بڑھ کر ہے ؞

اور ذکر کی چار قسمیں ہیں اول، ذکر وہ کہ جس ذکر میں سے آیات روشن ہوں۔ دوم ذکر اللہ کہ اس سے مکاشفہ ہو، سوم ذکر اللہ کہ اس سے طبقات اور درجات کا طے حاصل ہووے۔ چہارم ذکر اللہ کہ اس سے وحدت میں غرق ہو ؎

ہر یکے ذکرے کشاید ذکر ذات　　　　ذکر دستش ذکر سرور کائنات

جس کے وجود میں ذکر سروری قرار پکڑے وہ ظاہر اور باطن حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرے اور حضور میں پہنچا وے۔ اور جو شخص آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم نہ پہنچاوے۔ اس کی پیروی کیونکر ہو۔ اور جو کہ امت کے ہیں ان سے حاسد و دیدہ حسد کا نہیں بند کر سکتے۔ پیروی حضرت کے دور راہ ہے جو نہ کرے وہ گمراہ ہے ؞

حدیث لَوْلَا الْحَسَدُ فِي الْعُلَمَاءِ لَصَارُوْا بِمَنْزِلَتِ الْاَنْبِيَاءِ اگر عالموں میں حسد نہ ہوتا تو بمنزلہ انبیا کے ہوتے ؞

عالم کے وجود میں تین چیزیں ہوں۔ ایک حرص۔ دوسرے حسد۔ تیسرے کبر وہ وارث انبیاء کا ہے ؞

مے نترسند عاشقاں از غم　　　　لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ کو شاید فَفِرُّوْٓا مِنَ اللّٰهِ سمجھتے ہیں اور لذت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کی نہ چکھی ہے وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ بچشم باطنی نہ دیکھا ہے۔ اور مراتب نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ کے نہ دیکھے ہیں۔ اور طرف كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ دنیا کی حب کی طرف دوڑے ہیں ؎

تا گلو پر مشو کہ دیگ نہ ٔ آب چنداں مخور کہ ریگ نہ ٔ

حدیث مَنْ جَلَسَ مَعَ ثَمَانِيَةِ اَصْنَافٍ زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثَمَانِيَةَ اَشْيَاءَ مَنْ جَلَسَ مَعَ الْاُمَرَاءِ زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى الْحِرْصَ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْفُقَرَاءِ زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى الرِّضَاءَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ قِسْمَتِ الرِّزْقِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصِّبْيَانِ زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى اللَّهْوَ وَاللَّعِبَ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ النِّسَاءِ زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى الْجَهْلَ وَالشَّهْوَتَ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصَّالِحِيْنَ زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى الرَّغْبَتَ فِي الطَّاعَاتِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْعُلَمَاءِ زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى الْوَرَعَ وَالتَّقْوٰى وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْفَاسِقِ زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى الذَّنْبَ وَنِسْيَانَ التَّوْبَةِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ السَّكُوْتِ زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى الرَّحْمَةَ آٹھ قسم کے آدمیوں میں بیٹھنے سے آٹھ چیزیں حاصل ہوتی ہیں امرا کے ساتھ میں حرص فقرا کے ساتھ میں رضا اُس رزق کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے اُس کی قسمت میں لکھا ہے۔ لڑکوں کے ساتھ کھیل کود۔ عورتوں کے ساتھ جہالت اور شہوت صالحین کے ساتھ رغبت فی الطاعات۔ علما کے ساتھ پرہیزگاری اور تقویٰ۔ فاسق کے ساتھ گناہ اور توبہ سے نسیان اور سکوت کے ساتھ رحمت ؛

حدیث جُمُوْدُ الْعَيْنِ مِنْ قَسْوَةِ الْقَلْبِ وَقَسْوَةُ الْقَلْبِ مِنْ اَكْلِ الْحَرَامِ وَاَكْلُ الْحَرَامِ مِنْ كَثْرَتِ الذُّنُوْبِ وَكَثْرَتُ الذُّنُوْبِ مِنْ نِسْيَانِ الْمَوْتِ وَنِسْيَانُ الْمَوْتِ مِنْ طُوْلِ الْاَمَلِ وَطُوْلُ الْاَمَلِ مِنْ حُبِّ الدُّنْيَا وَحُبُّ الدُّنْيَا رَاسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ ؛

جان کہ قرآن مجید میں دنیا اور اہل دنیا کی کوئی عزت نہیں ہے۔ دنیا اور اہل دنیا کا تعلق تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ سے ہے۔ اور فقرا اور اہل فقرا کا تعلق تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ سے ؛

قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ؁

اس آیہ کریمہ کو جو شخص اسمِ اعظم کے ساتھ ملا کر پڑھے تمام بر اور بحر میں جو ہے اُس سے پوشیدہ نہیں رہیگا۔ مگر فقیر صاحب شریعت دیکھ کر چھپاتا ہے ؁

قولہ تعالیٰ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ؁

اللہ تعالیٰ کا قول ہے واسطے فقرائے مہاجرین کے کہ نکالے گئے اپنے شہروں اور مالوں سے وہ حاصل کرتے ہیں رضامندی اور فضل اللہ تعالیٰ سے اور مدد کرتے ہیں وہ اللہ اور اُس کے رسول کی، یہ لوگ صادقوں میں سے ہیں ؁

فقیر اصحاب دست بیعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دوسرے سے اس روز سے ہیں۔ پس جو گلہ فقیر کا کرتا ہے گویا خدا کا وہ گلہ کرتا ہے اور جو خدا تعالیٰ کا گلہ کرتا ہے اُس سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیزار ہیں ؁

اکثر علما کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں فقیر ولی اللہ صاحب ولایت روئے زمین پر کوئی نہیں رہا ہے۔ اور جو کہ علم فقہ اور مسائل پکڑ لیتے ہیں وہ خبر ظاہر اور باطن سے ولی اللہ اور مرشد ہادی سے نہیں رکھتے ؁

قولہ تعالیٰ وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ؁

جو دُنیا میں اندھا ہے۔ پس وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔ اور زیادہ گمراہ راہ کا ہے ؁

سُن اے مادرزاد اندھے، تفسیر سُبز کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ میں بیان کیا گیا ہے کہ رات دن کی ۲۴ ساعت ہیں اور ہر ساعت میں اُنیس ہزار آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہر سال میں ۶۹ کروڑ ۸۰ لاکھ ۶۰ ہزار آدمی پیدا ہوتے ہیں ؁

اور ایک روایت میں ہے ۱۹ ہزار عاشق ذات اللہ کے وجود میں آتے ہیں۔ اور دُنیا اُن کی برکت سے قائم ہے ؁

اور نقل ہے جیسا کہ منافع میں حضرت انس ابن مالک سے روایت ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَبْدَالُ اُمَّتِیْ اَرْبَعُوْنَ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ بِالشَّامِ وَثَمَانِیَۃَ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ کُلَّمَا مَاتَ وَاحِدٌ مِّنْہُمْ اِلَّا بَدَّلَ اللّٰہُ بِمَکَانِہٖ اٰخَرَ فَاِذَا جَاءَ الْاَمْرُ قُبِضَ الْکُلُّ ؂

فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری اُمت کے ابدال چالیس تن ہیں۔ کہ ہمیشہ رہتے ہیں چنانچہ ۲۲ شام میں اور ۱۸ عراق میں، جب اُن میں سے ایک مرجاتا ہے خدا تعالےٰ اُس کی جگہ دوسرے کو اپنی مخلوق سے قائم کردیتا ہے۔ پس جب قیامت آئیگی سب یکبارگی عالم سے باہر جاوینگے ؂

پس دوسرے اولیاء اللہ کی تین سو پچاس آدمی اولیائے روزگار سے ہمیشہ میں اس عدد سے خالی نہیں ہوتے۔ چنانچہ تین سو ابطال اور چالیس ابدال اور سات سیاحت سے اور پانچ اوتاد سے اور تین اقطاب اور ایک غوث، پس یہ مراتب اولیاء کے کہ معلوم ہوئے، کسی وقت میں ۳۵۶ تن سے جدا نہیں ہوتے اور نہ کم ہوتے ہیں ہر وقت اور ہر زمانہ میں زیادہ ہوتے ہیں ؂

اول مرتبہ کے ۳۰۰ تن ہیں کہ ارباب سلوک کی اصطلاح میں اُن کو ابطال کہتے ہیں۔ کہ ہوا وہوس کا طریقہ اُنہوں نے باطل کیا ہے ؂

دوم مرتبہ کے ۴۰ تن ہیں کہ اُن کو ابدال کہتے ہیں۔ کیونکہ اخلاق ذمیمہ اخلاق حمیدہ سے تبدیل کرتے ہیں ؂

سوم مرتبہ کے سات تن سیاحت کے ہیں کہ یہ سیر اور سیاحت میں رہتے ہیں۔ اور خلق کی کارسازی میں حسب ارادۂ حق مشغول ہیں۔ اور ان ۳۴۷ تن سے کہ ذکر کیا گیا کسی کو درجہ ارشاد میں مقام نہیں ہے۔ اور پھر ۹ دوسرے تن ہیں کہ اہل ارشاد ہیں۔ کہ انکی حقیقت تجلیات ذاتیہ اور اسمائے صفاتیہ کے تحت میں مضمحل اور ناچیز ہوئے اور حضرت واجب الوجود نے واسطے تکمیل ناقصوں کے بار ہا ان کو تنزل دیا۔ اور ان کے مراتب بھی فرق سے ہیں ؂

اول پانچ تن ہیں کہ وہ اوتاد ہیں۔ اور ۳ تن اقطاب اور ایک قطب الاقطاب جانشین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے ؂

شرح مردان خدا صاحب باطن صفا

حضرت عباس اور عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ :-

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ لِلّٰهِ فِي الْاَرْضِ ثَلٰثَ مِائَةٍ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَرْبَعُوْنَ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَبْعَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَخَمْسَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ جِبْرَائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَثَلٰثَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ مِيْكَائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوَاحِدٌ قَلْبُهُ عَلٰى قَلْبِ اِسْرَافِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا مَاتَ الْوَاحِدُ يُبَدِّلُ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنْ ثَلٰثَةٍ فَاِذَا مَاتَ مِنْ ثَلٰثَةٍ يُبَدِّلُ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنْ خَمْسَةٍ فَاِذَا مَاتَ مِنْ خَمْسَةٍ يُبَدِّلُ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنْ سَبْعَةٍ فَاِذَا مَاتَ مِنْ سَبْعَةٍ يُبَدِّلُ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنَ الْاَرْبَعِيْنَ فَاِذَا مَاتَ مِنَ الْاَرْبَعِيْنَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنْ ثَلٰثِ مِائَةٍ فَاِذَا مَاتَ مِنْ ثَلٰثِ مِائَةٍ يُبَدِّلُ اللّٰهُ مَكَانَهٗ مِنْ عَامَّةٍ بِهِمْ يَرْفَعُ اللّٰهُ الْبَلَاءَ وَالْوَبَاءَ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ۔

فرمایا حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ زمین میں تین سو آدمی ہیں کہ اُن کے دل مثل دل حضرت آدم علیہ السلام کے ہیں۔ اور چالیس آدمی ہیں کہ اُن کے دل مثل دل حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ہیں۔ اور سات آدمی ہیں کہ اُن کے دل مثل دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہیں۔ پانچ آدمی ہیں کہ اُن کے دل مثل دل حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہیں۔ اور تین آدمی ہیں کہ اُن کے دل مثل دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہیں۔ اور ایک ہے کہ اُس کا دل مثل دل سرافیل کے ہے۔ پس جب ایک مرتا ہے ان تین سے اُس کا مرتبہ پہنچتا ہے اور جب ان تین سے مرتا ہے تو اُن پانچ میں سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے اور جب ان پانچ سے مرتا ہے تو سات میں سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے اور جب سات میں سے ایک مرتا ہے تو چالیس سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے اور جب چالیس سے ایک مرتا ہے تو تین سو میں سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے۔ قیامت تک ہرگز ان تین سو سے کم نہ ہو دیگا۔ اور ان کی برکت سے بلائیں اُمت سے باز رہتی ہیں ۔

اور تمام عمر پڑھنے علم فضیلت سے اُس سے بہتر ہے سات روز مرشد صاحب ارشاد کی خدمت میں کہ اُس کی برکت سے سعادت ابدی فقیروں اور درویشوں کو پہنچتی ہے ۔

روایت کیا ہے کہ آدمی روزی میں پانچ مرتبہ کے ہیں۔ اول جو روزی کسب سے دیکھے اور جانیں وہ آدمی کافر ہیں ﴿
دوسرے روزی کو خدا سے جانیں اور نہ جانیں کہ دے یا نہ دے یہ منافق ہیں۔ اور شک کریں ﴿
تیسرے روزی خدائے تعالیٰ سے دیکھیں اور کسب سے جانیں۔ یہ مشرک ہیں ﴿
چوتھے روزی زکوٰۃ سے دیں اور واسطے کسب روزی کے معصیت میں نہ پڑیں یہ آدمی مخلص ہیں ﴿
پانچویں روزی خدائے تعالیٰ سے جانیں اور روزی کے واسطے خدائے تعالیٰ سے عاصی ہوں اور حق خدائے تعالیٰ کا جس کا حکم کیا ہے ادا کریں یا فاسق ہیں ﴿ از تنبیہ الغافلین ﴿
مصنف کہتا ہے کہ کافر کو روح کا فر اور دل کا فر اور نفس کا فر اور عقل کا فر اور علم کفر سے لیتا ہے۔ اور اُس کا رزق اُلفر حرام ہے۔ اور منافق کی روح منافق دل منافق نفس منافق اور عقل منافق اور علم بھی اُس کا واسطے منافقت کے ہے۔ اور اُس کا رزق بھی نفاق یعنی علم کو دُنیا کے واسطے پڑھتا ہے۔ اور اُس کو خصلت بد حرص اور حسد میں ڈالتی ہے اور مومن کی روح مومن اور دل مومن اور نفس مومن اور عقل مومن اور علم بھی اس کا اسلام کے ساتھ امان اللہ تعالیٰ میں اللہ کی معرفت کی طرف لیجاتا ہے اور جو رزق کھاتا ہے شکر خدا کا کرتا ہے اور انصاف نفس سے دیتا ہے ؎

حیف بود صورت آدم ترا   معنیٔ شیطاں شدہ ہمدم ترا

مومن وہ ہے کہ سینہ کی صفائی سے اور آنکھ کی بینائی سے حق کو دیکھے ؎

خندہ ہا بر سینہ صافاں ہیکلی ہشیار باش
ہر کہ بر آئینہ خندہ ریش خندہ خود شود

کلیات متقیوں درویشوں کو چاہیئے کہ وقت لقمہ کھانے کے قلب انسانی لقمہ ہے کہ ذکر کے ساتھ اُس سے تخم اعمال کا زمین پاک ہوتا ہے اور اگرچہ لقمہ حلال ہووے بوالہوس کی دُنیا کی راحت مثل برق کی روشنی کے بے ثبات ہے اور اُس کی محبت مانند تاریکی ابر کے۔ بے بقا۔ پس اُس کی نعمت کے فائدوں کے ساتھ اُلفت نہ کرنا چاہیئے اور نہ

اس کے الم کی سیاہی سے درد چاہیئے ۔

شرح فضیلت علم تعلیم وسیلت ذکر اللہ صاحب تلقین

جان کہ ایک شخص نے گناہ کرتے وقت اپنے نفس سے کہا کہ اے نفس خدائے تعالےٰ حاضر اور ناظر ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفیع لایا۔ اور نفص اور حدیث اور مسائل پڑھے اور کہا کہ اے نفس عذاب جان کنی کی تلخی اور منکر نکیر کا سوال وجواب اور عذاب قبر اور اعمالنامہ دست راست اور چپ میں لینا اور وزن نیکی اور بدی کا میدان قیامت میں در پیش ہے پس اے نفس اٹھارہ ہزار عالم میں شرمندہ ہوگا اور پلصراط کا گذر اور دوزخ کی آگ میں جلنا اور بہشت کی نعمتوں سے محروم رہنا یاد کر۔ اور اے نفس شراب طہور کا دست مبارک جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے پینا۔ اور رب العالمین کے دیدار سے مشرف ہونا، کوئی نعمت اس کے برابر نہیں ہے۔ یہ تمامی شرح خوف اور رجاو وعظ اور پند نفس سے کہا اور نفس گناہ پر غالب ہوا۔ اور وسیلہ مرشد کامل کا درمیان گناہ اور طالب کے حائل ہوا۔ اور طالب کو اس گناہ سے کھینچا۔ مرشد کامل ہرگز گناہ کرنے نہیں دیتا صورت ظاہر اور باطن میں موجود ہوتا ہے۔ اس واسطے وسیلہ بہتر ہے فضیلت سے اور فضیلت واسطے وسیلہ کے ہے یعنی علم واسطے معرفت کے حق ہے ؎

مرشد آں باشد قوی در راہِ الٰہ — طالباں را باز دارد از گناہ
تو نہ میدانی کہ آں با تو قریب — نفس رہزن را بود با تو رقیب

علما کی انتہا علم منطق اور معانی اور فقرا کی ابتدا یہ سبق خوانی روز اول سے ہے یعنی الف اللہ بس اور ماسوئے اللہ ہوس۔ اور انتہا فقرا کی یہ ہے کہ جانے تو بس ور بس آیا بس تمام قرآن ہے۔ چنانچہ ابتدا قرآن کی ب بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم اور انتہائے ختم قرآن س ہے من الجنۃ والناس۔ پس اگر علم کو تو جمع کرے بس یعنی تجھ کو اللہ بس ہے ۔

فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مَنْ عَلَّمَنِي حَرْفًا فَهُوَ مَوْلَائِي جس نے مجھ کو ایک حرف سکھایا وہ میرا مولا ہے ۔

حرف یہ ہے مَنْ لَهُ الْمَوْلیٰ فَلَهُ الْكُلّ، جب حرف کل اور عقل کل اور علم کل،

سوائے اس کے سب چیز جزو کل میں آوے۔ عبودیت واسطے ربوبیت کے ہے اور ربوبیت خاص رازِ رب کو کہتے ہیں۔ اور وہ فقیر عارف باللہ کے نصیب میں ہے۔ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے جو مجھ کو پانا اور پہچاننا چاہے، فقیر عارف باللہ سے پاوے اور پہچانے۔ پس عارف باللہ معرفت مولا کی راہ میں نادیدہ نہیں ہے۔ اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ عارف جو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں، حکم خدا اور رسول سے۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (وہ نہیں بات کرتے اور بولتے اپنی خواہش سے) حدیث ہے مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ (جس نے اللہ کو پہچانا اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے)۔ اور جو اس آیہ کو اسم اعظم سے ملا کر باترتیب پڑھے :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۔ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور ہر ایک اسم معظم پر نظر کرے۔ ہر مطالب دینی اور دنیوی کا ناظر ہو اور سب کچھ اس پر منکشف ہو اور حاضر ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (تحقیق اللہ تعالےٰ پر کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں نہ آسمان میں وہ ایسا ہے۔ کہ تمہاری رحموں میں صورت کھینچتا ہے جیسی چاہے، کوئی معبود نہیں سوائے اُس غالب اور حکیم کے)۔

اللہ کا کلام اللہ کا خزانہ ہے نامحرم اُس کو نہیں پہچانتا۔ قرآن خدائے تعالےٰ کا ستر ہے اور دونوں جہان کا ہادی ہے اور رہنما ہے جو اس پر شک لاوے کافر ہے ؎

غیب داں گر غیب بخشد غیب نیست ہر چہ بینی چشم خود آں غیب نیست
غیب آں باشد کہ گوئی سرِ ہوا دل ضمیرش آئینہ با حق صفا

جو اس حالت پر پہنچے مقامات سے ہے، جس کو باطن سے کشائش کشف ہو۔ راہ راستی محمدی پر ہے کہ اللہ کے ذکر سے یا لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے ذکر سے ایک مرتبہ مقام پر پہنچتا ہے۔ اور اللہ کے طالب پر غالب آتا ہے۔ حوصلہ وسیع چاہئے کہ تجلّی رحمانی اور تجلّی نبوی روحانی اور تجلی مقام نفسانی اور تجلّی مقام شیطانی اور تجلی مقام ذکر قلبی اور تجلی مقام ذکر روحی اور تجلی مقام ملائکہ اور تجلّی مقام جنونیت، سب طریقت میں ہیں کہ طالب پر صادق ہوتی ہیں۔ اور تجلّی دو قسم کی ہے ایک نوری اللہ کے نور اور نظر رحمت سے اور نبی اللہ کے نور سے اور قلب کے نور سے اور روح کے نور سے اور فرشتوں کے نور سے اور خاکیوں اسلام کے نور سے۔ جب یہ نور جمع ہوتے ہیں جمعیت اور ترک اور توکّل اور صبر اور شکر اور شوق اور عنادل کی اور توفیق طاعت کی اور ذکر اور فکر کی اور محبت اور فنا اور بقا اور غرق معرفت الٰہی اور علم شریعت کی پاتا ہے۔ اور دوسری تجلّی ناری ہے کہ نفس کی آگ سے غصہ اور غضب اور کینہ اور حرص اور طمع اور طلب دنیا اور معصیت اور جنونیت کی آگ سے کہ اس سے خلق کی رجوعات اور ترقی درجات اور اہل دنیا کے تابع ہونے اور عالم جن اور دیو اور شرب اور بدعت اور نماز ترک کرنے اور زکوٰۃ نہ دینے اور حج نہ جانے اور کافروں سے اخلاص، یہ آگ جب وجود میں آتی ہے۔ مرتبہ انا فرعون کا منہ دکھاتا ہے۔ دل سیاہ ہوتا ہے نیکی اور بدی برابر جانتا ہے یہ استدراج کے مقام ہیں اور جو تم کو دکھاتا ہے اس پر اعتبار نہ لانا چاہئے کہ خلاف شرع مردود ہے ؂

جان کہ سب مقام عرش سے فرش تک واسطے امتحان کے ہیں۔ جو حق سے باز رکھے رہزن اور شیطان ہے۔ کیونکہ فرشتوں کا مکان انسان کے تابع کرنے کا ہے۔ اور انسان واسطے ذکر رحمانی کے ہے۔ اور یہ مقامات ناری اور نوری دس لاکھ ستر ہزار سینتیس طریقت میں ہیں۔ حق سے بہت دور۔ اور اہل طریقت آپ کو جانتا ہے کہ جو ان مقامات سے نکلے ولایت پر پہنچتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

اِلَى النُّوْرِ (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے ظلمت سے نور کی طرف اُن کو نکالتا ہے) اور اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کا نور ہے۔ یہ ایک نور ہے سرد آگ کہ یہ آگ معطر سُرخ رنگ زیادتی آب سے ہے کہ دل کی قندیل میں آتی ہے مثل گلاب کے، دِل کا شیشہ وسیع کہ اُس میں درخت محبت الٰہی کا کہ اُس سے روغن معرفت کا ٹپکتا ہے۔ فتیلہ دماغ کے چراغ میں روشنی مارتا ہے اور تمام اسرار ربانی ظاہر ہوتے ہیں اور ہر دل تاریک منور ہوتا ہے ؂

جاننا کہ طریقت میں ہزاروں پیادے رجعت کھا کر خودی سے بیخود ہو کر جنونیت میں مردہ پڑے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک سلامتی کی گیند لے گیا ہے۔ پس مرشد کو چاہیئے کہ اول طالب کو مقام طریقت دکھائے۔ اور اگر دکھا دے ایک ہی دن دکھا کر طریقت سے کھینچ لے اور حقیقت کو پہنچائے، ورنہ طالب طریقت میں اکتالیس سال سُکر اور صحو اور حسرت اور عبرت میں جائیگا اور خراب ہوگا اور حیب نکلیگا۔ ورنہ طریقت سراسر دیوانگی اور دیوانگی حق سے بیگانگی اور ہوشیاری حق سے یگانگی۔ یہ فقر بہت مشکل ہے۔ اس کی مشکل مرشد کھولتا ہے۔ حدیث ہے یَمْشِیْ عَنِ الرَّأْسِ بِلَا دُوْنِ الْاَقْدَامِ سر سے چلنا ہے بلا پاؤں کے ؂

اے صاحب مجاہدہ آنکھ کھول کہ صاحب مشاہدہ کا دِل بیدار ہوتا ہے۔ وہ کام نیا آتا ہے۔ یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ حدیث ہے یعنی آنکھ سوتی ہے۔ دِل جاگتا ہے آدم کے تین حرف ہیں ا د م الف سے ادب، احیا، انس، الفت، احسان، ارادہ صادق اور دال سے دوام عبادت، دم ذکر میں رواں، دِل زندہ اور دال آدم کے دِل پر دلالت کرتی ہے بصورت الہام الٰہی، موافق نص اور حدیث کے گواہی دیتی ہے کہ اُس سے علم غیب، علم فتوحات، ارادت خاص الخاص میم اللہ سے اور ظاہر اور باطن سے علم کے دال خبر دیتی ہے جب آدمی اس مقام میں پہنچتا ہے تو چاہیئے کہ اس امر کا ورد کرے لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ بعد اُس کے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی ضرب مارے کہ اُس سے خوف اور رجا پیدا ہو۔ اور فقر حقیقی اور محبت اللہ تعالیٰ کی منہ دکھا وے۔ اور ہر دم آہ اور سوز زیادہ ہو وے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ اور خبر دیتے ہیں ہم تم کو کہ وہ خوف اور بھوک اور نقصان مال کا ہے۔ اور حرف میم

سے مروت اور مردانگی میدان شجاعت میں کہ نفس کے ساتھ لڑائی ہے۔ اور مردار کو ترک کرنا اور مردود دنیا اور مغضوبہ الٰہی سے باز رہنا۔ مردوہ ہے کہ مولے کا طالب دل اور جان سے ہو اور دنیا پر پشت ہو۔ جو ایسا ہے وہ آدم صاحب عبودیت کریم ہے ورنہ لئیم۔ اور ایسے آدم حیوان صورت بشر کے اور سیرت گاؤ خر کے مردہ دل بے خبر بہت ہیں اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔ بندہ وہ ہے کہ بندگی کے ساتھ تمام فرمانبردار ہے اور جمیع حکم و پیغام مانے ؎

نیست آدم آنکہ باعقل و شعور	آدم آن ست آنکہ باحق شد حضور
گرچہ آدم صورتی سیرت بخر	نیست آدم آنکہ زحق بے خبر
آدمی سر نیست با اسرار حق	آدمی بود ست کم اندر خلق
مشکل آدم شناسی از قیاس	کے شناسد آدمی را از لباس
چشم مے باید شناسی دل صفا	مے شناسد عارفاں مرد خدا
آدمی از نور نور از نور بیں	نور با نورش رسد صدق یقیں

ترجمہ اشعار ؎

آدمی کہئے اُسے اے ذی شعور	جس کو اپنے حق سے ہو حاصل حضور
آدمی صورت ہے تو سیرت بھی کر	مت رہو تو حق سے اپنے بے خبر
سر مولا ہے جہاں ہیں آدمی	خلق میں کم بیگماں ہیں آدمی
دُور ہے آدم شناسی از قیاس	کچھ پتہ دیتا نہیں اُس کا لباس
چشم دل کا چاہیئے ہونا صفا	تا کہ پہچانے اُسے مرد خدا
نور سے پہچان تو بس نور کو	نور کو بس نور سے لے بوجھ تو

قول مصنف صِدْقُ الْيَقِيْنِ صِفَاتُ الْقَلْبِ وَالْكِذْبُ ظُلُمَاتُ الْقَلْبِ
دل کی صفائی صدق یقین ہے اور کذب دل کی ظلمت ہے ؎

آدمی با دل زبان و روح دراز	آدمی آنست سجدہ با نماز
بے نماز اں سگ بود آدم کجاست	از سگاں و بدتر و خوک و خر ست
آدمی آنست زد بر عرش چنگ	کے شناسد آدمی از وے رنگ
ہر کہ از خود سے برآید آدمی	خاک نا گستر شود از ہمدمی

روئے خنداں خیر طلبش با صفا — طلب مولیٰ مے پرار دار زہوا
آدمی رامے شناسد با خموش — ذکر و فکر و خلوت خوں جگر نوش
آدمی رامے شناسد با آواز — معرفت معلوم گردد ہر ز راز
آدمی آنست ہم صحبت نبیؐ — آدم نبی شافع بود باشے شفیع

آدمی دو قسم کے ہیں ایک صاحب الفاظ دوسرے صاحب راز صاحب الفاظ ہمیشہ مطالعہ میں کتب کے اور علم خوانی کے ہے اور صاحب راز ہمیشہ غرق توحید صاحب الفاظ عالم صاحب راز جامع معرفت اسم اللہ ذکر اللہ نعمت اللہ تحصیل اللہ ہاں یقین ہے کہ معرفت کی نعمت جہل کے ظرف میں قرار نہیں پکڑتی۔ یقین ہے کہ کوئی جاہل عارف باللہ نہیں ہوتا، اگرچہ صاحب تاثیر ہو۔ اور کوئی فاضل عارف باللہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ صاحب تفسیر ہو۔ عارف باللہ وہ ہے کہ مقبول دو جہان ہے عالم بھی ہے اور عارف بھی ہے تو گویا شیر در شکر و شکر در شیر ہے۔ عارف باللہ وہ ہے۔ کہ مردہ دل کو زندہ کرے۔ جو شخص ہمیشہ گناہوں میں ہے۔ حق کو کب پہچانے کور چشم اور دیو سیرت ہے،

ع دو چشم خویش را بر بند چوں باز — درونت تا دہد گم گشتہ آواز

صاحب مشاہدہ کی خواب اور بیداری اور مستی اور ہوشیاری اور بھونک اور سیری اور خموشی اور گویائی ایک ہے ✦

چنانچہ سلطان بایزید فرماتے ہیں۔ کہ تیس برس خدا سے ہم سخن رہا۔ اور خلق جانتی تھی کہ ہم سے ہم سخن ہے ✦

مصنف کہتا ہے کہ فقیر صاحب ہدایت خدائے تعالیٰ کے سر ہیں۔ ان کے حال قال پر سوائے خدا کے کوئی واقف نہیں ہے سوائے صاحب وصال کے ع

کعبہ را در دل ببینم جاں کنم بروئے خدا — در مدینہ دائمی ہم صحبتی با مصطفےٰ
خلق ظاہر خویش دانند من باطن با رسول — عارفاں را راہ این ہست شنوائے اہل وصول

رشتہ شرع شریف کا ہاتھ سے مت چھوڑ اور جو مقام تجھ پر آئے امتحان ہے۔ مرد وہ ہے کہ اس جہان کی روٹی کھائے اور اس جہان کا کام کرے ✦

جاننا چاہیئے کہ خدائے تعالیٰ تحت فوق مشرق مغرب جنوب شمال میں نہیں ہے بلکہ وہ انسان کے دل میں ہے۔ اور دل انسان کا دو قسم کا ہے ایک کامل دوم ناقص۔

کامل وہ ہے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ انسان میرا بھید ہے
اور میں اُس کا۔ انبیاء اور اولیا ہمیشہ خدا میں غرق رہتے ہیں۔ حدیث ہے اَلْاَنْبِیَاءُ وَالْاَوْلِیَاءُ
یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ نبی اور ولی اپنے دلوں میں نماز پڑھتے ہیں۔ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ
بلا حضوری نماز نہیں بلکہ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ ان کی شان ہے۔ اور انسان ناقص وہ ہے کہ
ہزار شیطان سے ایک نفس امّارہ بدتر رکھے۔ اور ہزار نفس امّارہ سے ایک ناقص مردہ دل کی صحبت
بدتر ہے اور خوار ہے کہ وہ نفس ہوا و ہوس میں ہے۔ اللہ تعالٰے کا قول ہے اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ
وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ مال اور اولاد فتنہ ہے اور اللہ کے نزدیک
اُس کا اجر بڑا ہے اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ اشارہ ہے حدیث اِنَّ اللّٰہَ غَیُوْرٌ وَ اَغْیَرُ مِنِّیْ

ہر کہ سخن بہ سخن ضم کند ۔۔۔ پارۂ از خونِ جگر گم کند

وَاِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی اجرِ عظیم کا اشارہ ہے کلمہ طیبہ سے کریم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
اور اجرِ عظیم اس اُمت کا خیر ہے اعتقاد کے ساتھ قول اللہ تعالٰے کا کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ اور قول ہے لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا
تَقَدَّمَ وَمَا تَاَخَّرَ یہ گناہ نہ عفو امت اور نہ خطرات وجود محمدی کہ خطرات دنیا سے تعلق
رکھتے ہیں اور وجود مبارک پُر نور۔ اللہ تعالٰے کا قول ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا
لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ترک، اور لے دین اللہ سے ذات شریف
خود اولے ہیں۔ اور نیز معراج کہ معراج سے پہلے گناہ کی جدائی تھی اور یکتائی معراج کے ساتھ
پھر گناہ کی جدائی اس احوال فقر محمدی کو کوئی کیا جانے گمراہ حدیث خُلِقَتِ الْعُلَمَاءُ مِنْ
صَدْرِیْ وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صُلْبِیْ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی
عالم میرے سینہ سے پیدا کئے گئے ہیں اور سادات پشت سے اور فقرا اللہ کے نور سے۔
اکثر فقرا کہتے ہیں کہ فقر میں ایک مقام ہے کہ اُس کو اللہ کے نور کا دریا کہتے ہیں۔ جو
اس دریا میں پہنچتا ہے اور غوطہ کھاتا ہے نماز روزہ اور حلال اور حرام اُس پر معاف ہوتا ہے
لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔
مصنف کہتا ہے کہ جب میں اس دریا میں پہنچا اور اللہ کے نور کو تحقیق کیا یہ مارے
ہوئے طریقت کے ہیں کہ درمیان حلال اور حرام کے فرق نہ کیا اور نماز کو قضا بے رضائے خدا
اللہ کے نور کا مقام بیشتر۔ اور یہ شیطان کی آگ کے مقام میں پریشان اہل بدعت رہزن ہیں

جو شریعت کے خلاف کرے طریقت میں خراب اور پریشان ہوئے۔ اور اللہ کے قرب کی حقیقت کو نہیں پہنچے اور معرفت مولا سے محروم ہے۔ اور جو اللہ کے نور کے دربار میں پہنچے ہر عبادت اس کی زیادہ ہوئے پس عارفان طریقت اور حقیقت اور معرفت اور تمامیت فقر شریعت میں پائی ہے اور شریعت کو اپنا پیشوا بنایا ہے۔ حدیث اَلنِّھَایَۃُ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ انتہا رجوع ہے طرف ابتدا کے ۔

تا توانی خویش را باشرع پوش   عارفاں ایں کے پسند وشرب نوش

حدیث اَلْعَالِمُ الطَّامِعُ کَالنَّفْطِیِّ وَالْمُسْتَمِعُ مِنْہُ کَالْعَقِیْمِ فَلَا یَتَوَلَّدُ مِنْہُ نَفْعٌ وَّلَا حَذَرٌ لالچی عالم مثل غبی کے ہے اور اس سے سننے والا مثل بانجھ عورت کے ہے پس اس سے کوئی نفع اور حذر پیدا نہیں ہوتا ۔

حدیث کُنْ ثَبَاثًا وَّمَعْدِنَ الْاَخْلَاقِ وَلَا تَکُنْ مِنْ خِرْقَۃٍ کَاذِبِیْنَ ہو اخلاق حسنہ کی کان اور فرقہ کاذبین سے مت ہو ۔

حدیث اَلْقَلْبُ عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَنْوَاعٍ قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَّ قَلْبٌ مُّنِیْبٌ وَّقَلْبٌ شَھِیْدٌ اَمَّا الْقَلْبُ السَّلِیْمُ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ سِوَی اللّٰہِ اَمَّا الْقَلْبُ الْمُنِیْبُ الَّذِیْ فِیْہِ مَعْرِفَتُ اللّٰہِ وَ اَمَّا الْقَلْبُ الشَّھِیْدُ الَّذِیْ تَکُوْنَ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ اَبَدًا دل تین قسم کے ہیں سلیم، منیب، شہید۔ دل سلیم وہ ہے جس میں سوائے اللہ کے کچھ نہ ہو۔ اور منیب وہ ہے کہ جس میں اللہ کی معرفت ہو۔ اور شہید وہ ہے کہ ہمیشہ اللہ کی بندگی میں رہے فی اسرار العارفین ۔

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اللہ اللہ لہ ھو، لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو میں ہے ۔

چوں شتر مرغ شناس ایں نفس را   بے پروبال نہ پرد در ہوا

میں اس دل کے قربان ہوں کہ آگ میں تمام عمر جلتا ہے محبت سے اور آہ نہیں کھینچتا ۔

جان کہ آدمی کے وجود میں تین بادشاہ ہیں اور تین وزیر ہیں :۔

اول بادشاہ روح اس کی وزیر عقل، روح راہ راستی چاہتی ہے خدا کی اور عقل دنیا چاہتی ہے ۔

دوسرا بادشاہ دل اس کا وزیر زبان ہے۔ دل خدا کی یاد چاہتا ہے اور زبان کلام

لایعنی چاہتی ہے ٭

تیسرا بادشاہ نفس اُس کا وزیر شیطان ہے۔ نفس لذت چاہتا ہے اور شیطان معصیت۔ پس جس وقت کہ نفس اور شیطان جدا ہو، شرح توحید اور مراتب اِنَّمَا اللّٰہُ الٰہٌ واحد آپ پر اثبات کرتا ہے۔ اور خطرات نفس کی نفی خطرے دل میں محو کرتا ہے اور دل کی صیقل تصدیق سے کرتا ہے۔ بعد ازاں آپ پر ثابت کرتا ہے اور یقین لاتا ہے بمقابلہ صاحب روایت کے۔ اور فقر سے ایک ساعت حرف الف سے اللہ کا نور لینے پر توحید ثابت کرتا ہے اور یقین لاتا ہے بمقابلہ صاحب روایت اور ہدایت کے کہ چشم دل سے کھولتا ہے۔ مشاہدہ ظاہر اور باطنی کا فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ دکھاتا ہے یعنی ایسا ہووے ے

برگِ درختانِ سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

سب حق سے سنتے ہیں اور حق سے کہتے ہیں اور حق سے دیکھتے ہیں حدیث تَفَکَّرُوْا فِی الْاٰیٰتِ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِی ذَاتِہٖ نعمت عظمےٰ اور وحدانیت سے نکلنا دوئی سے طرف یکتائی خدا کے یہ نعمت عظیم ہے۔ ربوبیت میں ڈوبنا اور مقام فنافی اللہ اور فنافی محمد اور فنافی الشیخ یہ مراتب نفس پر اسیر ہے ورنہ اسیر۔ ہاں نفس پرست بہت ہیں اور خدا پرست کم ہیں ے

خلق را طاعت بود از کسب تن عارفاں را ترک تن طاعت بود

اللہ کا نام مثل فرمان کے ہے جو اللہ کے نام سے نافرمان ہے وہ فرعون ہے ے

اسم اللہ بس گراں ست بے بہا ایں حقیقت را بداند مصطفےٰ

ے مرا پیر طریقت نصیحتے یاد ست کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد ست

ے دولت بیگاں داوند نعمت بہ خراں
من اسن اما نیم تماشا گراں

جاننا چاہیئے کہ اگر ہر بلا اور رنج اور طرح طرح کی آفتوں اور شروں شیطان اور ضرر ایمان اور خطروں اور فسق اور فجور اور فسوں کو ایک جگہ جمع کریں اس گھر کی کنجی دنیا ہے۔ جیسا کہ مولوی رومی فرماتے ہیں ے

اہلِ دنیا چوں سگے دیوانہ اند دور شو زایشاں کہ بس بیگانہ اند
اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند روز و شب در زق زق و در بق بق اند

اَلدُّنْیَا تَاْکُلُ الْاِیْمَانَ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ دنیا ایمان کو کھاتی ہے جیسا آگ لکڑی کو دنیا وہ ہاتھ میں لاتا ہے کہ ایمان ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے

گدا چرا نزند لاف سلطنت امروز ؎ کہ چتر سایۂ ابرست و تخت لب کشت

دنیا کی بادشاہی فانی اور فقر کی بادشاہی جاودانی ہے۔ دنیا کی بادشاہی ہوا اور فقر کی بادشاہی متعلق بخدا۔ پس مجلس اہل خدا اور اہل ہوا کی راست نہیں آتی ہے۔

دنیا کی بادشاہی کیا ہے اور دنیا کا حکم اور علم کیا ہے؟ جاننا اور نگاہ رکھنا ادب شریعت کا یعنی علما صاحب ادب ہیں اور ادب علماء کو نگاہ رکھنے والا ہے بصورت علما کی نقش بدیوار اور فقرا صاحب امر ہیں خدا کے امر سے اور امر خدا کا غالب ہے ادب پر وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے۔ حدیث اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ امر ادب کے اوپر ہے۔ حُبُّ الْفُقَرَاءِ ضِیَاءُ الدِّیْنِ فقرا کی محبت دین کی روشنی ہے۔ اَلْفُقَرَاءُ ضِیَاءُ الثَّقَلَیْنِ فقرا دونوں جہان کی روشنی ہیں۔

امر کیا ہے؟ امر حق ہے کہ طلب حق کی ہدایت میں جو خدا جانتا ہے کوئی نہیں جانتا۔ قولہ تعالیٰ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ تم پر قتال فرض کیا گیا ہے حالانکہ وہ تم پر ناگوار ہے اور عنقریب ہے کہ ناگوار کرو گے تم ایک شے کو حالانکہ وہ بہتر ہے تم کو اور عنقریب ہے کہ دوست جانو گے تم ایک شے حالانکہ وہ شر ہے تمہارے واسطے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے ہو۔

آیت ہدایت کے باب میں:-

قُلْ ھَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّھْدِیْٓ اِلَى الْحَقِّ قُلِ اللّٰهُ یَھْدِیْ لِلْحَقِّ اَفَمَنْ یَّھْدِیْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَهِدِّیْٓ اِلَّآ اَنْ یُّھْدٰى فَمَا لَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ کہدے تو اے نبی آیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے کہ حق کی طرف ہدایت کرے وہ زیادہ حق دار اتباع کے لئے ہے یا نہیں اس شخص سے کہ یہ ہدایت کرے مگر یہ کہ ہدایت کیا جاوے پس کیا ہے تم کو کیونکر حکم کرتے ہو۔

حدیث اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰهِ مفلس اللہ کے امان میں ہے۔ دنیا دو نوع کی ہے چاہے خواجہ بوجہ حلال یا حرام وہ حلال کو حرام پر تصرف کرے حَلَالُهَا حِسَابٌ

وَحَرَامُهَا عِقَابٌ اُس کا حلال شمار میں ہے اور حرام عذاب میں۔ جو نہیں لکھتا ہے شمار نہیں کرتا ہے اور توجہ حساب پر نہیں لاتا ۔

فِيْمَا بَيْنَ الْعَبْدِ وَ بَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلدُّنْيَا حِجَابٌ وَّظُلْمَتٌ بندہ کے اور اللہ کے درمیان میں دُنیا حجاب اور ظلمت ہے ۔

لِكُلِّ شَيْئٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ ہر شے کے واسطے کنجی ہے اور جنت کی کنجی محبت فقیروں کی ہے ۔

فقیر کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہے یا منافق یا حاسد یا کافر ۔

حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَاءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَاءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ محبت فقیروں کی انبیا کے اخلاق سے ہے اور بغض فقیروں کا فرعون کے اخلاق سے ۔

حُبُّ الْفُقَرَاءِ حُبُّ الرَّحْمٰنِ محبت فقرا کی محبت رحمان کی ہے ۔

اَلدُّنْيَا مَنَامٌ وَالْعَيْشُ فِيْهَا اِحْتِلَامٌ دُنیا خواب ہے اور عیش اُس میں احتلام ہے ۔

پس دنیا کی طلب وہ کرتا ہے کہ احتلامی فرعون کا وارث ہو۔ اور فقر کی طلب وہ کرے کہ صاحب معرفت حلال طلب زندہ دل وارث محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو ۔

پس دُنیا کا طالب فرعون کا وارث ہے اور فقر کا طالب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا وارث ہے۔ پس مجلس فرعونی اور محمدی کی درست نہیں آتی ۔

حدیث مَنْ تَوَاضَعَ الْغَنِيَّ لِغَنَائِهٖ ذَهَبَ ثُلُثُ دِيْنِهٖ جس نے امیر کی تواضع کی نسبت اُس کی امیری کے اُس کا ثلث دین جاتا رہا ۔

اہلِ دُنیا کی صحبت ترک کر اور حق شناسی آگے لے، مرد کو زر مولے سے بہتر نہیں ہے زر دنیادار حاصل کرتے ہیں جس نے راز حق حاصل کیا اور غیر حق کو بھول گیا، اُس مرد پر سو آفرین۔ مرد وہ ہے کہ دُنیا کی محبت پر میخ گاڑدے اور دل سے نکال دیا۔ دنیا کو دل سے دُور کرنا بہت مشکل ہے یعنی فارغ ہونا شر شیطان سے اور اختیار کرنا راہ محمدی کا ۔

جان کہ اگر اصل قائم مقام دُنیا کی جڑ کے تو دیکھتا ہے۔ تو دونوں کے درمیان میں شیطان کا تہ خانہ ہے جو دُنیا کی طلب کرتا ہے شیطان اُس کا سر دونوں تہ خانوں میں دیتا ہے اور دونوں خانہ اُس کی دونوں آنکھوں پر ال دیتا ہے۔ پروہ حق کو اور حق شناسی کو اور عارف حق پرستوں کو نہیں پہچانتا۔ اور کورچشم اور شیطان میں ہو جاتا ہے ایسا مرید اور طالب شیطان لعین کے ساتھ ہوتا ہے

کہ خدا سے دنیا کو عزیز رکھتا ہے وہ ثُمَّ [illegible] کا مصداق ہو کر قرب
میں پڑتا ہے اور اُس کے دل میں کثرت دُنیا سے مرض پیدا ہوتا ہے فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ
فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا جس دل میں کہ مرض ہو وہ خون و پیپ سے بھرا ہوتا ہے ۔ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ
جس دل پر پردہ ہو جیسا کہ منافقوں کا اس کی خاتمہ [illegible] خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ
وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ اللہ تعالیٰ نے اُن کے
دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر مُہر کر دی ہے اور اُن کے واسطے بڑا سخت عذاب ہے ٭

پس صاحب عظمت فقیر عارف باللہ ہے اور وہ ہی حکیم طبیب ہے ۔ اُس کی دوا اس
طور سے جانتا ہے کہ اُس کی آنکھ روشن کر دے نور معرفت سے اور دل صاف کر دے ذکر
سے اور زبان جاری کر دے کلمہ طیبہ سے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ اور طبیعت
دُنیا کی پلیدی سے کھینچتا ہے اور تلاوت قرآن سے پاک کرتا ہے ۔ اور قال خدا و رسول کا
کان پر استماع پہنچاتا ہے امر بالمعروف اور خوف و رجا ہر ایک کو بیان کرتا ہے ٭

ایسا فقیر صاحب قوت ہم صحبت نبی علیہ السلام کا دُنیا کے روبرو قدم نہیں لیجاتا اگر
لیجاوے تو لائق ہے کہ اُس کو دُنیا سے کھینچے ۔ کہ اہلِ دُنیا کو بھی منفعت حاصل ہووے اور
اگر روٹی کی امید پر گیا ہے تو جان اور ایمان کا خوف ہے ۔ کہ اہلِ فقر کو دُنیا سے پرہیز ہے چنانچہ
مولوی روم فرماتے ہیں ؎

اہلِ دنیا چوں سگِ دیوانہ اند ۔ دور شو زیشاں کہ بس بیگانہ اند

افسوس کہ عمر گراں مایہ کمینی دنیا میں ضائع کریں اور مولا کی راہ میں قدم نہ ماریں کیسے پست اور
اپنی خواہش میں مست ہیں ٭

حدیث ہے اَلْوَقْتُ سَيْفٌ قَاطِعٌ وقت کاٹنے والی تلوار ہے اسی واسطے
عارفوں نے مراقبہ سے دونوں آنکھیں چھپائی ہیں اور مولا کا مزہ دونوں جہان سے بہتر ہے
نہ دیکھا اور نہ سُنا ۔ اگرچہ خلق کے نزدیک فقیر دیوانہ اور بُرے ہیں لیکن خدا میں غرق اور
مزہ جمعیت اور شوق کا بہشت سے بہتر ہے ٭

عاشقوں کی پیدائش نور الٰہی سے ہے ۔ جان کہ آدمی کے وجود میں خدائے تعالیٰ
نے چار دریا عمیق جمع کئے ہیں ۔ پہلا دریا ہے شہوت ۔ دوسرا دریا ہے حرص تیسرا [illegible]
چوتھا دریا ہے دُنیا کی زینت ۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے سید [illegible] چاروں

دریا کو اپنے وجود میں نگاہ رکھ کہ اُس دریا سے پانی وجود سے باہر نکلے اے اللہ سوائے تیری توفیق رفیق کے ان دریاؤں سے کب قطرۂ عقل سے نگاہ رکھ سکتا ہے۔ اور آدمی کے چار عقل چار جسم ہیں اور اُس میں چار نفس چار اسم کے ساتھ اور دو روح۔ ایک نباتی یعنی عام۔ دوسری جمادی۔ چنانچہ انسان کامل ہر چہار طریق سے علماء کو طریق علم سے تحقیق عقل کی کمال اور ہر کمال کو زوال ہے اور عقل فقرا طریق شغل اللہ سے وحدانیت کے ساتھ وصال۔ اگر شریعت میں مضبوط ہے صاحب وصال ہے ورنہ زوال ہے منافقوں اور کاذبوں اور جاہلوں اور بدخصال کے ساتھ کہ بہشت اور دیدار پروردگار کو نہیں جانتے اور دین دیکر دنیا لیتے ہیں۔ اللہ کا قول ہے وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ میرا شکر کرو اور کفر مت کرو عقل کلی انبیاء اور اولیا کی ہے اور جزوی عام لوگوں کی کہ عقل سے بےعقل ہیں۔ دلیل عقلی اور نقلی دلالت کرتی ہے جو باطل کی طلب کرتا ہے حق کی طرف نہیں آتا عقل وہ ہے کہ موافق نص اور حدیث کے ہووے جو اس سے باہر ہے۔ بیشک ابلیس ہے کہ ابلیس بہت علم اور حکمت رکھتا تھا اور آپ کو حکیم جانتا تھا اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَرُ جو علم کہ امر بجا نہ لاوے اور حق کی طرف نہ لیجاوے وہ حجاب ہے۔

باھو با شریعت یار شو بیدار شو　　لائق دیدار شو دلدار شو

حدیث حُبُّ الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ لَا یَسْعَ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ کَالْمَاءِ وَالنَّارِ فِیْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ محبت دُنیا اور دین کی مومن کے دِل میں نہیں سماتی مثل آگ اور پانی کے ایک برتن میں۔

حدیث اَلدِّیْنُ وَالدُّنْیَا اُخْتَانِ وَلَا یَنْکِحُ بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ دین اور دُنیا دونوں بہنیں ہیں اور دونوں بہنوں میں نکاح نہیں کیا جاتا۔

اور نیز فرمایا ہے صاحب مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ دُنیا تصرف شبینہ کا ہے روزینہ کے ساتھ اور روزینہ کا شبینہ کے ساتھ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

اے کور چشم اگر کوئی کہے کہ دین اور دُنیا دونوں مجھ پر عطا ہے۔ حضرت سرور کائنات سے بہتر نہ ہو غلط کہتا ہے اور خطا ہے تَرْکُ الدُّنْیَا لِلّٰهِ الدُّنْیَا آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بعضے دنیا واسطے رجوعات کے ترک کرتے ہیں لَا تَمْنَعْ وَلَا تَطْمَعْ وَلَا تَجْمَعْ یعنی اگر کوئی دے منع مت کر اور اگر نہ لے تو طمع مت کر اور اگر رکھے جمع مت کر۔

اور اگر کوئی شخص کہے کہ میں اپنے مُلک میں جو درم و دینار اور جنس اور املاک دُنیا رکھتا ہوں مجھ کو نفس سوم کی طمع سے نہیں ہے بلکہ واسطے بیوؤں اور فقیروں اور مسکینوں مستحقوں اور عاجزوں

اور بھوکوں اور یتیموں کی ہے تو جاننا چاہئے کہ یہ سب مکر اور فریب شیطانی حیلہ ہے کیونکہ
وہ کیوں دنیا کی بسیاری چاہتا ہے، اُس کے طالبوں کو دیوے اور خود اللہ کی طرف رجوع
یہ سیرت واسطے نام اور ناموس کے ہے یہ مرتبہ فقیر کا نہیں ہے ✽

شرح اسم اللہ جب روح اعظم وجود میں آئے اور شروع کیا اور کہا یا اللہ
قیامت تک اُٹھے۔ ہنوز اللہ کے نام کی انتہائی کنہ تک نہ پہنچے جو سب ہر علم اور صحیفہ اور
ہر الہام اور ہر کتاب اور توریت، انجیل، زبور، فرقان اللہ کے نام کی شرح میں ہے ہر انبیاء و
اولیا جو علم ظاہر اور باطن پڑھے اسم اللہ کی ماہیت دریافت کرنے کو۔ اور اسم اللہ کی معرفت
سے الوہیت ہویت مرتبوں فنا فی اللہ کو پہنچے۔ پس کون علم اللہ کے نام سے فائق زیادہ ہے
کہ اُس سے تو منہ پھیرتا ہے اور نہیں پڑھتا۔ اسی واسطے مردہ اور سیاہ دل ہے ؎

آنچہ خوانی از اسم اللہ بخواں ‖ اسم اللہ با تو ماند جاوداں

جس کو علم کلی زیادہ ہے عقل کی زیادہ ہے۔ اور جس کو عقل کلی رہبر ہے۔ اللہ کی نام کی برکت سے توحید
اور صفائی دل کی اور معرفت اور کشف اور حیرت اور خوف اور رجا اور توکل مجموعہ اوصاف
حمیدہ کا جمعیت اور طاعت اور امان اللہ کے تصور اسم اللہ کے ساتھ زیادہ ہے مستغرق
ہے۔ اور غرق خاص الخاص وہ ہے کہ جب تصور اسم اللہ میں غرق ہووے اور چشمہ ذکر نور اللہ
سے کہ اُس کو روح الفروح فیض اللہ کہتے ہیں اور وہ چشمہ نور اللہ کا روح فتوح قندیل میں
آتی ہے اور وہ قندیل پر نور اللہ کے نام کے ساتھ کہ شش جہات سے باہر اور اُس کا نشان
بے نشان ہے۔ اور اس کی صورت بامعنا کار پریشان۔ جو اس مقام میں پہنچتا ہے مطلق
صاحب استغراق ہوتا ہے ✽

اس مقام میں اولیاء اللہ کو موت اور زندگی ایک ہوتی ہے۔ اگر اُس کا جسم خاک پر ہے
تو روح عرش پر مستغرق ہوتی ہے۔ قیامت کے دن صاحب مستغرق قبر میں آویگا اور قبر سے
اُٹھیگا اور کہیگا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ اور ایسا مست ہوگا کہ سر عرش پر ماریگا۔
اس کا نام کمالیت ہے۔ اس کو فقیر صاحب خزانہ کہتے ہیں۔ ایسا مرشد چاہئے
اور مرشد ناقص کچھ کام نہیں آتا۔ مرشد ہونا آسان نہیں ہے۔ مرشدی نور ہدایت اللہ
کا بڑا خزانہ ہے اَلْفَقْرُ کَنْزٌ مِّنْ کُنُوْزِ اللّٰہِ تَعَالیٰ فقر ایک خزانہ ہے اللہ کے خزانوں
میں سے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ✽

اور یہ آیت بھی غرق توحید اور استغراق دل اور قندیل پُر انوار اللہ پر دلالت کرتی ہے۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ؎

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا اُس کے نور کی مثل ڈبیٹ کے ہے کہ اس میں چراغ ہے اور چراغ فانوس میں اور فانوس گویا ایک ستارہ روشن ہے کہ جلتا ہے درخت مبارک زیتون سے نہ شرقی ہے اور نہ غربی قریب ہے کہ اتنا اس کا روشن ہو اگرچہ نہ مس کرے اُس کو آگ نور بر نور پر ہے، ہدایت کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ سبب اپنے نور کے جس کو چاہتا ہے اور آدمیوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک مثل بیان کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شے کا علم رکھتا ہے، اُن گھروں میں کہ اُن کے بلند کرنے کا حکم کیا ہے۔ اور یہ کہ اُن میں اُس کا نام ذکر کیا جاوے صبح اور شام ؎

تو جانتا ہے کہ کچھ نہ تھا اللہ تعالیٰ کہاں تھا، ہمارے ساتھ تھا اور ہم کہاں تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھے۔ اُس کا قول ہے وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو ؎

پس اللہ تعالیٰ کے کلام میں دوسرا نہیں سماتا کہ سوائے اللہ کے نام کے اللہ سے کون کلام زیادہ فائق ہے۔ اللہ تعالیٰ صانع غیر مخلوق ہے اور سب مخلوق ہیں ؎

حدیث ہے لَا طَاعَۃَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ نہیں طاعت ہے واسطے مخلوق کے خالق کی معصیت میں ؎

اللہ تعالیٰ کا قول ہے لَا تُشْرِکْ بِیْ شَیْئًا مت شرک کر میرے ساتھ کسی شے کا، پس اللہ کے طالب اللہ کے ساتھ ایسے یگانہ ہیں کہ نہ خدا اُن سے جُدا ہے نہ وہ خدا سے ؎

ہر کہ را قدرت نماید با ظہور
غرق فی اللہ گشت حدت با حضور

یا اس آیہ کریمہ کو واسطے یکتائی حق کے اور دور کرنے حجاب کے استخارہ کے ساتھ پڑھے

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ اللہ کے نام کے ساتھ جو تصور نگاہ رکھے روح زندہ ہو اور نفس مردہ ہو

دیدہ از دل سے کشاید راز تن — روز و شب با حق بگوید ہم سخن

ہر کہ راشد از سر آں التفات — ہمچو طالب غرق فی اللہ شد نجات

شرح دل کی اور دل کے ذاکر کی قلب ذاکر قلبی کو کہتے ہیں۔ اور ذاکر قلبی کس چیز چیز سے پہچانا جاتا ہے ❊

جان کہ قلب کیا چیز ہے جو دل کی صفت سے موصوف ہو اس کو ذاکر قلبی کہتے ہیں اول قلب مثل آفتاب کے چاہیے روشنی آفتاب سے چراغ اور تاریک شب کو کیا قدرت ہے کہ شعلہ شعاع مارے۔ بلکہ عام اور خاص ذرہ کی مانند آفتاب سے بہرہ ور ہیں ❊

دوسری قلب مثل آب حیات کے ہو جس نے کہ آبحیات کے چشمہ سے ساغر معرفت الہی کا پیا اور مست ہوا دنیا اور عقبے دونوں کو فراموش کیا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى اس کو سیر سفر باطنی خضر کہتے ہیں کہ ظاہر حضرت خضر طلب ہیں اس کی مجلس کے ہے اور وہ دوست ہیں غرق اس صاحب قلب کو يُحْيِي الْقَلْبَ وَيُمِيتُ النَّفْسَ اولیا اللہ کہتے ہیں ❊

حدیث ہے اِنَّ اَوْلِيَائِي تَحْتَ قَبَائِي لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِي ❊

تیسرا قلب مثل پتھر کے کہ ہمیشہ اس میں مثل لعل کے اللہ کا نور پیدا ہووے۔ اور اس سے معرفت ظاہر ہووے ❊

چوتھا مثل آگ کے کہ سوائے محبت عشق الہی کے غیر کو جلاوے ❊

پانچویں قلب مثل گنج مثل کان مثل طلسمات کے کہ نظر سے توڑ دے سوائے محبت اللہ تعالیٰ کے صاحب قلب اللہ کا خزانہ ہے ❊

چھٹے قلب مثل آئینہ کے کہ اللہ کے نام کے تصور کے ساتھ دونوں جہان کو دیکھے اور ہر ایک کی تحقیق راہ محمدی سے کرے ❊

ساتواں قلب مثل ولایت ہدایت اللہ کے ملک عظیم بعظمت کریم جو اس دار الامانت میں آوے اس کو قصہ نہ چاہیے ❊

آٹھواں قلب مثل کان آہن کے کہ اس سے علم اور ایراد فتوحات غیبی کہ اس کو عالم العام علم لدنی معرفت مولا کہتے ہیں۔ اشتغال الہی میں غرق اور ہم قلب قُلْ هُوَ اللّٰهُ کا

نفس شیطان اور دنیا اور اہل دنیا سے دور حق میں مستغرق اور مسرور یہ حقیقت صاحبِ باطن صاف قلب کی ہے۔ زاہد باریا، مغرور، خود فروش کیا جانے۔ الغرض جو علم اور ریاضت زبان سے تعلق رکھتے ہیں وہ بے خبر ذکر فکر باطنی معرفت الٰہی سے ہیں۔ علم زبان کا اقرار ہے۔ اور ذکر دل تصدیق قلب کی ہے۔ نفاق دل سے تعلق رکھتا ہے ✦

جس شخص کو کہ تصدیق قلب اور صفائی معرفت ذکر اللہ کے ساتھ ہے۔ دل ہاتھ میں نہیں آتا نفاق سے باہر ہے ظاہر اور باطن اقرار باللسان العلم حجاب الاکبر ✦

قلب ایک نور ہے اسرار الٰہی کا کہ ظاہر اور باطن سے خبر دیتا ہے۔ کامل اور دانا وہ ہے کہ ظاہر ورق کے مطالعہ میں اور باطن اللہ کے شغل میں غرق ہو ✦

اکثر آدمی کہتے ہیں کہ ذکر دل سر و سے زیادہ حرکت کرتا ہے، غلط ہے۔ یہ جنبش شیطانی ہے ؎

دل کہ جنبد مے جنباند عرش را | دل بجنبد باسر و دوسر ہوا

جو ان دس صفتوں کو نہ جانے صاحب کلب ہے کہ دنیا جیفہ کی طلب کی ہے۔ پس مجلس اہل قلب اور اہل کلب کی درست نہیں آتی۔ کہ قلب ظاہر اور باطن اس کو مشروحاً دکھلاتا ہے۔ پس جس کا ظاہر باطن ایک ہے عجب نہیں ہے کہ یہ فیض خدا سے عطا ہو ✦

جاننا چاہیئے کہ دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار عالم کل اور جزو اللہ کے نام میں لپیٹے ہیں۔ اور اللہ کا نام قلب میں جب اللہ کا نام اللہ کے ذکر سے جوش مارے اور زبان کھولے اللہ اللہ کی ضرب سخت دل پہ مارے خروش اسم اللہ سے بیہوش اور بیخود ہو۔ پردہ ظلمانی اور نفس شیطانی سب پارہ پارہ ہو اور مشاہدہ حقیقی اور راہ محمدی منہ دکھائے ؎

چیستاں کن اسم را در جسم نہاں
کہ مے گردد الف در بسم نہاں

جب اس مقام پر اللہ کا طالب پہنچتا ہے تو ظاہر حرام کھاتا ہے۔ باطن میں مجلس محمدی میں مدام ہے۔ وہ حرام غضب اور غصہ اور حرص اور حسد ہے۔ ان مراتب کو خلیق شریف لطیف کہتے ہیں یعنی صاحب التفات۔ فقیروں کی راہ صرف اللہ کے نام سے ہے کہ ذاکر اور شاغل کو ہر طاعت میں قال دوسرا اور حال دوسرا ہے اور وہم و خیال دوسرا اور ہر لحظہ جان دیگر اور مکان دیگر اور بیان دیگر اور لسان دیگر رات دن خون جگر کھاتے ہیں۔ مجاہدہ اور خواب ان کا

وحدت ہے۔ اور تن پر لباس شرع محمدی کا پہنے پیالہ معرفت کا پی رہے ہیں ؞

جب فقیران مراتب پر پہنچے اُس کو ایک وجود کہتے ہیں یعنی حق سے سنتا ہے اور حق سے کہتا ہے اور حق ڈھونڈھتا ہے اور حق دیکھتا ہے۔ اور اس مقام کو حق الیقین کہتے ہیں ۔ اُعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اور نیز مقام ایک وجود قَالَ اللّٰهُ وَبِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْط ہے یعنی محقق عارف باللہ جو آواز سنتے ہیں اللہ کے نام سے سنتے ہیں۔ اور جو اُن کی زبان سے نکلتا ہے اللہ کے نام سے نکلتا ہے۔ حدیث ہے كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ جو برتن میں ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے ؞

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے رَاَيْتُ شَيْئًا رَاَيْتُ اللّٰهَ یعنی دیکھا میں نے صفت سر قدرت میں کہ اللہ ہے۔ اہلِ ذات کی نظر صفات پر مقامِ ناسوت کا تماشا اور نظر ذات کی ذات پر لاہوت کا تماشا ؞

اور لاھوت دو قسم ہے (۱) لانہایت (۲) لامکان۔ اس حقیقت اہل ذات کو کیا جانے ناسوت پُرخطرات پریشان جائے کہ ذاتِ قدرت ہے ہمہ از وست درمغز و پوست ؎

رو نماید زبہر مشتاقی رفت فانی چو یافتم باقی

جان کہ اول اسم ذات کو زمین اور آسمان اور پہاڑ پر امانت بھیجا۔ اُس کی برکت اور بزرگی اور عظمت کا بار نہ اُٹھا سکے سب بیزاری لائے جیسا کہ قول اللہ تعالےٰ کا ہے :-

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ؞

ہم نے پیش کیا امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پس اُنھوں نے انکار کیا اور روگردانی کی اور انسان نے اٹھالیا تحقیق وہ ظالم اور جاہل تھا ؞

؎ خوش آں روے کہ از چشم بداندیشاں باشد
خوش آں جائے کہ چوں خرما بجیب استخواں باشد

؎ پردہ بود مرا شعلہ چو خنگ گشتہ خوش نشینم بسراپردہ خاکستر خویش

جو دل دنیا کی محبت سے افسردہ ہو گیا ہے اُس پر وعظ اور نصیحت کیا نفع دے۔ کیونکہ وہ انتہائے حب دنیا اور حرص اور اوصاف ذمیمہ سے مردہ ہو گیا ہے قولہٗ تعالیٰ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ اے محمد طرف پروردگار اپنے رغبت کر ؞

مصنف کہتا ہے کہ اگر تجھ کو بادشاہی ملک سلیمانی کی دیں اُس سے بہتر ہے کہ ایک مرتبہ جمعیت کے ساتھ یا اللہ کہے کہ حشر کے روز اُس کا پلہ بمقابلہ بدی کے بھاری ہو۔ اُس روز اللہ کے نام کی قدر معلوم ہوگی۔ دُنیا فانی ہے اور اسمِ اللہ باقی جیسا کہ خاقانی کہتا ہے ؎

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

جواب مصنف ؎

بہ از ملک سلیمانی برآید از دم فانی — در انجا دم نے گنجد مقام اللہ سبحانی

جان کہ آدمی افضل ہے کوئی شے اُس کے مرتبہ کو نہیں پہنچتی اور جو کچھ پیدا ہے آدمی کے واسطے ہے اور آدمی واسطے پہچاننے حق کے۔ پس جو معرفت حق کی طلب نہیں کرتا اُس کے اوقات پر لعنت ہے کہ آدمی ہو کر گاؤ خر ہو جاوے۔ اور بروز قیامت دیدار حق کی اُمید نہ رکھے ؎

مورم اما عوض گوشۂ بے توشۂ خویش — نہ پذیریم اگر ملک سلیمانی بخشند

از عمر یک دو روزۂ تنگ اند عارفاں ؎
اے بے شعور طالب عُمر دوبارۂ

؎ عمر بہار عارف ہم دم بود خدا — عمر خزاں آنکہ بود از خدا جدا

ملک سلیمانی کی کیا جگہ ہے کہ عارف باللہ ملک کونین اختیار نہ کرے وہ آدمی مرد ہیں کہ نفس پر قادر ہیں۔ اَلدُّنْیَا بَحْرٌ وَالْاِنْسَانُ حُوْتٌ وَالْمَرَضُ شَبْکَۃٌ وَالْمَوْتُ صَیَّادٌ دنیا دریا ہے اور انسان مچھلی اور مرض جال اور موت شکاری ہے۔ قیامت کے دن اُمید رکھتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ جو یہاں اندھا ہے وہاں بھی اندھا ہے ؎

ہر کہ اینجا نہ دید محروم است — در قیامت ز لذت دیدار

اور ولی مادرزاد حق تعالےٰ کو کسی وقت آپ سے جدا نہیں دیکھتا۔ ہر حال اور اقوال اور احوال اور افعال اور اعمال میں اللہ تعالےٰ حاضر و ناظر ہے ؎

کور مادر زاد کے بیند صفا
روز و شب با خود پرستی سر ہوا

اندھا مادرزاد کب صاف دیکھتا ہے رات دن خود پرستی اور ہوا میں ہے ❊

قولہ تعالیٰ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۝ مَا
ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ۝ وَمَا یَنْطِقُ
عَنِ الْهَوٰی ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝
عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۝ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰی ۝
وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۭ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝
فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ فَاَوْحٰی
اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی ۝ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ
مَا رَاٰی ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی ۝
وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی ۝ عِنْدَ
سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی ۝
اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ
وَمَا طَغٰی ۝

(لوگو!) ہم کو (شہاب) تارے کی قسم جب وہ
(آسمان سے) ٹوٹتا ہے کہ تمہارے رفیق (محمدؐ) نہ تو
(راہ راست سے) بھٹکے اور نہ بہکے اور نہ اپنی خواہش
نفسانی سے باتیں بناتے ہیں (بلکہ) یہ (قرآن جو پڑھ کر
سُناتے ہیں) وحی (آسمانی) ہے جو ان پر نازل ہوتی ہے
(اور) ان کو (جبریل فرشتہ) تعلیم کرتا ہے جس کی (روحانی)
طاقتیں (بڑی) زبردست ہیں (اور) اُس کی (جسمانی)
قوت (بھی بڑی) زبردست ہے کہ جس وقت وہ (آسمان
کی) ایک طرف اچھی اونچی جگہ میں تھا (اپنی اصلی صورت
میں سارے کا سارا پیغمبر کے سامنے) آ کھڑا ہوا پھر (اُن
سے) نزدیک ہوا اور (اپنا ان کی طرف کو) جھکا کہ (دو تو
میں) دو کمان کی قدر کا فاصلہ رہ گیا بلکہ (اس سے بھی کم)
اس وقت خدا نے اپنے بندے (محمدؐ) کی طرف جو وحی کرنی تھی سو کی۔ پیغمبر نے جو کچھ دیکھا تھا (اُن کے) دل نے اس
میں کچھ جھوٹ نہیں ملایا (پیغمبر جو جبریل کو) دیکھا کرتے ہیں تو کیا تم لوگ اُن سے اس بات پر جھگڑتے ہو
حالانکہ (جھگڑنے کی کوئی بات نہیں کیونکہ) اُنہوں نے تو (معراج کے وقت) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس
جہاں (نیک بندوں کے) رہنے کی جگہ بہشت ہے جبریل کو ایک دفعہ اَور بھی (اصلی صورت پر اپنے
پاس آیا ہوا) دیکھا تھا جب کہ (اُس) سدرہ پر چھا رہا تھا (یعنی نور۔ اُس وقت بھی پیغمبر کی) نظر نہ (کسی طرف
کو) بہکی اور نہ (جگہ سے) اُچٹی ۔

بلبل نیم کہ نعرہ زنم دردسر کنم ۔۔۔ پروانہ وار سوزم و دم بر نیاورم
پروانہ نیستم کہ بیک شعلہ جاں دہم ۔۔۔ مرغ سمندرم کہ در آتش نشستہ ام

اللہ تعالےٰ کا قول ہے یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ اے آگ ٹھنڈی
ہو جا اور سلامتی ابراہیم پر ۔
زندہ دل سب خلیل ہیں اور مردہ دل بخیل ۔
جان کہ فقر ایک صورت ہے ملیح اور اس کا وجود غرق مع اللہ بذکر اللہ تسبیح اور فقر خوبصورت
اور سرخ رو کہ دو جہان اُس پر مبتلا اور حیران ہیں اور غمگین اور پریشان ہیں ۔ اور جو باطن

میں مُنہ سُلطان الفقر کا دیکھتا ہے لایحیت رح صاحب لفظ ہوتا ہے ۔لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ حدیث ہے یعنی فقیروں کی زبان اللہ کی تلوار ہے ۔مثل کُنْ فَیَکُوْن کے ازل کی سیاہی اُس کی زبان پر باقی رہی ۔اُس کا قلم اور نظر لوح محفوظ کے مطالعہ میں ہے یعنی جو کہے اللہ تعالےٰ کے کرم سے ہو جاوے ۔نیز یہ ہے کہ صدقہ فقرا کو دے ۔اور اللہ کی رضا ہاتھ میں اَلصَّدَقَةُ تُطْفِیْ غَضَبَ الرَّبِّ حدیث ہے صدقہ اللہ تعالےٰ کے غضب کی آگ بجھا دیتا ہے ۔اگر تو فقیر کو رات دن گریاں دیکھے تو جان لے کہ فقر کی گرانی سے بار نہیں اُٹھا سکتا اور اگر ہنستا دیکھے خدا اُس پر ناخوشنود فقیر درمیان میں ہے نہ ہنستا ہے نہ روتا ہے ۔

جب فقیر صاحبِ باطن کو دلیل اور وہم اور توجہ اور نظر اور گرانی دِل کی ہوتی ہے۔ خراب ہوتا ہے اور چونکہ صاحبِ باطن کو ذکر حضوری ہے اُس کو کیا حاجت خرابی اور دوری کی ہے ۔

شرح جسمانی ولایت کا شہر خدا کے شہروں سے مشاہدہ کیا کہ سو ہزار لطیفوں اور حکمت سے آراستہ اور قدرت کے ظرائف سے پیراستہ ہے۔اُس کو مدینۃ القلب کہتے ہیں ۔اور اُس شہر کے گرد ایک گنبد ہے کہ اُس کا نام دماغ ہے اُس پر چھ کھڑکیاں ہیں کہ ہر ایک حکمت کے طلسمات سے بھری ہوئی ہے ۔دو کھڑکیاں دو آنکھیں ہیں اور دو دونوں کان اور دو سوراخ ناک کے ۔ اور اس شہر میں ایک بادشاہ ہے کہ اُس کو شاہ عقل کہتے ہیں۔ جب شاہ عقل جس سر کی آرزو کرتا سوائے اُس کھڑکی کے کہ اُس سے مدرک ہوسکے ممکن نہ ہوتا چونکہ اسرار نہانی کا دیکھنا چاہتا بقصد ٹھہرنے کے آنکھ کی کھڑکی پہ آتا ۔اور اگر خواہش آواز اور حروف کے دریافت کرنے کی ہوتی ہے آنکھ کی کھڑکی پر جاتا ہے ۔اور اگر خوشبوؤں کے سونگھنے کا ارادہ ہوتا ہے ناک کی کھڑکی پہ ۔اور جب شاہ عقل سن صغیر میں تقاسات آدمی امرائے دولت اور ارکانِ مملکت سے بطریق تغلب طاغی اور باغی کے ہو کر عقل کو دماغ کے گنبد میں بند کئے ہے ۔اور مدینۃ القلب کے متصرف ہوئے ۔ایک نفس امارہ کہ وکیل مطلق ہے دوسرا شہوت میر غرض تیسرا غفلت کہ عشر یعنی خراج یا داورشتہ کا تحصیل کرنے والی ہے چوتھے لعب ندیم مجلس ۔پانچویں غرور سارج داد چھٹے حرص میر سامان ۔ساتویں طمع خوطہ دار القصہ جب شاہ عقل سن بلوغ اور رشد کو پہنچا، منتظر ہوا اور اُمیدر کھے کہ عالم غیب سے مدد پہنچے اور باغیوں کی اذیت سے خلاصی پاوے اور سلطنت کے احکام اپنی مُراد کے موافق

کرے۔ ایک روز دماغ کے گنبد میں منتظر اور متامل تھا کہ ناگاہ ایک نورانی جوان مثل ولی ربانی کے دروازے سے آیا۔ شاہ عقل نے بعد اکرام اور احترام کے اور تحیۃ اور سلام کے اُس جوان کی حقیقت دریافت کی۔ جوان نے کہا مَیں توفیق الٰہی ہوں کہ نعمت نامتناہی سے مقرون اور مشحون ہوں، مجھ کو تیرے آگے بھیجا ہے۔ میرے ساتھ سچے ارادہ سے بیعت کر تاکہ امر سلطنت تیری مراد کے موافق ہووے۔ اور باغی اور دشمن مقہور ہوں۔ بعد ازاں جس جگہ کہ مجھ کو حاضر کرے گا۔ حاضر الوقت ہونگا۔

جان کہ سات آدمی بکیش اور دشمن رکھتا ہے چاہیئے کہ سات خیر اندیش اُن پر مقرر کر کہ وہ یہ ہیں۔ اوّل علم توحید دوسرے شریعت تیسرے حکمت چوتھے دیانت پانچویں ادب چھٹے راستی ساتویں یقین جب ان کی طرف التفات کرے گا تو اُن کی موافقت اور مصاحبت سے باغی بھاگینگے اور بھاگنا غنیمت جانینگے۔ شیخ توفیق نے یہ کہا کہ اُس کی خاطر خطیر صورتوں کا آئینہ اور ارادت کا گنجینہ ہے اور مجلس شریف سے غائب ہوا اُس وقت شاہ عقل نے بمقتضائے ذات اور امداد توفیق نفس امارہ سے رخصت چاہی کہ تا راستی کو اُس کی ہمدمی سے چھوڑ دے نفس امارہ نے ہر چند دیکھا گردن نہ کھینچ سکا۔ دیکھا کہ راستی کو زوال نہیں ہے اور منع کی اُس کو مجال نہیں، رخصت دی۔ بادشاہ عقل نے ندیم اور رفیق اور بشارت تحقیق اُس صدیق کی پھر کی۔ راستی نے زمین خدمت چوم کر عرض کیا ؎

شہا ہفت اختر غلام تو باد　　زمین و زمانہ بکام تو باد

مجھ کو کیا قابلیت ہے کہ تیرے مقابلہ میں بات کروں۔ لیکن بسبب حکم جہاں مطاع کے عز اشرف میں پہنچاتا ہوں کہ آفتاب رُوح کی سلطنت کے سات ستارے ہیں کہ فوارہ ملازم سریر سپہر نظیر کے ہیں اور ہمیشہ جان سپاری میں ثابت قدم اور صاحب سیم ہیں اور بسبب خیر اندیشی کے کہ لازمہ خدمتگاری کا ہے مقدمہ موقف عرض میں پہنچاتے ہیں۔ اگر عادت آفتاب شعاع صادر ہو عرض میں بادشاہ کے پہنچاؤں۔ شاہ عقل نے فرمایا کہ، راستی نے جبین نیاز زمین پر رکھ کر قبیل آستان ملک آشیان کے عرض میں پہنچانا مصلحت وہ ہے کہ منہ حضرت بادشاہ کا ایمان کے باغات کی طواف کی طرف اور عرفان کی نہروں کے مشاہدہ کی طرف آوے اور خود معائنہ فرماویں کہ ایمان کا باغ اہل طغیان کے تغلب سے مُنہ طرف خرابی کے لایا اور متاع اصول بند ہو کر واجب طاعت کے اور کمال کے بارے باز رہے اور مرغ فکر اور ذہن

کے بند ہو گئے سادہ راک بے پروبال ہوا۔

زباد خزاں بوستاں شد خراب　　بنقص آمدہ در چمن سیل آب
ز قمری و بلبل شدہ سادہ باغ　　ز نم سراشد بجائیش کلاغ

اور بعد مشاہدہ کے نفس امارہ کی طرف عتاب کے ساتھ خطاب ہووے کہ ایسا لطیف باغ اور دلکش اور گلستان شریف تمہارے عہد وزارت میں کیوں اس خرابی کو پہنچا، ظاہر ہوا کہ سلیقہ تعمیر کا نہیں رکھتے ہو۔ بلکہ اس کی بربادی میں متوجہ رہتے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ تدبیر نگہبانی ممالک معمورہ کی عہد اور اہتمام علم اور شریعت کی طرف چھوڑ دو۔ اس بات کے سننے سے یاس بقات کے عوارض پر اور ناامیدی طبقات کے رخساروں پر ظاہر ہو گی۔ اور ران بقال مو کی اشال سے سر پھیر کر جواب سخن کا موافق سوال کے نہ کہیگا۔ پھر ہجوم کر کر بہ استحقاق وکالت اور وزارت عمدہ دلائل اور حجتیں نہیں قائم کرے گا۔ اور مجلس جنت صفت میں مدعا کا اثبات اگر اہل طغیان کو ملزم پاکر تمام ارکان دولت کے محضر میں شرمندہ کروگا جب لشکر اور رعیت اس کی کم دانشی پر واقف ہو گی۔ اس سے روگرداں ہو گی اور وکالت اور وزارت ہمارے تصرف میں آویگی۔ اور بادشاہ بھی مقصود پر فائز ہو گا۔ شاہ نے موافق تعلیم کے باغ ایمان کو مشاہدہ کیا۔ اور نصیحت کے مضمون اور شریعت اور علم پر عمل کیا ہر گز کہ ان کلمات کے کہنے سے دیوانہ کہینگے مگر وہ سردار اہل بہشت ہو گا۔ اور قیامت کے دن سب پیغمبر اس کا استقبال کرینگے ۔

حضرت پیغمبر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو بعد نماز صبح آفتاب نکلنے تک اور بعد نماز عصر غروب تک کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے اور درمیان میں کلام نہ کرے خدائے تعالےٰ پر حق ہے کہ اس کو بہشت میں داخل کرے اور اس سے کچھ نہ پوچھے اور وہ ستر آدمی کی شفاعت کرے کہ جن پر دوزخ واجب ہوا ہو ۔

حضرت پیغمبر مفخر موجودات نے فرمایا ہے کہ جو درمیان وضو کرنے کے کلمہ طیبہ پڑھتے تو جو قطرہ کہ پانی کا ٹپکے حق سبحانہ وتعالےٰ اس سے ایک فرشتہ پیدا کرے کہ وہ قیامت تک اس کلمہ کو کہیں گے اور اس کا ثواب پڑھنے والوں کو دینگے ۔

حضرت پیغمبر صاحب المعجزات نے فرمایا ہے کہ جو سوتے وقت دس بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے ایسا ہو کہ اس نے ایک غلام آزاد کیا ۔

اور فرمایا ہے کہ میں جاتا ہوں اور تم کو کلمہ کی پناہ میں چھوڑتا ہوں۔ پس خدا آپ کو اس کی پناہ میں رکھے دوزخ سے نجات پاوے۔ پس تم پر لازم ہے کہ اس کلمہ کو بہت پڑھو تا کہ بہشت میں بلند درجے پاؤ ۔

اور فرمایا ہے کہ مرتے وقت جس کا آخری کلام یہ کلمہ ہو اس کو بہشت ہے ۔

اور فرمایا ہے جو تنہائی میں دو سو بار پڑھے اُس کو ثواب حج اکبر کا ملے ۔

اور فرمایا ہے کہ اس پر رضوان اکبر واجب ہووے ۔

حق تعالےٰ نے حضرت موسےٰ عمران پر وحی کی کہ اے موسےٰ اُمت محمد رسول اللہ سے ایک قوم ہو گی کہ بلند آواز پر بہادر ہو گی اور چلا کر کہیگی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وہ ہمارے دوست ہیں۔ اول اپنا دیدار ہم اُن کو دکھائینگے۔ اور قیامت کے دن پیغمبروں کے برابر ثواب دینگے ۔

اور فرمایا ہے جو بعد نماز صبح کے ۶۰ بار اور بعد نماز ظہر ۲۰ بار۔ اور بعد نماز عصر ۳۰ بار اور بعد نماز مغرب ۴۰ بار۔ اور بعد نماز عشا ۵۰ بار اور بعد نماز وتر ۶۰ بار کلمہ طیبہ پڑھے اس کے واسطے ۶۰ عمروں کا ثواب لکھا جاوے اور بہشت میں ۶۰ شہر اور ہر شہر میں ۶۰ محل اور ہر محل میں ۶۰ گھر اور ہر گھر میں ۶۰ تخت اور ہر تخت پر ایک حور بیٹھی ہوئی ہو بنائے جاویں ۔

اور فرمایا جو سو بار روز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے قیامت کے دن اُس کا منہ مثل چودھویں کی چاند کے روشن ہو ۔

اور فرمایا ہے تنہا خود زکوٰۃ ادا کرو کلمہ طیبہ کہنے سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

اور فرمایا ہے جو روز سو بار کلمہ طیبہ پڑھے تو راہ بہشت کا پسندیدہ توشہ اُس کو ہو ۔

اور فرمایا ہے جب بندہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے۔ تو اُس کی سانس سے ایک سبز پرندہ پیدا کیا جاتا ہے کہ اس کے پر مرصع موتی اور یاقوت سے ہوتے ہیں اور وہ عرش کے نیچے جاتا ہے اور کانپتا ہے۔ خدائے تعالےٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اے پرندہ ساکن ہو۔ وہ کہتا ہے خداوندا کیونکر ساکن ہوں کہ اس کلمہ کے پڑھنے والے کو تو نے نہیں بخشا ہے فرمان ہوتا ہے کہ ہم نے بخش دیا اُس کو فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَکُمْ وَمَثْوٰکُمْ

اہل معنی کہتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام پر خطاب ہے اور مراد اُن کا غیر ہے اس واسطے کہ حضرت علیہ السلام دانا تھے کہ سوائے اس کے اور خدا نہیں ہے جیسا کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا ہے۔
فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فلا تكونن من الممترين یہ دلیل ہے کہ خطاب آنجناب صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہے اور مراد غیر ہے ۔
مجاھد رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ افضل الذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ چنانچہ پیغمبر سرور کائنات نے فرمایا ہے افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ ہے ۔
اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نقصان اور نفع اور عزیز کرنے والا اور خوار کرنے والا نہیں ہے مگر اللہ تعالےٰ ۔
اور سہل رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے یہ معنی ہیں کہ لَا ضَآرَّ وَلَا نَافِعَ وَلَا مَانِعَ اِلَّا اللّٰہُ اور وہ اہل توحید اور توکل ہے ۔
فرمان اس جملہ پر ہے کہ اس پر بخشش مومنوں کی ہے اور تمہاری جگہ اور جانے کا جاننے والا نہیں ہے مگر خدائے تعالےٰ ۔
حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ جب اپنے اور مومنوں کے واسطے بخشش چاہے تو دل حاضر رکھ۔ جیسا کہ خبر میں ہے مَنِ اسْتَغْفَرَ وَلَمْ يَحْضُرْ قَلْبُهٗ مَعَ لِسَانِهٖ لَمْ يُغْفَرْ جس نے مغفرت چاہی اور حضور دل نہ کیا زبان کے ساتھ نہیں بخشا جاویگا ۔
اے عزیز! دل کا اعتبار ہے اگرچہ اس سے پہلے اس کو بخشدیا ہے کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ شاہد ہے ۔
پس جب حضرت عزت بخشش چاہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ لہذا مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چاہیئے کہ مومنین کی بخشش چاہیں۔ جیسا کہ مہتر خلیل نے رب جلیل سے سوال کیا کہ کسی گنہگار کو دوست رکھتا ہے۔ فرمایا کہ بخشش چاہنے والے گنہگار کو خداوند تمہارے جانے اور رہنے کی جگہ جانتا ہے کہ جہاں تم گناہ کرتے ہو اگرچہ پوشیدہ کرو پس چاہیئے کہ بخشش چاہو۔ اگر آمرزش کو میں رفیق رکھونگا تمہاری جگہ بہشت ہے اور اگر توفیق نہ دوں دوزخ ہے ۔
اے مومن ایک نماز ہے کہ اُس کو صلوٰۃ الذاکرین کہتے ہیں اُس کو پڑھ کہ حشر کے روز ذاکروں سے اٹھایا جاوے۔ اور جو حاجت خدائے تعالےٰ سے چاہے روا ہو۔ ثواب اس کا تحریر ادو

تقریر سے باہر ہے۔ اور وہ چار رکعت ہیں۔ ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ پندرہ بار سورہ اخلاص اور بعدہٗ قیام میں تین سو بار۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور ہر رکوع اور ہر سجود اور ہر قومہ اور جلسہ میں چالیس بار اور بعد سلام ۳۶۰ بار ۔

شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بار یہ نماز فوت ہوگئی چالیس روز تک ماتم میں اس کے رہے ۔

اور انہیں سے منقول ہے کہ میں نے ایک رات حضرت پیغمبر سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا کہ اے بایزید اچھی نماز اختیار کی ہے جو اپنی عمر میں ایک بار پڑھ لے بہشت اُس پر حلال ہووے اور دوزخ حرام پس اے مومن تو بھی گاہے گاہے یہ نماز گذار تاکہ اس سعادت کو پہنچے ۔

کلمہ شہادت کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہا۔ اللہ تعالے اُس پر آٹھ دروازے جنت کے کھول دیگا۔ جس سے چاہے داخل ہووے ۔

جان کہ یہ کلمہ خدائے تعالےٰ کی وحدانیت اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی ہے اور توحید کی جڑ ہے اور کلمہ شہادت کے کہنے والے کو بہت ثواب ہے چنانچہ آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو خدائے تعالےٰ کی یگانگی کی گواہی دے اور میری پیغمبری کی بہشت اُس پر واجب ہے ۔

اور فرمایا کہ جو گواہی دے یگانگی خدائے تعالےٰ اور میری پیغمبری اور دوسرے پیغمبروں کی پیغمبری کی جو میرے سوا ہیں تو سب پیغمبر اُس کے واسطے بہشت کے ضامن ہیں اور میں بھی اُس کی شفاعت کروں گا ۔

اور فرمایا ہے کہ جو باعتقاد درست اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہے کفر اور نفاق اس سے بیزار ہوتا ہے اور بشمار ہر کافر اور منافق کے اُس کے نامہ اعمال میں نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کی جگہ بہشت ہے ۔

اور فرمایا ہے کہ جو باخلاص دل اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہے۔ خدائے تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کریگا ؎

اور فرمایا کہ کلمہ شہادت بہت کہو کہ وہ تمہارے لئے دوزخ سے سپر ہو جائیگا ؎

اور فرمایا کہ جو وقت مرنے کے کلمہ شہادت پڑھے ناپدید ہوں اُس سے گناہ ؎

اور فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ کا ایک نور کا ستون ہے۔ جب بندہ کلمہ شہادت پڑھتا ہے وہ ہلتا ہے۔ حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ ٹھیر۔ وہ کہتا ہے کہ کیونکر ٹھیروں کہ تو نے کلمہ شہادت کہنے والے کو نہیں بخشا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق میں نے بخشدیا پس ستون ساکن ہو جاتا ہے ؎

اور فرمایا ہے کہ جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَيُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ دن میں سو بار کہے اس کو ثواب دس غلام آزاد کرنے کا ہوتا ہے اور سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو بدی اُس کے اعمال نامہ سے دور کیجاتی ہے اور شیطان سے امان ہوتی ہے۔ اس دن اور رات میں۔ اور اُس قدر ثواب کوئی نہیں پاتا۔ مگر جو اُس کی مانند کلمہ توحید کہے ؎

اور آپ نے فرمایا ہے کہ گواہی دو اور کہو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ خدائے تعالیٰ تم کو بہشت میں داخل کریگا جس عمل سے کہ ہو ؎

اور فرمایا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا کہ خوشی ہو تم کو اُمّت کی خوشی کے ساتھ کہ جو بعد ہر فرضیہ کے ۳ بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی نماز قبول کرتا ہے اور ہر رکعت کا ثواب اسّی برس کی عبادت کا اُس کو لکھتا ہے۔ اور جو بعد نماز صبح کہے خدا تعالیٰ اُس کے گناہ بخشتا ہے اگرچہ مثل کف دریا کے ہوں ؎

اور فرمایا ہے کہ جب مومن مقابر پر گذرے اور یہ کلمہ پڑھے خدائے تعالیٰ اُس گورستان کو منوّر کرتا ہے اور کہنے والے کو بخشتا ہے۔ اور ہزار ہزار نیکی اُس کے نام لکھتا ہے اور بدی مُعاف کرتا ہے ؎

اور فرمایا ہے کہ جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ کہے۔ خدائے تعالےٰ دس ہزار نیکیاں اس کے نام لکھتا ہے ؛

اور فرمایا ہے کہ جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ کہے اُس کے واسطے خدائے تعالےٰ بہشت لکھتا ہے اگرچہ وہ دوزخی ہووے ؛

اور فرمایا ہے کہ جو بازار میں آوے اور کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللہ تعالےٰ چالیس ہزار نیکیاں اُس کو عطا کرتا ہے۔ اور چالیس ہزار بدی دُور کرتا ہے ؛

اور فرمایا ہے کہ جو باوضو ایک مجلس میں سو بار کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ جو حاجت خدا تعالےٰ سے چاہے بر آوے ؛

اور فرمایا ہے کہ جو جنازہ دیکھ کر کہے تو ہر تن مو کے شمار سے ہزار ہزار نیکی اُس کے اعمال نامہ میں لکھی جاویں اور بدی دور کر دی جاویں اور اُس کا درجہ بلند ہووے ؛

اور فرمایا ہے کہ جو چار بار کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُشْهِدُكَ وَكَفٰى بِكَ شَهِيْدًا وَّاُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلٰٓئِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ خدائے تعالےٰ اُس کی آزادگی دوزخ سے لکھتا ہے ؛

اور فرمایا ہے جو کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ انگشت سبابہ کھڑا کرے۔ جب گور سے اُٹھے سب انگلیاں اُس کی امیں کلمہ کو۔ پس حق تعالےٰ اُس کے واسطے براق بھیجے کہ اُس پر سوار ہووے اور میدان حشر میں حاضر ہو۔ اور وقت کہنے کلمہ شہادت کے انگلی کھڑی کرنا مستحب ہے اور التحیات میں جب کلمہ شہادت پڑھے تو بعض علما کے نزدیک رفع سبابہ سنت ہے اور بعض کے نزدیک بدعت ہے ؛

اور فرمایا کہ جو جمعہ کی رات کو ۱۰۰ بار کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ خدائے تعالےٰ اُس کو اپنے دوستوں میں لکھے ۔

اور فرمایا ہے جو غروب آفتاب کے وقت دس بار کہے خدائے تعالےٰ اُس کی طرف فرشتہ بھیجے کہ اُس کی حفاظت کریں اور دس غلام کی آزادی کا ثواب ملے ۔

اور فرمایا کہ بعد ہر نماز کے جو کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ اُس کو ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملے ۔

اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمیوں کو بشارت دے کہ جو کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اُس کو بہشت ملے ۔

اور فرمایا کہ جو اپنے بچھونے کی طرف آوے اور کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اُس کے گناہ دور ہوں۔ اگرچہ مثل دریا کے ہوں ۔

اور فرمایا جو پہلو پھیرے اور کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ آخر تک۔ اُس کے اعمالنامہ میں ثواب رات دن کی عبادت کرنے والوں اور دن کے روزہ رکھنے والوں کا لکھا جاوے ۔

اور فرمایا جو بیدار ہو کر پڑھے اُس کو ثواب ستر سال کی عبادت کا ملے ۔

اور فرمایا جو آفتاب نکلتے وقت دس بار کہے اُس کو اس قدر نیکیاں ملیں کہ جس قدر چیزیں آفتاب سے چمکیں ۔

اور خداوند تعالےٰ نے اپنی وحدانیت کی گواہی دی ہے اور فرمایا ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ گواہی دیتا ہے خدائے تعالےٰ اس امر کی کہ بہ تحقیق وہی ہے خدائے تعالےٰ نہ دوسرا اور گواہی دیتے ہیں فرشتے اور صاحبان علم قائم ہیں عدل کے ساتھ، نہیں ہے خدا۔ مگر وہ غالب حکمت والا ۔

جان کہ خدائے تعالےٰ نے اپنی وحدانیت بہت جگہ بیان کی ہے چنانچہ فرمایا ہے۔

إِنَّنِیْ أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ اور فَاعْلَمْ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ اور سب پیغمبر اور فرشتے اُس کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں اور وحدانیت کے مقر ہیں اور اُس کی طاعت میں مشغول ہیں۔ چنانچہ قول اللہ تعالےٰ کا ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ اُن کی نماز ہے وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ اُن کی صفت اور اُولُوا الْعِلْمِ صاحب دانش بھی اُس کی خدائی کے مقر ہیں۔ جو صاحب عقل ہوگا اُس کا شریک نہ کہیگا۔ اور سب وحوش وطیور اُس کو جانتے ہیں چنانچہ اُس کا قول ہے:۔

یُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ✦

پس اے بنی آدم تو اُس کو کیوں نہیں پہچانتا۔ کہ اُس نے سب کو اپنے کو پہچنوا دیا ہے بطفیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے ✦

بندہ مصنف کہتا ہے ؎

عارفان واولیا اینہما زحق ہیں لعنتی برکار کافر حمتی برکار دیں

جان کہ کلمہ طیبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ چار چیز کا محتاج ہے اول صدق قلب کہ جس میں یہ نہیں منافق ہے دوم حرمت کہ جس کو نہیں فاسق ہے سوم حلاوت جس میں یہ نہیں ریا ہے۔ چہارم تعلیم جس کو نہیں بدعتی ہے ؎

نجات مردم جاں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کلید قفل جناں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
چہ خوف آتش دوزخ چہ باک دیو لعیں دراکہ وردزباں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
نبود ملک دو عالم نبود چرخ کبود کہ بود قبل زماں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

ترجمہ ابیات ؎

نجات جان ہے بس لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه رہ جنان ہے بس لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه
نہیں ہے خوف ہمیں کچھ جہنم شیطاں کا کہ ہر زباں ہے بس لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه
نہ تھے ملک دو عالم نہ تھا چرخ کبود مگر تھا قبل زماں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه

جس کسی کو کلمہ تاثیر کرے وہ آدمی کلمہ سے تاخیر نہ کرے اور کلمہ جس کی زبان کھولے ایک دم وہ اُس کے ذکر سے باز نہ رہے۔ جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ کہا بلا حساب اور عذاب جنت میں داخل ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ اگر زنا کرے اور چوری کرے۔ فرمایا اگر زنا کرے اور چوری کرے ؂

مطلب اس کا یہ ہے کہ حرام کھائے اور نفس کو انصاف دے زنا اور شرک اور کفر اور غرور سے اور تفسیر کے ساتھ کلمہ پڑھے خفی اور جہر سے اور کوچہ و بازار اور بر و بحر میں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور کلمہ سے منافق اور کافر فارغ ہے۔ اگر کوئی کہے کہ جائے نفس کلمہ ترک روا ہے۔ بہر طریق کلمہ پڑھنا روا ہے ؂

حدیث ہے (مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مَرَّۃً لَمْ یَبْقَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ ذَرَّۃٌ) جس شخص نے ایک مرتبہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا اُس کے گناہوں سے ایک ذرہ نہیں رہتا۔ تو کلمہ طیبہ کو کیا پہچانتا ہے۔ جب تو نے خدائے تعالےٰ کے موجود ہونے کا اقرار کیا پھر دوسرے کے پاس التجا، کیا ضرور ہے اور دوسرے سے ڈرنا سب کفر اور شرک ہے ؂

حدیث ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کَثِیْرٌ وَّ الْمُخْلِصُوْنَ قَلِیْلٌ اور کلمہ کہنے والا مخلص خاص ہے کہ ہمیشہ اللہ کے ساتھ اور سیف زبان ہے ؂

جان کہ مصنف کہتا ہے بعد نفس کے مرنے کے جو گناہ واقع روح کے ذمہ ہے نفس کہتا ہے مجھ کو اطلاع نہیں ہے کہ فعل بد روح کی زندگانی سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو بعد مرنے کے گناہ ہو وہ میرے ذمہ ہے۔ بس روح کو نفس یوں ملزم کرتا ہے۔ اور روح نفس کے ہاتھ سے حیران اور پریشان ہے۔ نفس دروغ گو اور فریب دہندہ ہے چنانچہ جس وقت کہ آدمی کے وجود میں تپ ہووے چار دل جلتے ہیں اور معذب ہوتے ہیں۔ سخت عذاب کے ساتھ یعنی قلب اور قالب اور روح اور نفس۔ پس کافر کے چاروں کافر اور منافق کے چاروں منافق اور مومن اور مسلمان کے چاروں مومن اور مسلمان ہیں ؂

اگر نفس، وجود میں بادشاہ ہووے اُس کا دل وزیر ہے۔ جان کہ گویا ہے فقر کے وعظ اور پند سے اور خاموشی فقر کی راز۔ اگر آئے دروازہ کھلا ہے۔ اور اگر نہ آئے خدائے تعالےٰ بے نیاز ہے ؂

حدیث مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَّجَدَ وَجَدَّ جو فقیری کے مرتبہ کو پہنچتا ہے اُس کو کوئی بات

اور سرود خوش نہیں آتا اگرچہ مثل حلق داؤد کے ہو ؛

جان کہ سر واسطے سجود کے ہے اور تن واسطے طاعت کے اور زبان واسطے ثنا کے اور دل واسطے ذکر کے اور روح واسطے فکر کے اور ہاتھ واسطے سخاوت کے اور آنکھ واسطے دیکھنے حق کے اور قدم واسطے کھڑے ہونے عبادت کے اور کمر واسطے باندھنے امر بالمعروف کے اور کان واسطے کلام اللہ سننے کے پس سرود ملعون کی جگہ کہاں ہے ۔ مولا کی راہ کے سب راہزن ہیں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

ایہا الناس جہاں جائے تن آسانی نیست — مرد دانا بجہاں داشتن ارزانی نیست

بچۂ دیو ببازی در یامنت بشکن — کیں بسرپنجگئے ظاہر جسمانی نیست

خدا را زپیروئے نفس کہ در راہِ خدا — مرد افگن تر ازیں غولِ بیابانی نیست

طاعت آں نیست کہ بسر بینی و بیشانی — صدق پیش آر کہ اخلاص بہ پیشانی نیست

سعدیا گرچہ سخندانی مصالح گوئی

بہ عمل کار برآید بہ سخندانی نیست

تصنیف عمل وہ ہے کہ قلب کی صفائی سے ہو۔ اور مطلب سوائے خدا کے نہیں ہے اور شریعت راہ ہے اور بے شریعت گمراہ ۔ مَنْ تَنَاهِيَ عَنِ الْبِدْعَةِ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ اِيْمَانًا جو بدعت سے انکار کرتا ہے خدائے تعالےٰ اس کا دل ایمان سے بھرتا ہے ؛

اکثر آدمی بدعت میں رزق کے واسطے پڑتے ہیں۔ چنانچہ مشائخ طبقات نے کہا ہے کہ رزق چار قسم کے ہیں ؛۔

اول رزق مقسوم کہا ہے دوم رزق مضمون سوم رزق مملوک چہارم رزق موعود۔ بعد اس کے تفصیل کی ہے کہ رزق مقسوم وہ ہے جو ازل میں تقسیم ہو گیا۔ اور لوح محفوظ میں لکھا ہے جو قسمت میں ہے بیشک پہنچیگا ؛

دوسرا رزق مضمون کہ جو چاہئے اُس کو پہنچے اُس کی روزی سے یعنی حق تعالےٰ رزق دینے کا ضامن ہے۔ جیسا کہ کلام اللہ میں ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا جو زمین کے رہنے والے ہیں اللہ تعالےٰ پر اُن کا رزق ہے ؛

تیسرا رزق مملوک یہ ہے کہ اُس کا ذخیرہ ہووے ۔ درم اور جامہ اور اسباب دیگر سے کہ تجارت کرے ۔ البتہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اُس سے کوئی چیز پیدا ہووے ۔ اور

روزی پہنچے ⁂

چوتھا رزق موعود یہ ہے کہ جو ہر وقت پہنچتا ہے ⁂

مصنّف کہتا ہے کہ رزق کی تمامیت دو قسم کی ہے۔ ایک حلال خاص نصیب عارفوں کا خدائے تعالیٰ کے خواستہ کے مطابق ہے اور خاص ہمیشہ توکل اور رضا میں ہیں وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ط قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو وہ اُس کو ایک مخرج پیدا کرتا ہے اور بےحساب رزق دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہو وہ اسکو کافی ہے تحقیق اللہ تعالیٰ پہنچانے والا اسکے امر کا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے واسطے ایک مقدار پیدا کی ہوئی اور رزق عام کا حرام ہے۔ جیسا کہ اظلم مردہ دل اہل نفاق کاذب رزق کی طلب میں ہوا کے تابع خاصکر آواز سرودکی کہ آواز شیطان کی ہے۔ اور حقیقت اہل سرود کی یہ ہے کہ وہ ہوائے نفس میں مبتلا ابد بیدین ہے ؎

آں سرودے دیگر است سنّت رسول	قتل سازد نفس را اصل وصول
عارفاں بے نغمہ مطرب مست حال	سنتے او خاص از وحدت وصال

اے مرد معلوم کر کہ آواز دو قسم کی ہے۔ ایک آواز راز رحمانی سے جیسے قرآن کی تلاوت اور ذکر سبحانی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مشفق قدرت اللہ سے ہے جو اس پر اعتبار نہ لاوے گمراہ ہے ⁂

دوسری آواز ماسوائے اللہ کہ اُس سے ہوائے شیطانی پیدا ہووے ⁂

اے خام سن! عارفوں کی حقیقت یہ ہے خموشی اور غرق با مولا بلا مکر خدائے تعالیٰ کی صحو ہے۔ اور گویائی بلا حق کے لہو۔ جو اپنے نفس پر مالک ہو وہ سعید ہے اور نفس پر وہ مالک ہوتا ہے کہ صاحب دل ہو۔ اور صاحب دل وہ ہے کہ جب مرشد صاحب دل اللہ کے دل پر اسم اللہ کا نقش کرے۔ اس کی برکت سے تمام اُس کا دل روشن ہو جاوے ⁂

جان کہ ابتدا قرآن کی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی ب سے ہے اور انتہا قرآن کی مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ کے س سے۔ تمامیت ختم قرآن کی لوح دل پر صحیح پڑھے۔ بعد ازاں لوح محفوظ سے تکرار کرے حدیث مَنْ طَلَبَنِيْ وَجَدَنِيْ وَمَنْ وَجَدَنِيْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ عَرَفَنِيْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ عَشَقَنِيْ

قَتَلْتُہٗ وَمَنْ قَتَلْتُہٗ فَعَلَیَّ دِیَتُہٗ وَاَنَا دِیَتُہٗ یعنی جس نے مجھ کو طلب کیا پایا اور جس نے پایا اُس نے مجھ کو پہچان لیا۔ اور جس نے پہچان لیا اُس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے دوست رکھا وہ عاشق ہوا اور جس نے مجھ سے عشق کیا میں اُس کو قتل کرتا ہوں۔ اور جس کو میں قتل کرتا ہوں اُس کا بدلا مجھ پر واجب ہے۔ پس وہ بدلا میں خود ہوں۔ ؎

شد مزوری کشتن آں خویش داد ۔۔۔ شوق وحدت خویش را درویش داد

گشت فارغ آئینہ از ہر مقام ۔۔۔ نام اللہ ختم شد بر من تمام

حدیث ہے اَلْعَافِیَۃُ عَشَرَۃُ اَجْزَاءٍ تِسْعَۃٌ فِی السُّکُوْتِ وَوَاحِدٌ فِی الْوَحْدَۃِ عافیت کے دس جُز ہیں، نو خاموشی میں اور ایک وحدت میں ۔

جان کہ اُن کی جان کندنی کے وقت حضرت عزرائیل کے اوپر تجلی ہوتی ہے پس جب عاشق اُس کی تجلی کو دیکھتا ہے مست ہو جاتا ہے اور اپنی جان سے قدرت الٰہی سے نکل آتا ہے اور حضرت عزرائیل اُس کو مثل آئینہ کے تجلی کا روصفا دکھاتے ہیں اور ہاتھ اس کی جان کو نہیں لگاتے اور مُنہ دیکھنے سے آئینہ میں خوش دلی ہے ۔

اور عزرائیل اہل دُنیا کی جان یُوں قبض کرتے ہیں جیسے مُرغ زندہ کو سیخ میں کر دیں۔ اور آگ پر رکھ دیں اور جان کباب ہووے۔ نعوذ باللہ منہا ۔

پس سُن لے اے دُنیا والے دُنیا خراب ہے اور اُس کے رکھنے والے بھی خراب جو دُنیا کا نام ایک بار محبت سے لیتا ہے ستر روز اُس کے دِل کی سیاہی دُور نہیں ہوتی۔ اگرچہ ستر روز روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے ۔

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو اختیار نہ کیا کیونکہ وہ رسم کفار کی ہے اور ابوجہل کی۔ اور ابوجہل فقر محمدی کے خلاف ہے مجھ کو اُس قوم سے تعجب ہے کہ فقر محمدی سے ذلت لیجاویں اور شرمندہ ہوں اور مراتب ابوجہل سے خوش ہوں اور فخر کریں اُمت محمدی سے، یہ کیونکر ہو گا۔ مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَھُوَ مِنْہُ جو جس قوم کو دوست رکھتا ہے وہ اسی سے ہے ۔

قیامت کے دن کسی دُنیادار کا مُنہ قبلہ کی طرف نہ ہو گا۔ چنانچہ قبر سے اُٹھینگے تو پشت بہ قبلہ ہونگے ۔

اوّل اللہ کے طالب کو نفس کی آفتیں پہچاننا چاہیئے کہ نفس شہوت کے وقت کور اور بے صبر اور بے عقل اور دیوانہ ہوتا ہے چار پائے کی مانند اور سیری کے وقت فرعون ہے۔ اور بھوک کے وقت درندہ سگ دیوانہ حرام خوار۔ اور حکومت کے صاحب غضب اور ظلم فی النار۔ اور سرود کے وقت زنا کا طالب اور مونس شیطان ہے نفس غصہ کے وقت دیو دیوانہ مجنون جن ہے۔ اور نفس وقت تلاوت قرآنی ذکر رحمانی اور نص اور حدیث اور تفسیر کے اور مسائل اور اقوال مشائخ اور روایت اور ہدایت اور استغراق فی اللہ کے نفس صاحب توفیق رفیق قوی دین مسلمانی پر محرم اسرار حق بار حیا یہ ہے باخدا ؎

یک قدم بر نفس خود نہ وال دگر نہ بر ہوا
یا رضائے دوست یا بہر رضائے خویشتن

جان کہ وقت آراستہ کرنے آدم علیہ السلام کے حق تعالے و سبحانہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ ہمارے اور آدم کے درمیان چالیس ہزار پردہ نفسانیت ظلمانی کے حجاب دور کر دو۔ اسی واسطے آدمی کے وجود میں سر سے قدم تک نفسانیت اور لذت اور کبر ہے اور اسی سبب سے خدائے تعالے سے بعید ہے اور حرام کھاتا ہے اور غیبت کہتا ہے اور جھوٹ اور افعال ناشائستہ اُس کے وجود میں اور ہر موئے بدن میں اور رگ وپے میں ہیں۔ اور دل پر سیاہی اور بیگانگی اور بدی ہے اور حلال اور حرام میں فرق نہیں کرتا اور جو زبان پر آتا ہے کہتا ہے۔ اور قیامت کا دن اور موت بھولا ہے ؞

جان کہ آدمی کے دل پر ایک لاکھ ستر ہزار پردے ہیں۔ جب مرشد کامل کی نظر پڑتی ہے اور ذکر لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی آگ جلتی ہے تو مثل شبنم کے خواب پانی اُس سے رواں ہوتا ہے۔ اور وہ نفس سرکش تابعدار ہوتا ہے۔ اس واسطے مرشد کا وسیلہ بہتر ہے کہ اُس کے سبب سے حق کی معرفت کو پہنچے ؎

دست مردے گیر تا مردے شوی
جز بمرداں نیست راہ رہبری

اور آدمیوں سے جو تم کو آزار پہنچے رنجیدہ مت ہو کہ یہ مراتب ہیں وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ہر نبی کے واسطے ہم نے جن اور انسان کے شیاطین بنا دئے ہیں ؞

اے عزیز! جاننا چاہیے کہ نفس کیا چیز ہے اور کہاں سے پیدا ہے۔ جان کہ جب وجود حضرت آدم علیہ السلام کا اللہ سبحانہٗ نے پیدا کیا۔ روح اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس میں داخل ہوئی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام پر علم واضح ہوا۔ اور عرش پر نظر پڑی اور کلمہ طیبہ لکھا دیکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام تعجب میں رہے اور کہا کہ اللہ کے نام کے برابر دوسرا نام محمد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے آدم تیرے فرزندوں سے محمد رسول اللہ خاتم النبیین روز قیامت تیرے شفیع ہونگے۔ حضرت آدمؑ نے کہا کہ بیٹا باپ کی کیونکر شفاعت کرسکتا ہے۔ اس غیرت سے نفس آدم کے وجود میں پیدا ہوا اور حرص اور طمع ظاہر ہوئے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے دانہ گندم کھایا اور بہشت سے نکالے گئے جیسا کہ معلوم ہے ۔

جان کہ تصور اسی حرفی کے ساتھ مصنف کہتا ہے کہ کیا حاجت ہے ہر روز تلاش باغ کی بلکہ ایک مرتبہ نفس زاغ کو مارے۔ دل پر حب مولا پیدا ہووے ؎

ہر کہ طالب عقل و نقل و سیم و زر   معرفت مولا نہ بیند یک نظر

اَلْعَاقِبَۃُ بِالْعَافِیَۃِ ؎

دل کعبہ اعظم است بکن خالی از بتاں
بیت المقدس است مکن جائے دیگراں

تصدیق القلب ہے طلب مولے خاتمہ بالخیر سے تعلق رکھتی ہے اور دنیا کی طلب خاتمہ بالشر

ذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۔

علم دین چاہیئے۔ جان کہ اولیاء اللہ کی قبر کی ہمنشینی کے ساتھ پڑھنا بھی خاصیت رکھتا ہے۔ ہر چند کہ پڑھنے روحانی خوش ہوتا ہے کہ اس کو کلام اللہ نعمت اللہ دولت عظمیٰ پہنچتی ہے اور روز بروز مراتب ترقی کرتے ہیں اور روحانی نہیں چاہتا کہ کلام پڑھنے والے کا جلد مقصود کو پہنچے ۔

اگر کوئی چاہے کہ کام ایک رات یا ایک ہفتہ میں پورا ہو، چاہیئے کہ پڑھنے والا قبر پر سوار ہو مثل سواری اسپ کے اور قبر پر ایک تنکا مثل کوڑے کے مارے۔ وہ روحانی اس کے صدمہ سے اسی وقت روبرو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فریادی جاتا ہے اور عرض کرتا ہے۔ پس حضور اسی وقت روحانی کو مقصد پورا کر کر خلاص کراتے ہیں ۔

موافق اس حدیث کے اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ

جب تم کسی امر میں متحیر ہو پس اہل قبور سے مدد چاہو۔ ظاہر اور باطن ہمت فقیر کی باقوت ہونا چاہئے۔ اَلْمُلْكُ لِمَنْ غَلَبَ ملک اُس شخص کا ہے جو غالب ہووے ؎

تا نزنی تیغ دو دستی بسے ۔۔۔ ملک بمیراث نیابد کسے

جان کہ جب صاحب دعوت، دعوت محمدی میں انتہا کو پہنچے۔ تو اُس کے آس پاس چار لشکر غیبی ہوتے ہیں۔ ایک شہیدوں کا۔ دوسرا رجال الغیب ابدال کا تیسرا ارواح انبیا اور اولیاء کا۔ چوتھا فرشتوں مؤکلوں کا۔ان چاروں کو حضرات اولیاء اللہ کی قبر سے ہوتی ہے کہ اہل قبر کی فریاد سے سب آتے ہیں اور عامل کے آشنا ہو جاتے ہیں اور مدد دیتے ہیں۔ اور ہر جا عند اللہ اور بدوستی محمد رسول اللہ مدد کرتے ہیں۔ اور بوقت عاجزی کے اِس طریق سے طلب کرے۔ اُحْضِرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ اور ہر ایک کا نام لے بیشک حاضر ہونگے ۔

دوسری دعوت محمدی یہ ہے، جس کا مرتبہ حق الیقین کا ہے۔ بحکم خدا اور رسول اُس کی نظر میں لڑائی کے ہتھیار مثل سلاح غیب الغیب کے ہوتے ہیں۔ اگر کسی پر غصہ ہو وہ شخص غیب سے زخم کھاتا ہے اور بحکم خدا مرتا ہے اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ اللہ کے واسطے حب اور بغض کرے ۔ اُقْتُلُوا الْمُوْذِیَاتِ قَبْلَ الْاِیْذَاءِ موذیوں کو قبل ایذا کے مار ڈالو اُن کی توجہ اور نظر قاتل ہے صاحب راز کا دشمن بیشک بیخواب اور بے جمعیت ہوتا ہے اس واسطے فقیر خدا نہیں اور نہ خدا سے جدا ہیں ؎

مردانِ خدا خدا نباشند ۔۔۔ لیکن ز خدا جدا نباشند

؎ ہر کہ دارد خبر از باطن فقیر ۔۔۔ قہر قہرش قہر حق زیر و زبر

جب فقیر آزردہ ہوتا ہے ماہ سے ماہی تک بلکہ عرش اکبر ہل جاتا ہے ؎

سادہ لوحاں چون از بیم محشر غافل اند ۔۔۔ بیم رسوائی نباشد نامہ ننوشتہ را

؎ راز حق اندر جہاں برز و آواز ۔۔۔ خود صدائے کے نگہدارد راز

راز کی حقیقت کم حوصلہ کیا جانے۔ اصل راز کی رضا خدا سے ہے اور راز ایک حرف ہے کہ وہ حرف اعظم ہے اور دل سے تعلق رکھتا ہے اُس کی برکت سے ہر مکان کو پہنچتا ہے ؎

ازاں حرفے بشرفے مصطفٰے است ۔۔۔ کہ بیروں از کتابت اللہ است

نہ آنجا قطرہ باشد از سیاہی ۔۔۔ سراسر وحدت است سر الٰہی

وحی نامحرم است زاں دل نوشتہ ۔۔۔ مقامے کے رسد با دل فرشتہ

جو اس مقام پر پہنچتا ہے علم غیبی فتوحات موافق نص اور حدیث کے منہ دکھاتے ہیں۔ اللہ بس ماسوئے اللہ ہوس ⁂

شرح نفس امارہ

عقل اور علم شریعت نے کہا، اے نفس امارہ تو جانتا ہے کہ تیری خلقت کس چیز سے ہے کہ شاہدان بیان ذی وقار اور ناقلان آثار یوں روایت کرتے ہیں کہ آدمؑ نے جب نظر لوح محفوظ پر کی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا دیکھا۔ آدمؑ کے دل میں غیرت آئی۔ حضرت آدمؑ نے از روئے غیرت بزبان فصیح عرض کیا کہ مَنِ الَّذِیْ اِسْمُہٗ مَقْرُوْنٌ بِاِسْمِكَ خداوندا یہ کس کا نام ہے جو تیرے نام کے برابر لکھا ہے حکم ہوا کہ یہ نبی ہے میرے انبیا میں سے اور تیرا فرزند ہے تیری اولاد سے اور تیرے گناہ کا شفیع ہے۔ یہ سن کر آدم کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ باپ بیٹے کی شفاعت کرتا ہے نہ یہ کہ بیٹا باپ کی شفاعت کرے ⁂

اس وقت خطاب ہوا کہ اے جبرئیلؑ جا اور وسوسہ کے آدم کے پیٹ میں دو حصہ کر۔ ناموس اکبر بارگاہ جلال سے اترے اور وسوسہ کے دو حصے کئے۔ نصف کو نکال کر بہشت میں دفن کیا کہ درخت گندم اس سے پیدا ہوا۔ اور سبب ندامت آدمؑ کا ہوا۔ اور نصف دوسرا آدمؑ کے جوف میں رہا۔ اس سے نفس امارہ موجود ہوا ⁂

علم نے کہا اے غدار تیری خلقت اس وسوسہ سے ہے اس بے ہنر سے پرہیز کیونکر ہووے۔ میں وہ صفت ہوں کہ جس میں ذرہ مجھ سے ثابت ہوا۔ حیات ابدی اور دولت سرمدی پائی۔ نفس نے کہا اے علم اگر تیری تحقیق سے حیات ابدی حاصل ہوتی ہے تو ابلیس بیچارہ کہ علم رکھتا تھا لعنت ابدی میں کیوں گرفتار ہوا ⁂

شریعت نے علم سے کہا اے مکار تیری مصاحبت سے اس حال کو پہنچا۔ ورنہ پیشوا فرشتوں کا تھا۔ پس وکالت اور وزارت تمہاری سبب خرابی ملک کی ہے۔ اور یہ اصل میں ہمارا حق تھا۔ اب بھی چاہتا ہوں کہ اپنے مرکز پر قرار پکڑے۔ اس وقت نفس امارہ نے توسن تیز کو اس طرح مطلق العنان کیا کہ تمام عالم پر اظہر من الشمس ہے۔ پھر علم اور شریعت نے اس طرح حجت قاطع پیش کی کہ ولایت اور وزارت اصلی حق ہمارا ہے۔ مگر بنا بر مقتضائے

ضروریات کے کرسن صغیر میں شاہ عقل کو تکلیف رعیت پروری کی اگر ہم دیتے تو تکلیف مالا یطاق تھی۔ کیونکہ شیر خوار بچے کو سوائے شتہات نفسانیت کے موانست نہ تھی اس واسطے اصحاب لہو کو سونپ دیا۔ اب ہماری وکالت کا وقت آیا کہ دو گواہ بیچھے ہیں۔ ایک قاضی شرع محمدی نے ولد کو نزع کیا اور بعد جدائی والدین کے والدہ کے سپرد کیا۔ کہ واجب طور پر تربیت کرے۔ اور جب ولد حد شرعی کو پہنچے ولد کو والدہ سے نزع کر کر والد کے سپرد کرے اور بواسطہ حلول مدت تربیت کے والد کا حق اصلی زائل نہ ہووے اُس وقت نفس امارہ نے کہا کہ رجوع ولد کا والدہ کی طرف بواسطہ اسباب نطفہ کے ہے کیونکہ حق اصلی یہ یعنی ثابت کرتا ہے۔ اس صورت میں کوئی وجہ سرشت حق اصلی کے نہیں ہے۔ اس وقت علم شریعت نے کہا کہ باجماع ابوین شریفین ملک بنا بر فرمان حق سبحانہ وتعالے کے ہے۔ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ پس نکاح کریں۔ اُن عورتوں سے جو تم کو اچھی معلوم ہوں ؛

پس کون حق زیادہ اور مناسب تر وجود کا ہے ؛

دوسری شاہد وہ ہے کہ جانب ملک اطراف اور سلاطین اکناف سے رسل رسائل آگے بادشاہ عقل کے آئے اور ان کا رد جواب تمہارے امراء سے امکان پذیر نہیں ہے اور جو نہیں ہمارے اصحاب سے کہ نزدیک دانش اور بینش اور ادراک حقائق آفرینش میں متجلی ہیں اور اب محتاج اور مقر تمہارے نہیں ہیں۔ یہ بھی دلیل اس کی ہے کہ محتاج الیہ سلطنت کے ہم ہیں ؛

اس وقت نفس امارہ نے کہا کہ حضرت، شاہ عقل کو اوامر اور نواہی میں مقید کرتے ہیں۔ اور قید بادشاہوں کو نہیں ہوتی ہے۔ مگر طاغی اور باغی سے اور گوش ہوش سے نہ سنا ہے کہ فرمایا اللہ تعالے نے هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا۔ وہ ایسا پروردگار ہے۔ جس نے تم کو اور تمام زمین کی چیزوں کو پیدا کیا۔ تمام مزے جسم کے اور نعمتیں شہوت کی ہمارے ملک میں مباح ہیں۔ پس ہم بادشاہ کو مطلق العنان کرتے ہیں۔ اور جب بادشاہ موافق مطلوب کے بے قید نعمتوں میں متصرف تھا۔ دروازے ذوق اور خوشی کے اُس کے چہرہ پر واضح ہوئے۔ اُس وقت تمام رعایا ناز و نعمت میں بسر لے گئی۔ پھر علم اور شریعت نے کہا کہ مراد آیۃ بالا کی یہ نہیں ہے کہ تو نے ارادہ کیا بلکہ یہ مراد ہے کہ پروردگار

نے تمہارے واسطے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اچھے اچھے کھانے اور مزہ دار کہ شرع شریف نے اُن کے کھانے کی اجازت دی نہ یہ کہ مثل حیوان کے جو سامنے آجائے بلا تامل اور فکر کھایا جائے اور کچھ فرق نہ کرے۔ لہذا بعض بشر نے کہ حکم شرع شریف سے انحراف کیا اور منہیات کی طرف مشغول ہیں، حق تعالےٰ نے اُنکی نسبت ایسا فرمایا ہے۔ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ وہ مثل چوپاؤں کے ہیں بلکہ زیادہ گمراہ ہیں، وہ اگرچہ بصورت انسان ہیں لیکن سیرت میں حیوان ہیں ❊

اور کسی عقلمند پر پوشیدہ نہیں ہے کہ جب بادشاہ فعل ناشائستہ کا مرتکب اور مقر ہو۔ سپاہ اور رعیت ضرور اُس کی اقتداء کرتی ہے کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ قول صحیح ہے۔ اس معنی سے زیادتی معاد کی اور کثرت مالایعنی ہوگی۔ اور اس کے سبب بدن کی بادشاہت میں طرح طرح کے سقم اور مرض ظاہر ہونگے اور اس مرتبہ کو پہنچینگے کہ حکمائے زمانہ اُس کی صحت سے ہاتھ دھو بیٹھینگے۔ پس اس بادشاہت میں خرابی واقع ہوگی اور برکت اور خیر نہ رہیگی۔ پس امور ناشائستہ سے بچنا واجب ہے ❊

اس وقت نفس امارہ نے کہا کہ زنا تمام لذتوں میں بشر کے اعلےٰ ہے۔ اور بشر اشرف المخلوقات ہے۔ پس اگر کوئی اشرف المخلوقات موجودات کی شرف لذات سے اشتغال کرے اور اپنی اقامت ملذ پر عرض کرے۔ روا نہ ہو کہ وہ انصاف کے قانون سے باہر ہو ❊

اس وقت علم اور شریعت نے کہا کہ زنا دلیل اور طبیعت سے ممنوع ہے اور مردود ہے۔ بلکہ کلام مجید میں زنا کرنے والے کو حد قائم ہوئی ہے۔ چنانچہ اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ وارد ہے۔ اور حدیث نبوی سے بھی صحت ثابت ہوئی اَلزِّنَاءُ اَکْبَرُ الْکَبَائِرِ یعنی زنا سب کبیرہ گناہوں سے بڑھکر ہے۔ اور دلیل عقلی سے بھی واضح ہے کہ انتظام امور عالم کا غیرت اور حمیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ چنانچہ کسی عقلمند پر پوشیدہ نہیں ہے اور عدم غیرت آدمی کو زجر کرتی ہے۔ اور عدم غیرت عدم عقل سے ہے ❊

اُس وقت نفس امارہ نے کہا تَجَرَّعُ کَاسَاتِ شَرَابِ اَرْغُوَانِیْ وَ تَشْرَبُ جَامَاتِ رَاحِ رَیْحَانِیْ شراب ارغوانی گھونٹ اور سے ارغوانی کی تشرب اگرچہ نامشروع اور حرام ہیں۔ نزد اطبا اور حکما بڑے علاجوں اور مدارات سے ہے کہ رنگ ارغوانی کو

معصیتوں سے مبتلا کرتی ہے۔ اور شرح روشن دو امر ہے مطلوب اور ایک شے ہے مرغوب
اور باوجود منفعت خاص کے نفع عام بھی ہے یعنی دلالت اور شجاعت حساب پر کرتی ہے
اور دانے سخاوت اور سماحت کے کھولتی ہے۔ اور جب بادشاہ اس صفت سے
موصوف ہو نفع عظیم اور فائدہ کثیر کا فقراء رعایا کو پہنچتا ہے۔ پس امتناع ان امور شریف سے
اور طریق ہوا خواہی سے نہ ہوگا کہ مردمی سے ظاہر ہوتا ہے یہ نزدیک اہل معنی کے امر معطل
ہے۔ بلکہ جو ہے بے بود اور ایک وہا خراب ہے۔ اس واسطے کہ نشہ کو شجاعت ضمیری
اکثر نفس پر بہ خلق حرص کے ترغیب کرتی ہے اور سخاوت اور سماحت نشہ کو مال کی
تحریص و باقی ہے۔ اور کسی عقلمند پر پوشیدہ نہیں ہے کہ اس عمارت کی بنیاد سست
اور کام مخل کا خلاف ہے۔ اور انسان کی عقل ایک جوہر ہے کہ انوار صفا سے حق کی معرفت
کی طرف راہ پاتی ہے اور مادہ اخلاق شریف نفس بشری کا اور جوہر نورانی عقل کا علم کے
ساتھ ہے۔ چنانچہ حدیث ہے کہ لَا فَرْقَ بَیْنَ الْاِنْسَانِ وَالْحَیْوَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ انسان
اور حیوان میں کچھ فرق نہیں ہے مگر علم کا۔ اور شراب کے ساتھ مشغول ہونا اصلی شرف کو دور
کر دیتا ہے۔ پس کہ لائق نہیں ہے کہ ام الخبائث شرب اولو الفضائل کا ہو ؏

اس وقت نفس امارہ نے کہا کہ دنیا مثل نقد کے ہے صراف کے ہاتھ میں اور آخرت
ادھار ہے۔ پس نقد کو ادھار کے ساتھ بیچنا عقلمند کا کام نہیں ہے ؏

اس وقت علم اور شریعت نے کہا کہ دنیا کی بقا اور روح کو ایک ساعت امان نہ ہو
پس اگر دنیا نقد بے بقا کو عقبیٰ ادھار کے ساتھ کہ دوامی ہے اور بقائے ابدی کے ساتھ
بیچے محض حکمت اور کمال دانائی ہے ؏

پس جب سخن اس جگہ پہنچا۔ نفس امارہ اس کے اصحاب کے ساتھ ملزم اور منفعل ہوا۔
اور اہل مجلس نے کہا کہ اے نفس امارہ سانس مت نکال اور آگے مت چل کہ حکایت خانہ
بازار و سودائے بیع و تجارت درست نہ آسکے ؏

بادشاہ عقل نے اس کی معزولی کا حکم کر کر اور تامل اور انصاف کو کہ متعلق بارگاہ جلالت
بادشاہ کے ہے اس واسطے تشخیص مدات نفس امارہ کے متعلق کیا کہ تمام رعایا سے اس کا
حال کھول کر صورت واقعات کی عرض کریں ؏

تامل اور انصاف نے بنا بر حکم بادشاہ کے منہ بادشاہت پر رکھ کر حواس ظاہری

کہ باصرہ اور سامعہ اور ذائقہ اور شامہ اور لامسہ ہے۔۔ اور حواس باطنی کہ متفکرہ اور مذکرہ اور حافظہ اور مخیلہ اور حس اور ہاضمہ اور واقفہ اور مولدہ اور مصورہ ہیں۔ اور یہ سب مدینۃ القلب میں تھے طلب کر کر احوال اعمال نفس امارہ کا استفسار کیا ہر ایک نے اُس کے ظلم اور خیانت پر گواہی دی۔ تامل اور انصاف نے محض اس باب میں درست کر کر بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔ بادشاہ نے بعد سننے افعال اور احوال کے اُس کے اخراج پر ارشاد فرمایا۔ علم اور شریعت نے از روئے حکمت اور دانائی کے بادشاہ کے عرض میں پہنچایا کہ مدت مدید اور عہد مزید ہوا کہ نفس امارہ اور اس کے اصحاب بادشاہ کی مملکت میں تھے۔ یہاں تک کہ اب تک مملکت اُس کے متعلقوں کے تصرف میں ہے حضرت کو معلوم ہے کہ عمل دیرینہ اس حکم سے رعایا خاص کی جماعت کے ساتھ اُن کی خیانت میں پختہ ہو گیا ہے۔ اور عمل نِصْفٌ لِیْ وَنِصْفٌ لَکُمْ پر کیا ہے۔ یہ دستور العمل سب کہتے ہیں اُس کا قلع قمع کیا جاوے، اور ہر ہاتھ میں لانا چاہئے کہ اُن کے فساد کی بنیاد دور ہو۔ اور اگر ایک ہی مرتبہ میں اخراج کیا جاویگا خلل ممالک محروسہ میں واقع ہوگا۔ پس اُس کا دفع حکمت کے ساتھ کرنا اولے ہے ؛

بادشاہ نے فرمایا کہ وکالت اور وزارت تمہارے تعلق ہے جو امر کہ مشتمل صلاح دولت پر ہووے اُس پر عمل کرو ؛

اُس وقت علم اور شریعت نے ریاضت کو فوجداری کے ساتھ سرفراز کیا۔ اور تمام لشکر عبادت کا اُس کے ہمراہ کیا اور پوشیدہ اُس کے کان میں کہا کہ جہاں نفس کے متعلقان پاؤ اپنا دستور العمل کر کر قید کر لو۔ پس ریاضت نے حسب فرمانے علم اور شریعت کے جس جگہ اُس کے متعلقوں کو پایا قید کیا اور ان کے ہاتھ اور گردن میں زنجیر اور بیڑیاں ڈالیں۔ پس نفس نے جب یہ حال دیکھا شیطان رجیم کو کہ قدیمی اُس کا مربی تھا پناہ میں ڈھونڈا۔ اور رجوع کر کر کہا کہ وقوع امر بیگانہ اور شروع مشاورات علم اور شریعت سے ہمارے کام میں خلل اور ہماری دولت کی بنیاد میں ہدم پیدا ہوا۔ دور عیش رُوگرداں ہوئی ؎

درختے کہ اکنوں گرفت است پا ۔۔۔ بنیروے مردے برآید زجا

اب سوائے تمہارے پناہ نہیں دیکھتا کوئی تدبیر کر کہ آب رفتہ نہر میں پھر آوے اور کام درست ہو شیطان نے کہا کہ ایک فراق دوسرے سوز تیسرے گریہ چوتھے درد پانچویں بیقراری اور چھٹے جنون اور ساتویں صبر یہ سو اہل حد سے لیجاتے ہیں۔ ان کلمات کے سننے سے عقل حیران

ہوتی۔ اس وقت سب نے گھبرا کر ... راہ کی صعوبت اور اس بادیہ کی کیفیت سے اندیشناک
مت ہو۔ مصنف کہتا ہے ؎

برآ شد گمنام باحق نام شد   ترک غوغا غیرتش آرام شد

اگر آفتاب گم ہو جاوے خراب ہے۔ نہ فیض بخش آفتاب ہے یعنی اللہ کے نور کی تجلیات کا
مشاہدہ مثل آفتاب کے دل کے اندر سے شعلہ مارتا ہے۔ اور ظلمات نفسانی سب اٹھ
جاتے ہیں۔ ایک مستغرق و صاحب استغراق ہووے کہ نہ نفس یاد رہے نہ عقل نہ علم نہ شیطان
نہ معصیت نہ ہوا۔ یہ مراتب ہم صحبت حضرت محمد مصطفےٰ اور فقیر فنا فی اللہ کے ہیں ؎

چوں آب شیر و یک شود آں آب و شیر
ایں چنیں غرقش بود فی اللہ امیر

چنانچہ چنگاری آگ میں اور نمک طعام میں ؎

مردانِ خدا خدا نباشند   لیکن ز خدا جدا نباشند

یہ شریعت کی بدولت پہنچتا ہے ۔

حدیث ہے أَرْبَعَةُ جَوَاهِرَ فِي جِسْمِ بَنِي آدَمَ يُزِيلُهَا أَرْبَعَةُ أَشْيَاءَ أَمَّا الْجَوَاهِرُ فَالْعَقْلُ وَالدِّينُ وَالْحَيَاءُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ فَالْغَضَبُ يُزِيلُ الْعَقْلَ وَالرِّيَاءُ يُزِيلُ الدِّينَ وَالطَّمَعُ يُزِيلُ الْحَيَاءَ وَالْفِسْقُ يُزِيلُ الْعَمَلَ الصَّالِحَ بنی آدم کے نفس میں چار جوہر ہیں اور چار چیزیں ان کو دور کر دیتی ہیں۔ وہ جوہر عقل اور دین اور عمل صالح ہے
پس غضب عقل کو دور کر دیتا ہے اور ریا دین کو اور طمع حیا کو اور فسق عمل صالح کو ۔

دوسری حدیث ہے اَلنَّاسُ أَرْبَعَةُ أَصْنَافٍ كَرِيمٌ وَسَخِيٌّ وَلَئِيمٌ وَبَخِيلٌ فَالْكَرِيمُ الَّذِي لَا يَأْكُلُ وَيُعْطِي وَالسَّخِيُّ الَّذِي يَأْكُلُ وَيُعْطِي وَاللَّئِيمُ الَّذِي لَا يَأْكُلُ وَلَا يُعْطِي وَالْبَخِيلُ الَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يُعْطِي آدمی چار قسم کے ہیں
کریم اور سخی اور لئیم اور بخیل۔ کریم وہ ہے کہ آپ نہ کھاوے اور دوسروں کو دے
اور سخی وہ ہے کہ کھاوے اور دیوے۔ اور لئیم وہ ہے کہ نہ کھاوے اور نہ دیوے
اور بخیل وہ ہے کہ خود کھاوے اور دوسروں کو نہ دے ۔

اور حدیث ہے خَلَقَ اللّٰهُ الْإِيمَانَ وَحَفَّهُ بِالسَّخَاوَةِ وَالْحَيَاءِ وَخَلَقَ الْكُفْرَ وَحَفَّهُ بِالْبُخْلِ وَالْجَفَاءِ۔ اللہ تعالےٰ نے ایمان کو پیدا کیا اور اس کی نگہبانی سخاوت

اور حیا سے کی اور کفر کو پیدا کیا اور اس کی حفاظت بخل اور جفا سے کی ۔

اگر فقیر چاہے کہ خدائے تعالےٰ نگہبانی کرے یعنی مدِ نظر اللہ کی رحمت کے، اور اگر فقیر بھوکا ہو خدائے تعالےٰ مہمانی کرے یعنی اللہ کے ذکر سے سیر ہو اور دل پُر نور ہو، اور اگر فقیر گناہ کرے خدائے تعالےٰ اُس پر مہربان ہو یعنی فضل سے معاف کرے، فقیر کے نام پر اللہ ہو ۔

حدیث ہے کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ اَرْبَعَۃِ اَشْیَاءَ مِنْ مَّاءٍ وَّنَارٍ وَّطِیْنٍ وَّرِیْحٍ فَاِنْ کَثُرَ مَآءُہٗ فَھُوَ اللَّبِیْبُ الْعَاقِلُ وَاِنْ کَثُرَ نَارُہٗ فَھُوَ حَرِیْصٌ وَاِنْ کَثُرَ طِیْنُہٗ فَھُوَ مُتَوَاضِعٌ وَاِنْ کَثُرَ رِیْحُہٗ فَھُوَ مُتَکَبِّرٌ۔ اِنسان چار چیزوں سے پیدا کیا گیا پانی آگ مٹی ہوا، جس میں پانی زیادہ ہے وہ دانا ہے اور اگر آگ زیادہ وہ حریص ہے اور مٹی زیادہ ہے وہ متواضع ہے اور اگر ہوا زیادہ ہے متکبر ہے ۔

مصنف کہتا ہے کہ پانی عقل ہے یعنی متحمل اور مردی اور آگ عشق ہے کہ وجود کو جلاتا ہے اور صفائی کرتا ہے ۔ اور خاک معرفت ہے یعنی پاک اور ہوا علم ہے یعنی ہر چیز کو علم حرکت دیتا ہے ۔ پس اگر پانی نہ ہو تیمم سے نماز درست ہے اور تینوں تعلق خاک سے رکھتے ہیں یعنی سب کی رجوعات خاک کی طرف ہے پس جو معرفت میں خاک نہ ہوں اُن کے پر خاک ہو ؎

طواف کعبۂ دل کن اگر دلے داری — دلے است کعبۂ اعظم توگل چہ پنداری
زعرش و کرسی و لوح و قلم فزوں باشد — دلے خراب کہ اورا بہیچ نہ شماری

اہلِ دل کا حوصلہ اور فراخی دِل کی وسیع ہے کہ دل مثل ن کے ہے اور چودہ طبق اُس کے ایک نقطہ میں پوشیدہ ہیں وہ ایک اسرار ہے کہ نامحرم سے نہیں کہہ سکتے ۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ایک سطر اس کی شان کی ہے ۔ اور بزرگی اور پاکی اللہ کے ذکر کی اور عظمت اور برکت اللہ کے نام کی بہت بڑی ہے ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور دِل کے وسوسوں اور خطروں کے دور کرنے کو یہ آیت پڑھے اس سے صفائی قلب ہوگی ۔ اللہ تعالےٰ کا قول ہے یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ؎

دِل یکے خانہ ایست ربّانی — خانۂ دیو را چہ دل خوانی

دل اسرارِ نہانی کا خزانہ ہے یہ دل نہیں ہے کہ بنی آدم کے ساتھ باندھا ہے دل بصورت طائر کی ہے اُس کے ہزار بدن اور ہزار سر اور ہزار زبان ہیں کہ اللہ کی تسبیح کرتی ہیں ؎

قلب از نور وحدت گشت پیدا — نزاں مادر پدر باشد ہویدا
نہ از باد و نہ آتش آب و خاکی — قلب نور است قدرت شد پاکی

حبس کفار کی رسم ہے ٭

جان کہ طالب مثل شب تاریک کے اور قلب مثل آفتاب کے کہ جب طلوع کرتا ہے صبح کاذب کا نشان نہیں رہتا ۔ روشنائی آفتاب سے قاف سے قاف تک روشن ہے ٭

اے صاحب انصاف سن ۔ اللہ تعالےٰ نے دس باغ مومنوں کے دل میں پیدا کئے ہیں ۔ اوّل توحید کا ۔ دوسرا علم کا ۔ تیسرا حلم کا ۔ چوتھا تواضع کا ۔ پانچواں سخاوت کا ۔ چھٹا توکل کا ۔ ساتواں قسمت کا ہے ۔ طَلَبُ الرِّزْقِ اَشَدُّ مِنْ طَلَبِ اَجَلِہٖ ۔ رزق کی طلب موت کی طلب سے زیادہ اشد ہے ۔ آٹھواں سنت کا ۔ نواں خوف کا دسواں رجا کا ۔ حدیث ہے کہ اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ ایمان درمیان خوف اور رجا کے ہے ٭

پس شرط باغ بانی یہ ہے کہ جب صبح صادق ہو اُس باغ میں مومن پھل تلاش کرے اور جہاں خار و خس ہو دُور کرے کہ سوائے نہال اصلی وصال اور میوہ نیک اعمال کے دوسرا نہ رہے ۔ پس جب توحید کے باغ میں آوے شرک کا خار دور کرے اور جب علم کے باغ میں آوے جہل دور کرے ۔ اور جب حلم کے باغ میں آوے سرکشی کھووے ۔ اور جب تواضع میں آوے کبر جدا کرے ۔ اور جب سخاوت میں آوے بخل نکال ڈالے ۔ اور جب توکل میں آوے طمع دور کرے ۔ اور جب قسمت میں آوے خصومت دُور کرے ۔ اور جب سُنت میں آوے بدعت دُور کرے اور جب خوف رجا میں آوے بے ادبی علیحدہ کر دے ؎

ادب تاجیست از لطفِ الٰہی — بنہ برسر برو ہر جا کہ خواہی

مصنف کہتا ہے کہ ہر روز تفحص باغ کی کیا ضرورت ہے ۔ ایک مرتبہ نفس کا زاغ مار ڈالے کہ دل میں محبت خدا کا سوز اور داغ پیدا ہو اور غرق ذات رہے سچے دل سے مولےٰ کی طلب خاتمہ بالخیر کرتی ہے اور طلب دُنیا خاتمہ بالشر ٭

قناعت نے لڑائی کی اور حرص کا ۔ چہرہ ملالت کی خاک سے یکساں کیا ۔ دوسرے

روز غضب نے توسن تند خیز لیا اور دلیری کے میدان میں قدم رکھا۔ اُس کے ڈر سے خوف عظیم علم اور شریعت کے لشکر میں پڑا۔ اور اُس کے مقابلہ میں کوئی نہ آیا۔ آخر حلم نے اجازت چاہی اور میدان دلاوری میں آیا۔ عجب یہ ہے کہ جو حربہ غضب کرتا تھا ایک عضو اپنا زخمی کرتا تھا اور کام انجام کو پہنچایا کہ کسی کام میں اپنا عضو سلامت نہ دیکھا۔ بےخود گر پڑا۔ اور حسرت سے جان دی۔ اور حلم نے فتحیاب ہو کر مراجعت کی ⁂

بعد ازاں جہل نے مُنہ کیا اور دروازہ فتح کا علم پر کھولا۔ اسی طرح ہر روز طرفین سے جنگ رہی۔ جب مُدت مدید اس طرح گذری ایک دن نفس نے لشکر آراستہ کیا۔ علم اور شریعت بھی حاضر تھے اور مقابلہ کیا۔ بعد جدال قتال بیشمار کے شیطان نے گریز کی۔ اور نفس شریعت کی قید میں پڑا۔ اُس کو پکڑ کر آگے شاہ عقل کے لائے۔ شاہ عقل نے حکم فرمایا کہ اگر کفر اور تمرد ترک کر کر تصدیق دل سے مُسلمان ہو تو جان بخشی کر دیں ورنہ فنا کے جلادوں کے سپرد کریں کہ اُس کا کام تمام کریں۔ اور اُس کے شر سے قلب کا مدینہ بچا دیں۔ پس نفس نے بعد استغفار کے کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھا اور اطاعت اختیار کی ⁂

جب یہ خبر شاہ عقل کو پہنچی نفس امارہ کا خطاب نفس مطمئنہ فرمایا ⁂

بعد ازاں شاہ عقل بے شرکت اغیار اور بے کدورت جفا کا تخت پر مدینۃ القلب کے برقرار ہوا۔ اور عدل گستری اور رعیت پروری شروع کی۔ ایک روز سلوک کی راہ میں سیر کرتا تھا۔ دیکھا کہ ہنوز خار و خس راہ خدا میں پڑے ہیں، حکم کیا کہ قہر کی آگ مار کر صاف کریں ⁂

علم اور شریعت کو طلب کر کے کہا کہ ہدایت کے معماروں سے فرما دیں کہ بعض عمارتیں کہ نفس کی بغاوت اور اُس کی ہزیمت سے ویران ہوئی ہیں آباد کریں۔ اور طرح ترتیب کی از سر نو ڈالیں۔ اور نہال حکمت کو آب احسان سے پرورش کریں۔ اور سموم ظلوم کا اُسی آب سے منطفی کریں۔ اور رعایا کو تسلی اور اہل دل کو تجلی سے نوازیں اور عمارات بنا دیں کہ قیامت تک یادگار رہے ⁂

علم اور شریعت نے باتباع حکمت ہدایت کے معماروں کے اتفاق سے تعمیر شہر کی شروع کی۔ بزاز طہارت البدن کے، اور صراف تکرار العلوم کے، اور عطار خوشخو

اور ... خیر الاعمالی اور نقادان شیریں زبان اور جوہر معانی کے اور صباغ سرد و خاتمان اور اخلاص کے اور قیصانات امر معروف اور نہی منکر کے طلب کر کر ہر ایک کو متعین کیا۔ اور منصب دیا۔ اور گنہگاران پُر خطرات اور شہوات کے مقرر کیا۔ کہ جس جگہ چور کا ول اور تعاقب آب و گل کا ہاتھ آوے۔ زندانِ عدم میں بھیجیں۔ تھوڑی مدت میں مدا ینۃ القلب نے صفائی پائی اور رواج قبول کیا ؛

القصہ جب سلطنت شاہ عقل کی مسلم ہوئی اور کچھ دغدغہ نہ رہا۔ ایک روز جنگل میں صحت البدن کے شکار کرتا تھا۔ کہ ایک شخص ژولیدہ مو آشفتہ رو دور سے پیدا ہوا۔ شاہ نے اُس کی نسبت پر تعجب کر کر اُس کی طرف گھوڑا چلایا اور قریب جا کر پوچھا۔ کہ اے درویش کہاں سے آتا ہے اور کیا نام ہے۔ کہا میرا نام قلب ہے اور مُلک الٰہی سے آتا ہوں بادشاہ نے کہا کہ مجھ کو اس کی اطراف جوانب کی حقیقت پر آگاہ کر۔ قلب نے بزبانِ فصیح تقریر کی۔ کہ اُس مملکت میں ایک شہر ہے کہ اُس کو لامکان کہتے ہیں۔ اُس کا بادشاہ حسن مطلق ہے۔ اُس کے انتہائے جمال سے کسی کو طاقت دیکھنے کی نہیں ہے۔ ہمیشہ پردے عظمت اور جلال کے اُس پر رہتے ہیں۔ اور اس شہر کے عجائب و غرائب تقریر میں نہیں آ سکتے۔ شاہ عقل نے کہا کیونکر ملاقات نصیب ہو اور اُس کا دیدار ملے۔ قلب نے کہا ممکن نہیں۔ مگر عشق کے وسیلہ سے اُس بارگاہ کا پردہ ہے ؛

بادشاہ نے کہا کہ عشق سے کیونکر ملاقات ہو۔ قلب نے کہا بہت مشکل ہے۔ جب تک آپ کو فانی نہ کرے اور اُس راہ میں جان نہ دے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ایک بزرگ گھر سے نہر کے کنارے پہنچے۔ اُس کا گھوڑا بھاگ گیا۔ پانی میں نہیں جاتا تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ اُس کی آنکھیں مٹی سے بھر دو۔ فوراً گھوڑا پانی سے اُتر گیا۔ شیخ نے کہا یہ جب تک اپنے آپ کو دیکھتا تھا نہیں گذرتا تھا ؛

اُس وقت شیطان نے کہا اے نفس سخت راہ پیش آئی ہے۔ کہ اُس کی موجیں غرق کر دینگی تو عجب کے خطروں کو ریاضت کے لشکر کے مقابل مقرر کر کہ سوائے اُن کے کوئی شکست نہیں دے سکتا ؛

چنانچہ نقل ہے کہ شیخ صالح پارسا راستے میں جاتا تھا اتفاق سے ایک فاسق اُس کو ملا، کہ جس نے تمام عمر فسق و فجور میں برباد کی تھی۔ شیخ صالح نے تعجب سے اُس پر نگاہ کی۔

اور کہا اَللّٰھُمَّ لَا تَجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ھٰذَا یعنی اے خدا مجھ کو اور اس کو ایک جگہ جمع نہ کرنا اسی عرصہ میں یہ فاسق درگاہ غفور الذنوب میں عرض لایا اور عجز کیا اور آنکھوں سے نہریں اشکوں کی جاری کیں اور کہا یَا رَبِّ اَرْحِمْ عَلٰی مَنْ لَیْسَ لَہٗ غَیْرُکَ۔ اے پروردگار اس بیکس پہ رحم کر کہ سوائے تیرے اُس کا کوئی نہیں ہے ✦

پس ہاتف غیب کو ندا ہوئی۔ کہ ہم نے دونوں کی دُعا قبول کی۔ چونکہ فاسق نے ازروئے نیاز اور زاری سے ہاتھ امیدواری کا پروردگار کے فضل کے دامن میں مارا وہ دامن عفو میں پوشیدہ کیا گیا۔ اور زاہد نے حقارت کی نظر اس پہ کی ناکام ہوا اور یہ سمجھا کہ میں اُس سے بہتر ہوں لہذا مردود ہوا ✦

القصہ نفس نے شیطان لعین کی تلقین پہ عجب کے خطروں کو ریاضت کے لشکر پہ تعین کیا۔ جب یہ خبر علم اور شریعت کو پہنچی۔ حصار لاحول کا ریاضت کے لشکر کی نگہبانی کو مقرر کیا۔ ہرچند کہ خطرات عجب کے اُس حصار سے نہیں گذر سکتے تھے۔ پس شرمندہ ہو کر آگے نفس امارہ کے گئے۔ اور زمین خدمت چومی۔ اور عرض کیا کہ میں نے تیرے ملک اور دولت کی برکت سے اس قدر قوت پائی کہ تنہا کئی سو لشکر ریاضت کے درہم برہم کر دیئے۔ لیکن وہاں نور جلال مشاہدہ کیا۔ اُس کے مقابلہ میں دم نہ مار سکا۔ اگر دم مارتا اُسی وقت سموم حرارت اُس کے متعلقوں کی اگر سو جانیں رکھتا نہ چھوڑتی ✦

اس خبر کے سُننے سے نفس پریشان ہوا اور اپنے یاروں سے کہا۔ کہ ایسے جینے سے مرنا بہتر ہے۔ یہاں تک کہ یکبارگی علم اور شریعت کے مقابلہ میں بھی لشکر جمع کر کر مقابلہ کیا پہلے روز حرص نے حلاوت کو شجاعت کے میدان میں جولان دیکر مبارزت طلب کی۔ اور علم اور شریعت کی طرف سے قناعت اور شجاعت نے قدم رکھا اور باہم ملے۔ پس بعد محاربہ اور مجادلہ اور کثیر مناقشہ اور مقابلہ کے نسیم حرص کی طرف سے آکر بھاگ گئی اور تاریخ اَلدُّنْیَا ظِلٌّ زَائِلٌ دُنیا دُور ہونے والی شئے ہے، دُنیا فرعون بے فرمان ہے اور فقر قرآن ہے اور خدا کا فرمان ہے کہ حق سے خبر دیتا ہے۔ اور دُنیا با فقر رہزن ہے اور دین کو دنیا کے مقابلہ میں بیدین بنا ہے۔ اللہ تعالے کا قول ہے وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاوَۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ مَا عَلَیْکَ مِنْ حِسَابِھِمْ مِنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَھُمْ فَتَکُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور مت نکال تو اُن لوگوں کو جو اپنے رب کو

رات دن یاد کرتے ہیں۔ اور اسی کا ارادہ رکھتے ہیں نہیں ہے تجھ پر اُن کے حساب سے کچھ تاکہ نکالے تو اُن کو پس ہوگا ظالموں سے ؂

قدم بر جسم خاکی نہ سر افرازی تماشا کن
بایں پُل چوں برآئی آسماں در زیر پا باشد

فتح القلب مقرب القلب ہے ؂

چہ حاجت رُتبت اَرِنِی آیۃ اللہ | کہ ظاہر باطنم شد غرق فی اللہ

اکثر گروہ کہ محروم ہیں ان کی شاہد دنیا کی محبت ہے اور ان کا قال بے احوال ہے۔ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ روزہ نفل رکھنا روٹیاں بچانا ہے۔ اور نفل نماز پڑھنا بیوہ عورتوں کا کام ہے۔ اور حج جہان کی سیر ہے۔ اور دل ہاتھ میں لانا مردوں کا کام ہے ۔

مصنف کہتا ہے معلوم ہوا کہ حقیقت ان بد مذہبوں کی یہ ہے۔ کہ باطنی راہ سے اور ذکر سے ان کا دل بے خبر ہے۔ اور وہ ہاتھ میں لانا مشکل ہے۔ جو رات دن آپ کو عبودیت میں صرف نہ کرے اُس پر ربوبیت کی راہ نہیں کھلتی ہے۔ روزہ نفل رکھنا جان کی پاکی ہے اور نماز نفل اللہ کی خوشنودی اور حج سلامتی ایمان ہے ۔

پس جو کہ خدائے تعالےٰ کی عبادت سے مانع ہووے رہزن شیطان ہے ۔

مصنف کہتا ہے حق ہے اور حق ہے بلکہ دل ہاتھ میں لانا خاموں کا کام ہے۔ اور کشف و کرامات ناتماموں کا کام۔ اور آپ سے فنا ہونا فنا فی اللہ اور عین ہونا بقا باللہ کام مردوں کا ہے ؂

تا نہ گردد عین تو باعین تو | کے رسی با معرفت حق جستجو
خود نمائی پردہ خود را بہ بیں | خود نمائی رفت باحق شد یقین

پس اللہ کے ذکر سے نفس اور قلب اور روح سب پاک ہو جاتے ہیں۔ اور خدا کا وعدہ ہے کہ پاک کی جگہ بہشت ہے اور دوزخ اُس پر حرام ہے ۔

اولیاء اللہ کے اور ذکر اللہ کے مراتب میں اللہ تعالےٰ کا قول ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔

حدیث ہے اَغْمِضْ عَیْنَیْکَ یَا عَلِیُّ وَاسْمَعْ فِیْ قَلْبِکَ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اے علیؓ اپنی آنکھیں بند کرو اور اپنے دل میں لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سنو ؂

لام را روئے چو باشد ذوالفقار　　قتل سازد نفس گبر و اہل نار

حدیث ہے ذِکْرُ اللّٰہِ بِالْغُدُوِّ وَالْعَشِیِّ اَفْضَلُ مِنْ حَرْبِ السَّیْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنی اللہ کا ذکر صبح و شام تلوار کے حرب سے کہ اللہ کی راہ میں ہو بہتر ہے۔

ذاکر مثل اصحابوں اور پیغمبروں کے ہیں جب ذکر مثل تلوار کے ہے۔ کہ رات دن قتل کرتا ہے کافروں کو۔

حدیث قدسی ہے اِذَا ذَکَرْتَنِیْ شَکَرْتَنِیْ وَاِذَا نَسِیْتَنِیْ کَفَرْتَنِیْ جب تو میرا ذکر کرتا ہے شکر کرتا ہے۔ اور جب بھولتا ہے کفر کرتا ہے

ہر آنکو غافل از وے یک زماں است　　در آندم کافر است و در دو آنہاست
حضوری بخش اے پروردگارم　　کہ باغائب شدہ طاقت نیام

شرح ذکر تجلیات ذات و صفات

جان کہ حضرت موسٰے رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ ماں کے شکم میں آواز بلند فرماتے تھے۔ اور رات دن اپنا ورد کیا تھا۔ یہ سن کر اُن کی ماں حیرت میں آئی۔ کہ میرے شکم میں کیا چیز ہے کہ آواز دیتی ہے۔ حق تعالٰے سے الہام ہوا کہ اے مادرِ موسٰے حیرت مت کر اور رنجیدہ مت ہو اور اس کی حقیقت کسی کافر کے روبرو مت کہہ کہ تیرے شکم میں موسٰے پیغمبر کلیم اللہ میرا دوست اور تیرا فرزند ہے پس موسٰے کی ماں نے یہ الہام ربانی سن کر جمعیت پائی اور باادب ہوئے اور شکم میں حضرت موسٰے کو خدائے تعالٰے کا پیغمبر جانا۔ جب حضرت موسٰے پیدا ہوئے مراتب پیغمبری پر پہنچے۔ اور کلیم اللہ ہوئے اور کہا رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ حضرت رب الارباب سے جواب سنا لَنْ تَرَانِیْ کہ اے موسٰے میں نے وعدہ کیا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ میرے حبیب ہیں کہ اول اپنا دیدار تم کو اور تمہاری اُمت کو دکھاؤنگا پھر اور اُمتوں کو نصیب ہوگا پھر موسٰے نے کہا رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ پھر لَنْ تَرَانِیْ کی آواز آئی کہ تو دنیا میں مجھ کو نہیں دیکھ سکتا اور تجھ میں طاقت دیکھنے کی نہیں ہے۔

موسٰے نے کہا میں دیدہ رکھتا ہوں۔ حق تعالٰے نے فرمایا۔ کہ دوگانہ نماز ادا کر۔ اور طور پر ادب سے بیٹھ اور خبردار رہ۔ موسٰے نے یوں ہی کیا۔ پس حق تعالٰے نے

ایک ذرہ انوار تجلی صفاتی کے مثل سر سوزن کے ہزار پردہ آہنی میں لپیٹ کر موسیٰؑ کی طرف ڈالی وہ طور پر پڑی۔ اور تجلی صفات کی سوئے طاقت نہ لائے اور بیہوش ہو کر تین رات دن پڑے رہے جب ہوش میں آئے کہا سُبْحَانَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ پھر موسیٰؑ جس پر نظر ڈالتے وہ شئے جلجاتی تھی۔ برقعہ منہ پر ڈالا تاکہ دوسرے نہ جلیں ۔

باہو قتل کن فرعون نفس خویش را ۔ ایں مراتب بود موسئے زحق درویش را

پھر موسیٰؑ نے برقعہ روئین پہنا وہ بھی نظر سے خاک سیاہ ہو گیا پھر بارگاہِ ایزدی میں عرض کی کہ اے پروردگار کیا کروں حکم ہوا اے موسیٰؑ فقیر زندہ دلوں کی گدڑی کا ٹکڑا لے اس کا برقعہ بناؤ اور منہ پر ڈال حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اس کے اثر سے ہر چند کہ قہر کی بھی نظر کرتے کوئی نہ جلتا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا۔ خداوندا اس برقعہ میں درویشوں کے کیا حکمت ہے کہ میری نظر قہر سے بھی نہیں جلتے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ یہ درویش سوائے اللہ کے کچھ طلب نہیں رکھتے، اور طالب مولیٰ سب پر غالب ہے ۔

پس سن اے درویش روشن ضمیر کہ درویش وہ ہے کہ مرتبہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رکھتا ہو ۔

پھر حق تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰؑ ایک ذرہ میرے نور کی تجلی سے بیخود ہو گیا۔ اور طاقت نہ لایا۔ امت پیغمبر آخر الزماں میں درویش ولی اللہ ایسے پیدا ہونگے کہ ستر ہزار تجلی رحمت نظر جمالیت سے ان کے دل پر ہر لحظہ اور ہر ساعت نازل کرونگا اور بیخود نہ ہونگے۔ اور سکر میں نہ پڑینگے ۔

پھر حق تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰؑ امت محمد رسول اللہ کا ایسا حوصلہ وسیع ہوگا کہ ہر رات دن فریاد میں آوینگے اور کہینگے اے خداوندا نور اپنا زیادہ کر اَنَا الْمُشْتَاقُ اَرِنِیْ کہینگے بلکہ قبر اور ان کی خاک بھی دیدار کی طلب کریگی ۔

اے عزیز جان کہ ید بیضا اور عصا موسیٰؑ اور صبر ایوب اور شوق جرجیس اور قربانی ابراہیم اور دم عیسیٰؑ اور خاتم سلیمان اور آئینہ سکندر اور خلق محمدی بلکہ کونین یہ سب اللہ کی نام کی برکت سے اور اس کے نور کی تجلیات سے کہ ان کا مجموعہ فقر محمدی سے ہے، حدیث عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ خَیْرٌ مِنْ اَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ واقع ہے ۔

علماء ظاہر اور باطن فقیر کامل کو کہتے ہیں۔ اور نشان کمالیت کا یہ ہے کہ تصرف ظاہری اور

باطنی کم نہ ہو مثل دریائے عمیق کے اور آفتاب فیض کا اور باران اللہ کی رحمت کا ہر وقت جاری ہے عارفوں کے کان میں الست کی آواز ہر وقت ہے اور اُن کی نظر میں دُنیا برباد ہے فقیر ہر وقت حق سے شاد ہیں اور باطن ان کا معمور ہے ؎

جاں بجاناں بدہ اے جان من | عارفاں را ایں بود ایں یک سخن

جان کیا ہے اور جاناں کیا ہے توفیق الٰہی ہے۔ اور جن میں سیرت حسن پرستی اور خط و خال ساقی مطرب کی ہے ان پر لعنت ہے۔ طالب خدا کا خاتمہ بالخیر ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔

شجرہ شریف

سلطان العارفین برہان الواصلین العاشقین فنا فی ھو حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پس از حمد خدا و نعت احمد | نثار آل و اصحاب محمد
بنظم آرم عجب ایں شجرۂ پاک | کہ بیخش در زمیں شاخش بر افلاک
ز ختم انبیا آں شاہ لولاک | لباس فقر پوشیدہ علی پاک
حسن بصری ز دست شاہ پوشید | لباس فقر تا شد چوں مہ عید
حبیب عجمی آں مقبول درگاہ | حسن کردش ز راہ فقر آگاہ
ازاں پس بہ شود داؤد طائی | ازاں معروف کرخی بر ملائی
ازاں پس سری سقطی بارشاد | مرید او بود جنید بغداد
ازاں پس شیخ شبلی پیر دین است | فنائے ذات حق او بالیقین ہست
ازاں پس عبد الواحد ال تو ابدل | ازاں پس یوسف طرطوس کامل
علی ہنکاری یوسف را مرید است | ازاں پس پیر کامل بوسعید است
ازاں پس پیر پیراں شیخ مطلق | محی الدین بداں مقبول بر حق
بہ عبد القادر است آں پیر مشہور | ثنائے پاک او در لوح مسطور
خدا کردہ شہ عالی لوائش | سر ہر اولیا در زیر پائش

ازاں پس عبد رزاق ست ابدل — ازاں پس عبد جبار ست کامل
ازاں پس صادق یحییٰ محمد — ازاں پس نجم الدین شیخ ممجد
ازاں پس عبد فتاح است بیدار — ازاں پس پر کامل عبد ستار
ازاں پس سید عبد البقا داں — بود او رہبر ہر جن و انساں
ازاں پس سید عبد الجلیل ست — ازاں پس عبد الرحمن بن نبیل است
ازاں پس واقف ستر الٰہی — مکمل کامل و عارف کما ہی
سوء ذات خدا کرد از ہمہ او — سراج الواصلین سلطان باھو
ازاں نور محمد پیر بیشک — کہ نقش غیر کرد از لوح دل حک
غلام شاہ محمد اہل دل بود — دل او پاک از ہر غل و غش بود
ازاں پس کامل الایمان الدین — چراغ العاشقین سلطان الیٰسین
بحمد اللہ کنوں نظمم تمام است — محمد یار نام ایں غلام است

ایضاً شجرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہر مشکل مرا باھو و رحماں بس بود شافی — جلیل و ہم بقا و ستار و فتح و نجم الدین یحییٰ
وگر جبار و رزاقم ہمیشہ شافی و وافی — شفیع غوث الاعظم بوسعید و بوالحسن کافی
ولی بوالفرح ہم واحد و شبلی مرا شافی — جنید و سقطی و معروف و داؤد و حبیب عجمی
حسن ہم حیدر و حضرت محمد شافی و وافی — رحم کن حق بحرمت شاں بحز تو نیست یا معافی